[illegible] دیوبندی مولویوں کی شرانگیز تصنیف

"انصاف" کا علمی و تحقیقی جائزہ

انوارِ احناف

بجوابِ انصاف

Mustafaulhaq@Yahoo.Com

تالیف
ابو کلیم محمد صدیق فانی

تقریظ
محمد منشا تابش قصوری

مکتبہ قادریہ عالمیہ [illegible]

الدیوبندیت۔ شاہ عبدالعزیز محدث مراد آباد
www.scribd.com/doc/87224777/Ulma-e-Deoband-Ka-
Deobandi-Mazhab-Ulma-e-Deoband

﴾جملہ حقوق محفوظ ہیں﴿

نام کتاب : انوار احناف بجواب انصاف

مصنف : ابو کلیم محمد صدیق فانی

کمپوزنگ : شبیر احمد رضوی (خانیوال، کبیر والا)

تصحیح : مولانا ابو جمیل محمد خلیل خان فیضی

پروف ریڈنگ : محمد شکیل قادری عطاری (خانیوال)

صفحات : 432

ہدیہ : 320 روپے

مکتبہ قادریہ عالمیہ
0300-6272130

www.Faizeraza.net/Forum
متعدد اردو کتب۔ سعید احمد علی، وہابیت، بریلویت۔

فہرست عنوان

صفحہ نمبر	عنوان	نمبر شمار
13	انتساب	1
14	اظہار عقیدت و ہدیہ تبریک	2
15	مختصر تعارف	3
16	حرف اول	4
19	تقدیم	5
23	نشانِ منزل جانشین اہل سنت ... حضرت علامہ مولانا [illegible] قصوری	6
26	تذکرہ صدر الکاملین علامہ محمد صدیق فانی علیہ الرحمہ	7
38	امام المعقولات مولانا محمد دین بدھوی	8
39	ہندوستان میں انگریزوں کا پہلا قدم اور ان کی وفادار و مشہور شخصیتیں	9
41	نام نہاد امیر المومنین سید احمد	10
43	انگریز کا دوسرا وفادار سپاہی مولوی اسماعیل دہلوی	11
47	مولوی محمد اسماعیل دہلوی کا اعتراف	12
48	مولوی رشید احمد گنگوہی کا فتویٰ	13
49	مولوی محمد اسماعیل دہلوی اور ان کے پیر سید احمد کا قتل مسلمانوں کے ہاتھ سے ہوا	14
51	الزام: "انگریزی حکومت کے زبردست حامی" کا جواب	15
53	الزام: "بریلوی اعلیٰ حضرت کی طرف سے انگریز کی حمایت" کا جواب	16
54	مولوی کرامت علی جونپوری خلیفہ سید احمد بریلوی	17
55	الزام: "بریلوی اعلیٰ حضرت کا خاندان بھی انگریز کا حامی تھا" کا جواب	18
57	مجاہد اعظم مولانا رضا علی خان اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ء	19

20	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کا فتویٰ اور اس کا جواب	58
21	حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے زمانہ میں ہندوستان کی سیاست اور جہاد میں	59
22	شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے فتویٰ کا متن	61
23	مکتوبات کا جواب	62
24	الزام: "بریلوی اعلیٰ حضرت کے نزدیک سکھ نیک لوگ ہیں" کا جواب	65
25	ڈاکٹر جنرنک اور دیگر مورخین کے متعلق مرزا حیرت دہلوی "صاحب حیات طیبہ" کی رائے	65
26	مرتبین انصاف لکھتے ہیں	66
27	سید صاحب کی قائم کردہ مذہبی سلطنت اور اس کے ظلم و ستم	67
28	کسانوں پر ظلم و ستم	68
29	سرحد علماء اسلام کی ناموس پر حملہ	68
30	الزام: "بریلوی اعلیٰ حضرت کے خاندان کی طرف سے ..." کا جواب	71
31	مرتبین انصاف کی کذب بیانی	72
32	تقسیم ہند کے بعد اس فعل شنیع میں اضافہ	73
33	مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی تیغ تیزی	73
34	مولوی محمد اسماعیل دہلوی کا اعتراف	74
35	الزام: "بریلوی تحریک کا مقصد تفریق ملت" کا جواب	74
36	چار الزامات اور ان کے جوابات	75
37	سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کا فتویٰ	76
38	اصل حقیقت کیا ہے؟	77
39	الزام: "بریلوی اعلیٰ حضرت نے ان تمام علماء اور لیڈر ..." کا جواب	79
40	الزام: "بریلوی اعلیٰ حضرت نے تکفیر مسلمین کا جز حق شروع ..." کا جواب	80
41	تجاویز منظور کردہ آل انڈیا سنی کانفرنس	80

42	مسلم لیگ اور تحریک پاکستان مخالفین اہلسنت کی نظر میں	82
43	لو فقرہ!	86
44	اہلسنت و جماعت اور مسئلہ تکفیر	87
45	چند سوالات اور ان کے جوابات	89
46	تین اصولی باتیں	97
47	توہین کا تعلق عرف عام اور محاورات اہل زبان سے ہوتا ہے	97
48	توہین رسول ﷺ میں قائل کی نیت کا اعتبار نہیں ہوتا	98
49	توہین کا دارومدار قصد و نیت پر نہیں ہوتا	98
50	الزام: "... احمد رضا خاں آئے بدعت کا طوفان ..." کا جواب	100
51	کانگریسی وہابی اور احرار ولیگ	101
52	جنگ آزادی اور دیگر تحریکوں میں اہلسنت کا کردار	103
53	تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء	106
54	تحریک ختم نبوت جس میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا	107
55	تحریک نظام مصطفیٰ ﷺ	107
56	قاری محمد طیب کا راجندر پرشاد کی خدمت میں سپاس نامہ	108
57	جمعیت علماء ہند کا گورنر یو پی کی خدمت میں سپاس نامہ	110
58	الزام: "رضا خانی توحید" کا جواب	111
59	اللہ تعالیٰ کا حضور ﷺ سے مشورہ طلب کرنا اور اس کا مفہوم	113
60	اللہ تعالیٰ کا تخلیق آدم سے قبل فرشتوں سے مشورہ طلب کرنا	115
61	اہلسنت و جماعت کا عقیدہ	118
62	علامہ شعرانی کے متعلق علمائے دیوبند کے تاثرات	131
63	علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی علمائے اہلسنت کی نظر میں	131

54	مرتبین انصاف کے تحریر کردہ اشعار کی مختصر شرح	141
65	ہفت اقطاب کے اشعار کا جواب	156
66	خواجہ غلام فرید چشتی نظامی کے متعلق علمائے دیوبند کے تاثرات	156
67	اہلسنت وجماعت کا عقیدہ	160
68	ایک ضروری مسئلہ اور اس کی وضاحت	160
69	الزام: "اس نیت کو کبھی جگہ نہ دے مجھے زیارت رسول نصیب ہو" کا جواب	163
70	الزام: "امداد کی حجت نے بریلوی اعلیٰ حضرت کو مدینہ کی ـــ" کا جواب	164
71	ایک خواب وعبارت کی تشریح	165
72	الزام: "بریلوی اعلیٰ حضرت کا اصل جھگڑا گھر کی وفاداری تھا" کا جواب	166
73	الزام: "حسام الحرمین نام سے تکفیری فتویٰ جس جھوٹ ....." کا جواب	170
74	حرمین شریفین میں علمائے دیوبند کی دوغلی پالیسی	170
75	مرتبین انصاف کا مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی تصنیف سے انحراف	174
76	نماز میں تصور مصطفیٰ ﷺ	175
77	مولوی عبد الماجد کا نماز میں قصداً تھانوی صاحب کا خیال لانا	176
78	محقق صوفیائے کرام اور علمائے اسلام کے ارشادات	176
79	حضرت شاہ ابوالخیر کا صراط مستقیم کی عبارت سے اظہار نفرت	178
80	دیوبندی مذہب	178
81	عوارف المعارف کی عبارت میں خیانت	179
82	خواجہ نظام الدین دہلوی کی عبارت کا جواب	180
83	ایک حدیث اور اس کا صحیح مفہوم	181
84	علمائے دیوبند کا فتویٰ	181
85	مسئلہ بشریت اور اہلسنت کا موقف	182

86	مسئلہ تکفیر اور مولوی محمد اسماعیل دہلوی	183
87	الزام: "بریلوی اعلیٰ حضرت مصنف حسام الحرمین نے فتویٰ ـــ" کا جواب	183
88	فاضل بریلوی پر آپ کا اعتراض غلط ہے	185
89	حضور ﷺ کے بعد جدید نبی	186
90	تین عبارتوں کا مفہوم	186
91	مولوی محمد قاسم نانوتوی اور عقیدۂ ختم نبوت [illegible]	188
92	احادیث نبوی ﷺ	188
93	منکر ختم نبوت باجماع صحابہ وتابعین کافر ہے	190
94	مرزائی بھی خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کو عوام کا خیال بتاتے ہیں	193
95	مرتبین انصاف کی تحریر کردہ ایک عبارت اور اس کا جواب	193
96	گنگوہی کے فتویٰ وقوع کذب باری تعالیٰ کی عبارت	194
97	اہلسنت وجماعت کا مسلک	196
98	مسئلہ حاضر وناظر اور اہلسنت کا موقف	197
99	مسئلہ علم غیب اور اہلسنت کا موقف	199
100	الزام: "اعلیٰ حضرت بریلوی کی صریح گستاخی" کا جواب	200
101	عالم برزخ اور عالم دنیا	200
102	مقام مصطفیٰ ﷺ	201
103	تین مستند واقعات	202
104	اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے قول کی وضاحت	204
105	مرتبین انصاف اور جاء الحق کی عبارات میں تحریف	205
106	فتاویٰ بزازیہ، قاضی حمید الدین ناگوری کی عبارات کا جواب	208
107	فتاویٰ قاضی خان کی عبارت کا جواب	210

108	براہین قاطعہ کی کفریہ عبارت	211
109	مولانا معین الدین اجمیری اور براہین قاطعہ کی عبارت	212
110	مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی نے مولوی خلیل احمد پر آخری حجت قائم کر دی	215
111	حضرت عبداللہ بن عباس کا تفسیری مقام	216
112	مرتبین انصاف کی علم غیب کی نفی میں پیش کردہ آیات کا اجمالی جواب	217
113	ایک حدیث مبارکہ کی مختصر توضیح	225
114	حفظ الایمان کی کفریہ عبارت اور اس کی وضاحت	227
115	کفریہ عبارات سے بعض علمائے دیوبند کا اظہار نفرت	230
116	مولوی اشرف علی تھانوی کے رسالہ حفظ الایمان کی کفریہ عبارت کا رد کرنے پر دربار نبوی ﷺ سے خوشنودی کا پروانہ	233
117	عہد ہارون	234
118	مرتبین انصاف کے کفر کی شہادتیں	238
119	انجیل کی عبارت کا جواب	239
120	تعلیم الطالبین کی عبارت کا جواب	240
121	مسئلہ گیارہویں شریف	240
122	گیارہویں شریف صالحین کی نظر میں	242
123	مسئلہ نذر و نیاز اور اہلسنت کا مسلک	244
124	وصال شریف کے بعد صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کا آپ کی خدمت میں ثواب کا ہدیہ پیش کرنا	249
125	تحفہ اثنا عشریہ کے اردو ترجمہ میں وہابیہ کی تحریف	251
126	وما اہل لغیر اللہ بہ کی صحیح تفسیر	252
127	چند شبہات اور ان کا ازالہ	257
128	مزید ایک ضروری وضاحت	263
129	الزام ’’گیارہویں شریف کی اصل اسلام سے پہلے مصر ---‘‘ کا جواب	266

130	گیارہویں تاریخ کی تاریخی اہمیت	266
131	فتح غوثیہ کا جواب	267
132	آیت کریمہ ومن اضل ممن یدعوا الخ کا مفہوم	267
133	مرتبین انصاف جواب دیں؟	270
134	ارشاد الطالبین کی عبارت کا جواب	271
135	تفسیر روح المعانی کی عبارت کا جواب	272
136	حدیث نہی رسول اللہ ﷺ ان یوطا غیر ذابہا کی تشریح	273
137	کتاب الانوار کی عبارت میں تحریف	274
138	الزام ’’بریلوی مذہب کی علامت قبروں کے طواف اور سجدے‘‘ کا جواب	275
139	ایک حدیث مبارکہ کی تشریح	276
140	قبر پر بیٹھنا	277
141	مزارات پر گنبد بنانا	277
142	قبر کو مسجد بنانے کا مفہوم	281
143	مزارات اولیاء پر چراغ جلانا اور چادریں چڑھانا	282
144	شامی کی عبارت میں ہیرا پھیری	289
145	تفہیمات الٰہیہ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ایک عبارت اور اس کا جواب	289
146	مرتبین انصاف کی تحریف پر تحریف	290
147	بزرگان دین کے عرس کی حقیقت	293
148	حدیث لا تشد الرحال الخ کا صحیح مفہوم	295
149	حدیث لا تتخذوا قبری عیدا کا مفہوم	296
150	ملا علی قاری حنفی کی عبارت کا جواب	297
151	فتاویٰ عزیزی کی عبارت میں تحریف	298

152	تفسیر مظہری کی عبارت کا جواب	298
153	عید میلاد النبی ﷺ اور جلوس نکالنا	301
154	کرم ہی کرم	310
155	ایک اعتراض اور اس کا جواب	313
156	الزام: "یہ مسرف بادشاہ رعایا کی لاکھوں کی رقم اس بدعت ---" کا جواب	316
157	محفل میلاد منعقد کرنا یہ مسلمانوں کیلئے اظہار محبت اور ایمان کی علامت ہے	317
158	تصدیقات علماء کرام و مشائخ عظام	318
159	شیخ احمد عبد العزیز المبارک چیف جسٹس عدالت شرعیہ متحدہ عرب امارات کا فیصلہ کن قول	320
160	عید میلاد النبی ﷺ کے موقع پر جلوس نکالنا	327
161	مدینہ منورہ میں محبوب کبریا ﷺ کی آمد	332
162	الزام: "اربل کا سلطان بے دین تھا تاریخ ابن خلکان میں ---" کا جواب	333
163	علامہ ابن امیر الحاج مالکی اور دیگر علماء کی عبارت کا جواب	335
164	علامہ شامی کی عبارت میں تحریف	337
165	حضرت مجدد الف ثانی اور محفل میلاد	337
166	علماء اہلسنت وجماعت کی تفسیری خدمات	339
167	دیوبندی تبلیغی جماعت اور مفتی سعودی عرب کا فتویٰ	341
168	مولوی محمد جونا گڑھی اہلحدیث کے ترجمہ قرآن کے علاوہ تمام دیگر تراجم قرآن کریم سعودی عرب میں مسترد کر دیے گئے	341
169	کنزالایمان ایک اہلحدیث کی نظر میں	342
170	الزام: "بریلوی اعلیٰ حضرت کے ترجمہ میں تحریف" کا جواب	344
171	واقعہ شہداء اور اس کا پس منظر	350
172	اعلیٰ حضرت گولڑوی کی عبارات کا جواب	362
173	اہلسنت وجماعت کا عقیدہ	363

174	نبی اور رسول کی تعریف	366
175	الزام: "موجودہ بریلویت انبیاء علیہم السلام کو بشر کہنے والوں ---" کا جواب	368
176	ایک حدیث اور اس کا مفہوم	369
177	اسماء گرامی علماء سلف و خلف جو حضور ﷺ کے جسمانی سایہ کے قائل نہ تھے	370
178	طائفہ دیوبندیہ کے گھر کی شہادتیں	372
179	فتاویٰ دار العلوم دیوبند	372
180	اذان سے قبل یا بعد درود شریف پڑھنا مستحسن ہے	375
181	بوقت اذان حضور ﷺ کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے چوم کر آنکھوں سے لگانا اور درود شریف پڑھنا	376
182	ولا تتبع کا مفہوم	378
183	ضعیف حدیث کا حکم	379
184	جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے ذکر کرنا	381
185	مرتبین انصاف کیلئے لمحہ فکریہ	382
186	مسئلہ قوالی اور اہلسنت کا موقف	383
187	مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتویٰ کا رد	384
188	فتویٰ مذکورہ پر مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی تنقید	385
189	اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے فتویٰ میں تحریف	386
190	رہائشی مکان کرایہ پر دینے کا مسئلہ	388
191	مسئلہ ذبح معروف اور علماء دیوبند	389
192	حاشیہ تفسیر نعیمی سورۃ بقرہ (پ ۱) صفحہ نمبر ۲۹۷ کا جواب	391
193	حضرت ابراہیم اور مہمان فرشتوں کا قصہ اور اس کا جواب	393
194	قصہ ہاروت و ماروت اور تفسیر نعیمی پر اعتراض کا جواب	393
195	بدعت مذمومہ اور بدعت حسنہ	399

196	تجویب کا مفہوم	401
197	لفظ کل کا مفہوم	402
198	علمائے اسلام کے اقوال	403
199	اشعۃ اللمعات کی عبارت کا جواب	405
200	فقہائے احناف کا مذہب	406
201	فتاویٰ عالمگیری کو مرتب کرنے والے چند جید حنفی علمائے کرام	407
202	مرتبین انصاف کی پہلی دلیل اور اس کا جواب	408
203	حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی روایت کا جواب	409
204	حضرت عبداللہ بن عمرؓ کا واقعہ	412
205	حضرت سالمؒ کا واقعہ	413
206	حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے قول کا جواب	413
207	نماز جمعہ سے پہلے یا بعد نفل پڑھنا	414
208	علمائے احناف کا مذہب	415
209	مسئلہ تحقیقہ	415
210	جامع صغیر وغیرہ کی عبارات کا جواب	416
211	حدیث کوثر کا جواب	417
212	مرتبین انصاف کی گپ	419
213	اشیاء میں اصل اباحت ہے	422
214	حدیث من سن فی الاسلام کا ترجمہ	423
215	مکتوبات حصہ چہارم صفحہ ۹۲ کی عبارت کا جواب	426
216	جلوس میلاد النبی ﷺ	427

انتساب

شیخ کامل، جامع شریعت و طریقت، عمدۃ الصالحین، قدوۃ العارفین

محقق وقت، سیوطی زماں، آیت من آیات اللہ، فنا فی الرسول، شیخ التفسیر والحدیث

حضرت مولانا ابوالفضل **محمد سردار احمد قادری چشتی رضوی** نور اللہ مرقدہٗ

کے نام

جو ہمہ وقت حسن مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی تجلیوں میں گم رہتے تھے

گر قبول افتد زہے عز و شرف

ابو حلیم فانی

اظہارِ عقیدت

پیرِ طریقت، رہبرِ شریعت، نباضِ قوم، مفتی عالمِ اسلام
نائب محدث اعظم پاکستان فیض یافتہ
امیرِ ملت خلیفۂ حضور مفتی اعظم ہند
حضرت علامہ مولانا الحاج

ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی

دامت برکاتہم العالیہ
امیر جماعت رضائے مصطفےٰ ﷺ (رجسٹرڈ) پاکستان

ہدیۂ تبریک

محسنِ اہلسنت، پاسبانِ مسلکِ رضا، فنافی اللہ، فنافی الرسول
عالمِ بے ریا، عالم باعمل، زینتِ علم و قلم، مصنف کتبِ کثیرہ
حضرت علامہ الحاج

ابو کلیم محمد صدیق نقشبندی

المعروف فانی

نور اللہ مرقدہٗ

مختصر تعارف

جماعت رضائے مصطفےٰ ﷺ (رجسٹرڈ) خانیوال زیرِ سایہ نباضِ قوم مفتی عالمِ اسلام حضرت الحاج ابو داؤد محمد صادق قادری رضوی صاحب دامت برکاتہم العالیہ عرصہ دس سال سے خدمتِ دینِ اسلام کی لگن میں مگن ہے۔ قلیل مدت اور محدود ذرائع ہونے کے باوجود جماعت رضائے مصطفےٰ ﷺ خانیوال کی یہ اڑتیسویں (۳۸) اشاعت ہے اس میں سب سے کارہائے نمایاں مسلکِ حق اہلسنت و جماعت کا دفاع، بزرگانِ دین کی تعلیمات اور اصلاحِ اعمال پر مشتمل لٹریچر کی اشاعتیں شامل ہیں جماعت رضائے مصطفےٰ ﷺ خانیوال کی علمی سرپرستی عالم باعمل، زینتِ علم و قلم، نازشِ اہلسنت حضرت علامہ الحاج ابو کلیم محمد صدیق فانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے۔ اور یہ تحریک راقم الحروف محمد شکیل اختر قادری رضوی، محمد شکیل احمد قادری عطاری، حضرت علامہ مولانا ابو الجلیل محمد خلیل خاں فیضی، شبیر احمد رضوی اور اویس رضا رضوی پر مشتمل ہے۔ اللہ تعالیٰ جماعت رضائے مصطفےٰ ﷺ (رجسٹرڈ) خانیوال کو دن دوگنی رات چوگنی ترقی عطا فرمائے اور اسی طرح مسلکِ حق اہلسنت و جماعت بریلوی کی خدمت میں مصروفِ عمل رہنے کی توفیق عطا فرمائے۔

محمد شکیل اختر رضوی
حال مقیم ساؤتھ افریقہ
یکم دسمبر ۲۰۱۱ء

حرف اول

از قلم محمد شکیل قادری عطاری

ہمارے مشفق اور مہربان دوست ترجمانِ اعلیٰ حضرت، فخرِ اہل سنت جناب سید صابر حسین شاہ صاحب نے ضلع اٹک سے "انصاف" نامی ایک کتاب بذریعہ ڈاک محسن اہلسنت پاسبان مسلک رضا حضرت ابوکلیم محمد صدیق نقشبندی المعروف فانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں ارسال فرمائی۔ جو کہ دیوبندی مکتبہ فکر سے وابستہ تین مولویوں کی جدوجہد کا ماحصل تھا۔ حسب الارشاد حضرت سید صابر حسین شاہ صاحب حضرت فانی صاحب نے انیس دن میں محققانہ جواب لکھ کر اراکین جماعت رضائے مصطفےٰ (رجسٹرڈ) خانیوال محترم جناب محمد شکیل اختر رضوی (حال مقیم ساؤتھ افریقہ)، محترم جناب شبیر احمد رضوی، محمد اویس رضوی اور راقم الحروف (محمد شکیل قادری عطاری) کے سپرد فرمادیا کہ مرتبین انصاف نے کوئی نیا گل نہیں کھلایا، وہی پرانی باتیں اور سابقہ اعتراضات ہیں جن کا علماء اہل سنت بارہا تقریراً و تحریراً جواب دے چکے ہیں۔ مخالفین کی قوت سمع و بصر ختم ہو چکی ہے لہٰذا امت مسلمہ میں افتراق و انتشار پیدا کرنے کیلئے اپنے زعم باطل میں دین اسلام کی بہت بڑی خدمت سمجھ رہے ہیں۔

☆☆☆☆☆

صوفیاء محققین نے فرمایا ہے کہ بغض و حسد ایک ایسی روحانی مہلک بیماری

ہے جب انسانی قلب و ذہن پر اثر انداز ہوتی ہے تو انسان کی فکری صلاحیتیں مفلوج ہو کر رہ جاتی ہیں۔ یہی حال "مرتبین انصاف" کا ہے کہ بغض رضا کے سبب جن کی سوچ و فکر کا جنازہ نکل چکا ہے۔ اور شاید ایسے مدارس سے تعلیم حاصل کی ہے جہاں اخلاقیات پر درس دینا شجر ممنوعہ کی حیثیت رکھتا ہے۔ اور جھوٹ بولنے کی خوب مشق کرائی جاتی ہے۔ تمام کتاب کذب بیانی، دروغگوئی اور الزام تراشی کا مرقع ہے۔ آیات قرآنیہ، احادیث نبویہ اور فقہاء کرام کے اقوال کے جان بوجھ کر غلط مفاہیم و مطالب پیش کیے گئے ہیں نہ کوئی ربط ہے نہ ضبط، ذہنی مریضوں کی طرح جوابات ذہن میں آئی لکھنی شروع کردی، نیز ایک ہی بات کو بار بار دہرا کر کتاب کے حجم کو بڑھانے کی سعی لاحاصل کی گئی ہے۔

جناب ابوکلیم فانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے "انصاف" کا ردِ بلیغ لکھ کر عوام اہل سنت پر احسان عظیم فرمایا ہے، مرتبین کی کذب بیانیوں، الزام تراشیوں کو طشت ازبام کیا ہے۔ اور عقائد اہل سنت کی صحیح تصویر عوام الناس کے سامنے پیش کی ہے۔ قرآن و حدیث، اقوال صحابہ و تابعین اور بزرگان اسلام سے اپنے عقائد و نظریات کو مدلل کیا ہے۔ اگر مخالفین بغض و حسد کی عینک اتار کر اس کا مطالعہ کریں گے تو خالق کائنات سے امید واثق ہے کہ "ان شاء اللہ" ضرور ان کو راہ ہدایت نصیب ہوگی۔

☆☆☆☆☆

کمپوز شدہ مسودہ حضرت فانی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے علامہ ابوالجلیل محمد خلیل خاں فیضی مدظلہ کو تصحیح کیلئے دیا علامہ ابوالجلیل محمد خلیل خاں فیضی مدظلہ نے تصحیح کے ساتھ ساتھ حواشی بھی تحریر فرمادیے۔ کتاب پر نظرثانی و تصحیح و تحشیہ کا کام مکمل ہو چکا تھا

تو اچانک مورخہ ۲۷ نومبر ۲۰۰۶ء بمطابق ۵ر ذیقعدہ ۱۴۲۷ھ بروز سوموار شریف حضرت فانی کا سانحہ ارتحال پیش آیا رحمۃ اللہ علیہ رحمۃ واسعۃ۔ حضرت فانی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد کچھ وجوہ کی بنا پر کتاب کی اشاعت نہ ہو سکی۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر کرم سے جماعت رضائے مصطفے (رجسٹرڈ) خانیوال کے اراکین نے اشاعت کیلئے محترم جناب شیخ محمد سرور اویسی صاحب مالک اویسی بک سٹال گوجرانوالہ سے بات کی تو محترم نے بخوشی اس کتاب کی اشاعت کی ذمہ داری کو قبول کیا۔ اور اپنے معیار کو قائم رکھتے ہوئے اس ذمہ داری کو خوب نبھایا ہے اللہ رب العزت جل شانہ بطفیل حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کتاب کے مؤلف مصحح، ناشر و جملہ معاونین کو دارین کی سعادتیں اور کامرانیاں عطا فرمائے۔ مؤلف کی اس کاوش و محنت کو اپنے دربار زربار گہربار میں قبولیت عطا فرمائے اور اس اشاعتی ادارے کو روز افزوں ترقی عطا فرمائے۔

۲۹ ر ذیقعدہ ۱۴۳۳ھ بروز ہفتہ

آمین

بجاہ سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

محمد طفیل قادری عطاری

کالونی نمبر ۱ عامر منزل مکان نمبر ۵۹۹ خانیوال

تقدیم

از: سید صابر حسین شاہ بخاری قادری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

یہ رضا کے نیزے کی مار ہے کہ عدو کے سینے میں غار ہے
کسے چارہ جوئی کا وار ہے کہ یہ وار وار سے پار ہے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا محدث بریلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۹۲۱ء) نے ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاسبانی میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی۔ آپ تحریک ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ایک عظیم مجاہد کے طور پر سامنے آئے اور ساری زندگی گستاخوں کے تعاقب میں رہے جب مولوی قاسم نانوتوی نے ''تحذیر الناس'' میں خاتم النبیین کے معنی تبدیل کئے۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی نے ''براہین قاطعہ'' میں معظم کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریف کو شیطان کے علم سے بھی گھٹانے کی ناپاک حرکت کی اور اس پر مولوی رشید احمد گنگوہی نے تصدیق کی اور مولوی اشرف علی تھانوی نے ''حفظ الایمان'' میں رحمت کائنات فخر موجودات حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم شریف پر نار وا حملہ کیا تو ان نازک ترین حالات میں سرو حق آگاہ امام احمد رضا قدس سرہٗ تڑپ کر رہ گئے۔ آپ نے ان لوگوں سے مطالبہ کیا کہ یا تو ان

عبارات کا صحیح محمل بیان کیجئے یا پھر توبہ کر کے ان عبارات کو قلم زد کر دیجئے۔ آپ نے
ان گستاخوں کو خطوط لکھے۔ رسائل لکھے بار بار یاد دہانی کرائی گئی جب یہ لوگ بالکل
ٹس سے مس نہ ہوئے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ نے "تحذیر الناس" کی تصنیف کے ۳۰
سال بعد "براہین قاطعہ" کی اشاعت کے قریباً ۱۹ سال بعد اور "حفظ الایمان" کی
اشاعت کے قریباً ایک سال بعد ۱۳۲۰ھ میں ناموس مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
حفاظت کی خاطر مذکورہ بالا قائلین کے بارے میں ان کفریہ عبارات کی بنا پر فتوائے کفر
صادر کیا۔ ۱۳۲۳ھ میں حرمین شریفین کے ۳۵ جلیل القدر علماء کرام نے بھی اعلیٰ
حضرت علیہ الرحمۃ کے فتویٰ پر مہر تصدیق ثبت کرتے ہوئے زوردار تقاریظ لکھ دیں جو
حسام الحرمین کی صورت میں سامنے آئیں بعد میں پاک و ہند کے جلیل القدر علماء کرام
نے بھی تائید کر دی اور ان افراد کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا۔ یہ ہے امام احمد رضا
علیہ الرحمۃ کا وہ جرم جو معاف نہیں کیا جا رہا۔ مخالفین نے توبہ کرنے کی بجائے ان
عبارات کی تاویلات کرنا شروع کر دیں اور امام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر سب و شتم شروع
کر دیا۔ عصمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حمایت کی بجائے اپنے ان علماء کی
حمایت پر کمربستہ ہو گئے امام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر بے بنیاد الزامات کے انبار لگا دیے
ان کو بدنام کرنے کا کوئی موقع ہاتھ سے نہ جانے دیا کبھی ان کو انگریز کا ایجنٹ کہا گیا
کبھی بدعتی کہا گیا کبھی نئے فرقے کا بانی مشہور کیا گیا گرچہ ان الزامات کی کوئی
حقیقت نہ تھی لیکن علماء اہلسنت نے میدان عمل میں آکر ان کے بے بنیاد الزامات کے
تار و پود بکھیر کر رکھ دیے۔ مولوی حسین احمد ٹانڈوی نے "شہاب ثاقب" میں جو کچھ کہا
مفتی سنبھل علامہ سید اجمل شاہ سنبھلی علیہ الرحمۃ نے رد شہاب ثاقب میں ایسا بھرپور
اور مسکت جواب دیا کہ آج تک ان کی ذریت سنبھل نہ سکی۔ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی
نے "المہند" میں جو فنکاری کی مناظر اسلام مولانا حشمت علی لکھنوی علیہ الرحمۃ نے داد

المہند میں ان کے مکر و فریب کا پردہ چاک فرما دیا۔ کسی نے مذہبی دنیا میں دہشت گردی
رچاتے ہوئے "دھماکے" کیا تو مولانا محمد حسن علی رضوی نے "قہر خداوندی" میں ان
کے اثرات کو زائل فرمایا نیز مولانا خلیل اشرف اعظمی علیہ الرحمۃ نے اس دہشت گرد
کے منہ پر ایک طمانچہ رسید کیا۔ رئیس التحریر علامہ ارشد القادری علیہ الرحمۃ نے باطل
کے ایوانوں میں ایک ایسا زلزلہ بپا کیا آج تک تھمنے کا نام نہیں لے رہا۔ جو بھی سامنے
آتا ہے۔ علماء اہلسنت کی صفوں میں سے ایک ایک مجاہد آگے بڑھ کر فتنہ پرور کا خاتمہ
کر دیتا ہے۔ اور ان کے ناپاک عزائم خاک میں ملا دیتا ہے۔ حق و باطل کی جنگ روز
اول سے جاری ہے۔ اور جاری رہے گی۔ انجمن انوار رضا واہ کینٹ کی جانب سے
علامہ حافظ قاضی غلام محمد سیالوی علیہ الرحمۃ (محمدی شریف جھنگ) کی ایک کتاب
"لاتفرقوا" شائع ہو کر سامنے آئی۔ جس میں نہایت مدلل اور مثبت انداز میں تفرقہ
بازی کو زیر بحث لایا گیا تھا۔ مخالف کیمپ سے فرار ثلاثہ سامنے آئے اور انصاف کے
طالب ہوئے۔ دعویٰ تو یہ ہے کہ یہ لاتفرقوا کا جواب ہے لیکن صرف تین چار جگہوں پر
لاتفرقوا کا ذکر ملتا ہے باقی سب کچھ اپنے ان چند علماء کی حمایت میں جن کی کتابیں
عصمت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف ہیں اور یہی مجرم عصمت مصطفےٰ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کے پاسبان امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ پر سب و شتم کیا گیا بے
بنیاد الزامات لگائے گئے۔ حالانکہ الزامات کا بارہا دفعہ جوابات دیے جا چکے ہیں۔
لیکن فرار ثلاثہ ایک دفعہ پھر انصاف کے طالب ہوئے ہیں تو اہلسنت کی جانب سے
محقق اہلسنت علامہ ابو الکلیم محمد صدیق فانی علیہ الرحمۃ (م ۲۷ نومبر ۲۰۰۶ء) انصاف
بجواب انصاف لے کر سامنے آئے ہیں۔ آپ بے دینوں کیلئے ایک سیف المسلول
ہیں محب الرسول ہیں بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مقبول ہیں۔ آپ
کی ساری زندگی جہاد بالقلم میں گزری آخر دم تک خامہ فرسائی فرماتے رہے۔

اعتقادی اور نظریاتی دنیا میں آپ کا نام نہایت روشن اور نمایاں ہے۔ علامہ ابو کلیم محمد صدیق فانی علیہ الرحمۃ ۱۹۳۳ء میں پنیار (گورداسپور انڈیا) میں حاجی مراد علی قادری علیہ الرحمۃ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ۱۹۴۷ء میں ہجرت کر کے خانیوال آگئے۔ یہاں تعلیم حاصل کی۔ پیر طریقت امام بخش نقشبندی علیہ الرحمۃ کے ہاتھ پر بیعت ہوئے۔ بچپن ہی سے خوش نویسی کا شوق تھا آپ نے کتابت اور خوش نویسی کو پیشہ کے طور پر بنایا مایہ ناز خوش نویس عبدالمجید رقم آپ کے استاد تھے۔ آپ ۳۵ سال کتابت اور خوش نویسی کے ساتھ منسلک رہے بچپن ہی سے صوم وصلوٰۃ کے پابند تھے۔ تلاوت قرآن کریم روز کا معمول تھا کثرت سے درود وسلام پڑھتے تھے۔ ساری زندگی سادگی اور درویشی میں گذری۔ آپ کی وسیع ریسرچ تھی۔ اکثر مطالعہ میں منہمک رہتے تھے۔ ۱۹۷۳ء میں حج بیت اللہ اور زیارت حرمین شریفین سے سرفراز ہوئے۔ آپ کی بے شمار تصانیف ہیں اکثر شائع ہو چکی ہیں اور چند ایک زیر طبع ہیں۔ ۲۷ نومبر ۲۰۰۶ء کو دنیا ہستی کا یہ آفتاب غروب ہو گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب حضرت احمد مجتبیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طفیل آپ کی بخشش فرمائے اور درجات بلند فرمائے۔ آمین

امید ہے آپ کی دیگر تصانیف کی طرح یہ کتاب بھی شہرت عام اور بقائے دوام حاصل کرے گی۔ انشاء اللہ

دعا گو

گدائے کوئے مدینہ

احقر صابر حسین

۱۴ رمضان المبارک ۱۴۲۸ھ، ۲۷ ستمبر ۲۰۰۷ء

نشانِ منزل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

عَمَل کا ردِ عمل

اَز

تابش اہل سنت ۔ صاحب طرز

حضرت علامہ الحاج محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

"صراطِ مستقیم" پر چلنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے مقام کی عظمت سے سرفراز فرمایا اور امت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انبیاء علیہم السلام یافتہ مستقیم کے نقش قدم پر چلنے والوں کی معیت ورفاقت کا حکم دیا۔ قرآن مجید کا آغاز ہی حمد سے فرماتے ہوئے سورۃ الحمد میں اسی کی خصوصی تعلیم دی کہ بندے یوں طلب کرتے رہیں

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ۝

﴿پ ۱ سورۃ الفاتحہ آیت ۵ تا ۷﴾

ترجمہ ۔ ہم کو سیدھا راستہ چلا، راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا، نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔

واضح ہوا کہ اللہ رب العزت نے اپنے خاص بندوں کو انعام کی دولت عظمیٰ عطا فرمائی چنانچہ کسی قسم کا ابہام نہ رہنے دیا بلکہ بڑی وضاحت سے فرمایا

فَاُولٰٓئِکَ مَعَ الَّذِیْنَ اَنْعَمَ اللّٰہُ عَلَیْھِمْ مِّنَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّھَدَآءِ وَالصّٰلِحِیْنَ وَحَسُنَ اُولٰٓئِکَ رَفِیْقًا ﴿پ ۵ سورۃ النساء آیت ۶۹﴾

ترجمہ:۔ تو اسے ان کا ساتھ ملے گا جن پر اللہ نے فضل کیا یعنی انبیاء اور صدیق اور شہید اور نیک لوگ یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں

پس یہی اہل حق صراط مستقیم سے موصوف ہیں ان کی اتباع و پیروی اور نقش قدم پر چلنے سے

اسلام ہو سکتے ہیں

اور اس دور میں سب سے بڑا اہل صحیح عقیدہ ہونا ہے اور صحیح عقیدہ صرف اور صرف اہل سنت وجماعت ہے اور یہی جماعت ہے جس کے ہر فرد کا اعلان ہے

بحمد اللہ پروردگار است ہر نبی ... محبت دار چار یارم تابع اولاد علی
مذہب حنفیہ دارم ملت حضرت خلیل ... خاک پائے غوث اعظم زیر سایہ ہر ولی

جو یہ ہے

صدیق عکس حسن کمال محمد است ... فاروق عکس جاہ و جلال محمد است
عثمان ضیائے شمع جمال محمد است ... حیدر بہار باغ خصال محمد است
اسلام ما اطاعت خلفائے راشدین ... ایمان ما محبت آل محمد است

زیر نظر کتاب "انوار حنفاء" میں اہل سنت کے عقائد کو دلائل وبراہین سے مرصع کیا گیا ہے اور مخالف کے سوقیانہ انداز سے صرف نظر کرتے ہوئے حقائق کو واضح کیا ہے۔

قارئین کرام بغور پڑھیں اور اپنے علم و یقین کے مطابق سے فیصلہ کریں کہ کون حق پر ہے اور کون باطل پر۔

ہمیں ایسی کتاب شائع کرنے کی چنداں ضرورت نہیں تھی مگر یہ عمل کا ردعمل ہے۔ جو مخالف کا عمل سراسر الزام تراشی پر مبنی تھا تو مجبوراً مصنف موصوف کو قلم اٹھانا پڑا اور سچے پر اور حق مسلک پر جو خاک ڈالنے کی بے ہودہ کوشش کی گئی تھی اس سے گرد کو صاف کرنے کے لئے مصنف نے قلم اٹھایا اور حق واضح فرمایا۔

دعا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں مسلک حق اہل سنت وجماعت پر ہمیشہ چلنے کی توفیق رفیق مرحمت فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

محمد منشا تابش قصوری

مدرس جامعہ نظامیہ رضویہ لاہور

[illegible] شوال المکرم ۱۴۳۳ھ / [illegible] ۲۰۱۲ء چہار شنبہ

تذکرہ صدر الخطاطین علامہ محمد صدیق فانی علیہ الرحمۃ

ولادت باسعادت

حضرت قبلہ محمد صدیق بن حاجی مراد علی قادری ۱۹۴۲ء میں ضلع گورداسپور (بھارت) کے علاقہ بٹالہ میں پیدا ہوئے۔ تقسیم ہند کے بعد ۱۹۴۷ء میں گورداسپور سے ہجرت کر کے خانیوال بلاک نمبر ۶ میں قیام فرمایا۔

اسم گرامی

والدین نے آپ کا نام محمد صدیق رکھا، کنیت ابو کلیم، تخلص فانی۔

تعلیم

ابتدائی تعلیم خانیوال ہی میں حاصل کی اور ۱۹۵۸ء میں میٹرک کا امتحان گورنمنٹ ہائی سکول خانیوال سے پاس کیا۔

آپ کو بچپن ہی سے دینی ماحول میسر آیا۔ آپ کے والد ماجد حضرت حاجی مراد علی قادری رحمۃ اللہ علیہ ایک دین دار شخصیت تھے اور فوج میں ملازم تھے۔ آپ کی والدہ ماجدہ نیک اور پارسا، صوم وصلوٰۃ کی پابند خاتون تھیں۔ قبلہ فانی علیہ الرحمۃ بچپن ہی سے شرم وحیا کے پیکر تھے۔

بیعت

آپ نے پیر طریقت، ولی کامل حضرت امام بخش نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ کے دست حق پرست پر بیعت کی۔ آپ کے پیر ومرشد کا تعلق جڑانوالہ (فیصل آباد) سے تھا۔ آپ شریعت کے انتہائی پابند صوفی بزرگ تھے۔ قبلہ فانی علیہ الرحمۃ فرماتے تھے کہ میرے مرشد کامل کی مجھ پر خاص نظر عنایت تھی اور مجھ سے بے پناہ محبت کرتے تھے۔

ذریعہ معاش

آپ کو بچپن ہی سے خوشنویسی کا شوق تھا۔ آپ نے کتابت اور خوشنویسی کو پیشہ کے طور پر اپنایا کتابت اور خوشنویسی میں آپ کے استاد پاکستان کے مایہ ناز خوشنویس عبد المجید رقم تھے۔ جن کے آپ تنہا شاگرد تھے۔ کتابت اور خوشنویسی میں آپ کے شاگرد پورے پاکستان میں پھیلے ہوئے ہیں۔

کم و بیش آپ ۵۰ سال کتابت و خوشنویسی کے پیشہ سے منسلک رہے۔ اس دوران آپ نے بڑے بڑے کارہائے نمایاں سر انجام دیئے۔ بیشتر کتب احادیث اور فقہ آپ کی کتابت شدہ ہیں۔

ذوقِ عبادت

حضرت ثانی علیہ الرحمۃ بچپن ہی سے صوم و صلوٰۃ کے پابند تھے۔ تلاوت قرآن مجید سے قلبی لگاؤ تھا۔ اکثر اوقات تلاوت کلام مجید میں گزارتے اور جمعہ کے روز سورۃ کہف کا ورد فرماتے جو زندگی بھر معمول رہا۔ اسی مبارک سورۃ کی برکت سے آپ اصحاب کہف کی زیارت سے مشرف ہوئے۔

کثرت ذکر مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں۔ کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص جس چیز سے محبت کرتا ہے اس کا بکثرت ذکر کرتا ہے
(کنز العمال صفحہ نمبر ۴۲۵ جلد اول طبع بیروت)

حضرت ثانی علیہ الرحمۃ سچے عاشق مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تھے۔ آپ کا محبوب و مرغوب وظیفہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر پاک تھا۔ دوران کتابت جہاں جہاں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام نامی اسم گرامی آتا لکھتے وقت درود

شریف پڑھتے قصیدہ بردہ شریف، دلائل الخیرات شریف خصوصی وظائف تھے۔

حضرت علامہ عبدالرحمٰن جامی قدس سرہ السامی المکی (متوفی ۸۹۸ھ) کے درج ذیل شعر کا پورا پورا نمونہ تھے۔

جامی ثنائے یار کند انشراح صدر
ہر دم وظیفہ گفتن نام محمد است (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

حق گوئی

آپ نے ہمیشہ حق اور سچائی کی بات کی ہے۔ اگر کتابوں میں کوئی کمی محسوس کی تو اس کی تحریری طور پر اصلاح کرنے کی کوشش فرمائی۔

حق اور سچ کے متلاشی لوگ آپ کی کتب سے اپنی پیاس بجھاتے تھے۔
آپ شب بدعقیدگی میں صبح صادق کے نقیب قرار پائے۔ قبلہ ثانی علیہ الرحمۃ نے ہمیشہ اپنی زبان اور قلم سے حق کی ترجمانی فرمائی۔ اور حق بات کرنے میں کبھی نہیں گھبرائے۔ آپ کی ذات اہلسنت کیلئے بہت بڑی نعمت تھی۔

اہلسنت و جماعت کے خلاف کوئی تحریر موصول ہوتی حضرت فوراً اس کا رد تحریر فرماتے شائع کرنے کی کوشش فرماتے اور اکثر کتب بلاقیمت تقسیم فرماتے بالخصوص سرزمین خوشاب میں جس کسی نے اہلسنت کے خلاف زہر اگلا تحریراً یا تقریراً حضرت ثانی علیہ الرحمۃ نے رات دن اس کا رد بلیغ لکھ کر شائع کیا بسا اوقات جواب الجواب کا سلسلہ بھی چل نکلا لیکن چند قسطوں کے بعد مخالفین گالی گلوچ پر اتر آئے حضرت کے دلائل سے عاجز ہو کر لاجواب ہو گئے۔ رفع یدین کے موضوع پر خانیوال کے ایک غیر مقلد کو شوق چرایا حضرت کے ساتھ تحریری مناظرہ شروع کر دیا حضرت نے اپنے محققانہ انداز سے غیر مقلد کے اعتراضات کا قلع قمع کیا کہ غیر مقلد نے راہ فرار اختیار کی تحریری مناظرہ حضرت کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ نجدیت و وہابیت کے رد میں حضرت

فانی علیہ الرحمۃ نے آئینہ اہلسنت بجواب رضاخانی مذہب، شاہراہ اہلسنت بجواب شاہراہ بہشت، براہین اہلسنت بجواب کشف حقیقت، افتخار اہلسنت بجواب انوار اہلسنت، میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوت اسلامی بجواب میٹھی میٹھی سنتیں یا بدعتیں تحریر فرمائیں علمائے اہلسنت بالخصوص مناظرین اہلسنت نے خراج تحسین پیش کیا ہے۔ ایک محفل میں مناظر اہلسنت علامہ مفتی محمد عبدالحمید چشتی مدظلہ مہتمم جامعہ الرسول خانیوال نے ارشاد فرمایا جس نے مناظر بننا ہے وہ فانی صاحب کی کتب پڑھے۔ حضرت فانی علیہ الرحمۃ کی تحقیق سے مزین کتب میں سے سعادت بجواب انصاف پیش خدمت ہے یہ حضرت فانی علیہ الرحمۃ کی آخری تصنیف ہے دیگر کتب کی طرح اس کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں مقبول و منظور فرمائے۔

اخلاق وعادات

آپ سلف صالحین کی سیرت کا کامل نمونہ تھے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی عملی تفسیر تھے۔ اپنا ہو یا غیر حق بات کہنے سے نہیں ڈرتے تھے۔ سخاوت اور مہمان نوازی ایسی صفات سے مزین تھے۔ مہمان کے آنے پر دلی فرحت محسوس کرتے اور بذات خود مہمان نوازی کے فرائض انجام دینے کو عار نہیں سمجھتے تھے۔ انتہائی متواضع، منکسر مزاج اور معتدل تھے۔ علماء اہل سنت سے نہایت ہی ادب و احترام اور تعظیم و تکریم سے پیش آتے درست العقیدہ سنی سادات کرام کی بے حد تعظیم کرتے۔ بے دینوں کیلئے بہت ناگوار تھے۔

نام ونمود سے دوری

آپ نے ہمیشہ نام و نمود سے پاک زندگی بسر کی۔ نام و نمود کو ناپسند فرماتے تھے تمام زندگی اتباع سنت میں بسر کی۔ اپنے تخلص فانی کی نسبت سے اپنے نفس کو فنا کر رکھا تھا۔ کسی قسم کی کوئی دنیاوی خواہش نہ تھی۔

الصلوٰۃ والسلام علیک یارسول اللہ کی شرعی حیثیت کے نام سے ایک پُر مغز مقالہ تحریر فرمایا شائع ہوا یہی مقالہ کراچی سے بھی انجمن انوار قادریہ نے بہت خوبصورت انداز میں شائع کیا ٹائٹل پر حضرت کے نام کے ساتھ علامہ لکھ دیا جب حضرت فانی علیہ الرحمۃ کے پاس چند نسخے آئے تو آپ نے ایک نسخہ ازراہ محبت راقم الحروف کو عنایت فرمایا۔ راقم نے کتاب کے ٹائٹل پر دیکھا سیاہی پھیری ہوئی ہے سورج کی روشنی میں دیکھا تو لفظ علامہ لکھا ہوا تھا۔ راقم نے عرض کیا آپ نے اس لفظ پہ سیاہی کیوں پھیری حضرت نے مسکراتے ہوئے فرمایا فیضی صاحب ناشر نے میرے نام کے ساتھ علامہ لکھ دیا میں اس قابل کہاں؟ اللہ اکبر! حضرت سعدی علیہ الرحمۃ نے کیا خوب فرمایا۔

نہد شاخ پُر میوہ سر بر زمین

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جب بندہ تواضع کرے تو اللہ تعالیٰ اسے ساتویں آسمان تک بلند کرتا ہے۔ (احیاء العلوم صفحہ ۳۳۱ جلد ۳ طبع دار احیاء التراث العربی بیروت)

وسعت مطالعہ

آپ کو مطالعہ کا اس قدر شوق تھا کہ ساری ساری رات مطالعہ کرتے۔ ایک بار کثرت مطالعہ کی بناء پر طبیعت ناساز ہوگئی۔ نشتر ہسپتال ملتان داخل کیے گئے کئی روز تک زیر علاج رہے ڈاکٹروں نے مکمل آرام کرنے کا مشورہ دیا۔ حضرت علیہ الرحمۃ جیسے ہی صحت یاب ہوئے گھر آتے ہی مطالعہ شروع کر دیا۔ جس کتاب کا ایک بار مطالعہ فرماتے۔ اس کے مضامین ہمیشہ کیلئے حافظہ میں محفوظ ہو جاتے۔ آخر عمر میں کمزوری کے باعث زیادہ دیر بیٹھ نہیں سکتے تھے تو لیٹے ہوئے بھی مطالعہ فرماتے رہتے۔

زیارت حرمین شریفین

۱۹۷۳ء میں بذریعہ لانچ حج بیت اللہ اور زیارت گنبد خضریٰ سے آپ مشرف ہوئے۔ اور زیارت حرمین شریفین کے موقع پر خوب فیوض و برکات حاصل کیے۔

مزارات اولیاء کاملین پر حاضری

قبلہ فانی علیہ الرحمۃ نے جن مزارات پر حاضری دی۔ حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ (بغداد، عراق)، حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ (بغداد، عراق)، حضرت امام موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ (کاظمین، عراق)، حضرت امام محمد یوسف ہمدانی رضی اللہ عنہ (ہمدان، ایران)، حضرت امام علی رضا رضی اللہ عنہ (مشہد، ایران)، حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری (لاہور)، حضرت خواجہ فرید الدین مسعود گنج شکر (پاکپتن)، حضرت بہاؤ الدین زکریا ملتانی (ملتان)، حضرت شاہ رکن عالم (ملتان)، حضرت محدث اعظم پاکستان محمد سردار احمد قادری (فیصل آباد)، حضرت شاہ بخش ملتانی (ساہیوال)، حضرت بابا ملنگ (ساہیوال)، حضرت بابا خورشید عالم (خانیوال)، حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ (ملتان)، حضرت مولانا حامد علی خان (ملتان)، حضرت سید یوسف شاہ گردیزی (ملتان)، حضرت میاں ولی محمد چادر والی سرکار (ملتان)، حضرت سلطان باہو (جھنگ)، حضرت خواجہ غلام فرید (کوٹ مٹھن) رحمۃ اللہ علیہم اور پاکستان کے دیگر مزارات اولیاء کاملین پر حاضری دی۔

شاعری

آپ کو اللہ تعالیٰ نے فن شاعری سے بھی نوازا تھا۔ آپ کی شاعری میں حمد باری تعالیٰ، نعت رسول مقبول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اور اصلاح معاشرہ کی جھلک پائی جاتی ہے۔

انداز تحریر

حضرت قبلہ فانی علیہ الرحمۃ جب کوئی مضمون یا مقالہ لکھتے تو سب سے پہلے ایک رجسٹر پر اس مضمون کی سرخیاں قائم کرتے۔ پھر کتب سے عبارات درج کرتے تحقیق کے بعد دوبارہ پڑھتے۔ مشکل عبارات کو عام فہم انداز میں تحریر کرتے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے وقت اور قلم میں بہت برکت رکھی تھی۔ کم وقت میں ضخیم کتب تحریر ہوئیں۔ آپ جب بھی کوئی کتاب تحریر فرماتے تو نہایت مدلل اور مستند حوالہ جات کے ساتھ تحریر فرماتے تھے۔

بزرگوں کی صحبت اور حلقہ احباب

- حضور محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد قادری چشتی رضوی (فیصل آباد)
- دوران زمانہ طالب علمی دوران حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی شاہ (ملتان)
- حکیم اہلسنت حضرت حکیم محمد موسیٰ امرتسری (لاہور)
- حضرت مولانا عبد القادر سعیدی رحمۃ اللہ علیہم (ساہیوال) کی صحبت حاصل رہی تھی

آپ کا حلقہ احباب یوں تو بہت وسیع تھا جن میں سے چند مشہور احباب یہ ہیں۔ پاسبان مسلک رضا حضرت الحاج مولانا ابو داؤد محمد صادق رضوی (گوجرانوالہ)، ماہر رضویات حضرت علامہ ڈاکٹر محمد مسعود احمد (کراچی)، حضرت علامہ محمد اقبال احمد فاروقی (ایڈیٹر ماہنامہ جہان رضا، لاہور)، حضرت مولانا جہانگیر احمد قادری (لاہور) حضرت مولانا جمیل احمد رضوی (شیخوپورہ)، حضرت علامہ افتخار احمد حسینی (کوئٹہ)، حضرت علامہ علاؤ الدین صدیقی (وائس چانسلر محی الدین یونیورسٹی آزاد کشمیر)، پیر طریقت حضرت سید ممتاز حسین شاہ سہروردی (ساہیوال)، حضرت مولانا مفتی محمد اشفاق احمد رضوی (حال مقیم برطانیہ)، حضرت علامہ مولانا عبد الحکیم شرف قادری (لاہور)، حضرت علامہ مولانا ڈاکٹر سرفراز احمد نعیمی

(پرنسپل جامعہ حبیبیہ لاہور)، رئیس التحریر حضرت علامہ فیض احمد اویسی (بہاولپور)، حضرت مولانا حسن علی رضوی (میلسی)، حضرت مولانا سید صابر حسین شاہ بخاری قادری (برہان شریف ضلع اٹک)، خلیل احمد رانا (جہانیاں)

کرم ہی کرم

حضرت فانی علیہ الرحمۃ کو حضور نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کی بہت خواہش تھی۔ ایک دن صبح فقیر کو فرمانے لگے۔ شکیل بیٹا آج تو کرم ہوگا۔ کل رات رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی۔ آج طبیعت بہت خوش ہے۔ فرمانے لگے شکیل بیٹا یہ کتاب براہین اہلسنت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں مقبول کتاب ہے۔ جس وقت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی یہ کتاب میں نے رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ مبارک میں دیکھی۔

کوہ استقامت

آپ نے کسمپرسی کے باوجود بھی تحریری کام کو متاثر نہ ہونے دیا۔ انتہائی سادہ زندگی بسر کی۔ خدمت دین کیلئے آپ کا گھر دن رات کھلا رہتا تھا۔ جب بھی کوئی سائل مسئلے کے سلسلہ میں آپ کے پاس حاضر ہوتا تو آپ قرآن وسنت کی روشنی میں اس کی تسلی وتشفی فرماتے۔ آپ لوگوں کو اللہ عزوجل اور اس کے محبوب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا درس دیتے اور فرماتے تھے کہ محبت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہی اصل دین ہے۔

محمد کی محبت دین حق کی شرط اول ہے
اسی میں ہو اگر خامی تو سب کچھ نامکمل ہے

آپ کی شخصیت انتہائی متاثر کن تھی۔ جو بھی آپ کے پاس تشریف لاتا وہ متاثر ہوئے بغیر نہ جاتا۔ عرس محدث اعظم پاکستان کے موقع پر صاحبزادہ ابوالرضا محمد

داؤد رضوی صاحب (گوجرانوالہ) خانیوال تشریف لائے۔ محمد شکیل اختر رضوی کے ہمراہ قبلہ فانی علیہ الرحمۃ کے گھر پر حاضر ہوئے تو آپ نے اپنی تحریر کردہ کتاب براہین اہلسنت پیش کی۔ مولانا صاحب نے پوچھا حضرت یہ کتاب کتنے عرصہ میں لکھی ہے؟ فرمایا ایک ماہ کے عرصہ میں، میں نے یہ کتاب مکمل کی ہے۔ مولانا صاحب فرمانے لگے کہ اس کیلئے کم از کم ایک سال کا عرصہ لگتا تھا۔ بعد میں جب محمد شکیل اختر رضوی گوجرانوالہ حاضر ہوئے تو مولانا محمد داؤد رضوی صاحب فرمانے لگے کہ شکیل صاحب آپ نے میری ملاقات فانی صاحب سے پہلے کیوں نہیں کرائی۔ میں نے وہاں بیٹھ کر بہت روحانیت محسوس کی ہے۔ محمد شکیل اختر کہنے لگے اللہ والوں کی باتیں اللہ والا ہی جانتا ہے۔

مہمان نوازی

حضرت فانی علیہ الرحمۃ مہمان نوازی میں کبھی کوئی کسر اٹھا نہ رکھتے تھے جو بھی آپ سے ملاقات کیلئے آتا تو حضرت بنفس نفیس اس کی خاطر تواضع فرماتے۔ ایک بار مفتی شوکت علی سیالوی اپنے استاد محترم کے ہمراہ حضرت علیہ الرحمۃ کے دار المطالعہ میں تشریف لائے تو حضرت فانی علیہ الرحمۃ نے چائے اور بسکٹ سے تواضع کی۔ محمد شکیل اختر چائے اور بسکٹ لے کر آئے تو سیالوی صاحب فرمانے لگے کہ فانی صاحب مجھ سے پوچھ تو لیتے تو جواباً حضرت فانی علیہ الرحمۃ نے فرمایا یہی فرق ہے علماء اور درویشوں میں۔ علماء پوچھتے ہیں اور درویش پوچھا نہیں کرتے۔ سیالوی صاحب نے فرمایا حضرت آپ کے ملفوظات میں ایک اور اضافہ ہوا۔

رونمائی مطلع انوار

۱۹ رمضان المبارک، ۱۲ ستمبر ۲۰۰۶ء آستانہ عالیہ خورشیدیہ پر قبلہ فانی علیہ الرحمۃ کی آخری کتاب مطلع الانوار کی پروقار تقریب رونمائی ہوئی۔ جس میں جاوید ہاشمی

ایڈووکیٹ، پروفیسر محمد مقبول، محمد شکیل اختر رضوی نے کتاب کی افادیت پر روشنی ڈالی اور مصنف کی عملی تحقیق و تخریج کو خراج تحسین پیش کیا۔ آپ کے قبلہ فانی علیہ الرحمۃ نے علم کی اہمیت پر مختصر مگر جامع خطاب فرمایا۔ آخر میں دربار عالیہ خورشیدیہ کے سجادہ نشین حضرت حافظ عبد الرحمن نقشبندی، خلیفہ مجاز ڈاکٹر محمد سلیم خورشیدی، خلیفہ مجاز ڈاکٹر محمد صدیق خورشیدی، حافظ شریف (ناظم)، خوشی محمد بھٹی خورشیدی، ڈاکٹر مسرت حسین نے قبلہ فانی علیہ الرحمۃ اور محمد شکیل اختر رضوی کی دستار بندی کی۔

وفات حسرت آیات

۲۵ نومبر/۳ ذیقعد بروز ہفتہ ۹ بجے شب محمد شکیل عطاری آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے مسلم شریف کی حدیث پاک کی شرح بیان فرمائی اور کافی دیر دینی مسائل پر گفتگو ہوتی رہی۔ اس وقت آپ کو کھانسی کی شکایت زیادہ ہوئی تو آپ نے آرام کرنے کی اجازت چاہی۔ ۲۶ نومبر کی رات آپ کی طبیعت زیادہ خراب ہوئی آپ کو ہسپتال لے جایا گیا آپ کو اس وقت دل کی تکلیف محسوس ہوئی۔ آپ کو شوگر کا مرض کافی عرصہ پہلے لاحق ہوا تھا۔ اس کی وجہ سے آپ کی صحت کافی کمزور تھی۔

۲۷ نومبر کی صبح فجر کے وقت آپ نے اپنی جان جان آفریں کے حوالے کر دی۔

موت سے کس کو رستگاری ہے وہ کسی کا لحاظ نہیں کرتی۔ حضرت فانی علیہ الرحمۃ اپنے مشن میں کامیاب ہو کر گئے اور اپنے مقاصد کو پایہ تکمیل تک پہنچا کر گئے اور برملا کہتے ہوئے گئے۔

شادم از زندگی خویش کہ کارے کردم
میں اپنی زندگی پر خوش جا رہا ہوں میں نے کام کیا ہے!

واقعی حضرت نے کام کیا ہے۔ موت اس کو مارتی ہے جو موت سے ڈرتا ہے اور جو موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالنے کا حوصلہ رکھتا ہے اس کیلئے زندگی ہی زندگی

ہے۔

ہو اگر خود نگر و خودگر و خودگیر خودی
یہ بھی ممکن ہے کہ تو موت سے بھی مر نہ سکے

وقت کی قدر

راقم نے آپ کو کبھی وقت ضائع کرتے نہیں دیکھا ہے۔ بیماری کے باوجود ایک لمحہ بھی فارغ بیٹھے نہیں دیکھا۔ کبھی طلباء آ رہے ہیں حضرت فلاں مسئلہ پوچھنا ہے۔ کبھی محققین آ رہے ہیں حضرت فلاں حوالہ درکار ہے۔ الغرض آپ کے پاس ہر وقت محفل جمی رہتی۔ مزید مطالعہ کیلئے ملاحظہ ہو "تذکرہ فانی مع تاثرات نوری" مطبوعہ جماعت رضائے مصطفے (رجسٹرڈ) [illegible]۔

تصنیفات و تالیفات

آپ نے بے شمار کتب تحریر فرمائی ہیں۔ جو بہت ہی اہم موضوعات پر ہیں۔ آپ کی چند مشہور کتب درج ذیل ہیں۔

- تخریج احادیث مکتوبات امام ربانی مجدد الف ثانی (علیہ الرحمۃ)
- الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کی شرعی حیثیت
- آئینہ اہلسنت بجواب رضا خانی مذہب
- براہین اہل سنت بجواب کشف حقیقت
- التحریر اہل سنت بجواب انوار اہل سنت
- شاہکار قدرت کے علم کی وسعتیں
- یا صاحب الجمال و یا سید البشر
- اندھیر نگری اکیلی جان
- گلدستہ احادیث
- مسئلہ ایصال ثواب
- دو درخشندہ ستارے
- مفتیان کرام
- امہات المؤمنین

• جمہور علماء کا فیصلہ (زیر طبع)	• نیر تاباں
• تنویر الصحیفہ فی تائید ابی حنیفہ	• حقوق المسلمین
• تبلیغی جماعتیں اور دعوت اسلامی	• تذکرہ کانی شہید
• مختصر تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ عطاری	• تذکرہ امام ابو حنیفہ
• شاہراہ اہلسنت بجواب شاہراہ بہشت	• سیدنا صدیق اکبر
• اسعاف بجواب الصواب	• تذکرہ ورائی شہید
• دعوت اسلامی اور بیرون ملک	• سلاسل الذہب
• مختصر احوال معین الدین چشتی	• تحفۂ رضویہ
• طلوع سحر	• تذکرہ شہیدے
• جرأتوں کا قافلہ	• ذوالنورین
• سیرت امام ناصر الدین سونی پتی	• مطلع انوار

اللہ رب العزت جل مجدہ حضرت ممدوح علیہ الرحمۃ کو اپنے دامن رحمت میں جگہ عطا فرمائے مرقد کو نور سے بھر دے اور مرقد پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شفاعت کا سائبان سایہ فگن رہے۔

آمین بجاہ طٰہٰ ویٰس

ابو الجلیل محمد خلیل خان فیضی

۲۴ نومبر ۲۰۱۱ء

0346-7907453

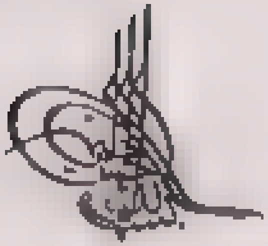

اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحمت والا۔ (کنزالایمان)

امام المعقولات مولانا محمد دین بدھوی رحمۃ اللہ علیہ

اکابر اہل سنت میں آپ کا شمار ہوتا ہے۔ ۱۸۸۴ء موضع بدھ ضلع راولپنڈی میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم اپنے والد ماجد مولانا قاضی سید رسول قدس سرہ سے حاصل کی۔ صرف و نحو کی تعلیم فتح جنگ ضلع کیمبلپور میں مکمل کی۔ بعد ازاں رامپور میں مولانا فضل حق رامپوری علیہ الرحمۃ اور ٹونک میں مولانا حکیم برکات احمد ٹونکی علیہ الرحمۃ کی خدمت میں کسب فیض کرتے رہے۔ رامپور اور ٹونک میں مجموعی طور پر سات سال میں تکمیل کی اور واپس تشریف لائے۔ آپ قطب عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی نور اللہ مرقدہ کے مرید خاص تھے۔

پہلے چند سال بدھ شریف میں درس دیا جس میں بخارا، کابل اور علاقہ غیر کے طلبہ شریک ہوئے۔ بعد ازاں اہل سنت کے مدارس مرکز منظر شریف ملتان، سیال شریف، وزیر آباد، بھیرہ شریف، ..., شرقپور شریف، ..., ہری پور ہزارہ، چکوال وغیرہ مقامات پر تشنگان علوم کو سیراب فرماتے رہے۔

شوال ۲۵، فروری (۱۳۸۳ھ/۱۹۶۳ء) تقریباً اسی (۸۰) سال کی عمر میں داعی اجل کو لبیک کہا۔ حضرت مولانا ... جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف نے نماز جنازہ پڑھائی۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت صفحہ ۲۲۹ ...)

- حضرت مولانا شاہ حسین گردیزی لکھتے ہیں

آپ ایک باخبر عالم دین تھے۔ زمانے کے رخ اور حالات و واقعات پر گہری نظر رکھتے تھے۔ مسلمانوں کی فلاح و بہبود کے کاموں میں شریک ہوتے تھے۔ اپنے دور کی سیاسی تحریکوں کی حقیقت سے بخوبی آگاہ تھے۔ جمعیت علماء ہند کی شاطرانہ چالوں، جماعت اسلامی کی ... اور کانگرس کی مسلم دشمن پالیسی سے خوب واقف تھے۔ اور علمائے اہل سنت و جماعت کی مومنانہ فراست و بصیرت کے معترف و مداح تھے۔ اسی لیے ان تمام حالات کو مدنظر رکھ کر مسلم لیگ میں باقاعدہ شامل ہو گئے۔ (تجلیات مہر انور صفحہ ۲۸۸)

[illegible]

ہندوستان میں انگریزوں کا پہلا قدم

اور ان کی وفادار دو مشہور شخصیتیں

جب انگریزوں نے ہندوستان کی سیاست میں مداخلت کر کے اپنی سلطنت کا سنگ بنیاد رکھا تو اس کے ساتھ ہی انہیں انگریزی سلطنت کو مضبوط اور مستحکم بنانے کیلئے فکر دامن گیر ہوئی۔ پھر چونکہ سب سے بڑا خطرہ ان کو مسلمانوں سے تھا کیونکہ ہندوستان کی حکومت انہوں نے مسلمانوں ہی سے چھینی تھی اس لئے انہوں نے بڑی غور و خوض کے بعد یہ طے پایا کہ جب تک مسلمان قوم کا ایمان اور اسلام باقی ہے اور ان کی اجتماعی قوت برقرار ہے اس وقت تک ہندوستان میں انگریزی حکومت کا قدم نہیں جم سکتا۔ لہٰذا مسلمانوں کو ان کے ایمان و عقیدہ سے برگشتہ کرنا اور ان کی اجتماعی قوت کو پاش پاش کر دینا نہایت ضروری ہے۔ پھر اس خطرناک سکیم کے تحت انگریزوں نے کرائے کے مولویوں اور لیڈروں کو اس کام پر تیار کیا کہ وہ مسلمانوں کے درمیان قرآنی آیات اور احادیث ... سے مسلمانوں کے عقائد کو مجروح اور اسلامی خیالات کو تبدیل کریں تاکہ جب ... مسلمانوں کے عقائد خراب ہو جائیں گے تو پرانے اور نئے عقائد والے مسلمان آپس میں ... جھگڑیں گے اور مختلف جماعتوں اور فرقوں میں بٹ جائیں گے۔ چنانچہ ... مولویوں اور چالاک لیڈروں نے پہلے تو

ہے لوگ دین کا ڈھونگ رچا، اسلام کے خادم بنے، قرآن کے حافظ اور حدیث کے محدث بنے، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ذکر پاک کر کے خود روئے اور مسلمانوں کو خوب خوب رلایا۔ پھر جب ان کا عالمانہ، عاشقانہ اور صوفیانہ سکہ مسلمانوں کے دلوں میں اچھی طرح بیٹھ گیا تو انگریزی سازش کے مطابق قرآن کی آیتیں پڑھ کر، حدیثیں سنا سنا کر باطل اور کفریہ عقائد پھیلانے لگے جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان میں مسلمان کئی ایک فرقوں میں بٹ گئے، ان کا شیرازہ بکھر گیا ان کی اجتماعی قوت پاش پاش ہو گئی۔ سادہ لوح مسلمان سمجھتے رہے کہ راستہ یہی سیدھا ہے اور عقیدہ وہی حق ہے جو یہ مولوی اور لیڈر بتا اور سکھا رہے ہیں کیونکہ یہ لوگ مولانا، محدث، صوفی اور مصلح ہیں اور پھر بار بار آیات قرآنیہ اور احادیث نبویہ پیش کر رہے ہیں۔ افسوس اور صد افسوس! کہ وہ مسلمان کسی طرح آگاہ ہو گئے ہوتے کہ یہ خطرناک جال عیسائی انگریزوں کا پھیلایا ہوا ہے اور ان کے یہ مقرر کئے ہوئے مولوی اور لیڈر دین کے بھیڑیے ہیں جو اسلام کا لبادہ اوڑھ کر سامنے آئے ہیں تو روز اول ہی سے انگریزوں کی تدبیر تہس نہس ہو گئی ہوتی اور آج مسلمان چند در چند جماعتوں میں تقسیم ہو کر ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جاتے۔ لیکن اسلام کے خلاف یہ سازش تو گہری اور خطرناک تھی کہ اس کی حقیقت سے سینکڑوں مسلمان ناواقف ہو کر اپنے ایمان کا بیڑا غرق کر بیٹھے۔ بالآخر انگریزوں کی خواہش کے مطابق ان مولوی اور لیڈروں نے نئے نئے عقائد و نظریات پھیلا کر مسلمانوں کو آپس میں خوب لڑا دیا اور اس طرح ان کی اجتماعی طاقت کو نیست و نابود کر کے ہندوستان میں انگریزی حکومت کی بنیادیں مستحکم کر دیں۔

یوں تو انگریزوں نے بہت سے مولویوں اور لیڈروں کو اسلام کے خلاف غلط عقائد و خیالات پھیلانے کیلئے مقرر کیا تھا لیکن ہمیں صرف ان مولویوں اور لیڈروں کا پردہ چاک کرنا ہے جو پورے ہندوستان اور پاکستان میں مشہور ہیں اور جن کا ظاہری تقدس آج بھی بیشتر مسلمانوں کی گمراہی کا باعث بنا ہوا ہے۔ حضرت مولانا

حسن جان سرہندی علیہ الرحمۃ نے ان کا نقشہ یوں کھینچا ہے

"جن کے ظاہر خد و خال یہ ہیں کہ اگر ان کے ظاہر پر نظر کی جائے تو پختہ مسلمان ہیں اور باطنی خباثت پر اطلاع ہو تو بدتر از شیطان ہیں، بظاہر اصلاح سے آراستہ ہیں، ان کا لباس سفید و پاکیزہ ہے، داڑھیں دراز ہیں نمائشی تقویٰ کے مجسمے ہیں ان کی زبانیں نرم اور شیریں ہیں مگر ان کا باطن امت مرحومہ پر طعن کی خباثت سے آلودہ ہے"۔ (الاصول الاربعہ صفحہ نمبر ۱۸ مطبوعہ لاہور ۱۳۰۳ھ)

- نام نہاد امیر المومنین سید احمد صاحب (المتوفی ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء)

دنیائے دیوبندیت میں جناب سید احمد، غازی، صوفی، پیر اور مجدد پیش کئے گئے ہیں۔ لیکن تاریخی واقعات گواہ ہیں کہ دیوبندیوں کا یہ مصلح انگریزی حکومت کا وفادار، پولیٹیکل ایجنٹ، قاتل، اور مشہور کار تھا۔ وہ مرشد ہیں کہ اس شخص نے سینکڑوں مسلمانوں کے ایمان و مذہب کو خراب کیا۔ انگریزی سلطنت کی حمایت پا کر وہابیت کا خوب چرچا کیا۔ انگریزوں کے اس غازی اور مجاہد کا بیان ملاحظہ ہو۔

- صاحب تواریخ عجیبہ لکھتے ہیں۔

ہم (سید احمد اور ہمارے ساتھی) سرکار انگریزی پر کس سبب سے جہاد کریں اور خلاف اصول مذہب طرفین کا خون بلا سبب گرائیں۔ کسی کا ملک چھین کر ہم بادشاہت نہیں کرنا چاہتے نہ انگریزوں کا نہ سکھوں کا۔ (تواریخ عجیبہ جعفر تھانیسری صفحہ نمبر ۹۱)

- صاحب حیات طیبہ لکھتے ہیں۔

لارڈ ہیسٹنگ سید احمد صاحب کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا۔ دونوں لشکروں کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا، اس میں تین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا، امیر خاں، لارڈ ہیسٹنگ اور سید احمد، سید احمد صاحب نے امیر خاں کو بڑی مشکل سے شیشہ میں اتارا تھا۔ (حیات طیبہ صفحہ نمبر ۳۲۰ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۴ء)

ا۔ مولوی عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں۔ سید صاحب نے پہلا جہاد یار محمد خان حاکم یاغستان سے کیا تھا کہ (ارشید صفحہ نمبر ۲۸ [illegible] یار محمد انگریزوں کا [illegible] ہے، مسلمان کا [illegible] (ابو الخلیل فیضی غفرلہ)

قارئین کرام! یہ میر صاحب وہی شخص ہے جس نے انگریزوں کا ناک میں دم کر رکھا تھا۔ یہی شخص تو انگریزوں کے ایجنٹ سید احمد نے شیشہ میں اتار کر یعنی جھانسہ دے کر انگریزی حکومت کا حامی اور طرفدار بنایا جس کے باعث لارڈ ہیسٹنگ سید احمد صاحب کی اس قسم کی بے نظیر کارگزاریوں سے بہت خوش ہوتا تھا۔

- صاحب تواریخ عجیبہ لکھتے ہیں

[illegible] سوانح اور مکتوبات مصنف سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ سید (احمد) صاحب کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا۔ وہ (سید احمد) اس [illegible] آزادی عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی مگر سرکار انگریزی اس وقت دل سے چاہتی تھی کہ (پنجاب میں) سکھوں کا زور کم ہو۔ (تواریخ عجیبہ از جعفر تھانیسری صفحہ نمبر ۱۸۲)

حوالہ مذکورہ بالا سے صاف ظاہر ہو گیا کہ وہابیوں اور دیوبندیوں کے مشترکہ امام سید احمد انگریزی سلطنت کو اپنی ہی سلطنت سمجھتا تھا نیز سید احمد اور مولوی اسماعیل دہلوی نے سکھوں سے اس لئے جنگ کی تاکہ صوبہ پنجاب بھی انگریزی علاقہ میں شامل ہو جائے اور انگریزوں کا دلی مقصد پورا ہو۔

- صاحب سیرت سید احمد لکھتے ہیں

اتنے میں کیا دیکھتے ہیں کہ ایک انگریز گھوڑے پر سوار چند پالکیوں میں کھانا [illegible] لئے کشتی کے قریب آیا اور پوچھا کہ پادری صاحب کہاں ہیں۔ حضرت (سید احمد) نے جواب دیا کہ میں یہاں موجود ہوں۔ انگریز گھوڑے سے اترا اور ٹوپی ہاتھ میں لئے کشتی پر پہنچا اور مزاج پرسی کے بعد کہا تین روز سے میں نے اپنے ملازم یہاں کھڑے کر رکھے تھے [illegible] آج [illegible] کہ [illegible] حضرت سید احمد [illegible]

وہ آپ کے وقت تک میں کھانے کی تیاری میں مشغول رہا، تیار کرانے کے بعد یہ لایا ہوں۔ سید صاحب نے حکم دیا کہ کھانا اپنے برتنوں میں منتقل کر لیا جائے، کھانا [illegible] قافلہ میں تقسیم کر دیا گیا اور (وہ) انگریز تین گھنٹے ٹھہر کر چلا گیا۔

(سیرت سید احمد از ابوالحسن ندوی حصہ اول صفحہ نمبر ۱۹۰)

انگریز ---- بہار ---- تین دن سے انتظار کرنا ---- اور پھر ---- سید احمد اور ان کے لشکر کیلئے [illegible] کا [illegible] اہتمام کرنا [illegible] صاف بتا رہا ہے کہ سید احمد کا انگریزوں سے ساز باز تھا اور [illegible] انگریزوں ہی کی حمایت میں [illegible] کیلئے جا رہا تھا۔

مذکورہ بالا حوالہ جات سے روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا کہ وہابیوں اور دیوبندیوں کا مشترکہ پیشوا سید احمد صاحب انگریزوں کے آلہ کار، معتمد علیہ ایجنٹ، بے مثل [illegible] اور وفادار غلام تھے۔

- انگریز کا دوسرا وفادار سپاہی مولوی اسماعیل دہلوی (المتوفی ۱۸۳۱ء)

دیوبندیوں اور وہابیوں کے مشترکہ پیشوا اور رہبر جناب مولوی اسماعیل صاحب دہلوی، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۱۷۶ھ) کے پوتے اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (۱۲۳۹ھ) کے بھتیجے، نیز سید احمد کے مرید تھے۔ اپنے پیر صاحب کی طرح مولوی اسماعیل دہلوی نے انگریزی سلطنت کا قدم جمانے میں جس وفاداری کا ثبوت دیا وہ انہیں کا حصہ ہے۔

- صاحب تواریخ عجیبہ لکھتے ہیں

یہ بھی روایت صحیح ہے کہ اثنائے قیام کلکتہ میں ایک روز مولانا اسماعیل شہید وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریزی پر جہاد درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رو و ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح جہاد کرنا درست نہیں ہے [illegible]

معلوم ہو کہ مولوی اسماعیل دہلوی نے انگریزوں سے لڑنا اور ان پر جہاد کرنا حرام ٹھہرایا تو اس کی وجہ یہ تھی کہ اس وقت ہندوستانی مسلمان کمزور تھے ان کے پاس سامان جنگ اور لڑائی کے سامان نہ تھے، بلکہ جہاد کو حرام قرار دینے کا سبب یہ ہے کہ سید صاحب اور ان کے مرید مولوی اسماعیل انگریزی نظام حکومت کی رضا و رغبت قبول کر چکے تھے اور انگریزی حکومت کو اپنی حکومت قرار دے چکے تھے۔ اس لئے یہ دعوت کہ فتویٰ صادر کر دیا کہ مسلمانوں کو انگریزی سلطنت سے لڑنا جائز نہیں بلکہ اگر کوئی جماعت انگریزی حکومت کو مٹانا چاہے تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ اس جماعت سے لڑیں انگریزی سلطنت پر آنچ نہ آنے دیتا

اگر ایک طرف مولوی اسماعیل دہلوی کا عقیدہ یہ تھا کہ انگریزوں سے جہاد کرنا حرام ہے اور ان کی حمایت میں لڑنا ان پر جان فدا کرنا فرض ہے تو دوسری طرف انگریزوں کے اشارہ پر مسلمانوں کا ایمان اور اسلامی عقیدہ برباد کرنے کیلئے یوں تبلیغ کر رہے تھے کہ

۱۔ جیسا ہر قوم کا چودھری اور گاؤں کا زمیندار سو ان معنوں میں ہر پیغمبر اپنی قوم کا سردار ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۶۱)

تبصرہ: اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ انبیاء کرام کو اپنی امت پر جو سرداری حاصل ہے جو کسی مخلوق کیلئے ثابت کرنا توہین رسالت ہے۔

۲۔ اور یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۱۴)

تبصرہ: اس عبارت میں جملہ "چمار سے بھی ذلیل ہے" کس قدر گستاخانہ اور لرزا دینے والا جملہ ہے کہ چمار اتنا ذلیل نہیں جس قدر اللہ کے نزدیک انبیاء و اولیاء ذلیل ہیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ "چھوٹی مخلوق" کے لفظوں سے چھوٹے مرتبہ کی کل مخلوقات

۱۔ حیات طیبہ صفحہ نمبر ۲۹۳ طبع لاہور (ابو خلیل عیسیٰ معترف)

اور "بڑی مخلوق" کے لفظوں سے بڑے مرتبہ کی کل خاص مخلوق کے حق ہر شخص کی سمجھ میں آسکتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ بڑے مرتبہ کی خاص مخلوق انبیاء کرام، ملائکہ عظام اور اولیاء اللہ ہیں۔

۳۔ اللہ کی شان بہت بڑی ہے کہ سب انبیاء اور اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۵۳)

تبصرہ: اللہ تعالیٰ کی شان بہت بڑی ہے اس کا کون بدبخت منکر ہے لیکن عبارت میں یہ جملہ کہ سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں کا صریح مطلب یہ ہے کہ ذرہ ناچیز اس قدر کمتر نہیں جتنے انبیاء اور اولیاء کمتر ہیں۔ معاذ اللہ۔

۴۔ یعنی کسی بزرگ کی تعریف میں زبان سنبھال کر بولو اور جو بشر کی سی تعریف ہو وہی کرو سو اس میں بھی اختصار کرو۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۳۵)

تبصرہ: اہل سنت کے نزدیک ہر بزرگ کی تعریف اس کی شان اور مرتبہ کے لائق کی جائے گی حتیٰ کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف بشر کی سی تو کجا اور سارے ملائکہ مقربین سے بھی زیادہ ہوگی۔ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مرتبہ ان سے بلند و بالا ہے۔

۵۔ جس کا نام محمد یا علی ہے وہ کسی چیز کا مالک و مختار نہیں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۴۲)

تبصرہ: اہل سنت کا مذہب ہے کہ مالک و مختار حقیقی تو خاصہ خداوندی اور ملک و تصرف ذاتی کسی فرد مخلوق کیلئے ثابت نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا تصرف اور اس کی عطا کی ہوئی ملک عام انسانوں کیلئے دلائل شرعیہ سے ثابت ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں علی الاطلاق یہ کہہ دینا کہ وہ کسی چیز کے مالک و مختار نہیں شان اقدس میں صریح توہین ہے اور ان تمام نصوص شرعیہ و دلائل قطعیہ کے قطعاً خلاف ہے جن سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے اللہ کی دی ہوئی ملک و اختیار ثابت ہوتا ہے۔

۶۔ یعنی میں بھی ایک دن مر کر مٹی میں ملنے والا ہوں۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۴۳)

تبصرہ: اہل سنت کے نزدیک انبیاء علیہم السلام باوجود موت عادی طاری ہونے کے حیات حقیقی کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں اور ان کے اجسام صحیح و سالم رہتے ہیں۔

۷۔ اللہ کے سوا کسی کو نہ مان اوروں سے منکر رہ۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۹)

تبصرہ: اہل سنت کے نزدیک اللہ کے سوا کسی کو نہ ماننا بھی یہ عقیدہ رکھنا کہ صرف اللہ پر ایمان لانا چاہیے اور کسی پر ایمان لانا ناجائز نہیں بلکہ کفر خالص ہے۔ دیکھیے تمام امت مسلمہ کا متفقہ عقیدہ ہے کہ جب تک اللہ، ملائکہ، آسمانی کتابوں، اللہ کے تمام رسولوں، یوم آخرت اور خیر و شر کے منجانب اللہ مقدر ہونے اور مرنے کے بعد اٹھنے پر ایمان نہ لائے اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا۔

۸۔ اس شہنشاہ کی تو یہ شان ہے کہ ایک آن میں چاہے تو کروڑوں نبی اور ولی جن اور فرشتے جبرئیل اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر پیدا کر ڈالے۔

(تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۱۹)

تبصرہ: اہل سنت کے نزدیک حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل و نظیر کے پیدا کرنے سے قدرت و مشیت ایزدی کا متعلق ہونا محال عقلی ہے۔

۹۔ نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خیال مبارک دل میں لانا بیل گدھے کے تصور میں غرق ہونے سے بدرجہا بدتر ہے۔ (صراط مستقیم صفحہ نمبر ۹۸ مطبوعہ)

تبصرہ: اہل سنت کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال مبارک تکمیل نماز کا موقوف علیہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صورت کریمہ کو دل میں حاضر کرنا مقصود عبادت کے حصول کا ذریعہ اور وسیلہ عظمیٰ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال مبارک دل میں لانے کو گائے بیل کے تصور میں غرق ہو جانے سے بدتر کہنا

؎ نماز میں تشہد پڑھنا ضروری ہے اور امام غزالی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں وہاں اپنے دل میں نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام اور آپ کی ذات پاک کو حاضر جان کر کہو السلام علیک ایہا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ (احیاء علوم الدین جلد اول صفحہ نمبر ۱۰۹ طبع مصر)(ابن عجیل فیضی غفرلہ)

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین شدید ہے۔

یہ چند نمونے برطانوی سیاسی ایجنٹ مولوی اسماعیل دہلوی کی تبلیغ و وعظ کے پیش کیے گئے ہیں جن سے ہر شخص اندازہ کر سکتا ہے کہ انگریزوں کے اس آلہ کار مولوی نے مسلمانوں میں تفرقہ پھیلانے اور گمراہ کرنے کے فرائض کتنی خوبی سے انجام دیے۔

● **مولوی محمد اسماعیل دہلوی کا اعتراف (المتوفی ۱۲۴۶ھ)**

(پہلے میں نے اس کتاب (یعنی تقویۃ الایمان کو عربی میں لکھا) حاجی صاحب نے فرمایا اس کے بعد (مولانا محمد اسماعیل) نے اس کو اردو میں لکھا اور لکھنے کے بعد اپنے خاص خاص لوگوں کو جمع کیا جن میں سید احمد صاحب، مولوی عبدالحئی صاحب، شاہ اسحاق صاحب، مولوی محمد یعقوب صاحب، مولانا فرید الدین صاحب مراد آبادی، مومن خان، عبداللہ خان علوی (استاذ امام بخش صہبائی) اور مملوک علی صاحب) بھی تھے اور ان کے سامنے تقویۃ الایمان پیش کی اور فرمایا کہ میں نے یہ کتاب لکھی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ تیز الفاظ بھی آگئے ہیں بعض جگہ تشدد بھی ہو گیا ہے۔ مثلاً ان امور کو جو شرک خفی تھے جلی لکھ دیا گیا ہے ان وجوہ سے مجھے اندیشہ ہے کہ اس کی اشاعت سے شورش ضرور ہوگی۔ مگر توقع ہے کہ لڑ بھڑ کر خود ٹھیک ہو جائیں گے (حکایات اولیاء، اشرف علی تھانوی صفحہ نمبر ۸۲،۸۳ طبع لاہور)(خلاصہ)

تبصرہ: مولوی صاحب کا یہ کہنا کہ ان امور کو جو شرک خفی تھے شرک جلی لکھ دیا گیا ہے بہت بڑے احکام میں تبدیلی آ جاتی ہے کیونکہ شرک خفی کا مرتکب اسلام سے خارج نہیں ہوتا جبکہ شرک جلی کا مرتکب اسلام سے خارج ہو کر مشرک و کافر ہو جاتا ہے اور یہ مولوی اسماعیل دہلوی کی اتنی بڑی جرأت ہے جو چودہ سو برس کے عرصہ میں کسی مسلمان نے نہیں کی اور یہی احداث فی الدین ہے۔

● حضرت شداد بن اوس رضی اللہ عنہ ایک بار روئے ان سے کہا گیا کیوں روئے؟

فرمایا کہ ایک بار میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے سنا تو وہ
بات مجھے یاد آگئی تو اس نے مجھے رلایا۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو
فرماتے سنا میں اپنی امت پر شرک (خفی) خفیہ شہوت سے ڈرتا ہوں، میں عرض گزار
ہوا کہ یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیا آپ کے بعد آپ کی امت شرک
کرے گی؟ فرمایا ہاں! لیکن وہ سورج یا چاند یا پتھروں یا بتوں کو نہیں پوجیں گے مگر
اپنے (نیک) اعمال کو دکھلائیں گے یعنی ریاکار ہوں گے اور خفیہ شہوت یہ ہے کہ تم میں
سے کوئی روزے کی حالت میں صبح کرے گا اور اپنی شہوت کے باعث روزہ توڑ دے
گا۔ (رواہ احمد و بیہقی فی شعب الایمان، مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۴۵۵، ناشر کتب خانہ امدادیہ ملتان)

نیز اس مجلس میں موجود علماء کا مولوی اسماعیل دہلوی کے اس نظریے کی تردید
نہ کرنا اور خاموش بیٹھے رہنا، ایسے شخص کو حدیث میں گونگا شیطان کہا گیا ہے۔

• **مولوی رشید احمد گنگوہی کا قول (المتوفی ۱۳۲۳ھ/۱۹۰۵ء)**

اور کتاب تقویۃ الایمان نہایت عمدہ کتاب ہے اور رد شرک و بدعت
میں لاجواب کتاب ہے۔ استدلال اس کے بالکل کتاب اللہ اور احادیث سے ہیں اس کا
رکھنا اور پڑھنا اور عمل کرنا عین اسلام ہے۔ (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۸۰، جلد اول طبع کراچی)

• بندہ کے نزدیک سب مسائل اس کے صحیح ہیں اور تقویۃ الایمان پر عمل کرے
(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۸۰ جلد اول طبع کراچی)

تبصرہ: یعنی شرک خفی کو شرک جلی اور جلی کو شرک خفی کہنا درست ہے کہ یہ عقیدہ اسلام
کے خلاف نہیں۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

• انگریزوں نے تقویۃ الایمان کو اس قدر اہمیت دی کہ اس کا انگریزی ترجمہ
کروا کر شائع کیا۔ ظاہر ہے بلا وجہ اتنی اہمیت نہیں دی گئی۔ سرسید لکھتے ہیں۔

"جن چودہ کتابوں کا ذکر ڈاکٹر ہنٹر صاحب نے اپنی کتاب میں کیا ہے ان
میں ساتویں کتاب تقویۃ الایمان ہے چنانچہ اس کتاب کا انگریزی ترجمہ رائل

ایشیاٹک سوسائٹی (لندن) کے رسالہ جلد ۱۳، ۱۸۵۲ء میں چھپا تھا"۔
(مقالات سرسید طبع لاہور صفحہ نمبر ۱۷۸ جلد ۲)

• **مولوی محمد اسماعیل دہلوی اور ان کے پیر سید احمد کا قتل مسلمانوں کے ہاتھ سے ہوا**

پیر اور مرید کے متعلق دیوبندیوں اور غیر مقلدین نے مشہور کر رکھا ہے کہ وہ
سکھوں کے ہاتھوں سے شہید ہوئے اسی لئے ان کو شہید کے نام سے عوام میں مشہور کر
رکھا ہے مگر تاریخی حقائق اس امر کے خلاف ہیں۔ دراصل اختلاف عقائد کے
سبب سید صاحب مسلمانوں کو منافق قرار دیتے تھے وہاں کا خاتمہ بھی تحریک کے
مقاصد میں اہم مقصد کی حیثیت رکھتا تھا کون نہیں جانتا کہ سرحد اور افغانستان کے
مسلمان سرحدی حنفی ہیں ان کے بارے میں سید صاحب، رئیس قلات خان صاحب
[illegible] کے نام ایک مکتوب میں لکھتے ہیں۔

جناب والا! خود غرضی کے دور میں منافقین پر چھاپے مارنے شروع
کر دیئے ہیں اور میں بھی ادھر سے پشاور کے منافقوں کی طرف متوجہ ہوتا ہوں، جب
منافقین بدکاروں کی موجودگی سے وہ مقام پاک ہو جائے تو میں جلال آباد چلا جاؤں گا اور
اسی طرح پھر وہاں سے کابل جاؤں گا۔ اس طرح مردود منافقین جو پشاور سے قندھار
تک پھیلے ہوئے ہیں ان کے پاؤں ایسے اکھڑ جائیں گے
(حیات سید احمد شہید، جعفر تھانیسری صفحہ نمبر ۲۳۹، ناشر نفیس اکیڈمی کراچی)

یہ کون لوگ ہیں جنہیں منافقین کہا جا رہا ہے اور جن کے خاتمہ کیلئے اس
قدر منصوبے بنائے جا رہے ہیں۔ سرسید کی زبانی سنیے۔

"مجھے سرحد پہاڑی لوگوں کے دیکھنے کا اتفاق ہوا، لیکن میری نظر سے آج تک
کوئی پہاڑی پٹھان ایسا نہیں گزرا جو سوائے حنفی مذہب کے اور کسی مذہب کا پیروکار ہو
یا وہابیت کی جانب ذرا بھی میلان رکھتا ہو"
(مقالات سرسید صفحہ نمبر ۱۳۹ حصہ نہم ناشر مجلس ترقی ادب لاہور)

تاریخ بنانے والے اہل قلم سرحدی پٹھانوں کو غدار کہتے ہوئے یہ نہیں سوچتے کہ عریانی اور فسادی فتنے برداشت کرنے کی بجائے جب تشدد کی راہ اختیار کی گئی، سیدھے سادے مسلمان پٹھانوں کو منافقین قرار دیا گیا ان کے خلاف میدان کارزار گرم کیا گیا، ان پر چھاپے مارے گئے، ان کی بیوہ عورتوں سے زبردستی نکاح کیا گیا تو ان سے خیر خواہی کی توقع کس طرح کی جاسکتی تھی؟ وہ بجا طور پر مجاہدین کے خلاف کوئی بھی قدم اٹھا سکتے تھے۔

مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں:

"سچ کہی ہے حتیٰ الامکان حد سے زیادہ بڑھ گئیں تھیں اور بعض دفعات تو جوان خواتین کو مجبور کرتے تھے کہ ان سے نکاح کر لیں اور بعض اوقات یہ دیکھا گیا ہے کہ عام طور پر دو تین دوشیزہ لڑکیاں جارہی ہیں مجاہدین میں سے کسی شخص نے انہیں پکڑ اور زبردستی مسجد میں لے جا کر نکاح پڑھوا لیا۔ مجاہدین میں سب طرح کے آدمی تھے برے بھی اور بھلے بھی بلکہ یہ اندازہ کیا گیا ہے کہ برے زیادہ اور بھلے کم تھے"۔

(حیات طیبہ از مرزا حیرت دہلوی مطبوعہ ... صفحہ نمبر ۲۸۰)

- پھر پٹھانوں پر اپنے مذہبی عقائد ٹھونسنے کی بھی کوشش کی گئی جس میں کامیابی نہ ہوسکی۔

سر سید احمد لکھتے ہیں:

"پہاڑی قومیں ان کے عقائد کے مخالف تھیں اس لئے وہابی ان پہاڑیوں کو ہرگز اس بات پر راضی نہ کر سکے کہ وہ ان کے مسائل کو بھی مان لیتے"۔

(مقالات سر سید صفحہ نمبر ۱۳۹، ۱۴۰، حصہ نہم)

اس تشدد کا نتیجہ سوائے تباہی کے کچھ نہ نکلا۔

سر سید احمد لکھتے ہیں

"چونکہ یہ قوم مذہبی مخالفت میں نہایت سخت ہے اس سبب سے اس قوم نے آخر میں وہابیوں سے دغا کر کے سکھوں سے اتفاق کر لیا اور مولوی محمد اسماعیل صاحب

اور سید احمد کو شہید کر دیا (مقالات سر سید صفحہ نمبر ۲۰۳ حصہ نہم)

قارئین کرام اس موضوع پر تفصیلی حالات کیلئے درج ذیل کتب کا مطالعہ کافی ہوگا۔

۱۔ سید احمد شہید کی صحیح تصویر از وحید احمد مسعود بدایونی۔
۲۔ اظہار حق از ڈاکٹر غلام محمد۔
۳۔ حقائق تحقیق بالاکوٹ از شاہ حسین گردیزی
۴۔ تاریخ تناولیاں از سید مراد علی
۵۔ حقیقت مسلمہ جہاد از سید نور محمد قادری۔

اعتراض: مرتبین "انصاف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"مگر بریلی حکومت کے دور برداشت ہوئی"۔

پہلا شخص مرزا غلام احمد قادیانی۔ دوسرا شخص جس نے قرآن کی پہلی ... الا اللہ کی مخالفت کرتے ہوئے اپنی پوری عمر اپنی کتابیں لکھنے میں گزار دی جس سے مسلمان توحید و سنت سے دور ہوئے۔ شرک و بدعت میں مبتلا ہوئے یہ شخصیت بریلوی اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی ہیں۔ (صاف صفحہ نمبر ۱۲)

الجواب: مولانا احمد رضا خاں علیہ الرحمۃ کی زندگی میں بھی بعض مخالفین و معاندین نے درج ذیل الزامات لگائے تھے۔

۱۔ نینی تال پر بحیثیت گورنر سے ملاقات کی۔
۲۔ گورنمنٹ کی خوشی کیلئے ان کے حسب منشاء فتویٰ لکھا۔
۳۔ گورنمنٹ سے تنخواہ پاتے تھے۔ (السواد الاعظم، مراد آباد، شمارہ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ)

اسکے جواب میں امام احمد رضا نے تمام الزامات کا ایک جواب دیا جو سب پر بھاری ہے آپ نے فرمایا ان کا جواب اس سے بہتر میرے پاس کیا ہے "لعنۃ اللہ علی الکاذبین" جس نے ایسا کیا ہو اس پر قیامت تک اللہ جل جلالہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور اس کے نیک بندوں کی لعنت ہو۔

(السواد الاعظم (مراد آباد) شمارہ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۹ھ)

ممکن ہے اتنی صفائی اور وضاحت کے باوجود بھی "مرتبین انصاف" کو اطمینان نہ ہو تو ان کیلئے ایک ایسے شخص کی گواہی پیش کرتے ہیں جو تحریک ترک موالات میں امام احمد رضا کے مخالفین میں شمار ہوتے تھے یعنی مولانا سید جعفر شاہ پھلواری، سنیئے وہ کیا کہتے ہیں۔

"ترک موالات کی تحریک جب شباب پر تھی مجھے فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ سے کوئی دلچسپی نہ تھی۔ ترک موالاتیوں نے ان کے متعلق مشہور کر رکھا تھا کہ "نعوذ باللہ" وہ سرکار برطانیہ کے وظیفہ یاب ایجنٹ ہیں اور تحریک ترک موالات کی مخالفت پر مامور ہیں۔ دراصل ہر دور میں کسی کو بدنام کرنے کیلئے کوئی چلتا ہوا فقرہ اختیار کر لیا جاتا ہے جس کے تماشے میں اپنی زندگی میں بہت دیکھ چکا ہوں۔ اس قسم کی خبریں جو ایک طبقہ پر ... صداقت۔ محض ... کی تحقیق کی ضرورت نہیں سمجھتے بلکہ کوئی ثبوت طلب کئے بغیر ایمان لے آتے ہیں ایسے مواقع پیدا ہوتا ہے" کو کان سے ازاں "تحریک ترک موالات کے جوش میں تحقیق کا ہوش نہ تھا اس لئے کسی کو ... کی ضرورت محسوس نہ ہوئی بس جیسے جیسے شعور آتا گیا مذہبی تعصب اور ... رنگ چلنے سے ... ہو گیا"

(ماہنامہ ... جعفر شاہ پھلواری ... صفحہ نمبر ۶۵ ... لاہور)

- اسی طرح امام احمد رضا کے معاصر اور مشہور سید الطاف علی بریلوی لکھتے ہیں:

"سیاسی نظریہ کے اعتبار سے حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی بلاشبہ حریت پسند تھے انگریز اور انگریزی حکومت سے دلی نفرت تھی "شمس العلماء" قسم کے خطاب وغیرہ کو حاصل کرنے کا ... کے ... کا کبھی تصور بھی پیدا نہ ہوا۔ والیان ریاست اور حکام وقت سے بھی قطعاً دور رہتے تھے۔

(ماہنامہ جنگ، شمارہ ... جنوری ۱۹۷۰ء)

نیز "مرتبین انصاف" کا یہ کہنا کہ عمر بھر شرک و بدعت کی اشاعت میں گزاری کذب بیانی اور دروغ گوئی اور الزام تراشی کے سوا کچھ نہیں درحقیقت شرک و

بدعت سے جاہل ہونے کی دلیل ناطق ہے اور یہ سبق انہوں نے اپنے جد امجد مولوی محمد اسماعیل قتیل سے سیکھا ہے جو خواہ مخواہ مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی بنا کر اپنی عاقبت خراب کر تا رہا ہے۔

الزام ۶: مرتبین "انصاف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"بریلوی اعلیٰ حضرت کی طرف سے انگریز کی حمایت"۔

"مرتبین انصاف" لکھتے ہیں، چونکہ مولانا احمد رضا بریلوی نے ہندوستان کو دارالاسلام کہا ہے اس لئے وہ انگریزوں کے حامی تھے۔ (مفہوم) (انصاف صفحہ نمبر ۲)

الجواب: فاضل بریلوی مولانا احمد رضا بریلوی نے ہندوستان کو دارالاسلام قرار نہیں دیا تھا بلکہ ان سے پہلے دیگر علمائے اہل سنت کے علاوہ وہابی، نجدی اور غیر مقلد بھی آپ کے ہمنوا تھے۔ اب ہم اس مسئلہ پر تفصیلی گفتگو اور اس کا پس منظر بیان کرتے ہیں۔

مولانا احمد رضا بریلوی کے عہد شباب میں جبکہ آپ کی عمر ۲۳ سال کی ہوگی، ۱۲۹۸ھ/۱۸۸۰ء میں بدایوں کے ایک مستفتی مرزا علی بیگ نے استفتاء پیش کیا جس میں تین سوال تھے۔

1. پہلا سوال ہندوستان کے دارالحرب یا دارالاسلام ہونے کے متعلق تھا۔
2. دوسرا سوال یہود و نصاریٰ کے بارے میں ہے کہ وہ کتابی ہیں یا مشرک۔[1]
3. تیسرا سوال روافض اور مبتدعین کے بارے میں ہے کہ مرتد ہیں یا نہیں۔[2]

پہلے سوال کا جواب یہ دیا ہے کہ ہندوستان دارالاسلام ہے کیونکہ دارالحرب وہ ہے جہاں شریعت اسلامیہ کے احکام و شعائر مطلقاً جاری نہ ہونے پائیں اور ہندوستان میں یہ صورت نہیں اس لئے یہ دارالاسلام ہے۔ یہ خالص فقہی مسئلہ ہے سیاسی نہیں کیونکہ اس جواب میں کوئی لفظ بھی ایسا نہیں جس سے یہ ادنیٰ گمان ہو سکے کہ یہ انگریزوں کو خوش کرنے کیلئے لکھا ہے۔

[1] اعلام الاعلام بان ہندوستان دارالاسلام مطبوعہ بریلی ۱۹۲۷ء
[2] ایضاً ص ۵
[3] ایضاً ص ۲۲

حقیقت واقعہ یہ ہے کہ اس زمانہ میں بعض علماء ہندوستان کو دار حرب قرار دے کر یہ چاہتے تھے کہ سود لینے کی صورت نکل آئے کیونکہ دار حرب میں حربی سے سود لینا جائز ہے۔ جب مولانا احمد رضا نے ایسے لوگوں کا تعاقب کیا اور لکھا کہ دار حرب قرار دے کر سود لیتے ہو تو تیار ہیں مگر ہجرت کو تیار نہیں جو بصورت دار حرب واجب ہے گویا جو بات [illegible] تو کیجئے [illegible] کرنا تھا کہ کسی کو خوش کرنا تھا۔ مولوی اشرف علی تھانوی بھی

اس مسئلہ میں مولانا احمد رضا بریلوی کے ہم نوا تھے۔ اور دار الاسلام ہونے کو ترجیح دیتے تھے۔ (تحذیر الاخوان عن الربا فی الہندوستان از اشرف علی تھانوی مطبوعہ [illegible] ۱۹۰۵ء)

• مولانا عبد الحی لکھنوی حنفی فرنگی محلی نے ایک فتویٰ میں فرمایا کہ بلاد ہند دار الحرب نہیں۔

بلاد ہند جو نصاریٰ کے قبضہ میں ہیں [illegible] اسلام ہیں اور ان کو [illegible] دار الاسلام [illegible] حرب ہونے کی شرطیں ان میں موجود نہیں ہیں اگرچہ [illegible] احکام کفر جاری ہیں مگر بالتبع احکام [illegible] اسلام بھی جاری ہیں بلکہ کفار بعض امور میں علماء کی رائے پر فیصلہ کرتے ہیں۔ (مجموعہ فتاویٰ صفحہ ۲۲ جلد اول مطبوعہ لکھنؤ ۱۹۳۵ء)

• مولوی نذیر حسین دہلوی نے بھی ہندوستان کو دار الامان قرار دیا ہے۔
(حیات بعد الممات مطبوعہ کراچی [illegible] فضل بہاری)

• مولوی محمود الحسن بھی ہندوستان کو ایک حیثیت سے دار الحرب قرار دیتے تھے مگر دوسری حیثیت سے دار الاسلام۔ ([illegible] مطبوعہ لاہور صفحہ نمبر ۱۹۶)

مولوی کرامت علی جونپوری (متوفی ۱۲۹۰ھ/۱۸۷۳ء) خلیفہ سید احمد بریلوی
نے ۲۳ نومبر ۱۸۷۰ء کو کلکتہ کے ایک مذاکرہ علمیہ میں تقریر کرتے ہوئے کہا
"مملکت ہندوستان جو باوصف [illegible] بادشاہ عیسائی مذہب کے قبضہ اقتدار میں ہے۔ مطابق مذہب فقہ حنفی کے دار الاسلام ہے اور اسی پر فتویٰ ہے"۔
[illegible] کی تقریر کے بعد مولوی فضل علی، مولوی [illegible]، حکیم [illegible]، مولوی

عبد اللطیف سیکرٹری مجلس، شیخ احمد [illegible] انصاری مدنی، سید ابراہیم بغدادی نے بھی تقاریر کیں اور مولانا کرامت علی جونپوری کی تائید کی۔

اس کے علاوہ اس رسالہ میں حضرت شیخ جمال بن عبد اللہ حنفی مفتی مکہ معظمہ، علامہ سید احمد دحلان مفتی شافعیہ مکہ مکرمہ، شیخ حسین بن ابراہیم مفتی مالکیہ مکہ معظمہ، [illegible] اور مفتی [illegible] کے فتاویٰ موجود ہیں کہ ہندوستان دار الاسلام ہے۔ (رسالہ [illegible] مجلس [illegible] از مولانا کرامت علی جونپوری صفحہ [illegible] مطبوعہ [illegible])

اگر مولانا احمد رضا بریلوی آپ کے اصول کے مطابق کہ انہوں نے ہندوستان کو دار الاسلام کہا ہے انگریزوں کے ایجنٹ ہیں تو مولوی اشرف علی تھانوی، مولانا عبد الحی لکھنوی، مولوی محمود الحسن دیوبندی اور دیگر علماء کو بھی انگریزوں کے ایجنٹس کی فہرست میں شمار کرو۔

دیکھتے ہیں [illegible] دیوبندی مولویوں کا [illegible] قلم کب حرکت میں آتا ہے؟

الزام: "مرتبین انصاف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"بریلوی اعلیٰ حضرت کا خاندان بھی انگریز کا حامی تھا"۔ (انصاف صفحہ ۱۴۳)

بریلوی اعلیٰ حضرت کا انتخاب انگریزوں کی طرف سے محض اتفاقی نہیں تھا بلکہ خان صاحب بریلوی خاندانی طور پر انگریز کے حامی چلے آ رہے تھے چنانچہ ان کا ایک عقیدت مند شاگرد لکھتا ہے

"مولوی احمد رضا خاں صاحب کے پردادا حافظ کاظم علی خاں نے انگریزی حکومت کی [illegible] خدمات انجام دیں" (انصاف صفحہ ۱۴۳)

جواب: اگر "مرتبین انصاف" [illegible] "حیات اعلیٰ حضرت" صفحہ

[illegible] رشید احمد گنگوہی [illegible] کہتے ہیں دار حرب [illegible] ہندوستان کا مختلف علماء [illegible] سے [illegible] دار الاسلام [illegible] اور بعض (جیسے [illegible]) [illegible] مولوی رشید احمد [illegible] سید [illegible] [illegible] دار الاسلام [illegible] سب انگریز [illegible] تھے [illegible]

نمبر ۳ پر دکھا دیں تو مبلغ ۵۰۰۰ روپے نقد انعام حاصل کریں، ورنہ ہم یہ کہنے کے حق بجانب ہوں گے "لعنۃ اللہ علی الکاذبین"۔

حقیقت یہ ہے کہ حافظ کاظم علی خان دور سلطنت مغلیہ میں شہر بدایوں کے تحصیلدار تھے۔ انگریزوں اور بادشاہ سلطنت مغلیہ میں کچھ مناقشات ہو گئے آپ چاہتے تھے کہ دونوں کے درمیان تصفیہ ہو جائے تاکہ سلطنت مغلیہ قائم و دائم رہے۔ اس مقصد کیلئے حافظ صاحب کو (مسلمانوں کے سفیر کی حیثیت سے) کلکتہ جانا پڑا۔

● مولانا ظفر الدین بہاری لکھتے ہیں۔

حضرت کاظم علی خاں صاحب شہر بدایوں کے تحصیلدار تھے اور یہ عہدہ آج کل کلکٹری کے قائم مقام تھا۔ وہ اس جدوجہد میں تھے کہ سلطنت مغلیہ اور انگریزوں میں جو کچھ مناقشات تھے ان کا تصفیہ ہو جائے۔ چنانچہ اسی تصفیہ کیلئے حضرت حافظ صاحب کلکتہ تشریف لے گئے۔

(حیات اعلیٰ حضرت، صفحہ نمبر ۲ جلد اول ناشر مرکزی مجلس رضا لاہور ۱۹۹۲ء)

الجواب ۲ مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں۔

۱۲۳۲ھ تک سید صاحب امیر خاں کی ملازمت میں رہے، مگر ایک نامور کام آپ نے یہ کیا کہ انگریزوں اور امیر خاں کی صلح کرا دی۔ لارڈ ہسٹنگ سید احمد کی بے نظیر کارگزاری سے بہت خوش تھا۔ دونوں لشکر کے بیچ میں ایک خیمہ کھڑا کیا گیا اور اس میں تین آدمیوں کا باہم معاہدہ ہوا جس میں میر خاں، لارڈ ہیسٹنگ اور سید احمد شامل تھے۔ سید احمد خاں صاحب نے میر خاں کو بڑی حکمت سے شیشہ میں اتارا۔ (حیات طیبہ از مرزا حیرت دہلوی صفحہ نمبر ۳۶۰)

اگر حافظ کاظم علی خاں سلطنت مغلیہ اور انگریزوں میں تصفیہ کرانے کی وجہ سے بقول "مرتبین انصاف" انگریزی حکومت کی پولیٹکل خدمات انجام دیں تو سید احمد صاحب نے کیا انگریزی حکومت کی پولیٹکل خدمات انجام نہیں دیں؟

ذرا سید احمد کے متعلق بھی قلم کو حرکت دیں۔

نیز اس وقت انگریزی حکومت تو قائم ہی نہیں ہوئی تھی، انگریزی عہدہ کہاں سے قبول کرتے؟ پروفیسر ایوب قادری کا حوالہ بھی غلط ہے نہ صفحہ درج ہے نہ مقام اشاعت۔

قارئین کرام! "مرتبین انصاف" کا یہ کہنا بھی کذب بیانی پر مبنی ہے کہ حافظ صاحب بریلوی خاندانی طور پر انگریزوں کے حامی چلے آ رہے ہیں (انصاف صفحہ نمبر ۳)

جواب: اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے جد امجد میں سے محمد سعادت خاں جو مغلیہ افواج کے سپہ سالار تھے اور سلطنت وقت کے حکم سے انہوں نے روہیلوں سے بریلی کا علاقہ فتح کر کے سر کیا تھا۔

● مجاہد اعظم مولانا رضا علی خاں اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ء

جب دہلی کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر پر انگریز غالب ہو گئے اور انگریزوں سے مقابلہ کیلئے جنرل بخت خاں شاہ احمد اللہ مدراسی نے جہاد کمیٹی بنائی تو دہلی سے مولانا فضل حق خیرآبادی، کاکوری سے مولانا مفتی عنایت احمد کاکوری مصنف علم الصیغہ اور بریلی سے مولانا رضا علی خاں کو منتخب کیا۔

جب جنرل بخت بریلی کے محاذ میں انگریزی اقتدار بڑھنے لگا تو جنرل بخت خاں صاحب نے مجاہد جلیل مفتی عنایت احمد کو مجاہدین کی تربیت کیلئے بریلی بھیجا اور انہیں ہدایت کی کہ مولانا رضا علی خاں کی ہدایت سے مکمل استفادہ کیا جائے۔ مولانا نے تمام مال و اسباب مجاہدین پر صرف کر دیا۔ مفتی صاحب نے آپ کے پاس ہی رہ کر میدان کارزار کے منصوبے بنا کر انگریزوں کو شکستوں پر شکستیں دیں۔ مولانا رضا علی خاں کے فرزند ارجمند حضرت مولانا نقی علی خاں (والد ماجد امام احمد رضا) کی ڈیوٹی مجاہدین کو ہر قسم کا رسد پہنچانے پر لگی ہوئی تھی۔ آپ کی جامع مسجد میں ہر وقت دیگیں چڑھی رہتیں اور مجاہدین کیلئے لنگر عام جاری رہتا تھا۔

بدقسمتی سے بعض غدار مسلمانوں اور ہندوؤں کی سازشوں سے تحریک جنگ

آزادی کامیاب نہ ہو سکی۔ انگریزوں نے ملک پر قابض ہو کر اکابر بریلی علماء و فضلاء،
مجاہدین پر بے پناہ مظالم کئے، کئی تو شہید ہو چکے تھے اور بچے کچھے گرفتار کر کے جزیرہ
انڈمان ن کالا وغیرہ میں محصور کر دیئے گئے۔ چنانچہ مجاہدین کی سرگرمیوں کی بنا پر
مولانا رضا علی خاں بریلوی کے وارنٹ جاری ہوئے اور ایک انگریز سارجنٹ سپاہی
لے کر بریلی پہنچا جس وقت وہ آپ کی مسجد میں آیا آپ تلاوت قرآن مجید میں مشغول
تھے سارجنٹ نے ادھر ادھر دیکھا مگر نظر نہ آیا۔ باوجود تلاش وہ خائب و خاسر چلا
گیا۔ کئی یوم میں ملکہ برطانیہ سے عام معافی کا اعلان ہوا اس طرح آپ کو خدا
تعالیٰ نے فرنگی استبداد سے محفوظ فرمایا۔

(۱) [illegible]
(۲) (حیات اعلیٰ حضرت ... صفحہ نمبر ۳ ...)

شاد باش اے سرزمین بریلی شاد باش
شاد باش اے مولد شاہ احمد رضا شاد باش
شاد باش اے مرکز جہاد شاد باش
شاد باش اے میدان حرب شاد باش

• حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (المتوفی ۱۲۳۹ھ) علیہ الرحمۃ
کا فتویٰ اور اس کا جواب

"مرتبین انصاف" لکھتے ہیں

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اسلام دوستی کی فکر کو عملی
جامہ پہناتے ہوئے سب سے پہلے یہ فتویٰ دیا کہ ہندوستان دار الحرب ہے۔
(فتاویٰ عزیزی) (انصاف صفحہ نمبر ۱۳)

الجواب: شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) نے اپنے زمانہ کے حالات و
واقعات کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہندوستان کو دار الحرب فرمایا تھا۔ اور یہ بات اہل علم پر
مخفی نہیں کہ حالات، تقاضوں کے پیش نظر مسائل میں تبدیلیاں آتی رہتی ہیں جیسے

مولانا عبدالحئی لکھنوی فرنگی محلی، مولانا اشرف علی تھانوی، اور مولانا احمد رضا بریلوی نے
ہندوستان کو دار الاسلام کہا تھا اس وقت ہندوستان پر دار الحرب کی بجائے دار الاسلام
کا اطلاق ہوتا تھا۔ نیز یہ ایک فروعی مسئلہ ہے اور فروعی مسائل میں اختلاف دور صحابہ
سے لے کر آج تک علماء میں چلا آ رہا ہے۔

• علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ فقیہ ابو اللیث سمرقندی رحمۃ اللہ
علیہ فرماتے ہیں کہ پہلے میں تین باتوں کی حرمت کا فتویٰ دیا کرتا تھا اور اب ان کے
جواز کا فتویٰ دیتا ہوں۔ پہلے میں فتویٰ دیتا تھا کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا حلال نہیں،
اسی طرح فتویٰ دیتا تھا کہ عالم کیلئے جائز نہیں کہ وہ دیہاتوں میں اجرت پر وعظ کرنے
جائے اور یہ بھی جائز نہیں کہ وہ سلطان (بادشاہ کی صحبت) اختیار کرے مگر اب تعلیم
قرآن کے ضائع ہونے کے خوف، لوگوں کی حاجت اور دیہاتیوں کی جہالت کی وجہ سے میں
نے اس سے رجوع کر لیا۔ (رسائل ابن عابدین جلد اول صفحہ نمبر ۱۵۸ مطبوعہ لاہور)

• حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے زمانہ میں ہندوستان کی
سیاست اور مذہبی

موصوف ۱۷۴۶ء میں پیدا ہوئے اور ۱۸۲۴ء میں وصال فرمایا

صاحب جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر لکھتے ہیں ان زیادتیوں کے علاوہ
(جو مسلمانوں پر کی گئیں) ڈلہوزی نے (۱) پیشوا باجی راؤ ثانی کی وفات پر اس کے
متبنیٰ نانا راؤ کو اس کی آٹھ لاکھ روپے کی پنشن سے محروم کر دیا۔ (۲) نواب کرناٹک کا
انتقال ۱۸۵۳ء میں ہوا اگرچہ اس کے جانشین موجود تھے مگر ڈلہوزی نے عہد ناموں کو
نظر انداز کر کے اس کے خطابات اور وظائف ضبط کر لئے گویا حشر تک ... (۳) یہ
بھی فیصلہ کر دیا گیا کہ مغل شہنشاہ کی وفات پر اس کی اولاد کو جملہ تعظیمات، خطابات
شاہانہ اور قلعہ سے بھی محروم کر دیا جائے گا۔

مختصر یہ کہ ان اقدام کے خلاف ۱۸۵۷ء کے درمیانی عرصہ میں ہندوستان

میں سول یا فوجی بغاوتیں ہوئی ہیں ان کے اسباب سال چھ ماہ کی پیداوار نہ تھے بلکہ اس ایک صدی میں بتدریج مہیا ہوتے رہے۔ میر قاسم کی بغاوت پہلا کھلا ردعمل تھا جو کمپنی کے جابرانہ راج کے خلاف ہوا ۱۷۶۳ء میں فوج نے بنگال کے میر جعفر کی لوٹ کھسوٹ میں سے اپنا حصہ لینے کیلئے شورش کی اور اسے لے کر چھوڑا۔ یہ بنگال آرمی کی پہلی شورش تھی اس میں پانچ بٹالین شامل تھیں۔ اس شورش کے سات ماہ بعد بنگال آرمی کی دوسری شورش ہوئی۔ یہ بغاوت سب سے پہلے بٹالین نے کی۔ فرنگیوں نے ان کے دس قائدین کو سب کے سامنے توپ سے اڑا دیا۔ ۱۷۶۹ء میں دھلبھم کے راجاؤں کی بغاوت ہوئی جو پانچ سال تک جاری رہی۔ ۱۷۸۳ء میں ایک بغاوت رنگ پور اور ۱۷۸۹ء میں دوسری بغاوت بشن پور میں ہوئی۔ ۱۷۹۰ء میں وزیا نگرم اور ۱۷۹۳ء میں وزیرام راؤ کی بغاوتیں ہوئیں، جو جنوبی ہندوستان میں برپا ہوئیں۔ ۱۷۹۶ء میں پالیگار جو ... نے بھی جنوبی ہندوستان ہی میں علم بغاوت بلند کیا۔ یہ تحریک شدید تھی کہ ۱۸۰۵ء تک جاری رہی۔ ۱۷۹۹ء میں تین بغاوتیں بنگال اور شمالی ہندوستان میں ہوئیں یہ چوارس اور وزیر علی کی شورشیں تھیں اور بہت سے ہنگامے اس کے علاوہ تھے۔ جنوبی ہندوستان میں بلدور میں دھوندیا کی بغاوت دو سال تک جاری رہی ۱۸۰۰ء میں گنجام میں جدوجہد ہوئی جو پانچ برس تک جاری رہی۔ ۱۸۰۱ء میں کئی دہلی میں پولی گرز کی جدوجہد ہوئی جنوبی ہندوستان کی اس بغاوت کو فرو کرنے میں چار سال لگے۔ پھر ۱۸۰۳ء میں شمالی ... کی جدوجہد شروع ہوئی۔ ۱۸۰۵ء تک جاری رہی۔ ۱۸۰۶ء میں مدراس کی چھاؤنی میں ویلور کی بغاوت ہوئی۔ فرنگی کمانڈر نے سپاہیوں کو حکم دیا کہ داڑھی مونچھیں صاف کریں۔ پگڑی میں چمڑے کا استعمال کریں تاکہ وہ انگریزی ہیئت کی مثل نظر آئیں۔ ہندوؤں کو ماتھے پر تلک نہ لگانے کا حکم ملا۔ ہندو سپاہی مشتعل ہو گئے اور قلعے میں جا کر سو سے زائد فرنگی افسروں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ ان تمام سپاہیوں کو بعد میں گولی مار دی گئی۔ ۱۸۰۶ء ہی میں دکن میں حیدر آباد، نندی درگ، پالم کوٹ اور نلا جاہ آباد کے مقامات پر بغاوتیں ہوئی۔

۱۸۰۸ء میں ریاست ٹراونکور میں دیوان اور ریذیڈنٹ کے درمیان بگاڑ پیدا ہوا اور شورش ہوئی۔ ریذیڈنٹ کے بھاگ جانے کے بعد اس کی مختصر سی جمعیت کو ہلاک کر دیا گیا ۱۸۰۸ء میں شمالی ہندوستان میں بندیل کھنڈ میں فسادات ہوئے جو چار برس تک جاری رہے۔ ۱۸۰۹ء میں جاٹوں نے بغاوت بلند کی۔ اسی سال مدراس آرمی نے بغاوت کی۔ ۱۸۱۰ء میں بمبئی پریذیڈنسی میں عبدالرحمن نے بغاوت کی۔ ۱۸۱۰ء میں بنارس میں شورش ہوئی جو اگلے برس بھی جاری رہی۔ ۱۸۱۳ء میں پرانی کچہری میں جاگیروں میں فسادات ہوئے جو تیرہ برس جاری رہے۔ ۱۸۱۶ء میں بریلی میں ایک ٹیکس پر پھوٹ پڑا۔ مقامی مفتی صاحب نے جہاد کا فتویٰ دے دیا۔ اس طرح فوج پر حملہ کر دیا گیا فوج نے مجاہدین پر سخت آتش باری کر کے ان کو تہ تیغ کر دیا۔ ۱۸۱۷ء میں شمالی ہندوستان میں کٹک کے مقام ... کی بغاوت ہوئی جو اگلے سال ہی دبا دی گئی۔ ۱۸۱۸ء میں جنوبی ہندوستان میں ... کا دھاوا ہوا جو ۱۸۳۱ء تک جاری رہا۔ ۱۸۳۰ء میں مروڑ میں مرکی بغاوت ہوئی۔

(جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر صفحہ نمبر ۳۰، ۳۱ از محمد صدیق قریشی مطبوعہ ۱۹۸۲ء)

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کے فتویٰ کا متن

یہاں روساء نصاریٰ (عیسائی حکام) کا حکم بے دغدغہ اور بے دھڑک جاری ہے اور ان کا حکم جاری اور نافذ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ملک داری، انتظامات رعیت، خراج، باج، عشر، مال گزاری، اموال تجارت، ڈاکوؤں اور چوروں کے معاملات، مقدمات کے فیصلوں اور جرائم کی سزاؤں میں یہ لوگ خود ہی حاکم اور مختار مطلق ہیں۔ ... نماز جمعہ، عیدین، اذان اور ذبیحہ گاؤ جیسے احکام میں وہ مداخلت نہیں کرتے۔ لیکن جو چیز ان سب کی جڑ اور آزادی کی بنیاد ہے وہ قطعاً بے حقیقت اور پامال ہے۔ چنانچہ یہ لوگ بے تکلف مسجدوں کو مسمار کر دیتے ہیں۔ عوام کی شہری آزادی ختم ہو چکی ہے۔ یہاں تک کہ کوئی مسلمان یا غیر مسلم ان کی اجازت و اطمینان کے بغیر اس شہر یا اس کے اطراف و جوانب میں نہیں آسکتا۔ عام مسافروں یا

تاجروں کو شہر میں آنے جانے کی جو اجازت ہے وہ بھی ملکی مفاد یا عوام کی شہری آزادی کی بنا پر نہیں بلکہ خود اپنے مفاد کے خاطر ہے۔ اس کے بالمقابل خاص خاص اور ممتاز و نمایاں حضرات مثلاً شجاع الملک اور ولایتی بیگم ان کی اجازت کے بغیر اس ملک میں داخل نہیں ہو سکتے۔ دہلی سے کلکتہ تک انہی کی عملداری ہے بے شک چند دائیں بائیں حیدرآباد، لکھنؤ اور رامپور میں چونکہ وہاں کے فرمانرواؤں نے اطاعت قبول کر لی ہے۔ براہ راست نصاریٰ کے احکام جاری نہیں ہوتے۔ (فتاویٰ عزیزی جلد اول)

شاہ صاحب نے اس فتوے کے علاوہ ایک اور فتویٰ بھی جاری کیا تھا جس میں دلائل سے ثابت فرمایا تھا کہ ہندوستان اب دار الحرب ہو گیا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی جلد اول)

● مولانا محمد اسحاق بھٹی لکھتے ہیں شاہ صاحب کے یہ دونوں فتوے اپنے مندرجات و مشمولات میں صاف اور واضح ہیں ان کی رائے سے بلا شبہ اس زمانے میں ہندوستان دار الحرب تھا۔ (فقہائے پاک و ہند جلد اول صفحہ ۸۰، ۹۰ طبع لاہور)

یہ تھے وہ حالات جن کے پیش نظر حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی نے ہندوستان کو دار الحرب قرار دیا تھا۔ لیکن جب مولانا عبد الحی لکھنوی فرنگی محلی، مولوی شرف علی تھانوی نے اور مولانا احمد رضا نے ہندوستان کو دار الاسلام کہا تھا اس وقت ہندوستان کے یہ حالات نہ تھے جن کا ہم نے تفصیلاً ذکر کیا ہے۔

● **مکتوبات کا جواب**

"مرتبین الانصاف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"شاہ اسماعیل شہید کی تحریک کی اصل منزل"۔

مجاہد کبیر سید احمد شہید نے شاہ بخارا کے نام جو خط لکھا اس سے واضح ہے کہ اس تحریک کا نصب العین سارے ہندوستان کی تحریک آزادی تھا۔ اس کے بعد شاہ بخارا کے نام تین خطوط اور شاہزادہ کامران کے نام ایک خط کا اردو ترجمہ نقل کیا ہے پھر اس کے بعد "مرتبین الانصاف" لکھتے ہیں۔

"امت مرحومہ کی بدقسمتی ہے کہ سید احمد شہید اور شاہ اسماعیل شہید کی اس

ایک جہاد کی عظمت کم کرنے کیلئے بھی تو یہ کہا گیا ان کا مقصد انگریز کی بجائے سکھوں کے خلاف جہاد تھا، حالانکہ ان کے جہاد کی ابتدا تھی اصل مقصد انگریز تھے جیسا کہ مکاتیب سے واضح ہے"۔ (الانصاف صفحہ نمبر ۱۵، ۱۶، ۱۷)

الجواب: حق چھپائے چھپتا نہیں ایک روز ضرور ظاہر ہو کر رہتا ہے سید صاحب نے مصلحت کے تحت انگریزوں سے اپنے روابط اور تعلقات کو چھپانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ سید صاحب جہاں بھی گئے انگریز دوستی کی خبر پہلے پہنچ چکی تھی۔

● غلام رسول مہر لکھتے ہیں:

کارا (سندھ) میں سید چھوٹن شاہ ایک ممتاز بزرگ تھے سید صاحب کے حکم سے سید حمید الدین اور سید اولاد حسین نے ان سے ملاقات کی۔ وہ سید صاحب کی ملاقات کیلئے آئے اور ایک بھینس بطور نذرانہ پیش کی۔ انہیں سے معلوم ہوا کہ لوگ عام طور پر سید صاحب کو انگریزوں کا جاسوس سمجھتے ہیں اسی لئے بدکتے ہیں۔ (سید احمد شہید صفحہ نمبر ۲۸۴)

آخر ان لوگوں میں جو شہرت ہوئی تو اس کی کوئی بنیاد ضرور ہے، اسی بنیاد کو سید صاحب اپنے خیال میں چھپائے ہوئے تھے لیکن سندھ کی طرح سرحدی لوگ بھی اس راز سے واقف ہو گئے تھے۔ غلام رسول مہر لکھتے ہیں، وہاں کے لوگوں نے کہا انگریزوں نے انہیں (سید صاحب کو) تمہارے ملک کا حال معلوم کرنے کی غرض سے جاسوس بنا کر بھیجا ہے۔ (سید احمد شہید صفحہ نمبر ۲۸۹)

سید صاحب نے ایک وفد میاں جی محی الدین چشتی کی سرکردگی میں شاہ بخارا کے پاس حصول امداد کیلئے بھیجا چونکہ انگریز دوستی کی خبر وہاں بھی پہنچ چکی تھی اس لئے ناکامی ہوئی۔

غلام رسول مہر لکھتے ہیں

معلوم ہوا کہ وہاں کے درباریوں نے غلط بیانیوں کے ذریعے سے شاہ (بخارا) کو بدظن کر دیا ہے۔ غلط بیانی یہ تھی کہ سید صاحب جہاد کیلئے نہیں آئے بلکہ انگریزوں نے انہیں وسط ایشیا میں پھیلنے کی غرض سے انہیں بھیجا ہے لندن کی

امداد کرنی چاہیے۔ (جماعت مجاہدین صفحہ نمبر ۱۸۸)

معلوم ہوا کہ سید احمد نے یہ مکتوبات شاہ بخارا کو اپنی انگریز دوستی پر پردہ ڈالنے کیلئے لکھے تھے جن سے یہ صفائی پیش کرنا چاہتے تھے کہ ان کا نصب العین سارے ہندوستان کی تحریک آزادی تھا لیکن یہ بات حقیقت سے دور ہے

سید صاحب خود بعد میں پہنچتے ہیں مگر انگریز دوستی کی شہرت پہلے پہنچ جاتی ہے مشہور محاورہ ہے "رہے حق کو تلاش، خدا بھی گیا"۔ وہ لوگ اس شہر میں حق بجانب تھے پہلے بھی'

- محمد اسماعیل پانی پتی لکھتے ہیں

جب حضرت شہید بمع اپنے مجاہدین سرحد اور سرحد کے علاقے میں داخل ہوئے (جو اس وقت انگریزی عملداری میں نہ تھے) تو ان کے متعلق عام طور پر یہ شبہ کیا گیا کہ یہ انگریزوں کے جاسوس ہیں اور یہ شبہ اس بنا پر ہوا کہ حضرت شہید کے تعلقات انگریزوں سے بہت دوستانہ و خوشگوار تھے۔ (حاشیہ مقالات سرسید حصہ شاہ صفحہ نمبر ۲۵)

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سید صاحب کے انگریزوں سے مراسم و تعلقات کی بات ڈھکی چھپی بات نہ تھی۔ سکھوں اور سرحدی مسلمانوں کو شبہ تو پہلے ہی تھا۔

آج جو لوگ سید صاحب کو انگریز دوست ثابت نہ ہونے دینے کی خاطر طرح طرح کے حربے استعمال کر رہے ہیں بلکہ دوسروں کو فریب دینے کا کام سرانجام دے رہے ہیں کاش وہ لوگ سلیم قلب سے اس حقیقت و تاریخ پر غور کریں کہ سید صاحب انگریز دوست تھے۔ اور انہوں نے کبھی بھی انگریزوں سے کسی قسم کی مخاصمت مول نہیں لی۔

شہزادہ کامران کے پاس بھی کسی سبب سے یہ خبر پہنچ چکی تھی کہ سید صاحب انگریزوں کے خیر خواہ ہیں اور ان پر قابض ہونا چاہتے ہیں تو اپنی انگریز خیر خواہی پر پردہ ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں "ہمارا اصلی مقصد پورے ہندوستان پر لشکر کشی ہے نہ کہ خراسان کے علاقے کو محل بنالینا"

مزید "مرزا حیرت" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"بریلوی اعلیٰ حضرت کے نزدیک سکھ نیک لوگ ہیں"۔

بریلوی اعلیٰ حضرت کا شعر ہے۔

وہ وہابیہ نے جسے لقب دیا ہے شہید و ذبیح کا
وہ شہید لیلیٰ نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے

(حدائق بخشش صفحہ نمبر ۵۸)

خیار نیک لوگ، سکھ فوج کو کہا جا رہا ہے۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۷)

جواب۔ چونکہ مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے پیر و مرشد سید احمد بالاکوٹ کے مقام پر سرحدی پٹھانوں کے ہاتھوں قتل ہوئے تھے جیسا کہ ہم اوراق گزشتہ میں تفصیلاً تحریر کر چکے ہیں۔ اس شعر میں خیار سے مراد سرحدی پٹھان ہیں۔ ۱

ڈاکٹر ہنٹر اور دیگر انگریز مورخین کے متعلق مرزا حیرت دہلوی" صاحب حیات طیبہ" کی رائے

ان کی ۲۱۸ صفحے کی کتاب صفحوں کے انبار سے بھری ہوئی ہے اسی طرح سے یہ تکرار مسلسل کی ہر جگہ جھلک پائی جاتی ہے۔ الخ (حیات طیبہ صفحہ نمبر ۲۲۲)

۱ مرتبین انصاف بخش رضا میں اس قدر مدہوش ہوگئے کہ اعلیٰ حضرت کا شعر غلط لکھ گئے۔ یہ شعر اس طرح ہے۔

وہ کہ جسے وہابیہ نے دیا ہے لقب شہید و ذبیح کا
وہ شہید لیلیٰ نجد تھا وہ ذبیح تیغ خیار ہے

(حدائق بخشش ۵۰ طبع مسلم کتابوی لاہور)

شعر کا مطلب: وہابی دیوبندی مولوی اسماعیل دہلوی کو شہید و ذبیح (گردن کٹ کر مرا ہوا) کے القاب سے یاد کرتے ہیں مگر حقیقت میں اسماعیل دہلوی لیلیٰ نجد محمد بن عبد الوہاب نجدی کا عاشق تھا اس کی محبت میں دیوانہ تھا نجدی کی کتاب التوحید کا ترجمہ تقویۃ الایمان کرکے اپنے آپ کو نجدی ثابت کردیا اور اس کو ذبح کرنے والا تو صحیح العقیدہ سنی حنفی مسلمانوں کی تھی۔ (ابو کلیم فیضی غفرلہ)

دوسری جگہ لکھتے ہیں۔

"اس تحریر سے ڈاکٹر ہنٹر کی اصلی معاملات سے بے خبری اور خیالی پلاؤ پکانے اور ایک معاملہ پر فرضی رائے قائم کرنے کا پورا حال کھلتا ہے۔" (حیات طیبہ صفحہ نمبر ۳۲۱)

نیز مرزا صاحب تو ان مسلمانوں سے بھی نالاں ہیں جو انگریزوں کی تحریروں پر اعتماد کرتے ہیں، لکھتے ہیں۔

"سب سے زیادہ اس پر افسوس آتا ہے کہ جو اپنے کو مسلمان کہتے ہیں اور ان کا عقیدہ یہ ہے کہ قرآن میں معاذ اللہ کذب کو جگہ ہو سکتی ہے مگر انگریز کے ہاتھ کا لکھا ہوا بھی جھوٹا نہیں ہو سکتا۔ وہ اس پر جزم کر کے اور انہیں روایت کا مستند مان گئے۔" (حیات طیبہ صفحہ نمبر ۳۲۹)

اس لئے کسی کی من گھڑت کتابوں کے حوالہ جات ہم ماننے کیلئے ہرگز تیار نہیں۔

• "مرتبین انصاف" لکھتے ہیں۔

"کہ لفظ وہابی انگریزوں کی ایجاد ہے۔" (انصاف صفحہ نمبر ۲۰)

جواب یہ خواب خیالی ہے۔ مولانا عبید اللہ سندھی لکھتے ہیں۔

"شیخ محمد بن عبدالوہاب نے جب دعوت اسلام شروع کی تو موصوف درعیہ تشریف لے گئے۔ یہ واقعہ ۱۱۵۹ھ کا ہے اس کے بعد وہابی تحریک کو فروغ حاصل ہوا۔" (شاہ ولی اللہ اور ان کی سیاسی تحریک صفحہ نمبر ۲۰)

نیز لکھتے ہیں۔

۱۔ آپ ہی کی طرف وہابی جماعت منسوب ہے۔

۲۔ جماعت وہابی کا مقصد مذہبی سلطنت قائم کرنا تھا۔

۳۔ مذہبی سلطنت قائم ہو چکی تھی لیکن سید احمد شہید کی ناگہانی وفات سے ختم ہوئی

۴۔ مذہبی سلطنت کو سکھوں نے ختم کیا جو کہ اہل حدیث کے نزدیک نیک لوگ ہیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۲۰)

جواب

سید صاحب کی قائم کردہ مذہبی سلطنت اور اس کے ظلم و ستم

• مرزا حیرت دہلوی لکھتے ہیں۔

"تمام ملک پشاور پر آفت چھا رہی تھی۔ نظام سلطنت اس مسجد کے ملاؤں کے ہاتھ میں تھا، جن کا جلیس سوائے مسجد کے دالانوں کے کبھی کچھ نہ تھا اور اب ان کو منتظم امور سلطنت بنا دیا گیا۔" (حیات طیبہ صفحہ نمبر ۲۸۱)

• شیخ اکرام لکھتے ہیں۔

"اس میں کوئی شبہ نہیں کہ سید صاحب کے بعض ساتھیوں کا رویہ ہمدردی اور مصالحت کا نہ تھا، بلکہ وہ جلدی فاتحانہ تشدد پر اتر آئے۔"
(موج کوثر از شیخ محمد اکرام صفحہ نمبر ۳۱)

اب فاتحانہ تشدد کی حکایت بھی ملاحظہ فرمائیں۔

"مولوی مظہر علی نے یہ اعلان دے دیا کہ تین دن کے عرصے میں ملک پشاور میں تمام جوان لڑکیاں (عورتیں) ہیں سب کے نکاح ہو جانے ضروری ہیں ورنہ اگر کسی گھر میں بے نکاح لڑکی رہ گئی تو اس کے گھر کو آگ لگا دی جائے گی۔ (جبکہ سید احمد کے خاندان کی کافی بیوہ عورتیں بغیر نکاح ثانی کے وفات فرما گئیں)"

یہ سب فاتحانہ تشدد کا ہی مظاہرہ ہے، یہ معاملہ فہم و تفہیم سے نہیں ہو سکتا تھا۔ یہ صاف کا تقاضا یہ ہے کہ ایک عورت نکاح ثانی نہیں کرنا چاہتی تو آپ اس کے مکان کو آگ لگا دیں۔ یہ قرآن و سنت میں کونسا حکم ہے۔ بعض دفعہ شرارت کے ارادہ اور عورتوں کے رشتہ داروں نے مجاہدوں نے نکاح ثانی کی آڑ میں کیا کھیل کھیلے، انہوں کی زبانی سنئے۔

"سید صاحب نے مجاہدوں کو مختلف عہدوں پر مقرر کر دیا تھا کہ وہ شرع محمدی کے مطابق عمل درآمد کریں۔ نگران کی بے حد سختیاں حد سے زیادہ بڑھ گئی تھیں وہ بعض اوقات نوجوان خواتین کو مجبور کرتے تھے کہ ان سے نکاح کریں اور بعض اوقات یہ دیکھا گیا کہ عام طور پر دو تین دوشیزہ لڑکیاں جو راہ میں مجاہدین میں سے کسی

شخص نے انہیں پکڑا اور مسجد میں لے جا کر نکاح پڑھا لیا۔
(حیات طیبہ از مرزا حیرت دہلوی صفحہ نمبر ۲۸۰)

کیا یہی نکاح ثانی کے شرعی تقاضے ہیں، حیرت ہے ان نام نہاد مجاہدین پر ماحول وہ واقعہ پڑھیے۔ ایک نوجوان عورت نہیں چاہتی تھی کہ میرا نکاح ثانی ہو مگر مجاہد صاحب زور دے رہے ہیں۔ انہیں ہونا چاہیے۔ آخر ماں باپ اپنی نوجوان لڑکی کو حوالہ مجاہد کرتے وہاں کو کچھ چارہ نہ تھا۔ (حیات طیبہ مرزا حیرت دہلوی صفحہ نمبر ۲۸۱)

یاد رہے کہ یہ وہ مجاہد ہیں جو سکھوں سے جہاد کرنے سرحد آئے اور اب مسلمان لڑکیوں سے زبردستی نکاح کر کے نفس کو جہاد و شہوت کی تربیت دے رہے ہیں

● کسانوں پر ظلم و ستم

ایک ایک چھوٹے سے ضلع قصبہ کا ؤں میں ایک تحصیل عامل سید صاحب کی طرف سے مقرر ہوا تھا وہ سب چودھری کیا جا کر سکتا تھا۔ ان سید صاحب نے شریعت کی آڑ میں نئے نئے احکام بے چارے غریب کسانوں پر جاری کرتا تھا اور وہ اف نہ کر سکتے تھے۔ کھانا پینا، جینا، مرنا، شادی بیاہ کرنا سب ان پر حرام ہو گیا تھا نہ کوئی منتظم تھا نہ کوئی داد رس تھا۔ (حیات طیبہ مرزا حیرت دہلوی صفحہ نمبر ۲۸۱)

● سرحدی علماء اسلام کی ناموس پر تنقید

سید احمد کے خوشہ چیں غلام رسول مہر لکھتے ہیں

کہ پہلے سرحدی علماء اپنی گزر بسر کے لیے مسلمانوں سے عشر لیتے تھے وہ سید صاحب لینے لگے اور دوسرا سبب سرحد میں فقہ حنفی کے مطابق میت کا حیلہ ہوتا تھا (اس سے علماء کو کافی رقم مل جاتی تھی) جسے سید صاحب نے بند کرا دیا۔

مہر صاحب جیسے دور اندیش آدمی ہیں وہ سمجھتے تھے کہ سرحدی علماء سید کی مخالفت وہابیت کی وجہ سے ہے۔ جسے پردہ اخفا میں رکھنا ممکن ہے اس لئے علماء کی مخالفت کو عقیدتی اور خالص حکومت سے اختلاف کی بجائے معاشیات سے وابستہ کر کے سید صاحب کو منزہ عن العیوب اور معصوم قرار دے دیا اور بعد والوں نے بھی

بتایا کہ مہر صاحب چونکہ مسلمان ہیں اور مسلمان جھوٹ نہیں بولتا نہ لکھتا ہے جوں کا توں تسلیم کر لیا۔

لیکن مخالف علماء میں حضرت مولانا شیخ عبدالغفور اخوند سواتی، (جنہوں نے تقویۃ الایمان کا رد لکھوایا) حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی، حضرت مولانا نصیر احمد قصہ خوانی اور مولانا عظیم خوند زادہ سر فہرست ہیں جن کا زہد و تقویٰ اور علم و عرفان میں بلند مقام ہے اس سے مہر صاحب کی الزام تراشی حقیقت سے بعید معلوم ہوتی ہے

ان شواہد سے معلوم ہوا کہ سرحدی علماء نے مندرجہ ذیل اعتراضات کئے تھے وہ بالکل صحیح و درست ہیں۔

(۱)۔ مجاہدین نفسانیت کے پجاری ہیں اور لذات جسمانی کے جویا۔
(۲)۔ وہ ظلم و تعدی کے خوگر ہیں بے شبہ شرعی مسلمانوں کے اموال و نفوس پر دست درازی کرتے ہیں۔
(۳)۔ وہ مخالفوں کی لڑکیوں کو جبراً جدید اسلام ہندوستانیوں کے حوالے کرتے ہیں۔ (سید احمد شہید از غلام رسول مہر صفحہ نمبر ۲۰۰)

یہ ہے سید احمد کی قائم کردہ مذہبی سلطنت جس کا مختصر خاکہ دلائل و شواہد کی روشنی میں ہم نے مختصر بیان کیا ہے۔

چونکہ سید احمد اور مولوی اسماعیل دہلوی بالا کوٹ کے مقام پر سرحدی پٹھانوں کے ہاتھوں مارے گئے تھے اس لئے مولانا احمد رضا بریلوی نے ان کو اچھا نہیں لکھا ہے جس پر ہم اوراق گزشتہ میں تفصیلی گفتگو کر چکے ہیں۔

۵۔ شاہ شہید کے بچے ہوئے ساتھیوں نے انگریز کو خوب پریشان کیا۔
(انصاف صفحہ نمبر ۲۰)

الجواب: جب سید احمد صاحب انگریزی حکومت کے خیرخواہ تھے اور انگریز ہر مقام پر ان کی مدد و اعانت کرتا رہا تو پھر کیسے ممکن ہے کہ ان کے بچے کچھے ساتھیوں نے انگریز کو پریشان کیا ہو؟ یہ بات حقیقت سے بعید ہے اور ایک افسانہ کی حیثیت رکھتی ہے۔

• جمعیۃ العلماء ہند کے صدر اور دیوبند کے شیخ الحدیث حسین احمد مدنی لکھتے ہیں۔

جب سید احمد کا ارادہ سکھوں سے جنگ کرنے کا ہوا تو انگریزوں نے اطمینان کا سانس لیا اور جنگی ضرورتوں کو مہیا کرنے میں سید صاحب کی مدد کی۔

(نقش حیات از حسین احمد مدنی صفحہ نمبر ۱۲ جلد ۲)

• مولوی منظور احمد دیوبندی لکھتے ہیں۔

مشہور یہ ہے کہ آپ نے انگریزوں سے مخاصمت کا کوئی اعلان نہیں کیا بلکہ پٹنہ میں ان کے ساتھ تعاون کا اظہار کیا اور یہ بھی مشہور ہے کہ انگریزوں نے بعض موقعوں پر آپ کی مدد بھی کی۔ ([illegible] صفحہ نمبر [illegible])

• سید احمد صاحب اپنے ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔

(ترجمہ) اس خاکسار کا معاملہ "[illegible]" کی طرح واضح ہے میں اہل اسلام و قوم سکھ سے جہاد کرنے کیلئے مامور ہوں۔

(مکتوبات احمدی از جعفر تھانیسری صفحہ نمبر ۲۳۲)

• مولانا جعفر تھانیسری لکھتے ہیں۔

سید احمد کا سرکار انگریزی سے جہاد کرنے کا ہرگز ارادہ نہیں تھا وہ اس آزاد عملداری کو اپنی ہی عملداری سمجھتے تھے اور اس میں شک نہیں کہ اگر سرکار انگریزی اس وقت سید صاحب کے خلاف ہوتی تو ہندوستان سے سید صاحب کو کچھ بھی مدد نہ پہنچتی۔ (سوانح احمدی صفحہ نمبر ۱۳۹)

نیز یہ بھی لکھتے ہیں۔

یہ بھی صحیح روایت ہے کہ وقت قیام کلکتہ میں جب ایک دفعہ مولانا محمد اسمٰعیل وعظ فرما رہے تھے ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا سرکار انگریزی سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رو و ریا اور غیر متعصب سرکار پر کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں۔

(سوانح احمدی صفحہ نمبر ۵۷)

• مولوی عبدالرحیم (غیر مقلد) صادق پوری لکھتے ہیں۔

سید احمد کی برابر روش یہ رہی ہے کہ ایک طرف لوگوں کو سکھوں کے مقابل آمادہ جہاد کرتے رہے۔ اور دوسری جانب حکومت برطانیہ کی امن پسندی جتا کر لوگوں کو اس کے مقابلے سے روکتے۔ (الدر المنثور از عبدالرحیم صادق پوری صفحہ نمبر ۲۰۴)

• شیخ اکرام لکھتے ہیں۔

جب آپ سکھوں سے جہاد کرنے کو تشریف لے جاتے تھے کسی شخص نے آپ سے دریافت کیا کہ اتنی دور سکھوں سے جہاد کرنے کو کیوں جاتے ہو انگریز جو اس ملک پر حاکم ہیں دین اسلام کے کیا منکر نہیں؟ گھر کے گھر میں جہاد کرکے ملک ہندوستان لے لو۔ یہاں لاکھوں آدمی آپ کا شریک اور مددگار ہو جائے گا۔ سید صاحب نے جواب دیا سرکار انگریزی گو منکر اسلام ہے مگر مسلمانوں پر کچھ ظلم اور تعدی نہیں کرتی اور نہ ان کو فرض مذہبی اور عبادت لازمی سے روکتی ہے۔

(موج کوثر از شیخ [illegible] صفحہ نمبر ۲۰)

قارئین کرام کتنا صحیح سوال اور کتنا واضح جواب ہے اب بھی اگر کوئی سید صاحب کو انگریز دشمنی کا طعنہ دے تو اسے عقل کا دیوالیہ ہی کہا جا سکتا ہے۔

الزام — مرتبین انصاف [illegible] ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"بریلوی اعلیٰ حضرت کے [illegible] انگریزی حکومت کی حمایت۔"

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی کا جو خاندان [illegible] مولوی فضل رسول بدایونی پہلے شخص ہیں جنہوں نے تحریک آزادی کے [illegible] خاندان ولی اللہی کے خلاف انگریز آقا کو خوش کرنے کیلئے زبان کھولی اور اپنی کتاب "البوارق المحمدیہ لرجم الشیاطین النجدیہ" میں لکھتے ہیں شاہ ولی اللہ سے جو کچھ لکھا اہل سنت و جماعت کے خلاف ہے [illegible] مولوی اسمٰعیل نے وقت کو اسلامی حکومت سے [illegible] دیکھا اور بڑے علماء سے [illegible] طبعی تیزی کو اور تیز کرکے اس چنگاری کو جو خاک تلے دبی تھی بھڑکا دیا۔ (انصاف صفحہ نمبر ۲۰، ۲۱)

الجواب ۱:

"مرتبین انصاف" کی کذب بیانی

مولانا فضل رسول رحمۃ اللہ علیہ کو مارہرہ شریف کا سجادہ نشین کہنا سراسر کذب بیانی اور دجل وفریب ہے۔ مولانا فضل رسول بدایونی کے دور میں مارہرہ شریف کے سجادہ نشین شاہ آل رسول نور اللہ مرقدہٗ تھے۔

(دیکھئے تذکرہ مشائخ قادریہ رضویہ از مولانا عبدالمجتبیٰ رضوی طبع لاہور)

الجواب ۲: حضرت شاہ ولی اللہ فاروقی محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں شاہ صاحب کی علمی وعملی شہرت سے بعض لوگوں نے ناجائز فائدہ اٹھایا اور اپنے عقائد ونظریات کو (جو اہل سنت وجماعت کے خلاف تھے) رسائل وکتب کی صورت میں لکھ کر ان کی نسبت موصوف کی طرف کردی اور جعلی قلم سے ان پر آپ کا اسم گرامی لکھ دیا۔ علاوہ ازیں ان کی بعض تصانیف میں تحریف کردی۔ حالانکہ ان تمام جعلی کتب میں آپ کی اصل کتب میں درج عقائد کے برخلاف باتیں درج تھیں۔ مولانا فضل رسول بدایونی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی ایسی جعلی کتب کو دیکھتے ہوئے خط کشیدہ الفاظ فرمائے ہیں کیونکہ ان کے سرورق پر جلی حروف میں حضرت شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کا اسم گرامی لکھا ہوا تھا۔ اور ابھی تک شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ کی جعلی کتب کی نشاندہی بھی نہیں ہوئی تھی۔

- مولانا حکیم محمود احمد برکاتی نے "شاہ ولی اللہ اور ان کے خاندان کی تحریرات میں تحریف" کا عنوان دے کر ایک مضمون لکھا ہے۔ ان حضرات کی تالیفات کی کمیابی اور نایابی اور ان میں تحریفات کا سلسلہ تو متعدد طرق سے پہلے ہی شروع ہو چکا تھا اور بارہ کتابوں کے متعلق (۶ میں سے) لکھا ہے، خاکسار کے علم میں ان کتابوں کا کوئی مخطوطہ نہیں۔ ہے اور لکھا ہے کہ مصنفات کو نایاب کر کے ان کی جگہ یہ اقدام یہ اٹھایا کہ اپنے مصنفات کو شاہ صاحب کی طرف منسوب کر دیا اور اپنے نظریات کی تبلیغ شاہ صاحب کے نام پر کی گئی۔ آپ سے (۱) البلاغ المبین۔ (۲) تحفۃ الموحدین (۳) اشارہ

مستمرہ۔ (۴) قول السدید کے نام لکھے ہیں اور دو قرۃ العینین فی ابطال شہادۃ الحسین، الجزء اللطیف فی مناقب المعاویہ لکھے ہیں کہ ان دو کو ارباب تشیع نے ایک دوسرے پہلو سے آپ کی طرف منسوب کیا ہے۔ نیز مکمل رسائل وکتب تصنیف کر کے شاہ صاحب کی طرف منسوب کر دینے کے علاوہ ایک ہلاکت خیز حرکت یہ کی گئی کہ شاہ صاحب کی تالیفات میں جابجا ترمیم واضافہ اور تحریف بھی کردی گئی اور یہی بارہ سطر کے بعد لکھ ہے یہی معاملہ شاہ صاحب کے اخلاف کرام کی تالیفات کے ساتھ کیا گیا۔

تقسیم ہند کے بعد اس (عمل شنیع) میں اضافہ

افسوس صد افسوس کہ اب تقسیم ہند کے بعد سے اس عمل شنیع میں بہت اضافہ ہو گیا ہے یہ صاحبان اصلاح کے نام پر اپنے باطل عقائد کی تبلیغ کر رہے ہیں یہ طریقہ یہود کا تھا جس کی مذمت کی گئی ہے کلام پاک میں اللہ تعالیٰ نے کی ہے فرمایا:

"ولا تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق و انتم تعلمون"۔

ترجمہ "اور حق سے باطل کو نہ ملاؤ اور جان بوجھ کر حق کو نہ چھپاؤ"۔ (بیان)

مولانا برکاتی نے "البلاغ المبین" وغیرہ کا ذکر کر کے لکھا ہے۔ متعدد رسائل میں اہل سنت وجماعت کے نظریات سے متضاد نظریات اور متشددانہ افکار پیش کئے گئے۔ جن کو یہ حضرات "تمسک بالکتاب والسنۃ" کا نام دیتے ہیں اور جو "کتاب التوحید" کی بازگشت ہے (مقدمہ القول الجلی (مقالات شاہ ولی اللہ دہلوی) از مولانا ابوالحسن زید

فاروقی دہلوی، مطبوعہ مکتبہ مسعودیہ لاہور ۱۹۹۹ء)

مولوی محمد اسماعیل دہلوی کی طبع تیزی

علامہ ابوالحسن زید فاروقی دہلوی لکھتے ہیں:

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ کے زمانے سے ۱۲۴۰ھ تک ہندوستان میں مسلمان دو فرقوں میں بٹے رہے۔ ایک اہل سنت وجماعت اور دوسرے شیعہ اب مولوی اسماعیل دہلوی کا ظہور ہوا ان کا میلان محمد بن عبدالوہاب نجدی کی طرف ہوا

اور نجدی کا رسالہ "رد الاشراک" اس کی نظر سے گزرا جس نے اردو میں "تقویۃ الایمان" لکھی۔ اس کتاب سے مذہبی آزاد خیالی کا دور شروع ہوا۔ اور کوئی غیر مقلد اور کوئی وہابی بنا کوئی اہل حدیث کہلایا کسی نے اپنے آپ کو سلفی کہلایا۔ ائمہ مجتہدین کی جو منزلت اور احترام دل میں تھا ختم ہو۔ معمولی نوشت و خواند (جس کو پڑھے لکھے) افراد امام بنتے گئے اور افسوس اس بات کا ہے کہ توحید کی حفاظت کے نام پر بارگاہ نبوت کی تعظیم و تکریم میں تقصیرات کا سلسلہ شروع ہو گیا۔ یہ سب قباحتیں ماہ ربیع الاول ۱۲۴۰ھ کے بعد ظاہر ہوتی شروع ہوئیں۔ اس وقت کے تمام جلیل القدر علماء کرام کا دہلی کی جامع مسجد میں اجتماع ہوا اور ان حضرات نے بالاتفاق اس کتاب کا رد کیا"

(مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۹ مطبوعہ ۱۹۸۶ء)

مولوی محمد اسماعیل دہلوی کا اعتراف

مولوی اسماعیل نے جب تقویۃ الایمان لکھی تو چند ہم خیال چیدہ لوگوں کے سامنے پیش کی۔ اور کہا "میں جانتا ہوں کہ اس میں بعض جگہ تیز الفاظ بھی آگئے ہیں بعض جگہ شدت بھی ہو گئی ہے۔ الخ (ارواح ثلاثہ)

وہ اسی طبع تیزی کا ذکر مولانا فضل رسول بدایونی نے کیا ہے۔

مرتبین "مرتبین انصاف" لکھتے ہیں۔

"بریلوی تحریک کا مقصد تفریق امت"۔

چنانچہ ان کے ایک معتقد قاری احمد پیلی بھیتی سوانح اعلیٰ حضرت کے مقدمہ میں لکھتے ہیں۔

۱۲۹۷ھ میں مولانا شاہ احمد رضا خان سے قلم تحریر اکثرت سے کتابیں لکھیں فتوے صادر کئے حرمین شریفین کے سفر میں مشاہیر علماء حرمین سے علماء دیوبند کی تحریروں کے خلاف تصدیقات حاصل کیں۔ مولانا احمد رضا خاں پچیس سال سے مسلسل کی جدوجہد میں منہمک رہے یہاں تک کہ کہ مستقل دو مکتب فکر قائم ہو گئے

(سوانح اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۸)(انصاف صفحہ نمبر ۲۱)

الجواب: قاری احمد پیلی بھیتی کی یہ بات خلاف واقعہ ہے۔ امام احمد رضا محدث بریلی کے عہد سے قبل سنی وہابی کا تنازعہ اور مسلکی اختلاف موجود تھا دیوبندی، وہابی، شیعہ، رافضی، نیچری، قادیانی وغیرہ موجود تھے علمائے اہلسنت میں سے حضرت علامہ ابن عابدین شامی حنفی، علامہ احمد زینی دحلان مکی، علامہ سلیمان بن عبد الوہاب، علامہ فضل حق خیر آبادی، علامہ فضل رسول بدایونی، علامہ رضا علی خان، علامہ نقی علی خان رحمتہ اللہ علیہم باطل فرقوں کا رد فرما رہے ہیں۔ امام احمد رضا محدث بریلی کی کوشش سے دو مکتب فکر نہیں ہوئے بلکہ پہلے سے موجود تھے ہاں امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نے بے ادب گستاخ فرقوں کی بے مثال گرفت کی اور بڑھ چڑھ کر ان کا جواب دیا۔ لہٰذا قاری احمد کی بات ہمارے لئے حجت نہیں کیونکہ وہ واقعے کے خلاف ہے۔

الزامات

"بریلوی اعلیٰ حضرت کا سارا خاندان انگریز کا حامی"۔

۱۔ ان کے ہی خاندان کے بزرگ مولوی فضل رسول بدایونی انگریز کے وظیفہ خوار تھے۔

(اکمل التاریخ صفحہ نمبر ۲۸،۲۷)(انصاف صفحہ نمبر ۲۲)

۲۔ اسی خاندان کے چشم و چراغ محمد یعقوب ضیاء القادری انگریز کے ایجنٹ تھے۔ ۲۷۰ روپے اور ۸۰ روپے ماہوار وظیفہ ملتا تھا۔

۳۔ مارہرہ کے گدی نشین سید حامد آقا کے وظیفہ خوار تھے۔ (انصاف صفحہ نمبر ۲۳)

الجواب: اس عبارت میں "مرتبین انصاف" نے دو فحش غلطیاں کی ہیں۔ نمبر ۱ اکمل التاریخ کا حوالہ کسی دیوبندی کی کتاب سے لکھا ہے اور نقل کرتے ہوئے صفحہ بھی غلط لکھا ہے اور جلد نمبر بھی لکھنا گوارا نہیں کیا جبکہ یہ حوالہ صفحہ نمبر ۱۵ جلد ۲ مطبوعہ بدایوں پر ہے جس کو غلط رنگ دے کر بد دیانتی کا ارتکاب کیا ہے۔ نمبر ۲ مولانا فضل رسول بدایونی

اور مولانا محمد یعقوب ضیاء القادری کو مارہرہ شریف کے خاندان کی طرف منسوب کیا ہے۔ جبکہ مارہرہ شریف کے بزرگوں کا تعلق سادات خاندان سے تھا اور مولانا فضل رسول بدایونی اور محمد یعقوب ضیاء القادری غیر سید تھے۔

الجواب۲: مولانا فضل رسول بدایونی حکومت انگریزی کی ملازمت میں اولاً (کچھ دن) مفتی عدالت ساڑھے تین سال کلکٹری میں سررشتہ دار رہے اس زمانہ میں بدایوں کا صدر مقام سہسوان تھا۔

( ) (تذکرہ علمائے ہند از مولوی رحمن علی مترجمہ پروفیسر ایوب قادری طبع کراچی ۱۹۶۱ء حاشیہ نمبر ۱)

(۲) (تذکرہ علماء اہل سنت از محمود احمد قادری صفحہ نمبر ۲۰۹ و تذکرہ اکابر اہل سنت طبع ...)

نیز ایک ہوتا ہے وظیفہ خوار یعنی بغیر کام کے انگریزی حکومت گزر اوقات کیلئے ماہانہ مقررہ رقم مقرر کردے۔ دوسرا یہ کہ انگریزی حکومت کی نوکری کرنی اور ماہانہ مقرر شدہ رقم وصول کرنی، اور انگریزی حکومت کی نوکری کرنی جائز ہے جبکہ کوئی خلاف شرع کام نہ کرنا پڑے اور نوکری کرنے کے بعد جو ماہانہ رقم وصول ہو اس کو وظیفہ خواری سے تعبیر کرنا سراسر جہالت اور بے وقوفی ہے۔

- سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (المتوفی ۱۲۳۹ھ) قدس سرہ العزیز کا فتویٰ

سوال: انگریز کی نوکری کرنا جائز ہے یا نہیں؟ (از مسلمات لوچی)

جواب: اگر نوکری میں ایسے کام کرنے کا خدشہ ہو جو کبیرہ گناہ ہیں مثلاً فوج کی نوکری ہو اور خدشہ ہو کہ شراب و مردار اور خنزیر کا گوشت لانا ہوگا تو اس طرح کی نوکری اور روزگار کرنا منع ہے اور جس نوکری اور روزگار میں اس طرح کی منہیات نہ ہوں مثلاً نوکری میں یہ کام ہو کہ عدالت کے امور سے جڑی یا منشی گری کا کام ہو یا قافلہ پہنچانے کا کام ہو یا اس طرح کا اور دوسرا کام ہو تو اس طرح کی نوکری اور روزگار منع نہیں ہے۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ... طبع ...)

جواب ۳: صاحب تذکرہ علمائے ہند مولوی محمد قاسم نانوتوی (بانی دارالعلوم دیوبند) کے حالات میں لکھتے ہیں۔

۱۲۶۰ھ/۱۸۴۴ء دہلی میں پہنچے مروجہ درسی کتابیں مولانا مملوک علی نانوتوی مدرس اول مدرسہ عربی دہلی سے پڑھیں اور حدیث کی سند شاہ عبدالغنی محدث دہلوی سے حاصل کی اور تحصیل علوم سے فراغت حاصل کر کے کچھ دنوں مدرسہ انگریزی واقع دہلی میں تدریس کرتے رہے۔ (تذکرہ علمائے ہند از رحمن علی صفحہ نمبر ۴۶۵ مطبوعہ کراچی)

- صاحب علمائے ہند کا شاندار ماضی لکھتے ہیں۔

ان دونوں بزرگوں (مولوی محمد قاسم اور رشید احمد گنگوہی) نے درس کی کتابیں اس زمانے حضرت مولانا مملوک علی صاحب سے پڑھیں جو اس مدرسہ کے مدرس تھے جس کو ایسٹ انڈیا کمپنی کی حکومت کی جانب سے علوم عربیہ کی جدید تعلیم کیلئے قائم کیا گیا تھا کہ عوام مسلمانوں کے سامنے علم دوستی اور مذہب پروری کا مظاہرہ کر کے ان کو ہموار کیا جائے۔ (علمائے ہند کا شاندار ماضی از سید محمد میاں، حصہ اول صفحہ نمبر ۶۳، حصہ رشیدیہ کراچی ۱۳۰۳ھ/۱۹۹۲ء) (ما ھو جوابکم فھو جوابنا)

نیز کیا مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی مملوک علی بھی انگریز کے وظیفہ خوار تھے؟

جواب۳: ''مرتبین انصاف'' کا یہ کہنا کہ (۱) اسی خاندان کے چشم و چراغ محمد یعقوب ضیاء القادری انگریز کے ایجنٹ تھے۔ ۵۰ روپے اور ۱۰۰ روپے ماہانہ وظیفہ ملتا تھا۔ (۲) مارہرہ کے گدی نشین سید غلام آقا کے وظیفہ خوار تھے۔ (انصاف صفحہ نمبر ۲۳)

یہ دونوں باتیں کذب بیانی اور دروغ گوئی پر مشتمل ہیں اگر ''مرتبین انصاف'' اہل التاریخ میں سے یہ دونوں باتیں دکھادیں تو مبلغ ۵۰۰۰ روپے نقد انعام حاصل کریں۔ (ہاتوا برہانکم ان کنتم صادقین)

- اصل حقیقت کیا ہے؟

مولانا فضل رسول بدایونی علیہ الرحمۃ جب سہسوان میں ملازمت کرتے تھے

تو اکثر لوگ ان کے مہمان ہوتے، آپ مہمان نوازی کا بہت اہتمام فرماتے اور ساری تنخواہ اسی طرح خرچ ہو جاتی بعض مرتبہ وطن سے رقم منگوانی پڑتی۔ جب آپ نے ملازمت ترک کر کے بدایوں میں جا کر مدرسہ کا انتظام سنبھالا دور دراز کے طالبان علم آ کر علم کی دولت سے مالا مال ہونے لگے۔ جب ایک بار آپ سیاحی میں حیدر آباد دکن گئے تو آپ کے عقیدت مندوں نے والئ ریاست سے سفارش کر کے [illegible] روپے یومیہ مقرر کروا دیے۔ حافظ محمد علی جو [illegible] خلیفہ مجاز حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی علیہ الرحمۃ کے چند مریدین تقرر یومیہ کی فکر میں تھے اور اکثر آپ کی خدمت میں آیا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو معلوم پا کر اپنے یومیہ سے ۶ روپے ان کیلئے وقف کرا دیے جو ایک عرصہ تک ان کو ملتے رہے۔ صاحب اکمل التاریخ لکھتے ہیں۔

جب آپ نے (ملازمت) سے سلسلہ سے بھی قطع تعلق کیا مدرسہ قادریہ میں مستقل طور پر حلقہ استفادہ کا جاری فرمایا [illegible] تحصیل علم کی دھن میں بدایوں آتے رہتے اور حضرت تاج الفحول اور مولانا فیض احمد صاحب کی شاگردی کا فخر حاصل کرتے۔ [illegible] سیاحی میں جب زیادہ تر حیدر آباد دکن میں (جہاں کی عالی خدمت سرکار آصفیہ [illegible] آپ کے سپرد تھی) [illegible] خود مکان اور [illegible] ریاست کو آپ سے عقیدت و ارادت ہوگئی تھی۔ آپ کے مصارف کیلئے عالی جناب نواب [illegible] الدولہ بہادر [illegible] صاحب حضور نظام سابق جنت آشیانی کوشش کر کے [illegible] روپے یومیہ مقرر کرائے لیکن اسی دوران میں چند مریدین [illegible] حضرت حافظ محمد علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ صاحب سجادہ خانقاہ خیر آباد تقرر یومیہ کی کوشش میں تھے اکثر اوقات خدمت میں ہوا کرتے تھے۔ آپ نے ان کو مغموم اور کبیدہ خاطر دیکھ کر اپنی خوشی سے اس یومیہ میں سے ۶ روپے یومیاں کے نام فرما دیے اور مستقل طور پر خانقاہ خیر آباد کیلئے یومیہ منتقل کرا دیے۔

(اکمل التاریخ صفحہ نمبر [illegible] جلد مطبوعہ [illegible])

قارئین کرام! یہ تھی حقیقت اس [illegible] کی جس کو [illegible] رنگ دے کر [illegible] کرتے

مصنف " نے پیش کیا ہے نہ خوف خدا نہ حشر کا ڈر نہ قبر کا خطرہ۔

الزام: بریلوی اعلیٰ حضرت نے ان تمام علماء اور لیڈر حضرات کی تکفیر کی جو کسی طرح بھی تحریک کی مخالفت کر رہے تھے۔ چنانچہ لکھتے ہیں جو شخص وہابیہ مذکورین اور ان کے [illegible] (شاہ اسماعیل شہید و سید احمد شہید وغیرہما) پر بوجوہ کثیرہ قطعاً یقیناً کفر لازم [illegible] پر حکم کفر ثابت و قائم [illegible] کلمہ پڑھنا [illegible] میں [illegible] (ملخص [illegible])

جواب: یہ سراسر فاضل بریلوی پر الزام ہے کہ انہوں نے تمام علماء اور لیڈروں کی تکفیر کی جو تحریک کی مخالفت کر رہے تھے پھر اس دعوی پر جو دلیل پیش کی ہے اس کو دعوی سے دور کا بھی تعلق نہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ مولوی محمد اسماعیل دہلوی نے اپنی بعض کتب میں [illegible] عبارات تحریر کی ہیں جو توہین رسالت پر مبنی ہیں۔ اس لئے بظاہر [illegible] کلمہ پڑھنا مفید نہ ہوگا جب تک وہ ان غیر اسلامی عبارات سے توبہ نہ کریں۔

کسی مسلمان کو کافر کہنا مسلمان کی شان نہیں، ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ مسلمان کو [illegible] کافر کہنے کا وبال کہنے والے پر عائد ہوتا ہے۔ میں پورے وثوق سے کہہ سکتا ہوں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی اور ان کے ہم خیال کسی عالم نے آج تک کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا۔ [illegible] اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ العزیز مسئلہ تکفیر میں اس قدر محتاط [illegible] ہوئے تھے کہ [illegible] مولوی اسماعیل دہلوی کے بکثرت اقوال کفریہ نقل کرنے کے [illegible] کفر کو [illegible] لکھتے ہوئے [illegible] طائفہ کی [illegible] مشہور ہونے کے باعث [illegible] مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان فرمایا [illegible] اعلیٰ حضرت سے [illegible]

[illegible]

حیرت ہے کہ ایسے محتاط عالم دین پر تکفیر مسلمین کا الزام عائد کیا جاتا ہے۔ [illegible] اس پر پروپیگنڈے کا یہی منظر ہے کہ جن لوگوں نے [illegible] گستاخی [illegible] تو انہوں نے [illegible] اعلیٰ حضرت [illegible]

کے ہم خیال علماء کو تکفیر مسلمین کا مجرم قرار دے کر بدنام کرنا شروع کر دیا تا کہ عوام کی توجہ ہماری گستاخیوں سے ہٹ کر اعلیٰ حضرت کی تکفیر کی طرف مبذول ہو جائے اور ہمارے مقاصد کی راہوں میں کوئی چیز حائل نہ ہونے پائے باخبر لوگ پہلے بھی باخبر تھے اور اب بھی اس سے بے خبر نہیں۔

الزام: بریلوی اعلیٰ حضرت نے تکفیر مسلمین کا جو سبق شروع کیا تھا ان کے شاگردوں نے اس کی تبلیغ کرائی۔ جوش تکفیر ٹھنڈا کرنے کیلئے کتابوں کے بار لگائے گئے۔

۱۔ قہر القادر علی الکفار اللیاڈر۔ (مصنف [illegible])
۲۔ مسلم لیگ کی بخیہ دری۔
۳۔ احکام نوریہ شرعیہ بر مسلم لیگ۔ (مولوی حشمت علی خان)
۴۔ الجواب السنیہ علی السوالات اللیگیہ۔
۵۔ تجانب اہل سنت۔
۶۔ الدلائل القاہرہ علی الکفرۃ النیاچرہ۔ (حوالہ صفحہ ۳۳)

جواب: نمبر ۱ سے لے کر نمبر ۵ تک کتابوں میں مسلم لیگ پر تنقید کی گئی ہے اس کا جواب یہ ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت کی اکثریت تحریک پاکستان اور مسلم لیگ کی حامی تھی جبکہ چند ایک علماء و مشائخ اس کے مخالف بھی تھے جن میں مولانا حشمت علی خان مرحوم پیش پیش تھے۔ مگر انہوں نے پاکستان بننے کے بعد اپنے فتاویٰ سے رجوع کر لیا تھا توبہ کے بعد کسی شخص کو بدنام کرنے کیلئے اس کے سابقہ گناہوں کو منظر عام پر لانا جہالت کے سوا کچھ نہیں۔

تجاویز منظور کردہ آل انڈیا سنی کانفرنس

منعقدہ ۲۷ تا ۳۰ اپریل ۱۹۴۶ء بمقام بنارس (انڈیا)۔
بموجودگی ہزارہا علماء و مشائخ و نمائندگان صوبہ جات ہند۔

مجلس اول ۲۷ اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۵ بجے تا ۱۰ بجے شام اندرون باغ فاطمان۔

مجلس سوم ۲۹ اپریل ۱۹۴۶ء بوقت ۹ بجے صبح تا ۱ بجے دوپہر اندرون باغ فاطمان۔

حسب ذیل تجاویز باتفاق آراء منظور ہوئیں۔

پاکستان

آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کیلئے ہر امکانی قربانی کے لئے تیار ہیں اور یہ اپنا فرض سمجھتے ہیں کہ ایک ایسی حکومت قائم کریں جو قرآن کریم اور حدیث نبویہ کی روشنی میں فقہی اصول کے مطابق ہو۔ الخ (ماہنامہ فیضان فیصل آباد، جلد ۱۵، [illegible] اکتوبر ۱۹۷۸ء، صفحہ نمبر ۴۵)

- مولانا محمد اول شاہ بن مولانا محمد اجمل شاہ فرماتے ہیں کہ مولانا حشمت علی خان جنہوں نے تحریک پاکستان کے ... اور والد صاحب کو ... کرتے، اس موقع پر میں بھی موجود تھا، تھوڑی دیر والد گرامی سے بحث و تمحیص کے بعد مولانا حشمت علی خان تحریری طور پر اپنی کتاب سے رجوع کرنے پر آمادہ ہو گئے اور انہوں نے معافی نامہ لکھ کر دے دیا اور فیصلہ یہ طے پایا کہ مولانا موصوف اپنی کتاب کی تمام کاپیاں تلف کر دیں گے اور آئندہ اس کی اشاعت نہیں کریں گے۔ تفصیل کیلئے ماہنامہ فیضان، فیصل آباد، ماہ اکتوبر ۱۹۷۸ء ملاحظہ فرمائیں۔

- علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

مولانا حشمت علی خان کے بارے میں مشہور اور ناقابل انکار واقعہ ہے کہ انہوں نے بریلی شریف جا کر مفتی اعظم ہند رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے قیام پاکستان اور مسلم لیگ کی حمایت میں منعقد ہونے والی آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کی مخالفت

سے توبہ کر لی تھی۔ (قلمی یادداشت مولانا کرماں ۲۹ اکتوبر ۱۹۸۲ء بحوالہ علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری)

تیز فرماتے ہیں تجانب اہل سنت کسی غیر معروف شخص کی تصنیف ہے جو ہمارے نزدیک قطعاً قابل اعتماد نہیں۔

(قلمی یادداشت مولانا کرماں ۱۹۸۲/۱۰/۲۹ء مکتوب علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادری)

- مولانا محمد احمد قادری (استاذ مدرسہ احسن المدارس قدیم) کانپور

مولانا حشمت علی صاحب کے حالات میں لکھتے ہیں

بزرگوں کے بڑے ادب شناس تھے اپنی غلطی معلوم ہونے پر معافی طلب کرنے میں تاخیر نہ فرماتے۔

(تذکرہ محدث اہل سنت صفحہ نمبر ۸۲، ناشر سنی دارالاشاعت علویہ رضویہ فیصل آباد)

مسلم لیگ اور تحریک پاکستان مخالفین اہل سنت کی نظر میں

ابوالکلام آزاد

یہ بھی دیوبندی وہابی فرقہ کے راہنما ہندوؤں کے ہمنوا اور تحریک پاکستان کے شدید ترین مخالف تھے۔ ان کی اسی کانگرس نوازی و ہندوؤں کی بناء پر بانئ پاکستان مسٹر محمد علی جناح نے انہیں شو بوائے کا خطاب دیا تھا یعنی کانگرس کا بچہ جمورا۔

(روزنامہ مشرق ۱۹۹۳/۱۱/۸ء)

حسین احمد مدنی

صدر جمعیۃ کانگرس کے کارکن ہندوؤں کے ہمنوا اور تحریک پاکستان کے سخت مخالف تھے ان ہی کی سرپرستی میں دیوبند پاکستان کے دشمنوں اور کانگرس کا بہت بڑا گڑھ تھا۔ مولوی حسین احمد کی پاکستان دشمنی کا یہ حال تھا کہ کانگرس کے تقسیم ہند قیام پاکستان کی قرارداد منظور کر لینے کے باوجود انہوں نے اس پر رضامندی ظاہر نہیں کی اور یہاں تک کہہ گزرے کہ اگر میں تسخیر قلوب کا علم و عامل ہوتا تو آج ہندوستان میں کوئی مسلمان مسلم لیگی نہ ہوتا سب کے قلوب کو جمعیۃ العلماء اور کانگرس کی طرف پھیر دیتا۔ (روزنامہ الجمعیۃ دہلی شیخ الاسلام نمبر)

مولوی حسین احمد اپنے کانگرسی نظریات و گاندھی کی پیروی میں اتنے متشدد تھے کہ بقول عامر عثمانی صاحب جب انہوں نے یہ اصول اپنے لئے بنایا کہ جس میت کا کفن کھدر کا نہ ہوگا۔ اس کی نماز جنازہ نہ پڑھاؤں گا۔ نماز جیسے خالص دینی معاملہ میں ان کا یہ طرز فکر تعصب پسندی کا شاہکار ہے۔ (ماہنامہ تجلی دیوبند اگست ستمبر ۱۹۵۷ء)

۱۹۵۳ء یوم آزادی کے موقع پر مولوی حسین احمد کی ہندو دوستی۔ مدنی کے نام سات سو روپے کا منی آرڈر ایک مسلم لیگی نے پکڑا۔ جس پر مولوی ظفر علی خان نے مولوی حسین احمد کو مخاطب کر کے حسب ذیل اشعار لکھے۔

اسلام کو سیاست میں بدنام کیجئے ۔۔ حجرے میں جا کر بیٹھئے آرام کیجئے
چوکھٹ پہ جا کے گاندھی کی سر کو جھکائیے ۔۔ وردھا میں جا کے پرستش اصنام کیجئے
غداری وطن کا صلہ سات سو فقط ۔۔ ایمان تو بیچا ہے سستا نہ کیجئے

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ۳ ستمبر ۱۹۵۳ء)

عطاء اللہ شاہ بخاری (المتوفی ۱۳۸۱ھ/۱۹۶۱ء)

مولوی موصوف بھی قیام پاکستان کے سخت مخالف تھے وہ مشہور کانگرسی احراری لیڈر تھے اور چونکہ یہ مشہور عوامی مقرر تھے اس لئے انہوں نے بالخصوص اپنی تقاریر میں پاکستان کے خلاف بہت زہر اگلا۔ پاکستان اور مسلم لیگ کے لیڈروں کے خلاف ان کے دل میں عناد و مخالفت تھی اس کا اندازہ ان کی تقاریر کے چند اقتباسات سے لگایا جا سکتا ہے۔

۱۔ ہندو اخبار روزنامہ ملاپ لاہور نے اپنی اشاعت مورخہ ۲۷ دسمبر ۱۹۴۵ء میں احراری لیڈر عطاء اللہ شاہ بخاری کی ایک تقریر شائع کی جو انہوں نے علی پور کی احرار کانفرنس میں کی تھی اس تقریر میں انہوں نے ڈنکے کی چوٹ پر یہ اعلان کیا تھا کہ مسلم لیگ کے لیڈر بے عملوں کی ٹولی ہے جنہیں اپنی عاقبت بھی یاد نہیں اور جو دوسروں کی بھی عاقبت خراب کر رہے ہیں اور وہ جس ملک کی تخلیق کرنا چاہتے ہیں وہ پاکستان

نہیں خاکستان ہے۔

۲۔ پسرور میں تقریر کرتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اب تک کسی ماں نے ایسا بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی پ بھی بنا سکے۔ (استقلال نمبر روزنامہ جدید نظام ۱۹۵۴ء)

۳۔ مسلم لیگ عاقبت کوشوں اور رجعت پسندوں کی جماعت ہے۔ ان کا مقصد ملک میں غیر ملکی اقدام کو مستحکم کرنا ہے اس کے باوجود ہم سے کہا جاتا ہے کہ ہم مسلم لیگ میں شامل ہو جائیں مسلم لیگ اور احرار کے مقاصد میں بعد المشرقین ہے۔

(روزنامہ آفاق لاہور، ۱۹ مارچ ۱۹۵۵ء)

۴۔ مولوی ظفر علی نے اپنے مجموعہ منظومات میں لکھا ہے، احرار کی شریعت کے امیر عطاء اللہ شاہ بخاری نے مرادپور میں تقریر کرتے ہوئے کہا کہ جو ووٹ مسلم لیگ کو ووٹ دیں گے وہ سور اور سور کھانے والے ہیں۔ (چمنستان صفحہ ۱۶۵ مطبوعہ لاہور)

حبیب الرحمٰن لدھیانوی

بقول مولوی ظفر علی خان "میرٹھ میں مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانوی صدر مجلس احرار اس قدر جوش میں آئے کہ دانت پیستے جاتے تھے اور فرماتے تھے کہ دس ہزار جناح اور شوکت اور ظفر جواہر لال نہرو کی جوتی کی نوک پر قربان کئے جا سکتے ہیں۔ اس پر میں نے یاروں کی فرمائش یوں پوری کی۔

کیا کہوں آپ سے میں کیا ہے احرار
کوئی لا ہے اور کوئی [illegible]

(چمنستان صفحہ نمبر ۱۶۵)

نمبر ۶ کتاب میں نیچریوں کا رد ہے اور علمائے دیوبند بھی نیچریت کے خلاف تھے پھر علمائے اہل سنت پر اعتراض کیسا؟

● سرسید احمد خان (المتوفی ۱۸۹۸ء) پر مولوی انور شاہ کشمیری کا فتویٰ

سرسید [illegible] زندیق ملحد اور جاہل [illegible] (مقدمہ مشکلات القرآن صفحہ [illegible])

"یعنی سرسید (احمد خان) وہ بے دین بے ملحد ہے جاہل وغیرہ ہے"۔ ۱

● مولوی شبلی نعمانی (المتوفی ۱۳۳۲ھ) پر فتویٰ

مفتی کفایت اللہ نے ۱۹۲۳ء میں علامہ شبلی پر فتویٰ دیا اور یہ فتویٰ تحفہ ہند پریس دہلی میں چھپا جس میں لکھا ہے، شبلی اہل سنت سے خارج اور معتزلہ اور مولوی انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں وہ ملاحدہ کے ہم نوا بلکہ چودھویں صدی میں ان کی یادگار ہیں۔

● مولوی انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں "یعنی میں شبلی نعمانی کی بدعقیدگی اور بدمذہبی لوگوں پر اس لئے ظاہر کرتا ہوں کہ دین اسلام میں کافر کے کفر کو چھپایا جائے نہیں"۔ (مقدمہ مشکلات القرآن) ۲

۱۔ تھانوی جی لکھتے ہیں سرسید کی وجہ سے بڑی گمراہی پھیلی یہ نیچریت زندقہ ہے اور جڑ ہے الحاد و دہریت کی اس سے بہت شاخیں چلی ہیں [illegible] اس نیچریت ہی کا [illegible] اور آخر یہاں تک نوبت پہنچی کہ استاد یعنی سرسید احمد خان سے بھی بازی لے گیا۔ (الافاضات یومیہ صفحہ نمبر ۲۳۶ جلد ۶ طبع ملتان) سرسید نے ایک کمیٹی بنائی تھی [illegible] علماء کو [illegible] جاتے ہیں [illegible] ان کے خیالات ہیں جس پر مسلمانوں کا دعوی ہے اور قوم کے [illegible] جاتے ہیں اب اگر علماء ان حرکات پر کچھ کہتے ہیں تو اس پر کہا جاتا ہے کہ ان لوگوں کا مشغلہ یہی ہے کہ بیٹھے ہوئے کافر بنایا کریں یہ الزام ہے علماء پر میں کہا کرتا ہوں کہ علماء کافر بناتے نہیں کافر تو خود ہوتے ہیں علماء ان کا کافر ہونا بتا دیتے ہیں۔ (الافاضات یومیہ صفحہ نمبر ۱۰ جلد ۶ طبع ملتان) (ابو خلیل فیضی غفرلہ)

۲۔ تھانوی جی لکھتے ہیں فلاں صاحب صحافی (یہ شبلی خوب [illegible] جس سے دھوکہ ہوتا ہے کہ شاید امام صاحب کی اولاد میں ہوں) یہ بھی سرسید احمد خان کے قدم بقدم ہیں سیرت نبوی لکھی ہے جس پر آج کل کے نیچری فریفتہ ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دو شانیں ہیں نبوت، سلطنت ان میں سے صرف ایک شان سلطنت کو ان لوگوں نے لیا اس کو شبلی نے بھی لیا ہے دوسری شان کو قریب قریب چھوڑ دیا یہ لوگ اس کو بڑا کمال سمجھتے ہیں حالانکہ اصل شان نبوت ہے سلطنت اس کی تابع ہے مگر اس کا کہیں نام و نشان نہیں یہ سب نیچریت کا اثر ہے (الافاضات یومیہ صفحہ نمبر ۲۸۲ جلد ۶ طبع ملتان) (ابو خلیل فیضی غفرلہ)

لمحۂ فکریہ!

مولانا انور شاہ کشمیری کی خط کشیدہ عبارت کے اصول کے مطابق اگر مولانا احمد رضا بریلوی نے تحریک ترک موالات کے لیڈروں اور نیچریوں پر تنقید کی ہے اور ان کی گمراہیوں کو طشت از بام کیا ہے پھر ان پر طعن و تشنیع کیوں؟

نیز ”مرتبین انصاف“ کا یہ کہنا کہ کتاب نمبر ۵ پر تمام بریلوی علماء کے دستخط ہیں کذب بیانی، دروغ گوئی اور الزام تراشی ہے۔

علاوہ ازیں ”مرتبین انصاف“ کا یہ کہنا کہ کتاب نمبر ۶ میں جو نیچریوں پر فتویٰ لگایا تھا وہ بعد میں مسلم لیگ پر لگایا گیا۔ اس فتویٰ پر مولوی نعیم الدین مرادآبادی، مولوی دیدار علی شاہ خطیب مسجد وزیر خان لاہور اور نورانی میاں کے والد مولوی عبدالعلیم میرٹھی سمیت اسی علماء کے دستخط ہیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۴۳)

الجواب: یہ سراسر جھوٹ ہے کہ بعد میں یہی فتویٰ مسلم لیگ پر لگایا گیا، جس پر علامہ سید محمد نعیم الدین مرادآبادی، علامہ سید دیدار علی شاہ اور نورانی میاں کے والد علامہ عبدالعلیم میرٹھی سمیت اسی علماء کے دستخط ہیں۔ بلکہ اسی علماء کے دستخط اس رسالہ پر ہیں جو نیچری علماء کے خلاف ہے۔

• آل انڈیا سنی کانفرنس بنارس کا جو اجلاس ۲۹ اپریل ۱۹۴۶ء کو اندرون باغ فاطمان میں ہوا تھا۔ اس میں صدر الافاضل مولانا محمد نعیم الدین مرادآبادی، حضرت مبلغ اعظم مولانا عبدالعلیم میرٹھی بھی دیگر جید علماء کے علاوہ موجود تھے جس میں مندرجہ ذیل قرارداد پاس کی گئی تھی۔

آل انڈیا سنی کانفرنس کا یہ اجلاس مطالبہ پاکستان کی پرزور حمایت کرتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ علماء و مشائخ اہل سنت اسلامی حکومت کے قیام کی تحریک کو کامیاب بنانے کیلئے ہر ممکن قربانی کے واسطے تیار ہیں۔ الخ

(ماہنامہ [illegible] فیصل آباد ماہ ستمبر، اکتوبر ۱۹۷۸ء)

• مولانا عبدالعلیم میرٹھی کے سوانح نگار لکھتے ہیں۔

علامہ عبدالعلیم صدیقی نے ۱۹۴۶ء میں بنارس کی آل انڈیا سنی کانفرنس میں شرکت فرما کر تقویت پہنچانے میں نمایاں حصہ لیا اور اس کے فوراً بعد مسلم لیگ کی طرف سے متعدد عرب ممالک کا دورہ کیا۔ انگلینڈ اور مصر میں کانگریسی ایجنٹوں سے پاکستان کے حق میں مباحثے کئے اور نظریہ پاکستان کی ایسے مؤثر انداز میں وکالت کی کہ عرب علماء و عوام تہہ دل سے پاکستان کے مطالبہ کی حمایت پر آمادہ ہو گئے۔ اس دورہ میں عظیم الشان کامیابی کے بعد آپ جب اکتوبر ۱۹۴۶ء میں وطن واپس ہوئے تو کراچی کی بندرگاہ پر مسلمانوں کے ایک اجتماع نے آپ کا والہانہ استقبال کیا۔

(مبلغ اسلام علامہ شاہ عبدالعلیم صدیقی از شکیل احمد، صفحہ نمبر ۳۳)

• اہل سنت و جماعت اور مسئلہ تکفیر

ایک حدیث میں آیا ہے کہ اہل قبلہ کو کافر نہ کہو۔ اس حدیث سے لوگوں کو دھوکہ لگتی ہے۔ اس لئے اس کا ازالہ ضروری ہے۔ اصطلاح ائمہ فقہاء میں اہل قبلہ وہ ہیں جو تمام ضروریات دین پر اعتقاد و ایمان رکھتے ہوں۔ اگر ضروریات دین میں سے کسی ایک چیز کا انکار کریں تو وہ باطلین اور بالاجماع کافر و مرتد۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر، صوم و صلوٰۃ، توحید و نبوت، جنت دوزخ، فرشتے، ختم نبوت، اللہ تعالیٰ کا ہر عیب سے پاک ہونا وغیرہ وغیرہ سب ضروریات دین میں سے ہیں۔ چنانچہ کتب فقہ میں موجود ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کرنے والا کافر و عذاب کا مستحق ہے۔ شرح فقہ اکبر و مواقف وغیرہ میں ہے کہ اہل قبلہ میں سے کوئی اگر ضروریات دین میں سے کسی ایک کا منکر ہو تو وہ کافر ہو گیا اور اہل قبلہ نہ رہا۔

علماء اہل سنت پر یہ الزام لگایا جاتا ہے کہ انہوں نے علماء دیوبند کو کافر کہا، رافضیوں، نیچریوں، وہابیوں اور بہائیوں حتیٰ کہ ندویوں، کانگریسیوں، لیگیوں بلکہ تمام مسلمانوں کو کافر قرار دیا ہے۔

اس کے جواب میں بجز اس کے کیا کہا جائے گا کہ سبحانک ھذا بہتان عظیم۔

کسی مسلمان کو کافر کہنا مسلمان کی شان نہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ مسلمان کو کافر کہنے کا وبال کہنے والے پر عائد ہوتا ہے۔ میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ علمائے اہل سنت یا ان کے ہم خیال کسی عالم نے آج تک کسی مسلمان کو کافر نہیں کہا۔ دراصل اس پراپیگنڈہ کا پس منظر یہ ہے کہ جن لوگوں نے بارگاہ نبوت میں صریح گستاخیاں کی ہیں انہوں نے اپنی سیہ کاریوں پر نقاب ڈالنے کیلئے اعلیٰ حضرت اور ان کے ہم خیال علمائے اہل سنت کو تکفیر مسلمین کا مجرم قرار دے کر بدنام کرنا شروع کر دیا تاکہ عوام کی توجہ ہماری گستاخیوں سے ہٹ کر اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں کی تکفیر کی طرف مبذول ہو جائے اور ہمارے مقاصد کی راہ میں کوئی چیز حائل نہ ہونے پائے۔ لیکن باخبر لوگ پہلے بھی خبردار تھے اور اب بھی وہ اس حقیقت سے بے خبر نہیں۔

- علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

مسئلہ تکفیر میں ہمارا مسلک ہمیشہ یہی رہا ہے کہ جو شخص بھی کلمہ کفر بول کر اپنے قول و فعل سے التزام کفر کرے گا تو ہم اس کی تکفیر میں تامل نہیں کریں گے خواہ دیوبندی ہو یا بریلوی، لیگی ہو یا کانگریسی، نیچری ہو یا ندوی اس بارے میں اپنے پرائے کا تو ذکر اہل حق کا شیوہ نہیں۔ اس کا مطلب یہ نہیں کہ ایک لیگی نے کلمہ کفر بولا تو ساری لیگ کافر ہو گئی یا ایک ندوی نے التزام کفر کیا تو معاذ اللہ سارے ندوی کافر ہو گئے۔ ہم تو بعض دیوبندیوں کی عبارات کفریہ کی بنا پر ہر ساکن دیوبند کو کافر نہیں کہتے چہ جائیکہ تمام لیگی اور سارے ندوی کافر ہوں۔ ہمارے اکابر نے بارہا اعلان کیا کہ ہم کسی دیوبندی یا لکھنؤ والے کو کافر نہیں کہتے، ہمارے نزدیک صرف وہی لوگ کافر ہیں جنہوں نے معاذ اللہ، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و محبوبان ایزدی کی شان میں صریح گستاخیاں کیں۔ اور باوجود تنبیہ شدید کے انہوں نے اپنی گستاخیوں سے توبہ نہ کی۔ نیز وہ لوگ جو ان گستاخیوں کو حق سمجھتے ہیں۔ اور گستاخیاں کرنے والوں کو مومن اہل حق اور اپنا مقتداء اور پیشوا مانتے ہیں اور بس ان کے علاوہ

ہم نے کسی مدعی اسلام کی تکفیر نہیں کی۔ ایسے لوگ جن کی ہم نے تکفیر کی ہے ان کو شمار کیا جائے تو وہ بہت قلیل اور محدود افراد ہیں۔ ان کے علاوہ نہ کوئی دیوبند کا رہنے والا کافر ہے نہ بریلی کا نہ لیگی اور نہ ندوی ہم سب مسلمانوں کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ (الحق المبین)

- دامن کو ذرا دیکھ

- قائداعظم پر فتویٰ کفر

نوائے وقت کے کالم نگار اور شاعر جناب وقار انبالوی لکھتے ہیں

"علمائے دیوبند کی اکثریت بلکہ غالب اکثریت حضرت قائداعظم سے بغض رکھتی تھی علامہ شبیر احمد عثمانی اور ان کے ہمنوا (چند) علماء کے سوا سبھی مخالفت کا اظہار کرتے تھے۔ یہی مسلم لیگ اور قائداعظم کا نام لے کر جلی کٹی سناتے تھے جو کسی غیر مسلم کے منہ سے بھی زیب نہ دیتی مثال کے طور پر قائداعظم کو انہی (دیوبندی) بزرگوں نے کافر اعظم کہا۔۔۔ الخ (روزنامہ نوائے وقت لاہور ۱۹ فروری ۱۹۷۹ء)

- علامہ اقبال پر فتویٰ

کفیل دیوبندی علامہ اقبال کے متعلق لکھتا ہے۔

کفر نہ بدان و راہ دہ ہدایت

دو گونہ شیوہ بوالعجبی است و بوالہوسی است

(علی گڑھ میگزین اقبال نمبر اپریل ۱۹۳۸ء صفحہ نمبر ۱۶۳)

- مولوی شبیر احمد عثمانی پر فتویٰ

(مولوی شبیر احمد عثمانی فرماتے ہیں) دارالعلوم کے طلباء نے جو گندی گالیاں اور فحش اشتہارات اور کارٹون ہمارے متعلق چسپاں کئے ہیں جن میں ہم کو ابوجہل تک کہا گیا ہے اور ہمارا جنازہ نکالا گیا۔ (مکالمۃ الصدرین صفحہ نمبر ۳۳)

- چند سوالات اور ان کا جواب

"مرتبین انصاف" لکھتے ہیں، بریلوی مکتبہ فکر سے چند سوالات۔

(انصاف صفحہ ۴۳)

سوال نمبر ۱: کیا بریلوی اعلیٰ حضرت کا خاندان انگریز کا ایجنٹ نہیں تھا؟

جواب: یہ بہتان عظیم ہے۔ اس کا بطلان دلائل قاہرہ سے ہم اوراق گزشتہ پر کر چکے ہیں۔

● **حضرت مولانا رضا علی خاں (دادا محترم امام احمد رضا خاں) اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ء**

جب دہلی کے آخری تاجدار بہادر شاہ ظفر پر انگریز غالب ہونے لگے اور انگریزوں سے مقابلہ کیلئے جنرل بخت خاں شاہ احمد اللہ مدراسی نے جہاد کمیٹی بنائی تو دہلی سے مولانا فضل حق خیرآبادی اور کاکوری سے مولانا مفتی عنایت احمد کاکوری مصنف علم الصیغہ اور بریلی سے مولانا رضا علی خاں کو منتخب کیا۔

جب روہیل کھنڈ بریلی کے علاقے میں انگریزی اقتدار بڑھنے لگا تو جنرل بخت خاں نے مجاہد جلیل مفتی عنایت احمد کو مجاہدین کی تربیت کیلئے بریلی بھیجا اور انہیں ہدایت کی گئی کہ مولانا رضا علی خاں کی ہدایت سے مکمل استفادہ کیا جائے۔ مولانا نے اپنا مال و منال مجاہدین پر صرف کر دیا۔ مفتی صاحب نے آپ کے پاس ہی رہ کر میدان کارزار کے منصوبے بنا کر انگریزوں کو شکستوں پر شکستیں دیں۔ مولانا رضا علی خاں کے فرزند ارجمند حضرت مولانا نقی علی خاں (والد ماجد امام احمد رضا) کی ڈیوٹی مجاہدین کو ہر قسم کا رسد پہنچانے پر لگی ہوئی تھی۔ آپ کی جامع مسجد میں ہر وقت دیگیں، چولہوں پر رہتیں اور مجاہدین کیلئے لنگر عام جاری رہتا تھا۔

● گل محمد نفیسی لکھتے ہیں

بریلی مجاہدین آزادی کا مرکز تھا، یہاں مجاہدین کی ہر قسم کی امداد و اعانت مولانا رضا علی خاں اور مولانا نقی علی خاں کر رہے تھے۔ آپ نے (یعنی مولانا عنایت احمد کاکوری نے) ان کے ساتھ مل کر بڑی خدمات انجام دیں۔

بدقسمتی سے بعض غدار مسلمانوں اور ہندوؤں کی سازشوں سے تحریک جنگ

آزادی کامیاب نہ ہو سکی انگریزوں نے ملک پر قابض ہو کر مجاہدین پر بے پناہ مظالم کئے۔ چنانچہ اپنی مجاہدانہ سرگرمیوں کی بنا پر مولانا رضا علی خاں کو فرنگی مظالم کا نشانہ بنا لیا چنانچہ آپ کی گرفتاری کے وارنٹ جاری ہو گئے۔ اور ایک انگریزی سارجنٹ سپاہی لے کر بریلی پہنچا جس وقت وہ آپ کی مسجد میں پہنچا آپ تلاوت قرآن مجید میں مشغول تھے۔ سارجنٹ نے مسجد میں ادھر ادھر دیکھا سے کچھ نظر نہیں آیا باوجود تلاش کے ناکام واپس لوٹا۔ انہی ایام میں ملکہ برطانیہ نے عام معافی کا اعلان کر دیا اس طرح آپ کو اللہ تعالیٰ نے فرنگی استبداد سے محفوظ فرما دیا۔

(۱) (مقالات مجاہدین و اکابرین حصہ دوم، جنگ آزادی از مولانا غلام مہر علی صفحہ نمبر ۸۲۵)
(۲) (حیات اعلیٰ حضرت، مولانا ظفر الدین بہاری حصہ اول)
(۳) (آزادی کی ان کہی کہانی گل محمد نفیسی پی اے صفحہ نمبر)

● حضرت مولانا احمد رضا خان کے جد امجد محمد سعادت یار خاں جو مغلیہ فوج کے سپہ سالار تھے اور سلطنت وقت کے حکم سے انہوں نے اہل ہنود سے بریلی کا علاقہ فتح کیا تھا۔ (مقالات مجاہدین اکابرین جنگ آزادی ۱۸۵۷ء)

سوال نمبر ۲: کیا بریلوی اعلیٰ حضرت نے انگریزوں کے منحوس دور کو دارالاسلام نہیں کہا؟

جواب: اس دور میں فقط مولانا احمد رضا خاں ہی نے نہیں بلکہ مولوی اشرف علی تھانوی، مولانا عبد الحی فرنگی محلی، مولانا محمود الحسن دیوبندی اور مولوی نذیر حسین دہلوی نے بھی ہندوستان کو دارالاسلام کہا ہے کہ اگر مولانا احمد رضا خاں مجرم ہیں تو دوسرے علماء مجرم کیوں نہیں؟

(۱)۔۔۔ (تحذیر الاخوان، طبع قادیان)
(۲)۔۔۔ (مجموعہ فتاویٰ مولانا عبد الحی فرنگی محلی جلد اول)
(۳)۔۔۔ (سفرنامہ شیخ الہند از حسین احمد مدنی طبع لاہور صفحہ نمبر ۲۹)
(۴)۔۔۔ (الحیات بعد الممات از فضل بہاری طبع کراچی صفحہ نمبر ۱۳۲)

(ماخوذ بکھرے جواہر)

مولانا احمد رضا فاضل بریلوی کا نقطہ نظر

صاحب اکابرین پاکستان لکھتے ہیں

مولانا احمد رضا خاں نے مسلمانوں کی کئی غلط فہمیوں کا ازالہ کیا اور انہیں صحیح اسلامی نقطہ نظر سے کسی ملک کے دارالحرب ہونے کے بارے میں وسیع اور اہم معلومات فراہم کیں۔ ان کے خیال میں غیر منقسم ہندوستان میں مسلمانوں کا پورا پورا حق تھا انہوں نے ایک ہزار سال سے زیادہ کامیاب حکومت کی تھی۔ مولانا احمد رضا خاں بریلوی مسلمانوں کے اس حق سے دستبردار ہونے کے حق میں نہیں تھے۔ اپنے اس موقف کی تائید میں مولانا احمد رضا نے ایک رسالہ اعلام الاعلام بھی لکھا تھا اور یہ واضح کیا تھا کہ ہندوستان دارالحرب نہیں بلکہ دارالاسلام کا درجہ رکھتا ہے۔ اس رسالے کی جو روح ہے اس سے مترشح ہوتا ہے کہ مولانا احمد رضا ہندوستان پر انگریزوں کے قبضہ کو غاصبانہ سمجھتے تھے اور مسلمانوں کو یہ حق دیتے تھے کہ وہ بقدر استطاعت ملک کی آزادی کیلئے کوشش کریں۔ ملک کو دراصل دارالحرب قرار دے کر ترک موالات کر جانا ایک طرح کا کمزور، احتجاجی عمل تھا۔ اور اس ترک موالات کر جانے سے مسلمان عملاً اپنے حق سے دستبردار ہو جاتے تھے۔ ایسی صورت احوال ہندو لیڈروں اور کانگریس کیلئے زیادہ سودمند تھی وہ اس طرح حکمران انگریزوں سے کسی طرح کی سودے بازی کر سکتے تھے۔ (اکابرین تحریک پاکستان، تذکرہ مولانا احمد رضا بریلوی مطبوعہ لاہور)

سوال نمبر ۳: کیا انہوں نے شاہ اسماعیل شہید کو پہلے کافر ثابت نہیں کیا؟ اور پھر کہا کہ علماء محتاطین کافر نہ کہیں۔ (تمہید ایمان صفحہ نمبر ۴۲) پہلا فتویٰ انگریز آقا کیلئے دوسرا حقیقت کا اظہار۔ (انصاف صفحہ نمبر ۴۳)

جواب: مولانا احمد رضا بریلوی نے امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی کے بکثرت قول کفریہ نقل کرنے کے باوجود لزوم اور التزام کفر کے فرق کو ملحوظ رکھتے ہوئے امام الطائفہ کی توبہ مشہور ہونے کے باعث ازراہ احتیاط مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے کف

لسان فرمایا اگرچہ یہ شہرت اس درجہ کی نہ تھی کہ کف لسان کا موجب ہوسکے لیکن اعلیٰ حضرت نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ (الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ نمبر ۲۶)

- اور "مرتبین انصاف" کا یہ کہنا کہ پہلا فتویٰ انگریز آقا کو خوش کرنے کیلئے تھا۔ "لزوم اور التزام کفر" کی اصطلاح سے جاہل ہونے کی بین دلیل ہے ورنہ ہرگز یہ نہ کہتے کہ پہلا فتویٰ انگریز آقا کو خوش کرنے کیلئے تھا۔ دراصل اس پراپیگنڈے کا پس منظر یہ ہے کہ جن دیوبندی مولویوں نے بارگاہ رسالت مآب میں صریح گستاخیاں کی ہیں تو ان کے حواریوں نے اپنی سیاہ کاریوں پر پردہ ڈالنے کیلئے اعلیٰ حضرت اور ان کے ہم خیال علماء کو تکفیر مسلمین کا مجرم قرار دے کر بدنام کرنا شروع کر دیا تاکہ عوام کی توجہ ہماری گستاخیوں سے ہٹ کر اعلیٰ حضرت کی تکفیر کی طرف مبذول ہو جائے اور ہمارے مقاصد کی راہوں میں کوئی چیز حائل نہ ہونے پائے۔

سوال نمبر ۵: کیا حسام الحرمین کا فتویٰ اصول فتویٰ کے سراسر خلاف نہیں؟
کیا علمائے دیوبند سے ان کی عبارات کے بارے میں استفسار کیا؟

جواب: ایک عرصہ دراز تک مولوی اشرف علی تھانوی سے خط و کتابت ہوتی رہی مگر انہوں نے خاموشی کی راہ اختیار کی۔ مولوی اشرف علی کے نام جو آخری خط ارسال کیا اس کا مضمون درج ذیل ہے۔

نقل معروضہ جناب امام بریلی قدس سرہٗ

بنام

مولوی اشرف علی صاحب تھانوی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

السلام علیٰ من اتبع الہدیٰ۔ فقیر بارگاہ عزیز قدیر عز جلالہ مدتوں سے آپ کو دعوت دے رہا ہے اب حسب معاہدہ قرارداد مرادآباد پھر محرک ہے کہ آپ سوالات و مواخذات حسام الحرمین کی جوابدہی کو آمادہ ہوں، یعنی اور آپ جو کچھ کہیں لکھ کر کہیں اور سنا دیں اور وہی دستخطی پرچہ اسی وقت فریق مقابل کو

دیے جائیں کہ فریقین میں کسی کو کہہ کے بدلنے کی گنجائش نہ رہے۔ معاہدہ میں ۲۷ صفر مناظرہ کیلئے مقرر ہوئی ہے آج پندرہ کو اس کی خبر مجھ کو ملی۔ گیارہ روز کی مہلت کافی سے زیادہ ہاں بات ہی کتنی ہے۔ اسی قدر کہ یہ کلمات شان اقدس حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں توہین ہیں یا نہیں۔

یہ بعونہ تعالیٰ روز روشن کی طرح اہل ایمان پر ظاہر ہو سکتا ہے۔ لہٰذا فقیر اس عظیم ذوالعرش کی قدرت و رحمت پر توکل کر کے یہی ۲۷ صفر روز جان افروز دو شنبہ اس کیلئے مقرر کرتا ہے۔ آپ فوراً قبول کی تحریر بمہر و دستخط روانہ کریں اور ۲۷ صفر کو صبح مراد آباد میں ہوں اور آپ بالذات اس مرام اہم و اعظم (میں دیکھ لوں کے) لئے رہیں۔ اپنے دل کی آپ جیسے بتائیں گے وکیل کیا بتائے گا۔ عاقل بالغ مستطیع غیر معذور کی توکیل کیسی منظور ہو خصوصاً ایسے معاملہ کفر و اسلام کا ہے، کفر و اسلام میں وکالت کیسی؟

اگر آپ خود کسی طرح سامنے نہیں آسکتے اور وکیل کا سہارا ڈھونڈتے ہیں تو بھی لکھ دیجئے۔ اتنا تو حسب معاہدہ آپ کو لکھنا ہی ہوگا کہ وہ آپ کا وکیل مطلق ہے۔ اس کا تمام ساختہ پرداختہ قول سکوت، فعل، عجز سب آپ کا اور اس قدر اور بھی ضرور لکھنا ہوگا کہ اگر بعون العزیز المقتدر عز وجلالہ آپ کا وکیل مغلوب یا معترف یا ساکت یا فرار ہوا تو کفر سے توبہ علی الاعلان آپ کو کرنی اور چھاپنی ہوگی کہ توبہ میں وکالت نا ممکن ہے اور اعلانیہ کی توبہ اعلانیہ لازم۔

میں عرض کرتا ہوں کہ آخر بار آپ ہی کے سر رہتا ہے کہ توبہ کرنی ہوئی تو آپ ہی پوچھیں جائیں گے۔ پھر آپ خود ہی دفع اختلاف کی ہمت کیوں نہ کریں؟ کیا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان اقدس میں گستاخی کرنے کو آپ تھے اور بات بنانے دوسرے آئے۔ لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ آپ برسوں سے ساکت اور آپ کے حواری رفع ظلمت کی سعی بے حاصل کرتے ہیں۔ ہر بار ایک ہی طرح کے جواب ہوتے ہیں حضرت کے ہوتے؟ یہ اخیر دعوت ہے اس پر بھی آپ سامنے نہ آئے تو

الحمد للہ میں فرض ہدایت ادا کر چکا۔ آئندہ کسی خرخشہ پر التفات نہ ہوگا۔ منوا دینا میرا کام نہیں، اللہ عزوجل کی قدرت میں ہے۔ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم۔ وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا و مولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین والحمد للہ رب العالمین۔

مہر

فقیر احمد رضا قادری عفی عنہ

۱۵ صفر المظفر روز چہار شنبہ ۱۳۲۹ھ

(مکتوبات بنام مولوی اشرف علی تھانوی صفحہ نمبر ۱۲۱ تا ۱۲۶ مطبوعہ لاہور ۱۳۲۳ھ)

- مولانا نعیم الدین مراد آبادی، منشی شوکت علی رامپوری اور سید حبیب صاحب ایڈیٹر سیاست لاہور کو لے کر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں مولانا خلیل احمد "مصنف براہین قاطعہ" کے پاس پہنچے، ہر چند سمجھایا، آخرت کی دردناک پکڑ سے ڈرایا، بار بار توبہ کا مطالبہ کیا آخر میں مجبور ہو کر مولوی خلیل احمد نے کہا آپ مجھے کافر نہیں، اکفر کہیں، مگر میرے پاس جواب نہیں۔

(تذکرہ علمائے اہل سنت صفحہ نمبر ۲۵۳ ناشر سنی دارالاشاعت فیصل آباد ۱۹۹۲ء)

- نیز مولانا احمد رضا بریلوی سے قبل شوال ۱۳۰۶ھ بہاولپور میں "براہین قاطعہ" کی کفریہ عبارت پر مولانا غلام دستگیر قصوری اور مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کے درمیان تحریری مناظرہ ہو چکا تھا جس کے فیصل خواجہ غلام فرید چشتی لاثانی تھے اور انہوں نے اپنے ساتھی علماء سمیت مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کو اہل سنت سے خارج قرار دیا تھا۔ اس لئے مولوی خلیل احمد سے استفسار کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔
- "تحذیر الناس" مؤلفہ محمد قاسم نانوتوی کے مولانا احمد رضا خاں بریلوی سے قبل متعدد رسائل رد میں لکھے جا چکے تھے جن کی تفصیل یہ ہے۔

کلیات مکاتیب رضا صفحہ نمبر ۱۸۹ تا ۱۹۱، طبع لاہور ۲۰۰۵ء از ڈاکٹر علامہ محمد شمس مصباحی بڑاوی (ابو الجلیل شمسی غفرلہ)

۱۔ قول الفصیح مولانا فصیح الدین بدایونی کی کتاب ہے، جو تحذیر الناس کے رد میں لکھی گئی مطبع مہتاب چند میرٹھ میں چھپی۔

۲۔ ابطال اغلاط قاسمیہ مولانا عبید اللہ امام جامع مسجد بمبئی کے ایماء پر مولانا عبد الغفار نے تحریر فرمائی۔

۳۔ کشف التلبیس فی اثر ابن عباس۔ تحذیر الناس کے رد میں ہے۔

۴۔ قسطاس فی موازنہ اثر ابن عباس۔

۵۔ مناظرہ دہلی۔ تحذیر الناس کے مضامین پر مولوی محمد قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند اور مولانا شاہ محمد پنجابی (متوفی ۱۳۰۵ھ) کے درمیان دہلی میں مناظرہ ہوا۔ دونوں کے اقوال مرتب کر کے محب الرسول مولانا شاہ عبد القادر بدایونی، مولانا محب احمد بدایونی، مولانا فصیح الدین، مولانا عبید اللہ امام مسجد بمبئی، جیسے جلیل القدر اکابر علماء کرام کے تصدیقی دستخطوں سے شائع ہوئی۔

(محمد حسن نانوتوی اور بریلوی پیر قادری صفحہ نمبر ۹۲ تا ۹۳ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۹ء)

اس لئے استفسار کرنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔

● کیا آپ کی اردو عبارات کی عربی کسی غیر جانبدار سے کرائی؟

الجواب۔ غیر جانبدار سے کیا مراد ہے؟ کیا کسی شیعہ، مرزائی، چکڑالوی اور نیچری سے عربی ہواتے۔

● کیا علمائے عرب جو اردو نہ جانتے تھے کیوں ان سے ہی فتویٰ لیا؟

الجواب۔ فقط علمائے عرب سے ہی فتویٰ نہیں لیا۔ بلکہ برصغیر پاک و ہند کے اکثر جید علمائے کرام سے بھی فتویٰ لیا جو کہ "الصوارم الہندیہ" کے نام سے چھپ چکا ہے۔

● کیا علماء دیوبند کو صفائی کا موقع دیا؟

● کیا علماء دیوبند کی جان صاحب کے مفہوم سے بیزاری کے بعد رجوع کیا؟

الجواب۔ علماء دیوبند کی کفریہ عبارتیں صریح کفریہ ہیں اور صریح لفظ میں تاویل نہیں ہو سکتی۔

● مولوی انور شاہ صاحب کشمیری لکھتے ہیں۔ حبیب ابن ربیع سے کہا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ قبول نہیں کیا جاتا اور اگر باوجود صراحت تاویل کی گئی تو وہ تاویل فاسد ہوگی، ورنہ تاویل فاسد جو بمنزلہ کفر ہے (اکفار الملحدین صفحہ نمبر ۲۷)

یہ لکھتے ہیں: التاویل الفاسد کالکفر (تاویل فاسد کفر کی طرح ہے)۔
(اکفار الملحدین صفحہ نمبر ۹۲)

یہ مفتی قرآن پر لکھی ہوئی عبارت کے مطابق فتویٰ دیتا ہے اور علمائے دیوبند کفریہ عبارتیں ان کی کتب میں چھپی ہوئی موجود ہیں وہ ایسی عبارتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ہی تمام علماء بریلوی نے کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔

● توہین کے اصول پر بحث

۱۔ توہین کا تعلق عرف عام اور محاورات اہل زبان سے ہوتا ہے۔

۲۔ توہین رسول میں قائل کی نیت کا اعتبار نہیں ہوتا۔

۳۔ توہین کا مدار واقعیت پر نہیں ہوتا۔

توہین کا تعلق عرف عام اور محاورات اہل زبان سے ہوتا ہے

بعض لوگ کلمات توہین کے معنی میں قسم قسم کی تاویلیں کرتے ہیں لیکن یہ نہیں سمجھتے کہ اگر کسی تاویل سے معنی مستقیم بھی ہو جائیں تو سب تاویلات باطل ہوں گی۔ مثلاً ایک شخص اپنے والد یا استاد کو کہتا ہے کہ آپ بڑے ولد الحرام ہیں اور تاویل یہ کرتا ہے کہ لفظ حرام کے معنی فعل حرام نہیں بلکہ محترم کے ہیں جیسے مسجد الحرام، بیت الحرام، لہٰذا ولد الحرام سے مراد محترم ہے اور معنی یہ ہیں کہ آپ بڑے ہی محترم ہیں تو یقیناً کوئی منصف کسی بزرگ کے حق میں اس تاویل کی رو سے لفظ ولد الحرام بولنے کو جائز نہیں رکھے گا اور ان کلمات کو ہر زمانے کے عرف و محاورات اہل زبان کلمات توہین ہی قرار دے گا۔ لہٰذا ہم معترضین کرام سے درخواست کریں گے کہ وہ علمائے دیوبند کی توہین آمیز عبارات پڑھتے وقت اس اصول کو پیش نظر رکھتے ہوئے دیکھیں

کہ عرف و محاورہ کے اعتبار سے اس عبارت میں توہین ہے یا نہیں۔

توہین رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں قائل کی نیت کا اعتبار نہیں ہوتا

قارئین کرام! آپ سے گزارش ہے کہ وہ توہین آمیز عبارات پڑھتے وقت یہ خیال بھی ذہن میں نہ لائیں کہ قائل کی نیت توہین کی ہے یا نہیں؟ اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان میں توہین آمیز الفاظ بولتے وقت نیت کا اعتبار نہیں ہوتا۔ اور کلمہ توہین بہر صورت توہین قرار پاتا ہے، بشرطیکہ قائل کو یہ علم ہو جائے کہ یہ کلمہ توہین ہے یا یہ کلمہ توہین کا سبب ہو سکتا ہے۔ تو کسی صورت میں بغیر توہین نیت کے بھی اس کلمے کا بولنا یقیناً موجب توہین ہوگا۔ دیکھیے صحابہ کرام حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بہ نیت تعظیم راعنا کہہ کر خطاب کرتے تھے لیکن یہودی چونکہ اس کلمہ کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حق میں بہ نیت توہین استعمال کرتے تھے یا ادنیٰ تصرف سے اس کلمہ کو توہین بنا لیتے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو راعنا کہنے سے منع کر دیا اور اس حکم کے بعد اس کلمہ کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں بولنا توہین اور موجب عذاب الیم قرار دیا گیا۔ معلوم ہوا کہ بانیان زمانہ کی رکیک تاویلوں سے منصب نبوت بہت بلند ہے اور مولوی حضرات کی من گھڑت تاویلات ان کو توہین کے جرم عظیم سے نہیں بچا سکتیں۔

توہین کا دارومدار واقعیت پر نہیں ہوتا

بعض لوگ توہین کو واقعیت پر موقوف سمجھتے ہیں حالانکہ توہین و تنقیص کا تعلق الفاظ و عبارات سے ہوتا ہے۔ بسا اوقات کسی واقعہ کو اجمال کے ساتھ کہنا موجب توہین نہیں ہوتا۔ لیکن اسی امر واقع میں بعض تفصیلات کا آجانا توہین کا سبب ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ان تفصیلات کا بیان واقع کے مطابق کیوں نہ ہو۔ ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں۔ عالم میں کوئی شے بھی نہیں جس کے ساتھ ارادہ الٰہیہ متعلق نہ ہو اور اس بنا پر اگر یہ کہا جائے کہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی مراد (یعنی ارادہ کی ہوئی) ہے تو اس میں کوئی توہین نہیں۔ لیکن اگر اسی واقع کو اس تفصیل سے کہا جائے کہ ظلم،

چوری، شراب خوری اللہ تعالیٰ کی مراد ہیں تو اگرچہ یہ کلام واقع کے مطابق ہے لیکن ظلم، فسق وغیرہ کی تفصیلات آجانے کے باعث خلاف ادب اور توہین آمیز ہو گیا اسی طرح بدلیل قرآنی "اللہ خالق کل شئی" یہ کہنا بالکل جائز ہے اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے لیکن اللہ تعالیٰ گندگیوں اور دوسری بری چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے یہ کہنا جائز نہیں کہ ذلیل اور رذیل اشیاء کی تفصیل ایہام کفر کی وجہ سے یقیناً موجب توہین ہے

(الحق المبین از علامہ سید احمد سعید شاہ کاظمی علیہ الرحمۃ)

- مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

اسی لئے حق تعالیٰ کو خالق کل شئی کہنا درست اور خالق کلاب و خنازیر (کتوں اور سوروں کا خالق کہنا) بے ادبی ہے۔ (بوادر النوادر صفحہ نمبر ۲۰۹) اس کے ان غیر مسدی عبارتوں سے بیزاری کا اظہار کرنے سے کچھ فائدہ نہیں ہوگا جب تک توبہ نہ کریں۔ اس لئے رجوع کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

- کیا مسلم لیگ، علامہ اقبال اور قائداعظم کو کافر کہنے سے بریلوی علماء نے رجوع کیا اور کب کیا تحریری ثبوت دیں۔ (تصانیف صفحہ نمبر ۲۵)

الجواب مسلم لیگ کے خلاف چند سنی علماء و مشائخ تھے اور ان کے پیش پیش مولانا حشمت علی خاں تھے۔ مولانا حشمت علی کی توبہ کا واقعہ اس طرح ہے کہ مولانا قاری شاہ بن مولانا جمیل شاہ فرماتے ہیں کہ والد گرامی نے مولانا حشمت علی کی مسلم لیگ پر تنقید کے جواب میں ۵۰، ۲۰۰ صفحات پر مشتمل ایک کتاب "رضوی تیشہ برخلاف شیر بیشہ" بجواب سوالات بر چہرہ دو صفحات لکھی۔ جب یہ کتاب شائع ہو گئی تو ایک روز مولانا حشمت علی خاں کسی کام کیلئے جہلم آئے۔ والد صاحب نے یہی کتاب دے کر مجھے مولانا حشمت علی خاں کے پاس بھیجا۔ میں نے جب یہ کتاب مولانا حشمت علی خاں کو دی تو انہوں نے سوال کیا آپ کون ہیں؟ میں نے جواب دیا۔ میں اپنا تعارف کرنے نہیں آیا اس کتاب کا جواب لینے آیا ہوں۔ دراصل مجھے خود ان کی لکھی ہوئی کتاب کا

بہت افسوس تھا اور میں ان سے زیادہ گفتگو کرنا چاہتا تھا۔ اور میں نے دوبارہ وہی جواب دیا۔ پھر ان کے قریب بیٹھے ہوئے ایک شخص نے ہمیں بتایا یہ مولانا اجمل شاہ صاحب کے صاحبزادے ہیں یہ سن کر وہ کھڑے ہو گئے اور انہوں نے مجھے گلے لگایا اور کہنے لگے آپ تو ہمارے بھتیجے ہیں اس کے بعد انہوں نے پوری کتاب میری موجودگی میں پڑھی اور پھر رونے لگے اور والد صاحب کو ملنے چلے تشریف لائے اس موقع پر میں بھی موجود تھا تھوڑی دیر بحث و تمحیص کے بعد مولانا حشمت علی خان تحریری طور پر اپنی کتاب سے رجوع کرنے پر آمادہ ہو گئے، انہوں نے معافی نامہ لکھ دیا اور یہ معاملہ طے پایا کہ مولوی حشمت علی اپنی کتاب کی تمام کاپیاں تلف کر دیں گے اور آئندہ اس کی اشاعت نہیں کریں گے اور مولانا اجمل شاہ صاحب اس کے رد میں لکھی ہوئی کتاب کی تمام کاپیاں تلف کر کے آئندہ اس کی اشاعت نہیں کریں گے

مولانا حشمت علی کا معافی نامہ میرے والد صاحب (مولانا اجمل شاہ) کے پاس سنبھل میں محفوظ تھا میں ۱۹۵۹ء میں پاکستان آ گیا [illegible] اور [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے [illegible] اقبال [illegible] ساجد علی صاحب (یا حضرت مفتی اعظم ہند) اور مولانا سید مصطفیٰ علی سنبھلی اس واقعہ کے عینی شاہد ہیں۔

([illegible] ماہنامہ "[illegible]" جلد ۵ شمارہ [illegible] ستمبر [illegible] ۱۹۹۰ء)

نیز اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کے ساتھ نیک ظن رکھنے کا حکم دیا ہے اس سے امید قوی ہے کہ مولانا حشمت علی خان علیہ الرحمۃ کے ساتھیوں نے بھی اپنے موقف سے توبہ کر لی ہوگی۔

ثم ہم: "مرتبین انصاف" لکھتے ہیں بریلوی علی حضرت کی [illegible] کا ہے کہ مولانا ظفر علی خان مرحوم نے کیا خوب کھینچا ہے

ڈاڑھ کر احمد رضا خاں آئے بدعت کا غلاف

ذات ان کی ہے مجموعہ بات ان کی لام کاف

([illegible] انصاف صفحہ نمبر ۲۵)

الجواب:

۵۰۰۰ روپے نقد انعام

اگر "مرتبین انصاف" مولوی ظفر علی خاں کی "کتاب" میں سے نقل کردہ نظم کے پہلے شعر میں "احمد رضا خاں" دکھا دیں تو مبلغ ۵۰۰۰ روپے نقد انعام حاصل کریں بلکہ پہلے شعر میں "حامد رضا خاں" کا نام ہے اور آپ صاحبان نے یہ خیانت جان بوجھ کر کی ہے (لعنۃ اللہ علی الکاذبین)۔

نیز مولانا حامد رضا کو کوئی بھی مجدد نہیں مانتا بلکہ اہل سنت کے نزدیک اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا خاں بریلوی چودھویں صدی کے مجدد برحق ہیں۔ مولوی ظفر علی صاحب نے کذب بیانی، الزام تراشی سے کام لیا ہے اور اسی طرح تمام نظم ہی گالی پر مشتمل ہے۔

- مولوی ظفر علی خاں کے درج ذیل اشعار بھی ملاحظہ ہوں۔

کانگرسی دولہا اور احراری دلہن

باقی تھے مسلمان تو بیٹھے تھے مجوسی — پوتے جو ہیں احرار وہ کہلائے فلوسی

مل جائے جہاں چندہ وہی ہے وطن [illegible] — [illegible] ہیں نہ مصری ہیں نہ نگی ہیں نہ روسی

[illegible] — پنجاب کے احرار ستم پیشہ سے پوچھی

[illegible] مجلس احرار — [illegible] بخاری کو مبارک ہے [illegible]

(روزنامہ [illegible] ۱۹۳۷ء، چمنستان صفحہ نمبر ۱۵۹)

[illegible] — [illegible] زباں پر ہے

[illegible] — [illegible] سلطان [illegible] ہے

[illegible] — [illegible] ہے

[illegible] شہید گنج کا شور — گلی گلی میں ہے ان احرار کی زباں پر ہے

([illegible] ۱۹۳۷ء، چمنستان صفحہ نمبر ۱۶۸)

﴿بت خانہ احرار﴾

سرکار مدینہ سے ملا مجھ کو بھی کمل — سکھوں نے غفاری کو جو بخشا ہے دوشالا

(نظام ۶ نومبر ۱۹۳۶ء بحوالہ چمنستان صفحہ نمبر ۹۳)

اللہ اس سے بچے سکھوں سے جو سرکار سے ہے — کہ رسوائی اسلام کا احرار سے ہے

آج اسلام گر ہند میں ہے خوار و ذلیل — تو یہ سب ذلت اسی طبقہ غدار سے ہے

(مارچ ۱۹۳۶ء بحوالہ چمنستان صفحہ نمبر ۳)

اللہ کے قانون کی پہچان سے بیزار — اسلام اور ایمان احسان سے بیزار

ناموس پیغمبر کے نگہبان سے بیزار — کافر سے موالات مسلمان سے بیزار

اسی پر ہے یہ دعوٰی کہ ہیں اسلام کے احرار — احرار کہاں کے یہ ہیں اسلام کے غدار

(چمنستان)

﴿دیوبند کے مصرعوں پر بریلی کی گرہ﴾

باعث شورش اسلام ہے فتنہ گر ہے — وہ جو کافر کو مسلمان کہے کافر ہے

قصر دیوبند کی بنیاد نہ تھی کیونکر — شریعت چھوڑ کر دار میرا جوہر ہے

سیرت پاک پہ آئی ہے ترے فتنہ گری — دین اسلام کی پھٹکار گر ہے

(جناب افضل کوٹلوی)

﴿اے قصر دیوبند﴾

توہین کا تجھے ٹھیکہ ملا ہے ، کیوں مجسم رہا ہے
زہر ہلاہل تو گھلتا ہے جسے کہ اے قصر دیوبند
مانا کہ تجھے راس نہیں آتا مدینہ ، سینے میں ہے کینہ
لیکن تیری امت ہے پرستار ہری چند اے قصر دیوبند
توہین نبی ، کذب خدا ، شرک بہتان یہ ہیں تیرے سامان
مردوں کیلئے تیرے ، درود اور دعا بند اے قصر دیوبند

امداد نہیں لیتے نبی اور ولی سے ، بچتے ہیں انہیں سے
گاندھی سے مدد لیتے ہیں ، لیکن تیرے فرزند اے قصر دیوبند
اللہ کے بندوں سے تو رکھتے ہیں نفرت ، یہ ہے یہ حقیقت
نہرو کی محبت میں جکڑا ہوا ہر بند اے قصر دیوبند (صارم ...)

جنگ آزادی و دیگر تحریکوں میں اہل سنت کا کردار

● **مولانا فضل حق خیر آبادی**

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں فتویٰ جہاد دیا اور عملاً نمایاں کردار ادا کیا ، حکومت انگریزی نے حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا دی۔ قید کے ایام پورے کرنے کے بعد آپ کو جزیرہ انڈیمان پہنچا دیا گیا وہیں آپ کا وصال ہوا۔

(جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر صفحہ نمبر ۱۱۶ مطبوعہ لاہور)

● **مولانا کفایت علی کافی**

فخر الدین کلال نامی ایک شخص کی مخبری پر مولانا کافی گرفتار ہوئے مختلف الزامات کی روشنی میں معمولی کاروائی کے بعد پھانسی کا حکم ہوا۔ اس پر مولانا نے بڑی خوشی کا اظہار کیا۔ ۳۰ اپریل ۱۸۵۸ء کو مراد آباد میں تختہ دار پر لٹکا دیا گیا۔

(جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر صفحہ نمبر ۱۵۲)

● **منشی رسول بخش کاکوروی**

آپ فرنگیوں کے سخت دشمن تھے۔ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں نمایاں بہادری کے جوہر دکھائے۔ پولیس کے اہلکار نے کرنل بیلی (انگریز) کے پاس جا کر ان کی شکایت کی۔ آپ کے بڑے فرزند منشی عبدالصمد اور دیگر شریک کار ۱۸ رفقوں سمیت گرفتار کر لئے گئے۔ ان تمام کو شاہ پیر محمد کے ٹیلہ پر پھانسی کے تختے پر لٹکا دیا گیا (جنگ آزادی کے مسلم مشاہیر صفحہ نمبر ۱۶۰ مطبوعہ لاہور)

● احمد اللہ شاہ مدراسی شہید

آپ جنگ آزادی ۱۸۵۷ء کے روح رواں تھے۔ اپنی بہادری کے خوب جوہر دکھائے۔ آپ کی گرفتاری یا شہادت پر انگریز نے پچاس ہزار روپے کا انعام رکھا تھا۔ ایک غدار نے دھوکے سے آپ کو شہید کر کے آپ کا سر انگریز کے سامنے پیش کیا اور انعام حاصل کیا۔ پھر انگریز نے سر کے چاروں طرف لکڑیاں چنوا کر [illegible] تیل چھڑکوا کر آگ لگا دی اور راکھ کو گڈھے میں ڈلوا دیا۔

(۱).....(آزادی کی ان کہی کہانی از گل رئیس)
(۲) (جنگ آزادی ۱۸۵۷ء پروفیسر محمد ایوب قادری)

● مفتی عنایت احمد کاکوروی

جب جنگ آزادی کے شعلے بھڑکنے لگے آپ نے اس میں بڑھ کر حصہ لیا۔ بریلی کی انقلابی حکومت کی مشاورتی کمیٹی میں برابر شریک ہوتے رہے۔ نواب خان بہادر کی قیادت میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ آخر انگریزی حکومت کا تسلط قائم ہو گیا آپ گرفتار ہوئے حبس دوام بعبور دریائے شور کی سزا مقرر ہوئی۔
(آزادی کی ان کہی کہانی صفحہ نمبر ۱۰۹، ۱۱۰)

● مولانا فیض احمد بدایونی

مولانا فضل حق خیرآبادی نے جہاد کا فتویٰ جو ترتیب دیا تھا اس پر آپ نے بھی دستخط کئے. جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں خوب کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ (اکمل التاریخ از مولانا محمد یعقوب ضیاء القادری)

● مفتی صدر الدین آزردہ دہلوی

جنگ آزادی میں فتویٰ جہاد پر دستخط کئے۔ اس کی وجہ سے گرفتاری عمل میں آئی [illegible] جائیداد ضبط ہو گئی چند ماہ کے بعد رہائی ہوئی نصف جائیداد [illegible] واگزاشت ہوئی [illegible]
([illegible])

● امام بخش صہبائی

۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بھرپور حصہ لیا دہلی کی جنگی کونسل کے رکن تھے ایک دن صبح کی نماز پڑھتے وقت آپ کی مشکیں کس دی گئیں اور آپ کے خاندان کے اکیس افراد کو بھی گرفتار کر لیا گیا حکم ہوا کہ جمنا کی ریتی میں قلعے کے نیچے گولی مار دی جائے۔ چنانچہ سپاہیوں نے گولیوں کی ایک ہی باڑ سے شہید کر دیا۔
(آزادی کی ان کہی کہانی صفحہ نمبر ۱۱۶)

● حضرت مولانا رضا علی خاں بریلوی (مولانا احمد رضا کے دادا جان)

آپ نے تحریک آزادی ۱۸۵۷ء میں شب و روز بریلی سے گردو نواح میں مجاہدین کی تربیت اور ترتیب کی۔ [illegible] مسلسل معرکوں میں بھی خود شمشیر بکف ہو کر حصہ لیا انگریز کیلئے پیچیدہ مسائل ثابت ہوئے۔ آپکے وارنٹ جاری ہوئے، بحسب وارنٹ [illegible] بریلی پہنچے۔ آپ مسجد میں تلاوت قرآن پاک فرما رہے تھے مگر ان کو آپ نظر نہ آئے اس طرح اللہ تعالیٰ نے آپکی حفاظت فرمائی۔
(۱) (حیات اعلیٰ حضرت از مولانا ظفر الدین بہاری طبع [illegible] حصہ اول)
(۲) (آزادی کی ان کہی کہانی [illegible] رئیس [illegible])

● جناب مولانا محمد صادق قصوری لکھتے ہیں.

شاہ [illegible] علی بریلوی ([illegible]) [illegible] کے [illegible] انگریزی [illegible] تھے [illegible] جوش [illegible] جنگ آزادی ۱۸۵۷ء [illegible]
([illegible] صفحہ نمبر [illegible])

● مولانا عبدالجلیل شہید علی گڑھی

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں مجاہدین [illegible] انگریز [illegible] دہلی [illegible] اس وقت آپ [illegible] دوبارہ انگریزوں نے چڑھائی کی تو دشمن سے مقابلہ میں سب سے [illegible] شہید ہونے والے مولانا عبدالجلیل بھی ان شہداء میں حیات

بندی ہو گئے۔ (تواریخ انقلاب آزادی ۱۸۵۷ء)

• مولانا وہاج الدین

جنگ آزادی ۱۸۵۷ء میں بھرپور حصہ لیا۔ اپنی بہادری کے جوہر دکھائے۔ فوجی کرتے کرتے گولیوں کی بوچھاڑ میں شہید ہو گئے۔ مولانا اور ان کے خاندان کی جائیداد ضبط کر لی گئی۔

• تحریک مسلم لیگ اور قیام پاکستان

۱۹۴۶ء بنارس سنی کانفرنس میں سرابرآوردہ علماء و مشائخ نے مسلم لیگ اور تحریک پاکستان کی حمایت کی۔ (ماہنامہ فیض فیصل آباد ستمبر، اکتوبر ۱۹۸۷ء)

نیز پیر جماعت علی شاہ علیہ الرحمۃ نے فرمایا جو مرد مسلم لیگ کی حمایت نہیں کرے گا وہ مسلمان نہیں ہے۔ (یعنی کامل مسلمان نہیں) اس وقت دو جھنڈے ہیں ایک ہلالی مسلم لیگ کا اور دوسرا کفر کا اب فیصلہ کر لو تم کس کے ساتھ ہو۔
(اکابر تحریک پاکستان صفحہ نمبر ۷۳)

• علامہ ابوالحسنات لاہوری

مجاہدین اسلام کشمیر کے محاذ پر حق خود ارادیت کے حصول کیلئے جانبازی کا مظاہرہ کرتے رہے مولانا نے فتویٰ دیا کہ یہ جنگ آزادی جہاد فی سبیل اللہ ہے اور مسلمانوں کو ہر ممکن طریقے سے مجاہدین کی امداد کرنی چاہئے۔ اسی (۸۰) ہزار روپیہ کا سامان خرید کر مجاہدین میں تقسیم کیا۔ اور آپ نے بنفس نفیس احباب سمیت محاذ کشمیر کے کئی دورے کئے۔ اور مجاہدین کی ہمت افزائی کی۔ ان مساعی جمیلہ کی بنا پر آپ کو غازی کشمیر کا لقب دیا گیا۔ (تذکرہ اکابر اہل سنت از مولانا محمد عبدالحکیم شرف قادری صفحہ نمبر ۲۲۲، ۲۲۳ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۶ء)

• تحریک ختم نبوت ۱۹۵۳ء

مولانا علامہ ابوالحسنات متفقہ طور پر صدر مقرر ہوئے۔

علامہ موصوف اور صاحبزادہ فیض الحسن شاہ نے تحریک ختم نبوت میں نمایاں کردار ادا کیا دونوں حضرات کو گرفتار کر کے سکھر جیل میں محبوس کر دیا گیا۔ علاوہ ازیں ملک کے دوسرے حصوں میں سے علماء اہل سنت گرفتار ہوئے اور قید و بند کی صعوبتیں برداشت کیں۔ ابھی حضرت علامہ ابوالحسنات اور صاحبزادہ صاحب جیل ہی میں تھے کہ عطاء اللہ شاہ بخاری، محمد علی جالندھری اور داؤد غزنوی نے ۱۰ مئی ۱۹۵۳ء کو تحریک سے قطع تعلق دے دیا۔ تمام تحریک اور مطالبات کا خاتمہ کر دیا۔ ان کا یہ عجیب اور بے سروسامان بیان جنگ کراچی میں شائع ہوا۔ مولوی داؤد غزنوی کے بیان کے چند الفاظ یہ ہیں۔

ہم بشمولی عطاء اللہ شاہ بخاری اور مولانا محمد علی جالندھری اس بات پر متفق ہیں کہ مرکز اور صوبہ میں وزارتی تبدیلی کے بعد ہم کو ہر قسم کی سول نافرمانی بند کر دینی چاہئے۔ (روزنامہ جنگ کراچی ۱۰ مئی ۱۹۵۳ء)

• تحریک ختم نبوت جس میں مرزائیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا گیا

مولانا عبدالمصطفیٰ الازہری، مولانا سید محمد علی رضوی، مولانا شاہ احمد نورانی سمیت علماء و دیگر علماء اہل سنت اور عوام اہل سنت نے نمایاں کردار ادا کیا۔ آخر جدوجہد رنگ لائی اور مرزائیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا۔
(قادیانی فتنہ اور ملت اسلامیہ کا موقف صفحہ نمبر ۳)

• تحریک نظام مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

اس تحریک میں جمعیت علماء پاکستان اور عوام اہل سنت کا کردار کسی سے پوشیدہ نہیں، جمعیت کے عہدیداروں اور کارکنوں نے قید و بند کی صعوبتیں اور مصائب و آلام کی تکالیف کو برداشت کیا۔ مجاہد ملت مولانا عبدالستار خان نیازی اور مولانا حامد علی خان کی بے مثال کارکردگی سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہے۔

قاری محمد طیب (مہتمم دار العلوم دیوبند) کا

راجندر پرشاد (صدر جمہوریہ) کی

خدمت میں سپاس نامہ

۱۳ر جنوری ۱۹۵۷ء کی تاریخ دار العلوم دیوبند میں وہ تاریخی دن تھا جب دار العلوم میں عالی جناب ڈاکٹر راجندر پرشاد صاحب عالیجناب نے صدر جمہوریہ ہند کی حیثیت سے قدم رنجہ فرمایا۔ پروگرام کے مطابق صبح کے ۸ بجے صدر جمہوریہ اپنے سیلون سے برآمد ہوئے تو حضرت مولانا مدنی اور مولانا محمد طیب صاحب جو سیلون کے دروازے کے قریب کھڑے تھے آگے بڑھے۔ مولانا حفظ الرحمن صاحب نے ان حضرات کا تعارف کرایا۔ اولاً حضرت مولانا مدنی سے اور پھر حضرت مولانا محمد طیب صاحب سے صدر محترم نے مصافحہ کیا۔ حضرت مہتمم صاحب نے صدر کو ہار پہنایا۔ ۸ بج کر ۲۰ منٹ پر صدر محترم دار العلوم دیوبند کیلئے اپنی کار میں روانہ ہوئے۔ اسٹیشن سے لے کر دار العلوم تک راستہ خیر مقدم کیلئے بنائے ہوئے خوشنما دروازوں اور رنگ برنگ کی جھنڈیوں سے آراستہ تھا۔ دیوبند اور قرب وجوار کے ہزاروں اشخاص سڑک پر دو رویہ صدر کے استقبال کیلئے کھڑے ہوئے تھے۔ دار العلوم سے تقریباً تین چار فرلانگ کے فاصلہ تک طلباء دار العلوم کی دو رویہ قطاریں کھڑی ہوئی تھیں۔ بیرون ہند کے طلباء کے علیحدہ علیحدہ گروپ بنا دیے گئے تھے جو متعدد ممالک سے ہوتے تھے جب طلباء کی [illegible] صدر محترم [illegible] دیوبند [illegible] استقبالیہ [illegible] صدر [illegible] سے ملاقات کی [illegible] منتظر [illegible] مختلف جماعتوں میں تقسیم کیا گیا تھا۔ صدر محترم [illegible] پر قدم رکھا [illegible] صدر راجندر پرشاد کے [illegible] حضرت مولانا مدنی

صدر محترم کو [illegible] ہار پہنایا [illegible] دار العلوم کی جانب سے صدر محترم کا خیر مقدم کیا گیا۔ ضلع کے حکام کی جانب سے سرکاری رسوم کے مطابق قومی ترانہ پیش کیا گیا جسے [illegible] اسکول کے بچوں نے پڑھا۔ ترانہ ختم ہوتے ہی صدر محترم [illegible] بیٹھ گئے [illegible] کی کارروائی شروع کی گئی۔ سب سے پہلے دار العلوم کی جانب سے حضرت مولانا حفظ الرحمن صاحب نے صدر محترم کی قدم رنجہ فرمائی کا شکریہ ادا کرتے ہوئے [illegible] آج دار العلوم کی تاریخ میں ایک نئے باب کا اضافہ ہو رہا ہے۔ صدر محترم [illegible] ایک عظیم شخصیت ہی نہیں بلکہ جنگ آزادی کے ایک جانباز سپاہی بھی ہیں۔ آج وہ صدر جمہوریہ کی حیثیت سے یہاں رونق افروز ہیں۔ آپ کی قدم رنجہ فرمائی پر ہمیں مسرت ہے اور ہم اس کیلئے شکر گزار ہیں۔ اس کے بعد تلاوت قرآن [illegible] سے جلسہ کی باقاعدہ کارروائی کا آغاز ہوا۔ تلاوت کے بعد حضرت مہتمم صاحب نے سپاس نامہ پڑھا۔ جس میں دار العلوم کی جدوجہد اور [illegible] پر صدر محترم کی توجہ دلائی گئی۔ صدر [illegible] ایک منقش صندوقچی میں [illegible] پیش کیا گیا [illegible] کے جواب میں صدر [illegible] اسٹیشن پر تشریف لے گئے۔ دار العلوم کی جانب سے دوپہر کا کھانا صدر محترم کو ان کے سیلون ہی میں کھلایا گیا۔ حضرت مولانا مدنی مدظلہ، حضرت مہتمم [illegible] اور دوسرے متعدد حضرات کھانے میں شریک تھے۔

(ماہنامہ دار العلوم دیوبند فروری ۱۹۵۷ء)

اگلے روز جناب مہتمم صاحب (قاری محمد طیب) نے نہ صرف یہ کہ کامیابی کی [illegible] تقسیم فرمائی، بلکہ جلسہ عام میں جناب صدر راجندر پرشاد کی خوش خلقی اور فراخ [illegible] شفقت، جود وسخا، [illegible] علم و [illegible] اور بندہ نوازی کو [illegible] الفاظ میں بہت مسرت اور جوش کے ساتھ سراہا۔

(ماہنامہ تجلی دیوبند اگست، ستمبر ۱۹۵۷ء)

تحریر — عیسائی مشرک۔

راجندر پرشاد — ہندو مشرک۔

مولانا [illegible] نے ۱۳۷۰ھ میں تشریف آوری کے موقع پر [illegible] کے
[illegible] کو دیکھ کر فرمایا تھا کہ اس سے ایک دو [illegible] مرتب ہو سکتا ہے
یا ایک بڑی کار دینی خدمت ہے اس سے لوگوں کی مشکلات حل ہوتی ہیں۔

۱۳۷۶ھ صدر جمہوریہ ہند دارالعلوم میں

اس سال کے [illegible] میں صدر جمہوریہ ہند [illegible] ڈاکٹر راجندر پرشاد کی دارالعلوم میں تشریف آوری ہے۔

صدر جمہوریہ [illegible] ۱۳۷۶ھ ۱۳ جولائی ۱۹۵۷ء کو دارالعلوم تشریف لائے۔ [illegible] ملک کے دارالعلوم میں [illegible] موقع [illegible] حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا [illegible] حضرت مولانا محمد طیب صاحب مہتمم دارالعلوم [illegible] عبدالوہاب [illegible] وغیرہ حضرات [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

عرف اس ملک ہی کی نہیں بلکہ دنیا کی بھی خدمت کر رہے ہو

[illegible] کے موقع پر صدر جمہوریہ ہند نے فرمایا تھا [illegible]

[illegible]

سکیں اور سکھ یا ان لوگوں کی عزت بادشاہوں سے بھی [illegible]

[illegible]

خدمت انجام دے رہے ہیں وہ آگے بڑھے گی اور کام کی طرح جاری [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] اس مقدمے کے [illegible] کی [illegible] المیتۃ کا مجموعہ [illegible]

[illegible] تھی کہ ہندوستان کی سب سے بڑی اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند [illegible] تحریک [illegible] دارالعلوم کے گنجینہ [illegible] ہوئے۔

[illegible] ہندوستان [illegible] کو ہمیشہ متاثر کیا ہے۔ اور ہندوستان میں [illegible]

[illegible] کی تحریری [illegible] کے دور میں برطانیہ کے خلاف [illegible] زندگی [illegible] تیاری بھی [illegible] دی

[illegible] دارالعلوم [illegible]

[illegible]

حضرت مہتمم صاحب کا سفر برما

[illegible]

[illegible] سرکاری سکوں کی طرح پھر گیا۔

[illegible]

[illegible]

سیدنا الامام الکبیر حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی قدس سرہ
حصہ دوم / حصہ سوم
رئیس القلم حضرت مولانا سید مناظر احسن گیلانی رحمۃ اللہ علیہ
مکتبہ رحمانیہ
لاہور

اور وہاں سے ایک پہلے شمارہ کے نام ماؤزے تنگ تھا۔ "منیر بن شعلہ" کے نام سے ایک اخبار پٹنہ کی
قصبہ سے نکالا کرتے تھے ۔ اس کی ایک کاپی مدرسہ کے مدرس الفرقان نے ۱۹۵۳ء کی
کی ان دنوں (ان دنوں خبر اور سفیر ادھر تھا۔) کے ذریعے ہوئے جن الفاظ میں شکریہ ادا کیا گیا ہے جی
چاہتا ہے کہ ان کو نقل کر دیا جائے

"شکریہ جمعیت ... وسط ایشیا" کا عنوان دے کر کے عمومی شکریہ کے بعد اسی مراسلہ میں ہے کہ

"مجلس شوریٰ کی رکن حسب سابق اور وہ اپنی کمیٹی اور جناب ماؤزے تنگ مالک خبر و سفیر
برٹش ... کا شکریہ کہ باوجود دوسرے صاحب جو موصوف ہیں مگر قومی صدر ادارہ ہیں
ان کی سخاوت اور عنایت پر ... اپنے اخبارات گراں ... اس مدرسہ کو عطا عنایت
فرماتے ہیں علاوہ ارباب شوریٰ مدرسہ ہذا دل سے شکریہ ادا کرتے ہیں"

اور بات اسی پر ختم نہیں ہوئی تو آگے کے الفاظ یہ ہیں:

"اور سب صاحبوں کے حق میں اور ان کے احباب کے حق میں دعائے خیر کرتے ہیں کہ
خداوند تعالیٰ ان کے اخبارات اور کارخانہ جات کو دم بدم ترقی عطا فرمائے"

اور آخر میں یہ کہ

"ان کی قوت اور سرداری کو قائم رکھے" ص... روداد ۱۹۵۳ء

مدرسہ دیوبند کی یہی مجلس شوریٰ جس کے جزو کل درحقیقت سید الامام الکبیر رحمۃ اللہ علیہ ہی تھے ۔ اسی
مجلس شوریٰ کے "جملہ ارباب شوریٰ" کی طرف سے شکریہ اور دعائے خیر کے ان الفاظ میں غور کیجئے اور
سوچئے کہ حکومت متغلبہ مسلطہ انگریزی کے کارخانوں اور ... کی پوری تاریخ میں جس ملک کے
آنکھ نہیں لگائی ، اسی کا طرز عمل اس ملک کے دوسرے ہم وطنوں کے ساتھ کیا تھا اور کس قسم کے

(بعد حاشیہ ...) ... کے سلسلہ میں بار بار آپ ... کا ذکر ... سے کیا ہے ...
اور ... کب ہے کہ ان کو ... روپے ہیں لیکن ... ڈاک ... کی شکل میں ...
واجب ... دیکھے پڑھے گئے۔

تعلق کو ودان کے ساتھ قائم رکھنا چاہتا تھا۔

چندہ دہندگان کی اس پہلی مطبوعہ روداد میں … چندہ … "تذکرہ" … چندہ … کا عنوان قائم کر کے

… وضاحتی دستخط، ورنہ … ان الفاظ … ہر روداد میں … ہوتی ہے یعنی

"چندہ کی کوئی حد مقرر نہیں اور خصوصیت مذہب و ملت"

اس کے ساتھ ان ہی رودادوں میں چندہ دینے والوں کی فہرست میں دیکھئے اسلامی ناموں کے سلسلہ میں منشی تلسی رام … منشی … لالہ … پنڈت … منشی … رام … سیوا رام … سلسلہ سے چلے جاتے ہیں … کرشنا چند نام جو سامنے آ گئے وہ یہی لکھے گئے ہیں

ظاہر ہے کہ دیوبند مسلمانوں کا خالص دینی مدرسہ تھا، اس مدرسے کی امداد میں کسی ملت و مذہب کی خصوصیت کو قطعی طور پر ختم کر کے مسلمانوں کے سوا ملک کے دوسرے مذہبی اقوام و طبقات کے لئے روداد کو کھلے طور پر … پیش کی گئی … مصلحت سے … تھا بلا غیر مسلم اقوام کی امداد اس دینی کام … قبول ہی نہیں کی گئی … اس سے بھی زیادہ تعجب اس پر ہوتا ہے کہ پیسے دینے والے … ہو گئے تھے تو جانتے ہوئے کہ دینی مدرسے میں مسلمانوں کے خالص دینی علوم پڑھے پڑھائے جاتے ہیں، غیر اسلامی دائرے کے افراد کی طرف سے امدادی اقدام کیسے پیش ہو رہی تھیں … کہ چندہ دینے والوں میں جیسا کہ عجیب ہے … سبب … مسلمانوں ہی کا مدرسہ تھا … اس کی امداد کرتے تو … مسلمان … تھے … اس مدرسہ کی مدد کیوں کرتے … حیرت اس پر ہوتی ہے … غیر مسلم … ان چندوں کی … تھی … غیر مسلموں کی چندہ دینے والوں کی … میں ان میں اکثر ناموں کو … ہے … آج … تھا، آج کی تاریخ کل کی تاریخ سے کیوں بدل گئی، کیسے بدل گئی اور کس حد تک بدل گئی … باتوں کو سوچتا ہے اور سوچ کر دم بخود ہو جاتا ہے۔ [illegible]

اگر پنجاب کے بعض پیر صاحبان حاکم وقت عیسائی مشرک کی خدمت میں سپاسنامہ پیش کریں تو مجرم۔ اور اگر دارالعلوم کے صدر صاحب حاکم وقت راجندر پرشاد کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کریں تو کیوں مجرم نہیں؟ (ما ھو جوابکم فھو جوابنا)

جید علماء دیوبند کا گورنر یوپی (انگریز) کی خدمت میں

سپاس نامہ

پروفیسر ڈاکٹر غلام جعفر یونیورسٹی آف بلوچستان اپنے مضمون "مولانا عبید اللہ سندھی" میں دارالعلوم دیوبند کے متعلق لکھتے ہیں۔

"دارالعلوم دیوبند کے ارباب اہتمام اور انگریزی سرکار کے درمیان دوستانہ تعلقات کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ گورنر یوپی کو دارالعلوم میں مدعو کیا گیا اور اس کی خدمت میں سپاس نامہ پیش کیا گیا۔ جس پر حکومت وقت کا شکریہ ادا کیا گیا کہ حکومت نے حافظ محمد احمد کو شمس العلماء کا خطاب عطا فرما کر علماء کی عزت افزائی فرمائی۔ سپاس نامہ کے الفاظ کچھ یوں تھے۔

"یور آنر کی خدمت میں آپ کے توسط سے ہندوستان کے حکمران ہز ایکسلنسی وائسرائے کی خدمت میں مولانا حافظ محمد احمد صاحب مہتمم دارالعلوم (دیوبند) کو شمس العلماء کا خطاب اور خصوصی سند مرحمت فرمانے پر جو علماء کی عزت افزائی اور شاہی عطایا کی روایت کا ثبوت ہے اپنے پرخلوص قلبی جذبات تشکر کا اظہار کرتے ہیں۔ حکومت کے عمل سے یہ بھی ثابت نہیں ہوتا کہ وہ انہی مسلمان لیڈروں اور رہنماؤں کی عزت کرتی ہے جو اس کے اہل ہیں بلکہ آزادی کے دعویداروں کے الزامات کا جواب بھی فراہم ہو جاتا ہے کہ اعزازات وقتی اہل لوگوں کو دیے جاتے ہیں یہ درست ہے اس حقیقت کو ہم تسلیم کرتے ہیں کہ مادی اور دنیاوی مفادات حاصل

(۱) حافظ محمد احمد مہتمم دارالعلوم دیوبند

کرنے کیلئے کوشاں رہنا تو ہمارا فطری رجحان ہے اور ہمارے مذہبی فرائض کا حصہ بلکہ خدا کی مرضی کے مطابق ہمارے موجودہ حکمران اگر ہمیں کوئی اعزاز دیں تو ہم اسے کیوں نہ قبول کریں اور شایان شان طور پر ان کی ستائش کیوں نہ کریں اگر ہم ایسا نہ کریں (یعنی اعزاز کی قدر اور اس پر شکر گزاری کا اظہار نہ کریں) تو خدا معاف کرے گویا ہم احسان فراموشی اور شکر گزاری کے اس فرض سے روگردانی کریں گے جس کی ہمارے پاک مذہب نے ہمیں تعلیم دی ہے اس سے غفلت برت کر ہم حکومت کی نظر میں مجرم اور رسول کے آگے اور تمام اخلاقی اصولوں کے آگے ذلیل و خوار ہوں گے۔

یور آنر! اگرچہ آج ہم ایک خاص "احسان و عنایت" کا شکریہ ادا کرنے کیلئے حاضر ہوئے ہیں، جو صرف مینیجر (مہتمم) صاحب ہی پر نہیں بلکہ ہمارے پورے ادارے پر کیا گیا ہے اور ساتھ ہی ہمارے پیش نظر دارالعلوم کیلئے آپ کی نوازشیں بھی ہیں۔ جن کا حال مینیجر صاحب وقتاً فوقتاً بتاتے رہتے ہیں، اسی نظر کرم کی وجہ سے مسلم پبلک اور دارالعلوم پر حقیقت واضح ہوگی اور اس سے ہماری اس پالیسی کو تقویت ملے گی جس کی تعریف آپ کے بڑے بڑے آفیسر کرتے رہتے ہیں —— ہمارا ایک اور صرف مقصد ہے اور وہ ہے مذہبی آزادی کا تحفظ اور صرف مذہبی آزادی کا تحفظ اس سے ہٹ کر کسی سیاسی تحریک کو منظور کرنا یا قبول کرنا ہمارے قیام اور ناقابل تبدیل نظام کے باہر ہے۔

(اس کے بعد پروفیسر صاحب لکھتے ہیں) سپاس نامہ کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ ارباب دارالعلوم (دیوبند) نے حکومت برطانیہ سے دوستانہ تعلق استوار کر رکھے تھے۔

(۱) پروفیسر غلام جعفر، مضمون مولانا عبید اللہ سندھی، سہ ماہی مجلہ المعارف لاہور جلد ۲۹ شمارہ [illegible] ۱۹۹۹ [illegible] بحوالہ [illegible] مولانا عبید اللہ سندھی [illegible] دارالعلوم دیوبند [illegible]

۔۔۔ "مرتبین انصاف" نے درج ذیل عنوان کے تحت چند عبارتیں تحریر کی ہیں۔

"رضا خانی توحید"

عبارت نمبر۱: اور اگر یہ ہے کہ اللہ پھر رسول خالق السموات والارض ہیں۔ اللہ اور پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق جہان ہیں تو شرک نہ ہوگا۔

(الامن والعلی صفحہ نمبر ۱۵۰) (صاعقہ صفحہ نمبر ۳۵)

الجواب: "مرتبین انصاف" نے "الامن والعلی" سے عبارت نقل کرتے وقت خیانت کی ہے۔ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ "آسمان و زمین کا خالق ہونا اپنی قدرت سے، تمام زمین و آسمان کا رازق ہونا صرف اسی کی شانیں ہیں۔ پھر کوئی یوں کہے کہ اللہ و رسول خالق السموات والارض ہیں، اللہ و رسول اپنی ذاتی قدرت سے رزاق عالم ہیں جبھی شرک ہوگا۔ ورنہ اگر یہ ہے کہ اللہ پھر رسول خالق السموات والارض ہیں، اللہ پھر رسول اپنی ذاتی قدرت سے رازق جہان ہیں تو شرک نہ ہوگا (یعنی ہوگا)" یہاں عبارت میں لفظ "نہ" استفہام انکاری کے طور پر استعمال ہوا ہے۔

[illegible] کو یہ جواب دو گے، مسلمانوں کو دھوکا [illegible] حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من غش فلیس منا" (الجامع الصغیر [illegible])

ترجمہ: جو کسی مسلمان کو دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں۔

یعنی وہ ہمارے طریقے پر نہیں بلکہ صراط مستقیم سے ہٹا ہوا ہے۔

عبارت نمبر۲: بے شک میرے رب نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب کیا۔ (الامن والعلی صفحہ نمبر ۸۵)

جاہلانہ تصور کہ اللہ تعالیٰ مشورہ کا محتاج ہے۔ (الصاعقہ صفحہ نمبر ۳۵)

جواب: یہ پوری حدیث ہے جس کا ایک ٹکڑا ہے جس کو "مرتبین انصاف" نے حسب عادت سیاق و سباق چھوڑ کر نقل کیا ہے۔ مکمل حدیث مبارکہ ملاحظہ ہو۔

حضرت حذیفہ ابن یمان سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible]

[illegible]

نے فرمایا:

بے شک میرے رب کریم نے میری امت کے بارے میں مجھ سے مشورہ طلب کیا میں ان کے ساتھ کیا کروں؟ میں نے عرض کیا، اے میرے رب جو کچھ تو چاہے وہی کر، وہ تیری مخلوق اور تیرے بندے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے دوبارہ مجھ سے مشورہ طلب کیا میں نے وہی جواب دیا اس نے تیسری بار مجھ سے مشورہ لیا، میں نے پھر وہی جواب دیا۔ میرے رب کریم نے مجھ سے ارشاد فرمایا کہ اے احمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بے شک میں تیری امت کے معاملہ میں تجھے ہرگز رسوا نہ کروں گا اور مجھے بشارت دی کہ میرے ستر ہزار امتی سب امتوں سے پہلے میری ہمراہی میں داخل جنت ہوں گے ان میں سے ہر ہزار کے ساتھ ستر ہزار اور ہوں گے جن سے حساب نہ لیا جائے گا۔ پھر میرے رب نے قاصد بھیجا کہ میرے حبیب تو دعا کر تیری دعا قبول کی جائے گی۔ اور مانگ تجھ کو دیا جائے گا۔ میں نے اپنے رب کریم کے قاصد سے کہا کہ کیا میرا رب میری مرادیں عطا کرے گا؟ تو اس قاصد (فرشتہ) نے عرض کی کہ حضور اسی لئے تو رب تعالیٰ نے آپ کو پیغام بھیجا ہے کہ آپ جو کچھ مانگیں آپ کو عطا فرما دیا جائے۔ الخ (۱) (مسند امام احمد صفحہ نمبر ۳۹۳ جلد ۵ طبع المکتب الاسلامی بیروت)

(۲) (کنز العمال صفحہ ۴۳۹ جلد ۱۱ موسسۃ الرسالہ بیروت)

(۳) (خصائص الکبریٰ صفحہ نمبر ۲۱۰ جلد ۲ طبع گجرات ہند)

● اللہ تعالیٰ کا حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مشورہ طلب کرنا اور اس کا مفہوم

ہمارا آپس میں مشورہ کرنا تو احتیاج و عاجزی کی بنا پر ہوتا ہے یا غلطی کے احتمال کو دور کرنے کیلئے ہوسکتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مشورہ طلب کرنا احتیاج و عاجزی اور نہ احتمال غلطی کیلئے قطعاً نہیں ہوسکتا کیونکہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دونوں غنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا بندوں سے مشورہ سے غنی ہونا تو ظاہر ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام امت کے ساتھ

مشورہ فرمانے سے اس لئے غنی ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر آسمان سے وحی الٰہی آتی ہے نیز یہ کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمام کائنات سے زیادہ علم اور عقل والے ہیں۔ اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہرگز مشورے کے محتاج نہیں۔ لیکن اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "وشاورہم فی الامر" فرما کر مشورہ کرنے کا حکم دیا۔ اور رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے رب کریم کے ارشاد کی تعمیل میں اپنے غلاموں سے مشورہ طلب فرمایا صرف اس لئے کہ انہیں مشورہ کی تعلیم دیں اور مشورہ کو ان کے لیے رحمت بنائیں اور انہیں استخراج رائے صحیح میں اجتہاد کی رغبت دلائیں اور ان سے مشورہ کرنے سے ان کی شان بڑھ جائے اور ان کے دلوں کو خوش کریں۔

• صاحب تفسیر روح المعانی علامہ محمود آلوسی بغدادی آیت کریمہ "وشاورہم فی الامر" کے تحت اسی مضمون کی تائید کرتے ہوئے فرماتے ہیں اور اس مضمون کی تائید اس حدیث سے بھی ہوتی ہے جسے ابن عدی اور شعب الایمان میں بیہقی نے سند حسن کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا کہ جب آیت کریمہ "وشاورہم فی الامر" نازل ہوئی تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ لوگو! خبردار ہو جاؤ بے شک اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول دونوں مشورہ سے غنی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے میری امت کیلئے رحمت بنایا ہے۔ (تفسیر روح المعانی صفحہ نمبر ۱۰۰ جلد ۴ [?])

• صاحب تفسیر ابن جریر فرماتے ہیں حضرت ربیع سے روایت ہے "وشاورہم فی الامر" نازل فرما کر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مشورہ طلب امور میں حضور کے صحابہ سے مشورہ کرنے کا حکم دیا حالانکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر وحی آسمانی آتی تھی صرف ان کے دلوں کو خوش کرنے کی خاطر۔

اسی مقام پر تفسیر ابن جریر میں ایک اور حدیث ہے جس کے الفاظ ہیں "وان کنت عنہم غنیا" اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ اپنے صحابہ کی تالیف قلب کیلئے ان سے مشورہ طلب کر لیا کریں اگرچہ آپ ان سے غنی ہیں۔ (تفسیر ابن جریر پارہ نمبر ۴)

• صاحب تفسیر کبیر لکھتے ہیں اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ ان سے مشورہ فرمائیں اس لئے نہیں کہ آپ ان کے محتاج ہیں۔ لیکن آپ ان سے مشورہ فرمائیں گے تو آپ کے غلاموں میں سے ہر شخص رائے صحیح کے استخراج کی کوشش کرے گا۔ (تفسیر کبیر پارہ نمبر ۴)

• صاحب تفسیر نیشاپوری لکھتے ہیں باوجود اس بات کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب لوگوں سے زیادہ علم اور عقل والے ہیں اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مشورہ کا حکم فرمایا۔ علماء نے اس کے کئی فوائد ذکر کئے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ان سے مشورہ فرمانا ان کی علو شان، رفعت، قدر و منزلت اور ان کے اخلاص و محبت کے زیادہ ہونے کا موجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا تخلیق آدم سے پہلے فرشتوں سے مشورہ طلب کرنا

تفسیر مدارک میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے (فرشتوں سے مشورہ کر کے) اپنے بندوں کو اس بات کی تعلیم دی کہ وہ اپنے کام کرنے سے پہلے مشورہ کر لیا کریں اگرچہ اللہ تعالیٰ سب کچھ جانتا ہے اور اپنی حکمت بالغہ سے مشورے سے غنی ہے۔ (تفسیر مدارک جلد اول)

عبارت نمبر ۲: ہم سب رسول کے بندے ہیں۔

(شرح الصدور صفحہ نمبر ۵۷ [?])(رسالہ صفحہ نمبر ۳۶ [?])

الجواب۔ بندہ کے معنی غلام کے بھی ہیں۔

علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں۔

عباد اللہ کو عباد رسول کہہ سکتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا "قل یا عبادی الذین" (سورہ زمر آیت نمبر ۱۰)۔ مرجع ضمیر متکلم کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (ترجمہ) مولوی اشرف علی تھانوی "قل یا عبادی الذین الآیۃ" (سورہ زمر آیت نمبر ۵۳) آپ کہہ دو کہ میرے بندو۔ (شمائم امدادیہ صفحہ نمبر ۱۳۵ [?])

عبارت نمبر ۳: جبرئیل نے مریم کو بیٹا دیا۔

(شرح الصدور صفحہ نمبر ۶۸ [?])(الانصاف صفحہ نمبر ۳۶ [?])

الجواب۔ اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے

"قال انما انا رسول ربک لاھب لک غلاما زکیا"۔

(سورۃ مریم، آیت ۱۹)

ترجمہ "(جبرئیل نے) کہا (اے مریم) اس کے سوا کچھ نہیں کہ میں تمہارے رب کا بھیجا ہوا ہوں تاکہ تمہیں پاک بیٹا دوں"۔ (البیان)

● علامہ راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) اس آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

"یہاں فرشتے کا لڑکا بخشنے کو اپنی ذات کی طرف منسوب کرنا محض سبب ہونے کی بنا پر ہے اور در حقیقت بخشنے والا تو اللہ تعالیٰ ہی ہے اور ایک قرأت میں لیھب بھی ہے جو اللہ کی طرف منسوب ہے تو یہ نسبت حقیقی ہوگی اور پہلی یعنی فرشتے کی طرف مجازی"۔ ۱؎ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۔۔۔ مطبوعہ لاہور)

مفتی اعظم ہند علیہ الرحمہ مولوی اسماعیل دہلوی کا رد کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ مجازی طور پر کسی کو رسول بخش، محمد بخش وغیرہ کہنا نام رکھنا جائز ہے جیسا کہ مذکورہ بالا آیت سے ثابت ہے، اور مولوی اسماعیل دہلوی کا اس کو شرک سے تعبیر کرنا سراسر جہالت ہے۔

عبارت نمبر۵۔ رسول اللہ کو پوری خدائی طاقت دی گئی ہے جب ہی وہ خدا کی طرح مختار کل اور نائب کل۔ (الامن والعلیٰ صفحہ نمبر ۱۵)، (حسام صفحہ نمبر ۳۶)

الجواب۔ "الامن والعلیٰ" میں عبارت نمبر ۵ کا نام و نشان نہیں۔

"مرتبین تصانیف" نے اپنی طرف سے من گھڑت عبارت بنا کر "الامن والعلیٰ" کا حوالہ دیا ہے۔ (ترانہ عالمگیرات مترجم صد تحسین)

۱؎ مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں یعنی گھبراؤ نہیں میری نسبت کوئی خیال آیا ہو تو دل سے نکال دو میں آدمی نہیں تیرے اس رب کا (جس کی تو پناہ ڈھونڈتی ہے) بھیجا ہوا فرشتہ ہوں اس لئے آیا ہوں کہ خداوند قدوس کی طرف سے تجھ کو ایک پاکیزہ صاف ستھرا اور مبارک و مسعود لڑکا عطا کروں الخ (تفسیر عثمانی صفحہ نمبر ۔۔۔ حاشیہ نمبر ۱۱ مطبع لاہور)، (ابو خلیل فیضی غفرلہ)

بلکہ اصل عبارت اشعۃ اللمعات کے ۳۶۵ جلد ۴ پر از شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس طرح موجود ہے۔ وے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیفہ مطلق و نائب کل جناب اقدس است کہ کند ہر چہ خواہد باذن وے۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق اور نائب کل ہیں جو چاہتے ہیں کرتے ہیں اور جو چاہتے ہیں عطا فرماتے ہیں (چونکہ ماذون من اللہ ہیں)۔

یاد رکھیں کہ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو اللہ تعالیٰ نے اختیارات عطا فرمائے ہیں وہ حادث اور عطائی ہیں، اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی مشیت کے تحت کائنات میں تصرف فرماتے ہیں۔

● شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) کے متعلق مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

"بعض اولیاء اللہ ایسے بھی گزرے ہیں کہ خواب میں یا حالت غیبت میں روز مرہ ان کو دربار نبوی میں حاضری کی دولت نصیب ہوتی تھی ایسے حضرات صاحب حضوری کہلاتے ہیں انہیں میں سے ایک حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی ہیں کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے۔ اور صاحب حضوری تھے۔

(الافاضات الیومیہ صفحہ نمبر ۱۰۱ جلد ۹ طبع ملتان)

● شارح بخاری سید غلام علی بلگرامی (م ۱۲۰۰ھ) لکھتے ہیں موصوف (یعنی شیخ عبد الحق محدث دہلوی) نے علوم کی اشاعت کی اور حدیث کی بالخصوص کی خدمت کی ہے کہ ان کی طرح متقدمین و متاخرین میں سے کسی نے بھی بلاد ہند میں نہیں کی۔ (مآثر جانانی آثار ہندوستان صفحہ نمبر ۵۲ طبع بمبئی ۱۳۰۳ھ)

قارئین کرام! اگر یہ عقیدہ غلط ہے تو شیخ عبد الحق محدث دہلوی کو بارگاہ نبوی میں یہ مقام کیسے حاصل ہو گیا۔ معلوم ہوا یہ عقیدہ بالکل صحیح ہے اور قرب الٰہی و قرب رسول کا ذریعہ ہے اس عقیدہ کو گمراہی سے تعبیر کرنے والے خود ضال و مضل ہیں۔

عبارت نمبر۶ رضا خانی توحید میں اللہ تعالیٰ کے ان اللہ علیٰ کل شئی قدیر ہونے کا انکار۔

● حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نظیر محال بالذات ہے، تحت قدرت ہی نہیں، ہو ہی نہیں سکتا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ سوم صفحہ نمبر ۵۹)

● لکھتے ہیں۔ الوہیت عطا کرنا بھی اگر زیر قدرت ہوتا تو وہ بھی عطا فرما دیتے

الجواب:

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ

جو ملکوت و مخلوقات عالم ربوبیت الٰہیہ میں داخل ہے جس کی طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مبعوث ہوئے ہیں اس کا کوئی حصہ مخلوقات آپ کی دعوت سے خارج نہیں ہوگا۔ جیسے کہ وجود عددی کا بحیثیت ذات ثانی یا ثالث ہونا محال ہے ویسے ہی بحیثیت عموم دعوت مذکورہ و ذاتیت خلق و ختم نبوت و خصوصیت متعلقہ و علاقت کبریٰ و ذاتیت فی الشفاعۃ و فی دخول جنت و اصالت فی کل فضل و رسالت فی کل نعمت وغیرہا صفات کثیرہ ما تحتمل الاشتراک کے آپ کی نظیر محال و ممتنع ہے۔

(علاقہ کمال ... صفحہ نمبر ...)

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

"ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین"۔ (سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴۰)

ترجمہ: "نہیں ہیں محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ لیکن وہ اللہ کے رسول ہیں اور سب نبیوں کے آخر"۔ (البیان)

تمام اہل اسلام کا اس بات پر اجماع ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم انبیاء کے خاتم ہیں۔ ان کے بعد قیامت تک کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔ اور یہی اللہ تعالیٰ کا کامل و مکمل و اٹل حکم ہے، وہ اپنے اس حکم کے خلاف ہرگز نہیں کرتا اس لئے حضور علیہ الصلوٰۃ

والسلام کا نظیر پیدا ہونا محال ہے اور محال تحت قدرت نہیں۔

● ملا علی قاری حنفی (۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں: "انہ لا یوصف اللہ تعالیٰ بالقدرۃ علی الظلم لان المحال لا یدخل تحت القدرۃ وعند المعتزلۃ انہ یقدر ولا یفعل"۔ (شرح فقہ اکبر صفحہ نمبر ۱۳۸ طبع ...)

ترجمہ: "یعنی اللہ تعالیٰ کو ظلم پر قادر ہونا نہ سمجھنا چاہیے۔ کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر محال ہے، اور یہ کہ محال تحت قدرت نہیں، لیکن معتزلہ کے نزدیک اللہ تعالیٰ قادر ہے مگر کرتا نہیں"۔

● عقائد حافظیہ میں ہے کہ موصوف نہیں ہوتا اللہ تعالیٰ ساتھ قدرت کے ظلم، سفاہت اور جھوٹ پر، اس واسطے کہ مقرر ہے یہ چیزیں محال ہیں اور محال نہیں ہے داخل تحت قدرت کے، پس یہ چیزیں نہیں ہیں داخل تحت قدرت کے، اور جو چیز نہیں داخل تحت قدرت کے نہ موصوف ہوگا اللہ ان کے ساتھ اس کے۔

● شرح عقائد جدید میں ہے وہ وعدہ اللہ تعالیٰ کا خلاف نہیں، بدلیل قول اللہ خالق کے

ان اللہ لا یخلف المیعاد "بے شک اللہ تعالیٰ نہیں خلاف کرتا وعدہ کے"۔

پس اگر ہوتا واقع اس میں کسی دوسرے کا، ہوتا اللہ تعالیٰ مطلقاً خاتم الانبیاء وجملہ کفایت کرتا قول آپ کا "محمد رسول اللہ" فقط، جو کہ اب کے اس میں کی ہیں وہ خارج ہے تحت قدرت کے۔ (... صفحہ نمبر ۳۶ ...)

خود امام احمد رضا بریلوی کی زیر بحث عبارت سے اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نفی کرنا اور یہ لکھنا کہ اللہ تعالیٰ عطا نہیں کر سکتا سراسر بہتان عظیم ہے۔

اسی طرح الوہیت محال ہے اور محال زیر قدرت نہیں ہوتا اس سے اللہ تعالیٰ کا عجز لازم نہیں آتا۔

نیز امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ اگر الوہیت زیر قدرت ہوتی تو یہ مقام بھی

اللہ تعالیٰ اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرما رہا ہے چونکہ ربوبیت زیرِ قدرت نہیں اس لئے الوہیت فقط اور فقط اللہ تعالیٰ ہی کیلئے خاص ہے۔

<u>عبارت نمبر ۷</u> ''مسئلہ'' کیا فرماتے ہیں علماء کرام اس مسئلہ میں کہ سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص میں خدا ہی کی تعریف ہے یا رسول اللہ کی بھی؟

<u>الجواب</u>۔ سورہ فاتحہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح مدح ہے۔

(احکام شریعت صفحہ نمبر ۹۲ جلد ۲)(انصاف صفحہ نمبر ۳۶)

نمبر۱ مسئلہ کی عبارت میں "یا رسول اللہ کی" کے آگے لفظ "بھی" موجود ہے جس کو "مرتبین انصاف" شیر مادر سمجھ کر ہضم کر گئے، جس سے مفہوم میں تبدیلی آجاتی ہے۔

نمبر۲ "مرتبین انصاف" نے احکام شریعت کی مکمل عبارت نقل نہیں کی جو کہ ان کی بددیانتی پر بین دلیل ہے۔ مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

سورہ فاتحہ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صریح مدح ہے۔ "صراط المستقیم" "محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما۔ "انعمت علیھم" کے چاروں فرقوں کے سردار انبیاء ہیں اور انبیاء کے سردار محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اخبار الاخیار میں بعض اولیاء کی ایک تفسیر بتائی ہے جس میں انہوں نے ہر آیت کو نعت کر دیا ہے جس میں سورہ اخلاص بھی داخل ہے۔

(احکام شریعت صفحہ نمبر ۷۵ حصہ دوم)

سورہ فاتحہ کے متعلق تو آپ نے وضاحت کر دی ہے۔ مگر سورہ اخلاص کو شیخ عبدالوہاب بخاری (م ۹۳۲ھ) کی تفسیر پر قیاس کیا ہے۔ اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں، غالباً آپ نے یہ تفسیر جذبہ حال اور غلبہ استغراق کے وقت کی ہوگی۔

(اخبار الاخیار صفحہ نمبر ۲۵۵،۲۵۳ (اردو) مطبوعہ کراچی)

نیز صوفیاء کی غلبہ حال واستغراق کی باتیں دین میں حجت نہیں ہیں۔ مگر ان پر طعن کرنا بھی درست نہیں۔ نیز سورۃ اخلاص کی ابتداء میں لفظ قل ہے جس کے

۱ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں عمل صوفی کا حل و حرمت میں حجت نہیں ہے۔
(مکتوبات جلد اول)

مخاطب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں اس وجہ سے بعض علماء نے اس سورۃ کو بھی نعت کہا ہے۔

<u>عبارت نمبر ۸</u> "مرتبین انصاف" درج عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"حاضر و ناظر ہونا اولیاء کے اختیار میں ہے"

عرض: حضور، اولیاء ایک وقت میں چند جگہ حاضر ہونے کی قوت رکھتے ہیں؟
ارشاد: اگر وہ چاہیں تو ایک وقت میں دس ہزار شہروں میں دس ہزار جگہ دعوت قبول کر سکتے ہیں۔ (ملفوظات حصہ اول صفحہ نمبر ۱۱۰)، (انصاف صفحہ نمبر ۳۶)

جواب۔ اگر اللہ تعالیٰ کے نیک اور پسندیدہ بندہ سے خارق عادت باتیں صادر ہوں تو یہ کرامات اولیاء کہلاتی ہیں اور اگر یہ خوارق مردود الطاعۃ کافر مشرک سے صادر ہوں تو انہیں استدراج کہا جاتا ہے۔ کرامت کی بہت سی اقسام ہیں ان میں سے ایک قسم ولی اللہ کا ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر حاضر ہونا ہے۔

- حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ) نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں،
اکمل اولیاء اللہ کو اللہ تبارک وتعالیٰ یہ قدرت عطا فرماتا ہے کہ وہ ایک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ (مکتوب نمبر ۵۸ حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۱۵)

- امام شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آن میں متعدد جگہوں میں حقیقۃً ولی کو موجود ہونے پر واقعہ معراج سے استدلال کیا ہے اور پھر سیدنا حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ کا واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے ایک جمعہ ایک ہی آن میں پچاس جگہ پڑھایا اور اس کے علاوہ بزرگانِ دین کے واقعات ذکر فرمائے ہیں۔ (درر الغواص صفحہ نمبر ۱۶۶،۱۶۳)

- مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں۔
محمد الحصری مجذوب، جلانے والے عجیب وغریب عادات وکرامات ومناقب والے تھے آپ ابدال میں سے تھے آپ کی کرامتوں میں سے یہ ہے کہ آپ نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نمازِ جمعہ بیک وقت پڑھایا۔
(جمال الاولیاء صفحہ نمبر ۱۸۸ مطبوعہ لاہور)

عبارت نمبر ۹ ''مرتبین اصاف'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں

''کافر بھی حاضر و ناظر''

کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا پھر ولی کیوں ایک جگہ موجود نہیں ہو سکتا۔ (ملفوظات حصہ اول صفحہ نمبر ۱۱۵، ۱۱۶)، (اصاف صفحہ نمبر ۳۷)

الجواب: سیدنا میر عبد الواحد بلگرامی (م ۱۰۱۷ھ) اپنی تصنیف سبع سنابل میں لکھتے ہیں

مخدوم شیخ ابوالفتح جونپوری قدس سرہ کے پاس ماہ ربیع الاول میں تقریب میلاد مبارک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محفلوں کی جگہ سے استدعا آئی کہ بعد نماز تشریف لائیں۔ آپ نے ہر جگہ کا وعدہ قبول کر لیا۔ حاضرین نے عرض کیا کہ مخدوم آپ نے دسیوں جگہ کا وعدہ قبول کر لیا اور دسیوں جگہ عصر کے بعد جانا ہے یہ کیسے ہوگا، فرمایا کہ کرشن جو ہندو تھا کافر تھا (بطور استدراج) ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا پھر اگر ابوالفتح (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا غلام ہو کر بطور کرامت) کئی جگہ موجود ہو جائے تو حیرت کی کیا بات ہے۔ (سبع سنابل صفحہ نمبر ۳۳۴، ۳۳۵)

مرتبین کو چاہیے کہ مولانا احمد رضا بریلوی کی بجائے سیدنا عبد الواحد بلگرامی اور مخدوم شیخ ابوالفتح پر طعن و تشنیع کریں۔ مولانا احمد رضا خاں تو ایک ناقل کی حیثیت رکھتے ہیں۔

عبارت نمبر ۱۰ ''مرتبین اصاف'' درج ذیل عنوان کے تحت طنزاً لکھتے ہیں۔

''مرید کے جماع کے وقت پیر پاس ہوتا ہے''

انہی سیدی محمد مجلی کی دو بیویاں تھیں۔ سیدی عبد العزیز دباغ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رات تم نے ایک بیوی کے جاگتے ہوئے دوسری سے ہم بستری کی یہ نہیں چاہیے۔ عرض کیا حضور وہ اس وقت سوتی تھی فرمایا سوتی نہ تھی۔ سوتے میں جان ڈال لی تھی۔ عرض کیا حضور کو کس طرح علم ہوا فرمایا، جہاں وہ سو رہی تھی کوئی اور پلنگ بھی تھا، عرض کیا ہاں ایک پلنگ خالی تھا، فرمایا اس پر میں تھا۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ دوم ۹، (اصاف صفحہ نمبر ۳۷)

جواب نمبر ۱: فریق مخالف کے جید عالم مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی اس عنوان کے تحت لکھتے ہیں ''چونکہ ان اوقات میں کشف ہی نہیں ہوتا بلکہ ارشاد و اصلاح اعمال مخفیہ کی جن پر کوئی مطلع ہوتا ہے نہ اس کے متعلق شرعی حکم یا نور و ظلمت کا سوال ہوا جاتا ہے اس لئے چند قصے بیان کر دیئے ان کو گندا سمجھ کر اعتراض نہ کرنا''۔ ۱

(تذکرہ ترجمہ ابریز از مولوی عاشق الٰہی میرٹھی صفحہ نمبر ۶ مطبع کراچی)

- مولوی عاشق الٰہی میرٹھی دیوبندی لکھتے ہیں قدوۃ المحدثین و زبدۃ العلماء امام علامہ احمد بن مبارک سجلماسی رحمۃ اللہ علیہ۔ (ابریز اردو ترجمہ صفحہ نمبر ۳)
- غوث زماں سید عبد العزیز دباغ قدس سرہ اللہ۔ (ابریز اردو ترجمہ صفحہ نمبر ۳)

خدارا ہماری نہیں اپنے بڑوں کی مانو تعصب اور حسد کو چھوڑو راہ حق تلاش کرو......اولیاء کرام کے حق میں بدگمانی کا انجام برا ہے......!

- امام ابو تراب بخشی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، کہ بندہ جب خدا سے روگردانی کا خوگر ہو جاتا ہے تو اولیاء اللہ کی بدگوئی اس کی مونس ہو جاتی ہے۔

(طبقات الکبریٰ علامہ شعرانی صفحہ نمبر ۱۲۳ اردو)

- شیخ الاسلام حضرت ابو یحییٰ زکریا انصاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں (اولیاء اللہ) سے خوش اعتقادی سعادت اور بد اعتقادی شقاوت ہے۔

(طبقات الکبریٰ علامہ شعرانی صفحہ نمبر ۲۳ اردو)

جواب نمبر ۲: ملفوظات کی نقل کردہ عبارت میں امام احمد رضا بریلوی اس کے ناقل ہیں اور ناقل کی ذمہ داری یہ ہے کہ حوالہ دکھا دے۔ چنانچہ یہ واقعہ علامہ احمد (م ۱۱۵۶ھ) بن مبارک نے ''الابریز'' میں نقل کیا ہے۔ نیز آپ نے کشف کے وقت مرتبین کی طرح اپنا رخ موڑ لیا ہوگا۔

عبارت نمبر ۱۱ ''مرتبین اصاف'' درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

(وہابی) ''کیا جماع کے وقت بھی حاضر ناظر ہوتے ہیں''۔

۱ ابریز صفحہ نمبر ۲۷۰، ۲۸۰ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت طبع اول ۲۰۰۲ (ابو فیصل فیضی معترف)

(محمد عمر) ضرور جب نطفہ شرمگاہ میں گرا ہوتا ہے اسے بھی ملاحظہ فرماتے ہیں۔ (مقیاس حنفیت صفحہ نمبر ۲۸۲)، (اصلاف صفحہ نمبر ۳۸)

الجواب نمبر ۱: "مرتبین انصاف" نے مقیاس حنفیت کی عبارت نقل کرتے وقت خیانت سے کام لیا ہے۔

قارئین کرام اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام زوجین کے جفت ہونے کے وقت بھی حاضر ناظر ہوتے ہیں یہ علیحدہ امر ہے کہ آپ حمل کرانا کاتبین ایسے واقعات سے اپنی نظر کو محفوظ فرمائیں"۔ (مقیاس حنفیت صفحہ نمبر ۲۸۲)

الجواب نمبر ۲: مولانا محمد عمر اچھروی رحمۃ اللہ علیہ نے درج ذیل حدیث مسلم شریف کی نقل کی ہے انس بن مالک سے روایت ہے کہ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کا ایک لڑکا بیمار تھا تو ابو طلحہ (گھر سے) نکلے تو لڑکا فوت ہو گیا پھر جب ابو طلحہ واپس ہوئے تو فرمایا میرے لڑکے کا کیا حال ہے؟ ام سلیم نے عرض کی کہ پہلے سے آرام ہے۔ تو ام سلیم نے عشاء کا کھانا چنا تو حضرت ابو طلحہ نے کھانا کھایا۔ پھر حضرت ابو طلحہ نے ام سلیم سے ہم بستری کی پھر جب فارغ ہوئے ام سلیم نے لڑکے کے ملاحظہ فرمانے کیلئے عرض کیا وہ فوت ہو چکا تھا انہوں نے دفن فرمایا جب صبح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دربار میں حاضر ہوئے تو لڑکے کی فوتیدگی کی اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے رات کو جماع کیا؟ ابو طلحہ نے عرض کی جی ہاں آپ نے دعا فرمائی (ایسے صابرین، شاکرین کو) یا اللہ برکت دے تو (آپ کی دعا سے) ام سلیم کے گھر لڑکا پیدا ہوا تو مجھے ابو طلحہ نے فرمایا اس بچے کو اٹھا کر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لے جاؤ اور بھیجیں اس نے بچے کے ساتھ کھجوریں تو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو قبول فرمایا (مسلم صفحہ نمبر ۲۰۹ جلد ۲) اس کے بعد مولانا محمد عمر اچھروی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

حضرت ابو طلحہ نے بچے کے فوت ہونے کی آپ کو اطلاع دی تو آپ نے فرمایا کیا تم نے جماع کیا ہے" کچھے ارشاد سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

زوجین کے جفت ہونے کے وقت بھی حاضر ناظر ہوتے ہیں یہ علیحدہ امر ہے کہ آپ حمل کرانا کاتبین ایسے واقعات سے اپنی نظر کو محفوظ فرمائیں (مقیاس حنفیت صفحہ نمبر ۲۸۲)

- حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے دنیا کو رکھ دیا ہے۔ پس اس کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسا اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو"۔

(مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۲۸۷ جلد ۸ طبع بیروت)

الجواب نمبر ۳: مولوی احمد علی لاہوری دیوبندی کے دست راست حافظ محمد صدیق

کا کشف "مرتبین انصاف" کیلئے لمحہ فکریہ

حافظ صاحب کا ایک مرید عرض کرتا ہے کہ ابتدائی ایام جہالت میں مجھے زنا کی عادت تھی بعد میں حضرت والا سے بیعت کا شرف حاصل ہوا۔ آپ نے شریعت و سنت کی تلقین فرمائی اور میں اپنے قصبہ میں آ کر ورد و وظائف میں مشغول ہو گیا۔ اتفاق کی بات ہے کہ ایک روز پرانے محبوب نے مجھے پیغام بھیجا کہ مدت گزر گئی ہے تمہارا دیدار نہیں ہوا میرا دل سخت بے قرار ہے اور مضطرب ہے۔ مجھے ایک سیکنڈ کیلئے بھی آرام و سکون حاصل نہیں۔ میں ہر وقت تیرا راستہ تک رہی ہوں مہربانی فرما کر فلاں روز چاشت کے وقت فلاں نالے کے اندر فلاں جگہ آ کر مجھے ملو۔ فقیر مذکور کا حال ہے کہ جونہی مجھے یہ پیغام ملا۔ میری رگوں میں خون دوڑنے لگا نفسانی حیوان مجھے گدگدانے لگا اور میں نے شیطان کے ہاتھوں مجبور ہو کر وقت ملاقات کا وعدہ دے دیا وقت مقررہ پر اس جگہ پہنچا تو میں نے دیکھا کہ فریقین کے وکیل نے اسے بھی میری خاطر وہاں پہنچا دیا جب ہم دونوں باہم قریب ہونے ایک دوسرے کو ملنے اور چومنے کی شغل میں مصروف ہوئے کہ یکایک ایک پتھر کا ڈھیلا اس زور سے میری پیٹھ پر لگا کہ میں جبل اٹھا ہم دونوں اس واقعے سے نہائی خوف زدہ ہو گئے اور ڈر کر ایک دوسرے سے دور بھاگ کھڑے ہوئے میں نالے کے کنارے پر پہنچا تو میرے دل میں خیال آیا کہ دوپہر کا وقت ہے کڑاکے کا گرم موسم ہے اس جگہ پر کسی کے آنے کے

بھی مکاشفات نہیں ہیں آخر یہ قصہ کیا ہے؟ شیطان نے مجھے پھر اکٹھا کر دیا۔ دوسری دفعہ پھر چھتر کے ڈھیپے کی آواز آئی۔ الغرض تین دفعہ یہی معاملہ پیش آیا پھر میرے دل میں خیال آیا کہ چھتر میرے مرشد کی طرف سے آئے ہیں۔ اور وہ مجھے اس فعل سے بچانا چاہتے ہیں۔ چنانچہ میں فوراً وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا کافی عرصہ کے بعد میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے ادباً پاؤں پر ہاتھ رکھے تو آپ نے میرا ہاتھ کھینچتے ہوئے فرمایا ڈاڑھ ہو گئے ساتھ

(جام عرفان ملفوظات حافظ محمد صدیق صفحہ نمبر ۱۵۳،۱۵۵ طبع لاہور)

(مامو جو کہ ہو جاتا)

عبارت نمبر ۱۲ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر ناظر ماننا بے دینی ہے۔ حاضر ناظر ہونا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہی شان ہے۔ (جاء الحق صفحہ نمبر ۱۳۲)۔ (اسباب صفحہ نمبر ۳۶)

الجواب نمبر ہر جگہ حاضر ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں خدا تعالیٰ جگہ اور مکان سے پاک ہے۔ کتب عقائد میں ہے "لا یجری علیہ زمان ولا یشتمل علیہ مکان" حق تعالیٰ پر نہ زمانہ گزرے کیونکہ زمانہ ملی اجسام پر گزرتا ہے اور نہ کوئی جگہ خدا کو گھیرے مگر بغیر جگہ کے، اسی لئے "ثم استوی علی العرش" کو متشابہات سے مانا گیا ہے۔ اور "بکل شئی علیم" وغیرہ آیات میں مفسرین فرماتے ہیں علما وقدرۃ یعنی اللہ کا علم اور اس کی قدرت عام کو گھیرے ہوئے ہے۔

خدا کو ہر جگہ ماننا بے دینی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ زمان، مکان سے پاک ہے (روحانی طور پر) ہر جگہ حاضر ناظر ہونا تو رسول خدا کی شان ہو سکتی ہے۔ اور اگر مان بھی لیا جائے بفرض محال تو بھی حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ صفت عطائی، حادث مخلوق قبضہ الٰہی میں ہے اور خدا کی یہ صفت ذاتی قدیم غیر مخلوق ہے کسی کے قبضہ میں نہیں اتنے فرق ہوتے ہوئے شرک کیسا؟

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے

سامنے دنیا کو رکھ دیا ہے پس میں اس کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے اسے ایسے دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی اس ہتھیلی کو۔

(مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۲۸۷ جلد ۸ مطبوعہ بیروت)

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

رب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ظاہر و باطن ہونا تو آپ کے انوار پر سے آفاق کو معمور رکھا ہے جس سے سارا جہان روشن ہے۔

(مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۸ جلد اول)

- امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محض واحد ہی شمار کرو اور شریعت کی نگاہ سے اس کی طرف نظر کرو تاکہ تمہارے شر میں سے یک جز دیکھو بلکہ اس کی اس صورت پر نظر کرو جو اس وجود سے پہلے تھی تاکہ تمہیں یک یہ نور نظر آئے جس سے تمام موجودات کا سودا کر رکھا ہے۔ (تجربات غزالی صفحہ نمبر ۲۴۴ مطبوعہ لاہور)

- مولوی عبدالمالک صدیقی دیوبندی (مدرس ایک جامع مسجد کا ولی ضلع گوجرانوالہ)

ازلی رحمت جو اللہ تبارک وتعالیٰ نے عالم ظہور میں ظاہر فرمایا وہ ظہور نور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے اس نور کو صورت خلیلیہ سے بغیر کسی وسیلہ اور ذریعہ اور سبب کے صرف اپنے محض قدرت سے جیسا کہ اس کے شایان شان تھا اللہ تعالیٰ قدوس نے ظاہر فرمایا اور یہ تمام کائنات اس نور کے ذرات سے کے ظہور ہی کا مظہر ہے۔ الخ

(مکتوبات صدیقیہ بعیت مصطفیہ رفقائے مولوی عبدالمالک صفحہ نمبر ۵۰)

عبارت نمبر ۱۳ "مرتبین نصاب" اور جاؤ پاؤں کے تحت لکھتے ہیں۔

"یا اللہ کی رضا کے یا جیدی تعلیم" (اسباب صفحہ نمبر ۳۸)

جواب ملفوظات کی عبارت

عرض حضور یہ واقعہ کس کتاب میں ہے کہ حضرت سید نا غوث اعظم جیلانی رضی اللہ علیہ سے یا اللہ فرمایا اور دریا میں اتر گئے پورا واقعہ یاد نہیں۔

ارشاد تتمۃ الحدیقہ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ سید نا غوث جیلانی رضی

لہ جنید دجلہ پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا اسے پار جانے کی ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی۔ جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا، عرض کی میں کس طرح آؤں فرمایا یا جنید یا جنید کہتا چلا آ۔ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا جب بیچ دریا میں پہنچا۔ لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلاتے ہیں میں بھی یا اللہ کیوں نہ کہوں۔ اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا حضرت میں چلا۔ فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید جب کہا دریا سے پار ہوا۔ عرض کی حضرت یہ کیا بات ہے۔ آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں۔ فرمایا ارے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں، اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔

(ملفوظات اعلیٰ حضرت حصہ اول صفحہ نمبر ۱۰۲، ۱۰۳ مطبوعہ لاہور)

الجواب نمبر ۱: اصولی بات یہ ہے کہ دنیا کے مسلمہ اصول کے مطابق ہر علم و فن کا موضوع اس کی غرض و غایت، اس کی اصطلاحات اور اس کے ماہرین جدا ہوتے ہیں اور اسی اعتبار سے ہر علم و فن کا اسلوب بیان بھی الگ ہوتا ہے جو شخص کسی علم و فن کا ماہر نہ ہو اور نہ ہی تجربہ کار، بسا اوقات اس فن کی کتابیں پڑھ کر شدید غلط فہمیوں کا شکار ہو جاتا ہے۔ اگر کوئی عام آدمی میڈیکل سائنس کی کتابیں پڑھ کر اس سے اپنا علاج شروع کر دے تو یہ اس کی ہلاکت کا سبب بھی بن سکتا ہے یہی معاملہ اسلامی علوم کا ہے کہ تفسیر، حدیث، فقہ، عقائد اور تصوف میں سے ہر ایک علم کا طریقہ اس کی اصطلاحات اور اس کا اسلوب بالکل الگ ہے اور ان میں سب سے زیادہ دقیق اور پیچیدہ تعبیرات ان کتابوں میں ملتی ہیں جو تصوف اور اس کے فلسفہ پر لکھی گئی ہیں۔ کیونکہ ان کتابوں کا تعلق نظریات اور ظاہری کے بجائے ان باطنی تجربات اور ان واردات و کیفیات سے ہے جو صوفیائے کرام پر اپنے اشغال کے دوران طاری ہوتی ہیں۔ اور معروف الفاظ و کلمات کے ذریعے ان کا بیان دشوار ہوتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں تک دین کے

بنیادی مسائل، عقائد اور عملی احکام کا تعلق ہے وہ نہ علم تصوف کا موضوع ہیں اور نہ ہی علمائے امت نے تصوف کی کتابوں کو ان معاملات میں کوئی ماخذ یا حجت قرار دیا ہے بلکہ یہ مسائل عقائد کی بحثیں علم کلام میں اور عملی احکام و قوانین کے مسائل علم فقہ میں بیان ہوتے ہیں اور انہی علوم کی کتابیں اس معاملے میں معتبر سمجھی جاتی ہیں خود صوفیائے کرام ان معاملات میں انہی کی کتابوں کی طرف رجوع کرتے ہیں اور تصریح کرتے ہیں کہ جو شخص تصوف کے ان باطنی اور نفسیاتی تجربات سے نہ گزرا ہو اس کیلئے ان کتابوں کا دیکھنا بھی جائز نہیں۔ بسا اوقات ان کتابوں میں ایسی باتیں نظر آتی ہیں جن کا بظاہر کوئی مفہوم سمجھ میں نہیں آتا بعض اوقات جو مفہوم بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے وہ بالکل عقل کے خلاف ہوتا ہے لیکن لکھنے والے کی مراد کچھ اور ہوتی ہے اس قسم کی عبارتوں کو شطحیات کہا جاتا ہے۔ اس لئے کسی بنیادی عقیدے کے مسئلے میں تصوف کی کتابوں سے استدلال ایک ایسی اصولی غلطی ہے جس کا نتیجہ گمراہی کے سوا کچھ نہیں۔

● علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی (م ۱۱۴۳ھ) فرماتے ہیں۔

اے بھائی ایک بات تم کو معلوم ہونی چاہیے کہ مشائخ طریقت کے ہر ایک لفظ سے مفرد و مرکب کسی کی بھی غلط کوئی تاویل نہیں ہو سکتی کہ وہ حال و حقیقت میں گفتگو کرتے ہیں ان کے کلام کو وہی لغت حال پر محمول کیا جانا چاہیے خواہ کلام عربی زبان میں ہو یا کسی دوسری زبان میں"۔ (الکلام الملکی صفحہ نمبر ۲۳ از مولانا وکیل احمد سکندرپوری)

● امام ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

اولیاء کرام پر اعتراض کرنے والے لوگ ان کے مصطلح معانی و مطالب سے بالکل جاہل و بے خبر ہیں کیونکہ ان میں سے کوئی بھی ایسا نہیں کہ جس کو علم مکاشفات میں رسوخ و مہارت حاصل ہو۔ بلکہ انہوں نے تو ان علوم کی بو تک نہیں سونگھی۔

(فتاویٰ حدیثیہ بحوالہ شواہد الحق از علامہ نبہانی صفحہ نمبر ۲۰۶ مطبوعہ لاہور)

مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں

مشائخ سے جو اقوال وارشادات (غلبہ حال میں) ظاہر ہوتے ہیں ان کا تعلق اسی مرتبہ کے ساتھ ہے۔ (دوسروں کے فہم سے بالا ہیں) اور بعض اہل ظواہر ان اقوال کو شطحیات کہتے ہیں اس لئے کہ ظاہر شریعت کے خلاف ہیں۔ چنانچہ یہ قول لیس فی الدارین غیر اللہ اور انا الحق اور سبحانی اس کے متعلق تحقیق یہ ہے کہ اس کا انکار اور رد جائز نہیں کیونکہ اہل حق اور اہل سنت وجماعت کے اقوال ہیں اور قبول کرنا بھی لازم نہیں کہ وہ معصوم نہیں ممکن ہے کہ ان کو لغزش ہو گئی ہو [illegible] ایسے مشائخ پر انکار کرنے سے بڑی محرومی ہوتی ہے کیونکہ منکر کو کوئی مرتبہ نہیں حاصل ہوتا بجز رسوا اور ذلیل ہونے کے کچھ نہیں ہوتا۔ صاحب عوارف فرماتے ہیں جس نے انکار کیا گمراہ ہوا اور حد سے آگے نکل گیا۔ اور تصدیق کرنے والا اگرچہ (ابھی تک) ان کے درجہ تک نہیں پہنچا۔ (لیکن) امید ہے کہ تصدیق کی وجہ سے ان کی محبت اور صحبت میں رہ کر بزرگوں کی برکات حاصل کرے اور اس کو خدا تعالیٰ کی معرفت حاصل ہو۔

(السنۃ الجلیہ صفحہ نمبر [illegible] مطبوعہ [illegible] از مولوی اشرف علی تھانوی)

الجواب نمبر ۲: ملفوظات اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کی عبارت ابتداء تا آخر پڑھنے سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ مذکورہ واقعہ کے متعلق آپ سے حوالہ دریافت کیا گیا ہے جس کے جواب میں آپ نے حوالہ اور ساتھ ہی اس واقعہ کی تفصیل [illegible] ہے اگر فقط حوالہ بتانے کی وجہ سے مولانا احمد رضا بریلوی اور ان کے متوسلین (معاذ اللہ) گمراہ و بے دین ہیں تو علامہ عبد الوہاب شعرانی اور علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی کے متعلق کیا حکم ہے جنہوں نے اس واقعہ کو مسائل تصوف بیان کرتے ہوئے بطور سند اسے نقل فرمایا ہے۔ یاد رہے کہ یہ واقعہ حضرت جنید بغدادی کا نہیں بلکہ محمد حنفی شاذلی (م ۸۴۷ھ) کا ہے۔ اسی لئے فاضل بریلوی نے بطور احتیاط اپنے جواب سے پیشتر لفظ غالباً استعمال کیا ہے۔ اگر واقعہ مذکورہ نقل کرنے کی بنا پر علامہ عبد الوہاب شعرانی کی قطبیت اور علامہ عبد الغنی

نابلسی کی مسلمانی میں فرق نہیں آتا تو مولانا احمد رضا اور ان کے معتقدین گمراہ کیوں؟ خدا سے ڈرو [illegible] کذب بیانی اور دروغ گوئی اور بہتان تراشی چھوڑ دو [illegible] کل بروز محشر خدا کے حضور حاضر ہو کر کیا جواب دو گے۔

علامہ شعرانی کے متعلق علمائے دیوبند کے تاثرات

مولوی اشرف علی تھانوی

علامہ شعرانی اپنے وقت کے قطب تھے۔

(حاشیہ الدر المنضود حصہ اول صفحہ نمبر ۱۳ طبع تھانہ بھون ۱۳۲۸ھ)

مولانا محمد حنیف چشتی فاضل دیوبند

علامہ شعرانی سنت کے بڑے پابند تھے ورع وتقویٰ میں مبالغہ کرتے تھے۔ اپنے اوقات کو تصنیف وتالیف، عبادت اور ریاضت، درس وتدریس اور سلوک کی تعلیم میں تقسیم کر رکھا تھا (فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ صفحہ نمبر ۲۳۶)

علامہ عبد الغنی نابلسی حنفی علمائے اہل سنت کی نظر میں

مولوی فقیر محمد جہلمی علیہ الرحمۃ

۱؎ علامہ جلال الدین رومی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں اگر کوئی کہے کہ [illegible] ولی اللہ کہتا ہو [illegible] یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ تو اسے کہیے [illegible] کی طرف [illegible] حضرت قرنی [illegible] علیہ کا مزار مبارک ہے وہاں ایک بڑا گول پتھر ہے جس کا [illegible] کہا جاتا ہے [illegible] الحق ہے [illegible] اس میں کیا راز ہے [illegible] ہے۔ (فتاوی نقیر ملت صفحہ [illegible] جلد اول طبع لاہور) نیز امام احمد رضا فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ سے اس حکایت کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے [illegible] اعتراض ہے کہ انہوں نے فرمایا [illegible] (فتاوی رضویہ جدید صفحہ نمبر ۳۳۳ جلد ۲۲ طبع لاہور) باقی ملفوظات شریف میں اس حکایت کو درج کیا گیا ہے [illegible] کے مرتب کو سہو ہوا ہے اور اعلیٰ حضرت کا اس حکایت کی تردید میں فتویٰ موجود ہے تو اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ پر الزام کیسا؟

(ابو الجلیل [illegible])

عبدالغنی بن اسماعیل نابلسی دمشقی، علامہ محقق فاضل مدقق تھے۔ الخ

(حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۵۸۹ طبع لاہور)

<u>شیخ سید احمد طحطاوی حنفی قدس سرہٗ</u>

قال العارف باللہ سید عبدالغنی نابلسی۔ (حاشیہ طحطاوی علی مراقی الفلاح)

<u>شیخ یوسف بن اسماعیل نبہانی علیہ الرحمۃ</u>

الشیخ عبدالغنی بن اسماعیل النابلسی الدمشقی، الحنفی امام الادباء والعارفین من عصرہ الی الان اخذ عن کثیر من ائمۃ عصرہ واخذ عنہ کثیر منہم۔

(جامع کرامات اولیاء صفحہ نمبر ۱۹۲ جلد ۲)

- یہ واقعہ درج ذیل کتب میں موجود ہے۔

۱۔ کشف النور عن اصحاب القبور صفحہ نمبر ۲۰ مطبوعہ لاہور از عبدالغنی نابلسی حنفی (م ۱۱۴۳ھ)

۲۔ الحدیقۃ الندیہ شرح الطریقۃ المحمدیہ جلد دوم، از علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی۔

۳۔ لواقح الانوار القدسیہ از علامہ عبدالوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ (م ۹۷۳ھ)۔

- مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں

احترام باطنی یہ ہے کہ شیخ پر کسی بات سے انکار نہ کرے اور ظاہر کی طرح باطن میں بھی قولاً فعلاً سکوتاً حرکتاً رعایت رکھے ورنہ منافق ہو جائے گا۔

(امداد السلوک صفحہ نمبر ۱۰)

- مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

شیخ عبدالغفور اعظم پوری کو جب مولانا عبدالقدوس گنگوہی نے خلافت سے نوازا اور اپنے وطن واپس جانے کی اجازت بخشی تو وصیت فرمائی کہ تمہارا کچھ حصہ نعمت باطنی کا ایک سید مجذوب ملامتیہ مشرب کے پاس ہے۔ قصبہ جھنجھوڑ میں رہتے ہیں۔ کچھ عرصہ کے بعد جھنجھوڑ میں گئے، سید صاحب کو دیکھا کہ صراحی شراب کی سامنے رکھے بیٹھے ہیں ان کو خیال ہوا کہ یہ شخص خلاف شرع ہے۔ واپس آ گئے اور جھنجھوڑ شہر

کی ایک مسجد میں قیلولہ کیا۔ احتلام ہو گیا۔ مسجد کے کنوئیں سے پانی نکالا وہ شراب تھا پھر دوسری مسجدوں میں گئے تو یہی حالت پائی۔ مجبور ہو کر ایک ندی کے کنارے گئے لیکن ندی کا پانی بھی شراب تھا خیال ہوا کہ یہ سید صاحب کا تصرف ہے۔ مجبور ہو کر اپنے وسوسہ (شیطانی) سے توبہ کی اور ان کی خدمت میں پہنچے اور ان سے فیض حاصل کیا۔

(تلخیص) (انفاس العارفین صفحہ نمبر ۱۳۲ مطبوعہ لاہور انڈیا)

یاد رہے کہ مذکورہ قصہ میں وسوسہ سے مراد شیطانی وسوسہ ہے کیونکہ وسوسہ شیطانی پر ہی توبہ کی جاتی ہے۔ کہ وسوسہ رحمانی پر۔

<u>عبارت نمبر</u> ۴۳ حضرت کبیر الدین شاہ دولہ گجراتی (کاٹھیاواڑ)۔ (اسباق صفحہ نمبر ۳۹)

<u>جواب</u>: حضرت شاہ مسعود علی (الہ آبادی) عبدالقادر جیلانی کے بھانجے تھے۔ مسعود علی شاہ نے ربیع الاول ۵۸۷ھ بروز دوشنبہ بوقت عصر بغداد شریف میں دوبارہ حضرت شاہ دولہ سید کبیر الدین کے ہاتھ پر بیعت ہوئے اور خلافت سے مشرف ہوئے۔ ۵۱۹ھ بروز پنجشنبہ بعد نماز مغرب سید عبدالقادر جیلانی کے دست مبارک پر بیعت کی۔ ۲۲ برس وضو کرانے کی خدمت پر مامور رہے۔ پھر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے حکم سے ۵۳۸ھ میں حضرت کبیر الدین شاہ دولہ کی خدمت میں زیر تکمیل رہے۔ حضرت عبدالقادر جیلانی علیہ الرحمۃ کے وصال کے بعد شاہ کبیر الدین نے مجھے (یعنی) ہندوستان بھیج دیا۔ اور خود بغداد شریف میں حضرت سیف الدین عبدالوہاب صاحبزادہ کلاں کو صاحب سجادہ کر کے گجرات (انڈیا) تشریف لے آئے۔ (تلخیص) (حقیقت گلزار صابری بحوالہ خطبہ مدینہ از خلیل احمد ۱۸۳۔۱۸۲)

- پروفیسر شریف کنجاہی لکھتے ہیں

بعض مؤرخین کو بعدہ گجرات سے دھوکہ ہوا اور انہوں نے اسے گجرات، پنجاب تصور کیا اور حضرت شاہ دولہ دریائی گجراتی (پنجابی) علیہ الرحمۃ کو سید کبیر الدین شاہ دولہ بغدادی گجراتی کاٹھیاواڑی جانا، حالانکہ یہ درست نہیں۔

(حضرت شاہ دولہ دریائی گجرات حیات و تعلیمات صفحہ نمبر ۱۳۸ طبع لاہور ۱۹۸۵ء)

مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ کو بھی بعض مورخین کی طرح سہو ہوا ہے۔

اور انسان نسیان و خطا کا پتلا ہے۔

<u>عبارت نمبر ۵</u> "مرتبین اصلاف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"بریلوی اعلیٰ حضرت کا شیخ عبد القادر جیلانی کے بارے میں عقیدہ۔

۱۔ جب بھی میں نے استعانت کی یا غوث ہی کہا یک دستگیر محکم گیر

(ملفوظات حصہ ۳ صفحہ نمبر ۹۵)، (انصاف صفحہ نمبر ۳۰)

الجواب ا حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔ حضرت غوث پاک رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"جب اللہ تعالیٰ سے کوئی سوال کرو اس وقت تم میرے متعلق بارگاہ یزدی میں سوال کیا کرو۔ جو کوئی شخص مصائب و آلام میں مجھے پکارتا ہے کسی مصیبت اور مشکل فوراً دور کر دی جاتی ہے جو شخص مجھے وسیلہ بنا کر دعا کرتا ہے اللہ تعالیٰ میرے وسیلے سے اس کی مشکل حل کر دیتا ہے"۔

(۱)۔۔۔(خلاصۃ القادر صفحہ نمبر ۱۲۲ طبع لاہور ۱۹۸۳ء)

(۲) (زبدۃ الآثار، شیخ عبد الحق محدث دہلوی صفحہ نمبر ۱۱۵ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۳ء)

- داتا گنج بخش لاہوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

لیکن جو اولیاء اللہ مشکلات کو حل کرنے والے اور حل شدہ کو بند کرنے والے بارگاہ حق تعالیٰ کے لشکری ہیں وہ تین سو افراد ہیں۔ الخ

(کشف المحجوب صفحہ نمبر ۲۶۳ مطبوعہ لاہور)

نیز فرماتے ہیں،

اولیاء اللہ حق تعالیٰ کی طرف سے مدبران ملک اور جہان برگزیدہ ہیں اللہ تعالیٰ نے انہیں عالم کا حاکم بنا کر اس کا حل و عقد بسط و کشاد اس کے ساتھ وابستہ کیا ہے جہان کیلئے احکام انہیں کے ارادوں پر موقوف فرمائے ہیں۔

(کشف المحجوب صفحہ نمبر ۲۰۷ طبع لاہور)

- مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں

دوسرے (اولیاء اللہ) وہ (ہیں) جنکے متعلق خدمت اصلاح معاش و انتظام امور دنیویہ و دفع بلیات ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے باذن الٰہی ان امور کی درستی کرتے ہیں اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں الخ (کلید مثنوی صفحہ ۲۲۳ جلد اول طبع ملتان)

- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے (فرائض ادا کرنے کے بعد) میرا بندہ ہمیشہ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا ہے حتیٰ کہ میں اس کو دوست بنا لیتا ہوں تو جب میں اس کو دوست بنا لیتا ہوں تو پھر میں اس کے کان بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اس کے پاؤں بن جاتا ہوں جن سے وہ چلتا ہے۔ الخ (رواہ بخاری)

ثابت ہوا کہ جب کوئی بندہ نوافل کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کر لیتا ہے تو خدا کا دوست بن جاتا ہے جس کو ولی اللہ کہتے ہیں۔ تو پھر اس کا یہ حال ہوتا ہے کہ اس کے کان خدائی کان بن جاتے ہیں یعنی اس کی قوت سامعہ اس قدر بڑھ جاتی ہے کہ خدا کی قوت سامعہ کا مظہر بن جاتی ہے جس طرح حد کی سمع قرب و بعد سب برابر ہے اسی طرح ولی کی قوت سامعہ قرب و بعد سے برابر سنتی ہے۔ الخ

جب بندہ مصائب و آلام میں ایسے اولیاء اللہ کو پکارتا ہے جن کو یہ مقام حاصل ہے یا جنہوں نے بطور تحدیث نعمت اپنے اس مقام کو عیاں فرما دیا ہے جیسا کہ غوث پاک کا آپ ارشاد پڑھ چکے ہیں تو وہ مصیبت زدہ کی پکار سن کر بارگاہ الٰہی میں دست بدعا ہوتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کی دعا کو شرف قبولیت فرما کر پکارنے والے کی مشکل حل کر دیتا ہے۔ جیسا کہ حدیث قدسی میں ہے۔

"لئن سالنی لاعطینہ ولئن استعاذنی لاعیذنہ"۔

(مشکوٰۃ کتاب الدعوات صفحہ نمبر ۱۹۷)

ترجمہ "اگر میرا مقبول بندہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور اس کا سوال پورا کروں گا"۔ الخ

الجواب ۲: مولوی قاسم نانوتوی بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی مطبوعہ مراد آباد صفحہ نمبر ۸)

● علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

پھنسا ہوں بے طرح گرداب غم میں ناخدا
ہو
ز
میری کشتی کنارے پہ لگا دو یارسول اللہ
جہاز امت کا حق نے کردیا ہے آپ کے
ہاتھوں
بس اب چاہو ڈبا دو یا ترا دو یارسول اللہ

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۲۰۵ طبع کراچی)

یارسول کبریا فریاد ہے ... یا محمد مصطفی فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل اے میرے مشکل کشا فریاد ہے

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۹۰، ۹۱ طبع کراچی)

● مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

یا شفیع العباد خذ بیدی ..... انت فی الاضطرار معتمدی
دستگیری کیجئے میرے نبی ..... کشمکش میں تم ہی ہو میرے نبی
بن عبداللہ زمانہ ہے خلاف اے میرے مولیٰ خبر لیجئے میری

(نشر الطیب صفحہ نمبر ۱۹۴)

(یہ ایاک نستعین پڑھنے والے دیوبند کا عمل ہے) مؤلف

● حضرت شیخ عبد العزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ محدث سیدی زروق فاسی کے حالات میں لکھتے ہیں قصیدہ جیلانیہ (غوث اعظم) کی طرح ان کا

ایک قصیدہ ہے جس کے بعض ابیات یہ ہیں

ترجمہ: "میں اپنے مرید کی پریشان حالی کو تسلی دینے والا ہوں جب زمانہ کی مصیبت اس پر حملہ آور ہو"۔

ترجمہ: "اگر تو کسی تنگی بے چینی میں اور وحشت میں ہو تو یا زروق! کہہ کر پکار میں فوراً آموجود ہوں گا"۔ (بستان المحدثین صفحہ نمبر ۳۲۶ مترجم مطبوعہ کراچی)

(مگر سراج الہند شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے ایاک نستعین کے خلاف نہیں فرمایا)

عبارت نمبر ۱۶ باوضو سو دفعہ وظیفہ کرنے سے دینی اور اخروی آفات سے نجات ہو (وظیفہ کریں)۔ (اسلاف صفحہ نمبر ۳۰)

عبارت نمبر ۱۷ ایک ایک گھڑی کے حال کی غوث اعظم کو خبر ہونا۔ ہر شقی و سعید کا ان پر پیش کیا جانا۔ لوح محفوظ کا ان کے سامنے پیش نظر رہنا۔ (الانس والجن صفحہ نمبر ۸۹، (اسلاف صفحہ نمبر ۳۰)

عبارت نمبر ۱۸ سورج چاند بھی حضرت کے اختیار میں دیئے ہیں۔

عبارت نمبر ۱۹ آفتاب طلوع نہیں کرتا جب تک غوث اعظم پر سلام نہ کرے۔

(الانس والجن صفحہ نمبر ۸۵)(اسلاف صفحہ نمبر ۳۰)

جواب: "مرتبین اسلاف" نے مندرجہ بالا عبارات کو بلا ذکر پیش کیا ہے آپ حتی لامسکالہ حال عدلی درج ہے۔

امام اجل حضرت ابو القاسم عمر بن مسعود بزار و حضرت ابو حفص عمر کیماتی رحمہما اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ہمارے شیخ حضور سیدنا عبد القادر رضی اللہ عنہ اپنی مجلس میں برملا منبر سے بلند ہوکر ہوا پر مشی فرماتے اور ارشاد کرتے آفتاب طلوع نہیں کرتا یہاں تک کہ مجھ پر سلام کرے۔ نیا سال جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ ہونے والا ہے نیا مہینہ جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ اس میں ہونے والا ہے نیا ہفتہ جب آتا ہے مجھ پر سلام کرتا ہے اور مجھے خبر دیتا ہے جو کچھ ہونے والا ہے مجھے اپنے رب کی عزت کی قسم تمام سعید و شقی مجھ پر پیش کیے جاتے ہیں

میری نگاہ لوح محفوظ پر لگی ہوئی ہے یعنی لوح محفوظ میرے پیش نظر ہے، میں اللہ عزوجل کے علم و مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں۔ میں تم سب پر حجت الٰہی ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اور زمین پر حضور کا وارث ہوں

(بہجۃ الاسرار از علامہ شطنوفی (م ۷۱۳ھ)

• **شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ**

فرماتے ہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے صاحبزادے شیخ سیف الدین عبدالوہاب سے یہ بات نقل کی ہے کہ کوئی ایسا مہینہ نہیں تھا جو میرے والد کی خدمت میں حاضر نہ ہوا ہو۔ اس سے پہلے کہ چاند ظاہر ہو، اگر تقدیر الٰہی میں اس ماہ میں کوئی حادثہ سودار ہوتا اور کسی شدید نقصان کا خطرہ ہوتا یا کسی اچھائی کے ظہور ہونے کا وقت ہوتا تو ان حالات کو آپ پر روز روشن کی طرح آگاہ کر دیا جاتا تھا۔ (زبدۃ الآثار)

• **شیخ عبدالوہاب متقی مکی علیہ الرحمۃ**

نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو رخصت کرتے وقت یہ نصیحت فرمائی: "اگر تم مشائخ کی کتابوں کا مطالعہ کرو اور ان سے مستفید ہونا چاہو تو یہ قابل مبارک بات ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ یہ کہ جہاں تک ہو سکے شک میں ڈالنے والی باتوں میں نہ پڑنا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ پھر اگر تم دیکھو کہ اہل طریقت کے کچھ کلمات ظاہر شریعت کے خلاف ہیں تو ان کی تردید کی صورت یہ ہے کہ یا تو ان بزرگوں کی طرف ان کلمات کی نسبت سے انکار کر دو، اور یا ان کی تاویل کر لو۔ اور ظاہر شریعت اور سواد دین حق سے ان کی متابعت بیان کرو اور پھر اگر تحقیق و تاویل آسانی سے نہ کر سکو تو بہتر یہ ہے کہ اس میں سکوت و خاموشی اختیار کرو۔"

(اخبار الاخیار [illegible] مترجم [illegible] صفحہ نمبر [illegible])

---

۱ مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں [illegible] تذکرۃ القراء ابن مؤلف بہجۃ الاسرار [illegible] الشیخ عبدالقادر [illegible] (آثار الابرار صفحہ نمبر ۲۰ مطبوعہ [illegible])

• **شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ**

فرماتے ہیں کہ صوفیاء کے ساتھ حسن ظن اور خوش عقیدگی کا قائم رہنا ضروری ہے اور ان کے معاملات کو محل تشنیع کا نشانہ بنانے کی بجائے یوں گمان کرنا چاہیے کہ یہ ظاہری طور پر مخالف شریعت ہیں مگر حقیقت میں مخالف نہیں۔ بالفرض اگر مخالف بھی ہوں تو حالت سکر و حال اور وجد میں صادر ہوئے ہیں۔ ان بزرگان دین کی عزت و حال کا میدان طعن و تشنیع کے گرد و غبار سے صاف و مبرا ہے۔

(مرج البحرین از شیخ عبدالحق دہلوی صفحہ نمبر ۱۳۲ مطبوعہ لاہور)

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ نے علامہ شطنوفی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تابعیت سے شیخ عبدالقادر جیلانی کا فرمان نقل کیا ہے اور اس پر طعن و تشنیع کی جاتی ہے حالانکہ ناقل حضرات نے اس پر طعن و تشنیع نہیں کی۔

• حضرت عبداللہ بن عمرو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ روزہ اور قرآن شریف دونوں بندہ کیلئے (قیامت کے دن) شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا کہ یا اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روکے رکھا میری شفاعت قبول کیجئے۔ اور قرآن شریف کہے گا کہ یا اللہ میں نے رات کو اس کو سونے سے روکا میری شفاعت قبول کیجئے پس دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ قرآن مجید جوان مرد کی شکل میں آئے گا اور کہے گا کہ میں وہی ہوں جس نے تجھے راتوں کو جگایا اور دن میں پیاسا رکھا۔

(روزہ اور قرآن کی شفاعت کریں گے) (فضائل قرآن از مولانا زکریا [illegible] صفحہ نمبر ۲۵۳)

اسی طرح اگر سال، مہینے، ہفتے اور دن اور آفتاب متشکل ہو کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں بطور کرامت حاضر ہو جائیں تو ممکن ہے اور کرامات اولیاء حق ہیں۔ معتزلہ کرامات اولیاء کے منکر ہیں۔

نیز مرتبین "انصاف" کا یہ کہنا کہ مولانا احمد رضا بریلوی کہتے ہیں کہ یہ غوث والا وظیفہ کرنے سے دنیاوی و اخروی آفات سے نجات ہو سراسر کذب بیانی ہے۔

میری آنکھ لوح محفوظ پر لگی ہوئی ہے یعنی لوح محفوظ میرے پیش نظر ہے۔ میں اللہ عزوجل کے علم و مشاہدہ کے دریاؤں میں غوطہ زن ہوں۔ میں تم سب پر حجت الٰہی ہوں میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نائب اور زمین پر حضور کا وارث ہوں۔
(بہجۃ الاسرار از علامہ شطنوفی (م ۷۱۳ھ))

• **شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ**

فرماتے ہیں حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے صاحبزادے شیخ سیف الدین عبدالوہاب نے یہ بات نقل کی ہے کہ کوئی بھی مہینہ ایسا نہیں تھا۔ جو میرے والد کی خدمت میں حاضر نہ ہوا ہو۔ اس سے پہلے کہ ہلال ظاہر ہو، اگر تقدیر میں اس ماہ کے دوران کوئی حادثہ ظہور پذیر ہوتا ہوتا اور کسی شدید نقصان کا خطرہ ہوتا یا کسی خوش وقت کے ظہور ہونے کا وقت ہوتا تو اس حالت کو آپ پر ماہ روشن کی طرح آشکار کر دیا جاتا تھا۔ (زبدۃ الآثار)

• **شیخ عبدالوہاب متقی مکی علیہ الرحمۃ**

نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو رخصت کرتے وقت یہ نصیحت فرمائی
''اگر تم مشائخ کی کتابوں کا مطالعہ کرو اور ان سے مستفید ہو تو بہت ہی قابل مبارک بات ہے لیکن ایک شرط کے ساتھ اور وہ یہ کہ جہاں تک ہو سکے شک میں ڈالنے والی باتوں میں نہ پڑنا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ پھر اگر تم دیکھو کہ اہل طریقت کے چند کلمات ظاہر شریعت کے خلاف ہیں تو ان کی تردید کی صورت یہ ہے کہ کبھی تو ان بزرگوں کی طرف ان کلمات کی نسبت سے انکار کر دو، اور کبھی ان کی تاویل کرو۔ اور ظاہر شریعت اور اصول دین حق سے ان کی مناسبت بیان کرو اور پھر اگر تطبیق، تاویل آسانی سے نہ کر سکو تو بہتر یہ ہے کہ اس میں سکوت و خاموشی اختیار کرو''۔
(ترجمہ ... شرح فتوح الغیب ...)

---

1 مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اور مؤلف الحصن الحصین محمد بن محمد الجزری کی تذکرۃ القراء اس مؤلف کا ہے اس مزار کا ان اجلہ مشائخ مصر و کا ... ہے۔ وہیں الشیخ عبدالقادر اصفہانی ... (آثار ... صفحہ نمبر ۱۲ مطبوعہ گوجرانوالہ)

• **شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ**

فرماتے ہیں کہ صوفیاء کے ساتھ حسن ظن اور خوش عقیدگی کا اظہار بڑا ضروری ہے اور ان کے معاملات کو محض تشنیع کا نشانہ بنانے کی بجائے یوں گمان کرنا چاہیے کہ یہ امور ظاہری طور پر مخالف شریعت ہیں مگر حقیقت میں مخالف نہیں۔ یا بالفرض اگر مخالف بھی ہوں تو حالت سکر و حال اور وجد میں صادر ہوتے ہیں۔ ان بزرگان دین کی عزت والا دامن طعن و تشنیع کے گرد و غبار سے صاف ستھرا ہے۔
(مرج البحرین، شیخ عبدالحق دہلوی صفحہ نمبر ۱۳۷ مطبوعہ ...)

مولانا احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ نے علامہ شطنوفی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی تالیفات سے شیخ عبدالقادر جیلانی کا فرمان نقل کیا ہے اور اس پر طعن و تشنیع ناجائز و بے ادبی ہے جبکہ اہل حضرات نے اس پر طعن و تشنیع نہیں کی۔

• حضرت عبداللہ بن عمرو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ روزہ اور قرآن شریف دونوں بندہ کیلئے (قیامت کے دن) شفاعت کریں گے۔ روزہ کہے گا کہ یا اللہ میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روکے رکھا میری شفاعت قبول کیجئے۔ اور قرآن شریف کہے گا کہ یا اللہ میں نے رات کو اس کو سونے سے روکا میری شفاعت قبول کیجئے پس دونوں کی شفاعت قبول کی جائے گی۔ بعض روایت میں آیا ہے کہ قرآن مجید جوان مرد کی شکل میں آئے گا اور کہے گا کہ میں وہی ہوں جس نے تجھے راتوں کو جگایا اور دن میں پیاسا رکھا۔
(روزہ و قرآن کی شفاعت کرے گا)۔ (فضائل قرآن از مولانا زکریا صاحب، دیوبندی صفحہ نمبر ۳۵۴)

اسی طرح اگر سال، مہینے، ہفتے اور دن، آفتاب متشکل ہو کر حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کی خدمت میں بطور کرامت حاضر ہو جائیں تو ممکن ہے اور کرامات اولیاء حق ہیں۔ معتزلہ کرامات اولیاء کے منکر ہیں۔

نیز ''مرتبین انصاف'' کا یہ کہنا کہ مولانا احمد رضا بریلوی کہتے ہیں کہ یا غوث سو ... وظیفہ کرنے سے دنیاوی و اخروی آفات سے نجات ہو۔ سراسر کذب بیانی ہے۔

آپ کی تصنیف وظیفہ کریمہ میں اس بات کا نام و نشان ہی نہیں۔ (ہاتو برہانکم ان کنتم صادقین)

عبارت نمبر ۲۰ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج حضور سیدنا غوث اعظم کے دوش پر پاؤں رکھ کر سوار ہوئے۔ الخ (فتاوی افریقہ صفحہ نمبر ۷۷) (انصاف صفحہ نمبر ۲۰)

الجواب نمبر ۱: آپ سے درج ذیل رباعی کے متعلق دریافت کیا گیا ہے؟

تھے شب معراج آگے ...... دوش پہ پائے پیر
لے چلے عرش بریں پہ ...... المدد یا عبدالقادر

امام احمد رضا فرماتے ہیں کہ تفریح الخاطر میں یہ مذکور ہے کہ حضور اقدس سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم شب معراج حضور سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دوش مبارک پر پائے اقدس رکھ کر براق پر سوار ہوئے مگر آپ نے اس روایت کی تصدیق و توثیق نہیں کی۔ نیز جبکہ امام احمد رضا علیہ الرحمۃ نعلین شریف کے ساتھ عرش پر جانے کی روایت کو موضوع قرار دیتے ہیں تو پھر کسی بے سروپا روایت کو کیونکر قبول کر سکتے ہیں

• ترجمان مسلک امام احمد رضا مفتی احمد یار خان نعیمی علیہ الرحمۃ اس زیر بحث روایت کے متعلق لکھتے ہیں۔

آج (بعض) جاہل مسلمانوں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ یا غوث پاک کے متعلق عجیب روایت گھڑی کہ معراج میں حضور اور غوث پاک نے کندھا دے کر عرش پر چڑھایا۔ (تفسیر نعیمی پارہ نمبر ۳ صفحہ نمبر ۲۰۹، ناشر کتب ملا سید گجرات)

اس لئے ہمارا ہرگز ہرگز یہ مسلک نہیں ہے جس کو "مرتبین انصاف" نے اہلسنت کی طرف منسوب کیا ہے۔

الجواب نمبر ۲: علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں کہ منقول ہے کہ شب معراج کو جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت موسیٰ علیہ السلام سے ملاقی ہوئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے استفسار فرمایا کہ حدیث علماء امتی کانبیاء

بنی اسرائیل جو آپ نے کہا ہے کیسے صحیح ہو سکتا ہے؟ حضرت حجۃ الاسلام امام غزالی حاضر ہوئے اور سلام باضافہ الفاظ و برکاتہ و مغفرتہ وغیرہ عرض کیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ طوالت بزرگوں کے سامنے کرتے ہو۔ آپ (امام غزالی) نے عرض کیا آپ سے حق تعالیٰ نے صرف اس قدر پوچھا تھا وما تلک بیمینک یا موسیٰ تو آپ نے کیوں جواب میں اتنا طول دیا کہ ھی عصای اتوکؤا علیہا واھش بہا علی غنمی ولی فیہا مارب اخری الایۃ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ادب یا غزالی، ادب کرو۔ الخ (شمائم امدادیہ مطبوعہ قومی پریس لکھنؤ)

"مرتبین صاحب" کو چیلنج ہے کہ قیامت تک اگر وہ اس واقعہ کو قرآن و حدیث سے ثابت کر دیں تو مبلغ ۵۰۰۰ روپے نقد انعام حاصل کریں۔ (ہاتو برہانکم ان کنتم صادقین)

• حضرت شیخ الشیوخ حضرت شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

مقام میں رہتے ہوئے عالم مخلوق کے رازوں سے واقف ہوتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان معنوں میں متقی پرہیزگار اور مرتاض بندہ کا باطن صاف ہو جاتا ہے اور اس کے دل کا آئینہ اس قدر مصفی ہو جاتا ہے کہ وہ ایک حد تک لوح محفوظ کے سامنے آ جاتا ہے۔ الخ

(عوارف المعارف از شیخ شہاب الدین سہروردی صفحہ نمبر ۱۲ طبع لاہور ۱۹۹۲ء)

"مرتبین انصاف" کے تحریر کردہ شعر کی مختصر شرح

(انصاف صفحہ نمبر ۲۲،۲۳)

بندہ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبدالقادر
سر باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبدالقادر

عبدالقادر، قادر مطلق (اللہ جل شانہ) کا باقدرت (بااختیار) بندہ ہے۔

اور عبد القادر ظاہر و باطن کا راز دار بھی ہے۔

- ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

ابو رضا محمد بن احمد بغدادی، المعروف بالمفید ابو سعید علیہ الرحمۃ سے قطب کی بابت دریافت کیا تو انہوں نے فرمایا: قطب وہ شخص ہے جس پر زمانہ کی ولایت ختم ہو، ولایت کے تمام بوجھ اس کی پیٹ میں ہوتے ہیں اور تمام کائنات کا انتظام و نصرت اس کے ذمہ ہوتا ہے۔ میں نے پوچھا کہ زمانہ حاضر کا قطب کون ہے؟ آپ نے فرمایا شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ۔ (نزہۃ الخاطر الفاتر صفحہ نمبر ۹۰ مطبوعہ فیصل آباد)

- حضرت شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

ان حضرات میں سے ایک حضرت سیدنا غوث اعظم علیہ الرحمۃ کی ذات گرامی بھی ہے کہ حق تعالیٰ کی طرف سے آپ کو کائنات میں تصرف اور اقتدار حاصل ہے۔ (شرح فتوح الغیب فارسی صفحہ نمبر ۳۲)

- حضرت شیخ محمد اکرم چشتی صابری قدوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

جس کسی کو ظاہری و باطنی فیض حاصل ہوا ہے سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی وساطت سے حاصل ہوا ہے۔ (اقتباس الانوار مطبوعہ لاہور)

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی ہے مختار بھی ہے

کار عالم کا مدبر بھی ہے عبد القادر

سیدنا عبد القادر کو زمانے میں تصرف کرنے کی قدرت بھی ہے اور رد و بدل کی اجازت بھی اور اس مقتدر اعظم (یعنی رب عزت) نے آپ کو اختیارات بھی دے ہیں اور جہان کے کاروبار میں آپ کو تدبیر کم و بیش کرنے کی صلاحیت بھی عنایت فرمائی ہے۔

- حضرت خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہٗ کے صاحبزادے خواجہ محمد یحییٰ علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ اہل تصرف (اولیاء کرام) بہت طرح کے ہیں بعض ماذون و مختار ہیں کہ حق تعالیٰ کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب چاہتے ہیں تصرف کرتے

ہیں۔ (ارشادات رحیمیہ صفحہ نمبر ۳۳ مطبوعہ دہلی ۱۳۲۳ھ از شاہ عبد الرحیم حنفی فاروقی والد گرامی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (م ۱۱۷۶ھ)

- شیخ عارف سجادی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

حضرت شیخ عبد القادر تمام عالم کے سردار اور تمام دنیا میں مشہور ہیں۔ اور وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عالم موجودات اور نظام تکوینی میں تصرف کے اختیارات عطا فرمائے ہیں۔ (قلائد الجواہر از محمد یحییٰ تاذفی صفحہ نمبر ۲۹۳ طبع کراچی ۱۹۶۸ء)

- شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) علیہ الرحمۃ کے چچا ابو نجیب عبد القاہر علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

میں اس ہستی (عبد القادر جیلانی) کا احترام کیسے نہ کروں جو موجودہ عالم تکوینی میں منفرد ہیں جس کو میرے ہی قلب پر نہیں بلکہ تمام دنیا کے قلوب پر تصرف کی ایسی قدرت حاصل ہے کہ جس کے حال کو چاہیں سلب کر لیں اور جس کو چاہیں بحال رکھیں۔ (قلائد الجواہر از محمد یحییٰ تاذفی صفحہ نمبر ۲۹۲ طبع کراچی ۱۹۶۸ء)

- حضرت داتا گنج بخش لاہوری (م ۴۶۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

اولیاء اللہ حق تعالیٰ کی طرف سے مدبران (تدبیر کرنے والے) اور جہان کے یہ حضرات ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں حاکمان عالم بنا کر اس کا حل و عقد و بست ان کے ساتھ وابستہ کیا ہے، جہان کے احکام انہیں کے ارادوں پر موقوف ہوتے ہیں۔ (کشف المحجوب (اردو) صفحہ نمبر ۲۰۷ طبع لاہور)

- مولوی اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں

ایک وہ ہے (اولیاء اللہ) وہ (ہیں) جن کے متعلق خدمت اصلاح معاش و انتظام امور تکوینیہ واقع ملیات ہے۔ یہ ہمت باطنی سے باوجود ان امور کی درستی کرتے ہیں اور یہ حضرات اہل تکوین ہوتے ہیں۔ (کلید مثنوی صفحہ ۳۰۳ جلد ۱۰ طبع ملتان)

قد ہے سایہ نخل کبریا

تو اس ہے سایہ نخل کا نخل ہے یا غوث

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرہ سامنے والا حسن اقدس، اللہ تعالیٰ کے نور کا پرتو تھا تو آپ غوث اعظم اس عکس اللہ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے عکس کا عکس، پرتو در پرتو ہیں

تیری جاگیر میں ہے شرق تا غرب
قلمرو میں حرم تا حل ہے یا غوث

(اے غوث اعظم) مشرق سے مغرب تک تمام آپ کی ملکیت اور جاگیر ہے۔ آپ کی حکومت اور بادشاہت میں حرم اور غیر حرم تمام جہاں شامل ہے۔

• شیخ محمد اکرم قدوسی چشتی فرماتے ہیں کہ صاحب اقتباس الانوار لکھتے ہیں۔ حضرت غوث اعظم اوائل میں فرمایا کرتے تھے کہ پہلے مجھے عراق سپرد کیا گیا اور اب تمام روئے زمین مشرق سے مغرب تک یعنی تمام بحر و بر و خشکی میرے سپرد ہیں۔ (اقتباس الانوار محمد اکرم قدوسی چشتی صفحہ ۲۰۰ طبع لاہور)

• حضرت ابومدین شعیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: آسمان سے زمین تک ابدال کی ملک ہے۔ (بہجۃ الاسرار مطبوعہ ... ۴۳)

جسے عرش دوم کہتے ہیں افلاک
وہ تیری کرسی منزل ہے یا غوث

آسمانوں میں جس کو دوسرا عرش کہتے ہیں اے غوث اعظم وہاں تک آپ کی ملک میں ہیں۔

• شیخ ابومدین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں عارف کی ملک عرش سے فرش تک ہے۔ (بہجۃ الاسرار مطبوعہ لاہور)

• مولوی محمد اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں یہ بلند منصب والے (اولیاء اللہ) تمام عالم میں تصرف کے مختار مطلق ہوتے ہیں اور انہیں یہ کہنا بجا ہے کہ عرش سے فرش تک ہماری سلطنت ہے۔ (صراط مستقیم صفحہ نمبر ۱۹۹)

افاضل اس کا ہو ابرار کا ہو
جسے تیرا اشارہ حاصل ہے یا غوث

اے غوث اعظم جس نے آپ کا جھوٹا (اُش) یعنی خوردہ استعمال کر لیا ہے وہ ایسا ہوا کہ اتنا با برکت ہے کہ بڑے سے بڑے متقی پرہیزگار ابرار اس کو ترس لے جاتے ہیں۔ یعنی آپ کے منہ مبارک سے جو علم و حکمت کی باتیں نکلتی ہیں جو لوگ وہ نہیں ہوتے وہ آپ کے در پر موجود لوگوں سے سن کر محفوظ کر لیتے ہیں۔

نہ کیوں ہو تیری منزل عرش ثانی
کہ عرش حق تیری منزل ہے یا غوث

دوسرا عرش اے غوث اعظم آپ کی منزل کیوں نہ ہوگا کیونکہ آپ کی اصل منزل تو عرش حق تعالیٰ ہے۔ یعنی آپ کی روحانی پرواز عرش حق تعالیٰ تک ہے۔

کہا تو نے کہ جو مانگو ملے گا
رضا تجھ سے ترا سائل ہے یا غوث

اے غوث اعظم آپ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ہم سے جو چیز بھی طلب کرو گے وہ ہم اپنے سائل کو دیں گے تو اے سرکار یہ احمد رضا آپ سے آپ کا سوالی ہے مجھ کو دے تجھ سے مانگتا ہوں تو سن لے میں کیا مانگتا ہوں۔

• شیخ ابو ... رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ سے سنا ہے فرمایا جو شخص اپنی کسی حاجت میں اللہ تعالیٰ کے حضور میرا توسل اختیار کرتا ہے وہ حاجت پوری کر دی جاتی ہے

(خلاصۃ المفاخر صفحہ نمبر ۱۳۲ ... عبد اللہ ... مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء)

لان سالنی لاعطینہ (۱) (بخاری جلد ۲ صفحہ نمبر ۹۶۳ طبع کراچی)

(۲) (مشکوٰۃ کتاب الدعوات صفحہ ۱۹۷)

اگر میرا مقبول بندہ مجھ سے مانگے تو میں ضرور اس کا سوال پورا کروں گا۔

تری چکی ہیں تیرا دانہ پانی
ترا میلا تری محفل ہے یا غوث

اے غوث اعظم تمام اولیاء اللہ آپ کی چڑیاں ہیں اور آپ کا دانہ پانی کھاتی

کہ آپ کے سینے کی تخصوں میں آپ کا جو جاری ہیں، یعنی اولیاء اللہ آپ کے [illegible]
قدم سے مستفیض ہو کر اپنے اپنے مقامات پر جا کر لوگوں کو مستفید فرماتے ہیں۔

- شیخ محی الدین ابن عربی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں: بغداد میں شیخ الاسلام سید کی
مدین عبدالقادر گیلانی رحمۃ اللہ علیہ کو اس قدر عزت و مرتبت حاصل ہے کہ [illegible]
اقطاب، ابدال، اوتاد، اور افراد آپ کے [illegible] ہیں۔ اور آپ سب کے [illegible] ہیں۔
([illegible] صفحہ [illegible])

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں
اللہ تعالیٰ نے غوث اعظم کو قطبیت کبریٰ اور ولایت عظمیٰ کا مرتبہ عطا فرمایا
حتیٰ کہ چاروں طرف عالم کے [illegible] اور [illegible] آپ کی [illegible] ہوئی
عقیدت [illegible] کے [illegible] جاری ہو گئے اور [illegible] سے عالم [illegible]
آپ کی [illegible] کی شہرت ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے [illegible] قدرت و
امداد [illegible] خصوصیت [illegible] کرامات آفتاب [illegible] زیادہ [illegible]
تمام [illegible] کے [illegible] کو [illegible] کے قبضہ
قدرت [illegible] کے [illegible] فرما دیں۔ ([illegible] صفحہ [illegible] مطبوعہ [illegible])

- حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں
[illegible] جس [illegible] ہو وہ اقطاب [illegible] آپ
کے [illegible] سے [illegible] ہوتا ہے [illegible] اور [illegible]
یہی وجہ ہے کہ (بطور تحدیث نعمت) آپ نے فرمایا: ([illegible]) پہلے لوگوں کے سورج
غروب ہو گئے اور ہمارا سورج ہمیشہ بلندی کے آسمان پر رہے گا [illegible]۔
(مکتوب [illegible] صفحہ [illegible])

- ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں
وہ تیری وعظ کی محفل ہے یا غوث

دیکھو کا [illegible] خود سرور کونین صلوٰۃ اللہ علیہم، تمہیں بھی

[illegible] غوث اعظم آپ کی محفل وعظ میں تشریف لاتے ہیں۔
جاتا ہے بجز ایک امتی ولی کی تعریف میں ہے وہ فرشتوں کی [illegible] ہیں۔ [illegible]
(الحسنات صفحہ نمبر ۳۱)

[illegible]

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں
"[illegible] کی وضاحت کی ہے شیخ [illegible] ابی سعید قیلوی [illegible]
اللہ علیہ [illegible] الصلوٰۃ و [illegible] جناب غوث
اعظم رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں تشریف فرما [illegible] آپ علماء کو
[illegible]
([illegible] صفحہ ۹۵ مطبوعہ [illegible])
(۲) ([illegible] الاسرار صفحہ نمبر ۲۱۶، ۲۱۳ مترجم [illegible] لاہور)

- حضرت ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:
شیخ بقا علیہ الرحمۃ کا بیان ہے کہ [illegible] سید عبدالقادر علیہ الرحمۃ کی
مجلس میں [illegible] آپ [illegible] آنے [illegible] سے
[illegible] میں نے [illegible] اس قدر وسیع ہو گیا کہ حد نگاہ
تک [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر تشریف
[illegible] حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان غنی اور حضرت علی
مرتضیٰ رضی اللہ عنہم بھی [illegible] اللہ تعالیٰ [illegible] شیخ کے دل پر تجلی
[illegible] آپ [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible]
[illegible] شیخ بقا علیہ الرحمۃ سے
[illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور [illegible] کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ
نے فرمایا کہ [illegible] قدرت، کہتے ہیں جسے اللہ

ابو سعید قیلوی حسب [illegible] عراق کے بلند پایہ شیوخ میں سے تھے حضرت غوث اعظم کے
دست اقدس سے خرقہ [illegible] حاصل کیا۔ ۵۵۷ھ/۱۱۶۲ء میں وصال ہوا۔ ([illegible]
([illegible] صفحہ [illegible] مطبوعہ [illegible])

تعالیٰ ان پاکیزہ اجسام کو دیکھنے کی قوت عطا کردے وہ نہیں دیکھ سکتے ہیں۔

(نزہۃ الخاطر الفاتر از ملا علی قاری صفحہ نمبر ۳۷)

- حضرت ابو سعید قیلوی (م ۵۵۷ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بے شک نبیوں علیہم السلام کی روح مقدسہ آسمان اور زمین میں یوں چکر لگاتی ہیں جیسا کہ روئے زمین میں ہوائیں سرایت۔ (بہجۃ الاسرار صفحہ نمبر ۳۲ مطبوعہ لاہور)

- علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً زندہ ہیں اپنے بدن اور روح کے ساتھ قبر میں اور سیر و تصرف فرماتے ہیں زمین اور آسمان میں اور آپ کے اندر کوئی تغیر نہیں ہوا۔ (تنویر الحلک صفحہ نمبر ۱۹ مطبوعہ استنبول ترکی)

ملک مشغول ہیں اس کی ثنا میں
وہ تیرا ذاکر و شاغل ہے یا غوث

امام احمد رضا بریلوی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں فرشتے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا میں مصروف ہیں اور چونکہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی نے اپنی زندگی کے حسین لمحات اللہ تعالیٰ کے ذکر و فکر، عبادت و ریاضت، درس و تدریس اور وعظ و نصیحت میں گزارے ہیں اس لئے اللہ تعالیٰ فرشتوں کی جماعت میں سیدنا غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ (اپنی شان کے لائق) کرتا ہے۔

مصرعہ ثانی درج ذیل آیت قرآنی اور حدیث نبوی کا خلاصہ ہے۔

"فاذکرونی اذکرکم" (القرآن الکریم پ ۲)

ترجمہ: "سو تم مجھے یاد کیا کرو میں تمہیں یاد کیا کروں گا"۔

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ میں بندہ کے ساتھ ویسا ہی معاملہ کرتا ہوں جیسا کہ وہ میرے ساتھ گمان رکھتا ہے، اور جب وہ مجھے یاد کرتا ہے تو میں اس کے ساتھ ہوتا ہوں اور اگر وہ میرا مجمع میں ذکر کرتا ہے تو میں اس مجمع سے بہتر مجمع فرشتوں

مجمع میں تذکرہ کرتا ہوں۔ (ملخصاً) (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۹۷)

(۱)۔ شیخ ابی سعید قیلوی بغدادی (م ۵۵۷ھ)۔

(۲)۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ)۔

(۳)۔ شیخ ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ)۔

نے نعوذ باللہ ایک امتی ان کی تعریف میں انبیاء و فرشتوں کی توہین کی ہے

اگر مولانا احمد رضا بریلوی مجرم ہیں تو مذکورہ بالا بزرگان دین مجرم کیوں نہیں "مرتبین انصاف" سوچ سمجھ کر جواب دیں۔

۱۔ شیخ ابی سعید عراق کے بلند پایہ مشائخ میں سے ہیں۔ (سفینۃ الاولیاء)

۲۔ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کو ہر شب بارگاہ نبوی میں حاضری کا شرف حاصل تھا۔ (الانعامات الاحمدیہ صفحہ نمبر ۸۰ جلد ۹)

۳۔ ملا علی قاری مشہور روایت کو رکن ہزار کے سرے پر درجہ مجاہدت کو پہنچے۔ (حدائق الحنفیہ صفحہ نمبر ۳۹۱)

بے شک مولانا احمد رضا بریلوی نے اسی راستہ پر چلنے کی وصیت کی تھی جو مذکورہ بالا اولیاء کرام کا راستہ تھا۔

اے ظلِ اللہ شیخ عبدالقادر
اے بندہ پناہ شیخ عبدالقادر

اے اللہ کی رحمت کے سایہ اور بندوں کو پناہ دینے والے شیخ عبدالقادر۔

محتاج و گدائیم و تو ذوالتاج و کریم
شیئاً للہ شیخ عبدالقادر

میں محتاج اور تو ذوالتاج و کریم ہے، اے شیخ عبدالقادر للہ کچھ میری مدد کیجئے۔

عبدالقادر کریم عبدالقادر
عبدالقادر عظیم عبدالقادر

شیخ عبدالقادر کریم النفس اور عظیم مرتبت ہیں۔

۔ تجھ سے دور کیا رضا پیاسا مر جائے
اپنے دریا کی موج سے اک قطرہ اور دے

تجھ سے دور تیرا وفادار پیاسا مر جائے، مجھے اپنے دریا کی موج سے ایک قطرہ اور دے۔

۔ محمد ملک اے الٰہ عبدالقادر
اے مالک و بادشاہ عبدالقادر

سب تعریف عبدالقادر کے لئے ہے [illegible] تعالیٰ کی طرف سے دونوں جہان کے مالک و بادشاہ ہیں۔

- شیخ محی الدین ابن عربی فرماتے ہیں:

بعد اولیاء میں شیخ الاسلام سیدی محی الدین عبدالقادر گیلانی کو [illegible] قدر و منزلت و رتبت حاصل ہے ایک قطب [illegible] اولیاء اور افراد آپ کے رعیت ہیں اور آپ سب کے آقا ہیں۔ ([illegible])

- حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبندی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

۔ بادشاہ ہر دو عالم شاہ عبدالقادر است
سرور اولاد آدم شاہ عبدالقادر است

([illegible] مشائخ قادریہ صفحہ ۲۲)

- محدث ابن جوزی (م ۵۹۷ھ) علیہ الرحمۃ نے آپ کو "اولیاء اللہ میں سب سے زیادہ بلند، سید و کے سرتاج شیخ الاسلام اور پیشوا کے القاب سے یاد فرمایا ہے"۔ ([illegible])

- حافظ زین الدین [illegible] ہے منقبت میں حضور غوث پاک کو ان القاب سے یاد کرتے ہیں: "شیخ [illegible] اہل طریقت پیشوائے [illegible] سلطان ہیں"۔ ([illegible])

- مولوی محمد احتشام الحسن کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں:

حضرت شیخ المشائخ، قطب الاقطاب، امام الاولیاء، محی الملۃ والدین غوث اعظم ابو محمد سید عبدالقادر جیلانی حسنی قدس سرہ سلسلہ قادریہ کے بانی اور سرخیل اولیاء امت ہیں۔ (غوث اعظم [illegible] احتشام الحسن کاندھلوی صفحہ [illegible] طبع [illegible])

اب ہم ایک ایسے عالم کا فتویٰ درج کرتے ہیں جو کہ علمائے دیوبند کے پیشوا تسلیم کیے جاتے ہیں یعنی مولوی رشید احمد گنگوہی۔ اصل میں قاضی محمد حسن [illegible] صاحب متوطن [illegible] نے گنگوہی صاحب [illegible] ایک استفتاء بخدمت علماء دین بھیجا تھا [illegible] کہ قاضی صاحب منگوری نے شیخ [illegible] صاحب موصوف کی سنت [illegible] وظیفہ [illegible] پڑھنے کی وجہ سے یہ مشہور کر دیا تھا کہ شیخ صاحب کے پیچھے نماز [illegible] نہیں۔ اس [illegible] میں اکابر علماء اہل سنت والجماعت نے اس کا جواز لکھا تھا جس کے اسماء [illegible] یہ ہیں۔

1. مولانا مولوی ارشاد حسین صاحب رامپوری۔
2. مولانا مولوی محمد لطف اللہ صاحب علی گڑھی۔
3. مولانا مولوی احمد حسن صاحب کانپوری۔
4. مولانا مولوی محمد نعیم صاحب لکھنوی۔
5. مولانا مولوی محمد معین القضاۃ صاحب حیدرآبادی۔
6. مولانا مولوی محمد مسعود صاحب دہلوی۔
7. مولانا مولوی محمد کو ہر علی صاحب رامپوری وغیرہم تحریر نہ ہو پر مولوی رشید احمد گنگوہی صاحب کا فتویٰ نقل کر دیتے ہیں جو علماء دیوبند کیسے [illegible] قاطعہ [illegible] رسالہ فتویٰ جواز یا شیخ عبدالقادر جیلانی شیئاً للہ کے نام سے ۱۸۹۰ء میں طبع ہوا تھا۔

"عبارات فتویٰ: اس کا پڑھنا شرک اس وقت ہے کہ شیخ کو عالم الغیب و متصرف مستقل (ذاتی طور پر بغیر اللہ تعالیٰ کی عطا کے) جانے اور جو اس نقد میں برکت و اثر جان کر پڑھے تو بعض مشائخ قادریہ کا معمول ہے ایسے پڑھنے پر تکفیر ہونے نہ تحقیق۔ اگرچہ ایسے وظیفہ کا پڑھنا اولیٰ بھی نہیں۔ اور کسی مسلمان پر [illegible]

فسق کہنا جب تک تاویل ہو سکے اس کے قول کی حسن ہو سکے درست نہیں۔ ہاں اگر وہ خود اقرار کرے کہ میری مراد کفر کے معنی ہیں۔ (حالانکہ کوئی مسلمان ایسا نہیں کہہ سکتا، تو معاملہ ختم نہیں) اور جب تک کہ وہ اقرار صراحۃ نہ کرے تو تاویل کر کے مسلمان بنا دے اور جو تاویل ابھی بیان کر دی (جیسا کہ عام مسلمان کرتے ہیں) تو اس پر گمان بد کرنا معصیت ہے۔ ان بعض الظن اثم۔ لہٰذا ایسے شخص کی امامت بھی درست ہے اور باہم اتفاق واجب ہے۔ فقط واللہ اعلم۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی ؒ

([illegible])

• قسیم الاسلام حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی نور اللہ مرقدہ

سے ایک شخص نے عرض کیا کہ بعض مولویوں نے فتویٰ دیا ہے کہ یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ نہ پڑھا جاوے۔ فرمایا: ہم تو ایسے کام نہیں کرتے۔ جن لوگوں کا برزخ سے تعلق ہے انہیں صحیح حال معلوم ہے۔ منکروں سے اگر پوچھیں تو وہ تو یہ بھی کہیں گے کہ "الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ" بھی نہ پڑھا جائے۔ الخ

(تفصیل کیلئے ملفوظات مہریہ صفحہ نمبر 125، ملفوظ نمبر 216 کا مطالعہ فرمائیں۔)

• علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں۔

وظیفہ یا شیخ عبد القادر شیئاً للہ اگر شیخ کو متصرف حقیقی سمجھے تو منجر الی الشرک

(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر 98 طبع ایچ ایم سعید کمپنی کراچی 1988ء)

تھانوی جی (یا شیخ عبد القادر جیلانی شیئاً للہ) کے بارے لکھتے ہیں کہ صحیح العقیدہ سلیم الفہم کیلئے جواز کی گنجائش ہو سکتی ہے۔ (امداد الفتاویٰ صفحہ 357 جلد 5 مطبوعہ مکتبہ دار العلوم کراچی 2010ء)

مولوی انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں: والمراد من قولہ المعصوم یا شیخ سید عبد القادر جیلانی شیئاً للہ حملہ علی الجواز (فیض الباری صفحہ 369 جلد 2 مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ)

تھانوی جی مولوی رشید احمد گنگوہی سے استغاثہ کرتے تھے یا سیدی للہ شیئاً انت الکریم و انی المجید الجانی۔ ترجمہ: اے میرے سردار خدا کے واسطے کچھ تو دیجئے آپ سخی ہیں میں ہوں سوالی (تذکرۃ الرشید صفحہ نمبر 117، 150 جلد 1 طبع لاہور) (ابو بلال یعقی عفی عنہ)

ہو گا ہاں اگر وسیلہ و ذریعہ جانے یا ان الفاظ کو با برکت سمجھ کر خالی الذہن ہو کر پڑھے تو کچھ حرج نہیں۔ الخ (کلیات امدادیہ صفحہ نمبر 82 طبع کراچی)

• علامہ خیر الدین رملی استاذ صاحب درمختار فتاویٰ خیریہ میں فرماتے ہیں:

"قولہم یا شیخ عبد القادر نداء فما الموجب لحرمتہ"

ترجمہ: لوگوں کا کہنا کہ یا شیخ عبد القادر یہ ایک ندا ہے پھر اس کی حرمت کا سبب کیا ہے

(فتاویٰ خیریہ از علامہ خیر الدین رملی صفحہ نمبر 182 جلد 2 مطبوعہ افغانستان)

احمد سے احمد اور احمد سے تجھ کو
کن اور سب کن مکن حاصل ہے یا غوث

حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خالق کائنات جل شانہ نے علم و حکمت دیئے اور وہ تمام کمالات و مراتب اور محاسن جو مخلوق کے شایان شان تھے بدرجہ اتم عطا فرمائے۔ امام احمد رضا بریلوی فرماتے ہیں کہ حضور غوث اعظم رضی اللہ عنہ کو تمام درجات و مراتب بارگاہ ختم الانام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حاصل ہوئے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی صفت کن و مکن کا مظہر اور صاحب مرتبہ بنایا ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے اذن سے آپ کو کن (ہو جا) اور مکن (شدہ) کہنے کا اختیار حاصل ہے۔

• شیخ محمد اکرم چشتی قدوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی تربیت سے آپ کو کمالات جدید قطب عطا ہوئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خلافت کبریٰ حاصل ہوئی۔

(اقتباس الانوار صفحہ نمبر 87، 17 مطبوعہ لاہور مترجم)

• حضرت سیدنا غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

یہ وہ توحید ہے اور حالت محویت فی الذات ہے جو اولیاء و ابدال کا خاصہ ہے یہاں بندہ کو تکوینی یعنی خلقت و پیدائش اشیاء کی قوت عطا فرمائی جاتی ہے اور باذن الٰہی اس کے حکم کن سے عجائب و غرائب ظہور میں آتے ہیں وہ وہ خلق خدا کا ملجا و ماویٰ بن جاتا ہے اسے شرح صدر ہوتا ہے اور اس کا ذکر خیر دونوں جہانوں میں بلند

ہوتا ہے اور حق تعالیٰ کی بعض کتابوں میں اس کا ارشاد موجود ہے کہ اے بنی آدم میں اللہ ہوں، میرے سوا کوئی معبود نہیں، میں جس شے کو کہہ دوں کہ کن (ہوجا) وہ فوراً ہوجاتی ہے، اور میری اطاعت میں تو ہو گا تو بھی جس شے کو کہہ دیگا (کن) ہوجا، وہ تیرے کہنے سے فوراً ہوجائیگی۔ (فتوح الغیب از شیخ عبدالقادر جیلانی صفحہ نمبر ۲۸، طبع لاہور)

عجم کیا عرب حل کیا حرم میں
جمی ہو جا تیری محفل ہے یا غوث

عرب و عجم ہی نہیں بلکہ حل و حرم کیا ہر جگہ آپ کی یاد میں محفلیں منعقد ہو رہی ہیں اور آپ کے نام نامی اسم گرامی کا چرچا کیا جا رہا ہے۔

ہے شرح اسم القادر تیرا نام
یہ شرح اس متن کی مال ہے یا غوث

القادر صفت باری کی شرح آپ کا نام ہے غوث اعظم عبدالقادر ہے اسم القادر متن ہے اور آپ کا نام اس نام کی شرح متین ہے جس نے قادر کی قدرت کو اپنی کرامات میں ظاہر کیا۔

- مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں

دوسرے (اولیاء اللہ) وہ (ہیں) جن کے متعلق اصلاح معاش و انتظام امور دنیویہ کی خدمت ہے کہ اپنی ہمت باطنی سے ان امور کی درستی کرتے ہیں اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں جن کو عرف میں اہل خدمت کہتے ہیں اور ان میں سے جو قوی اور اقوی (ہو) وہ دوسروں پر حاکم ہوتا ہے اس کو قطب تکوینی کہتے ہیں اور اس کی حالت مثل حضرت خضر علیہ السلام کے ہوتی ہے

(کلید مثنوی صفحہ ۲۲۳ جلد اول طبع ملتان)

دیکھیے مولوی اشرف علی تھانوی اولیاء اللہ کیلئے خدائی تصرفات ثابت کر رہے ہیں۔

(... جو ہم ...)

- مولوی محمد اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں:

پس حکیم مطلق ان (اولیاء اللہ) کو تصرفات کرنے میں واسطہ بناتا ہے مثلاً دل بارش و پرورش اشجار و سبزی و نباتات و بقائے انواع حیوانات و آبادی قریہ و امصار تخت و خزانہ و ادوار و تحویل اقبال و ادبار سلاطین و انقلاب حالات اغنیاء و ... اور ترقی و تنزل مقادیر و کبار و اجتماع و تفرق جنود و عساکر و فتح بلاد و ... (منصب امامت صفحہ نمبر ۱۰۱ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۸ء)

نیز مولوی صاحب لکھتے ہیں

... جو تغیرات اور انقلابات اطراف عالم یا بنی آدم میں پیدا ہوتے ہیں وہ بھی ان کی قدرت سے پیدا نہیں ہوتے اور نہ ان میں بذات کسی تصرف کی طاقت ہے، بلکہ ... حضرت ... ان کو تصرفات عالم ... قادر کی قدرت عطا فرما کر ... بلکہ ... اپنی طاقت صرف کرتے ہیں اور ... تصرفات اور رنگ برنگ تغیرات عالم کون میں پیدا کرتے ہیں الخ

(منصب امامت صفحہ نمبر ۱۱۲، ۱۱۳ طبع ۱۹۸۸ء)

- حجۃ الاسلام امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

جب بندہ طاعت الٰہی میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو بے شمار حسنوں سے نوازتا ہے جس میں سے دسویں نعمت یہ ہے کہ وہ خدا سے جو کچھ مانگتا ہے اس کو دیتا ہے اور اگر کسی کی سفارش کرتا ہے تو اس کی سفارش قبول کی جاتی ہے اور اگر خدا تعالیٰ کی قسم دیتا ہے تو وہ جس طرح بھی چاہے ان کی قسم کو پورا کر دیتا ہے یہاں تک کہ اگر وہ کسی بات میں ہے پہاڑ کی طرف اشارہ کرے تو وہ اپنی جگہ سے ہٹ جاتا ہے وہ ہوا سے ... کرنے کا محتاج نہیں کہ اس کے دل میں کسی چیز کا خیال آتا ہے تو وہ حاضر ہو جاتی ہے اور وہ ہاتھ سے بھی اشارہ کرنے کا محتاج نہیں ہوتا۔ (منہاج العابدین صفحہ نمبر ۲۲۳ مطبوعہ کراچی ۱۹۸۳ء)

"لمعات الاقطاب" کے اشعار کا جواب

"مرتبین انصاف" نے درج ذیل عنوان:

"پیروں میں خدائی اختیارات"

کے تحت "لمعات الاقطاب" مؤلفہ خواجہ غلام فرید چشتی نظامی سے چند اشعار لکھ کر طعن و تشنیع مولانا احمد رضا بریلوی پر کی ہے۔ (انصاف صفحہ نمبر ۳۲،۳۳)

الجواب: اشعار خواجہ غلام فرید چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کے اور طعن و تشنیع مولانا احمد رضا بریلوی پر یہ کیسی کھلی جہالت اور دھاندلی ہے۔

• خواجہ غلام فرید چشتی نظامی علیہ الرحمۃ کے متعلق علمائے دیوبند کے

تاثرات

حضرت خواجہ غلام فرید قدس سرہٗ (م ۱۳۱۹ھ/۱۹۰۱ء)

پنجاب میں سلسلہ چشتیہ نظامیہ کے جلیل القدر مشائخ میں سے ہیں۔ الخ

(ماہنامہ الرشید لاہور، دارالعلوم دیوبند صفحہ نمبر ۶۱)

• کوثر نیازی

حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ اس علاقہ کے روحانی پیشوا تھے۔ آپ کے علمی مقام، فکری مرتبے اور شاعرانہ عظمت پر غور فرمایئے، مجھے تو خواجہ صاحب سرائیکی زبان کے رومی نظر آتے ہیں۔ الخ

(شرح دیوان فرید از مولانا نور احمد خان صفحہ نمبر ۱۴۶ مطبوعہ ملتان)

• سید عطاء اللہ شاہ بخاری

سرمہ چشم شد بخاری را
خاک پائے غلام خواجہ فرید

(۱)... (سوانح الہامات از سید عطاء اللہ شاہ بخاری صفحہ نمبر ۲۰۰ مطبوعہ ملتان)
(۲)... (شرح دیوان فرید از مولانا نور احمد خان صفحہ نمبر ۱۳۶ مطبوعہ ملتان)

• سید ابوذر بخاری بن سید عطاء اللہ شاہ بخاری لکھتے ہیں:

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب فاروقی چشتی رحمۃ اللہ علیہ۔ مدفون چاچڑاں شریف۔ (حاشیہ سوانح الہامات صفحہ نمبر ۱۰۱ مطبوعہ ملتان)

• مولوی لال حسین اختر (سابق امیر اعلیٰ مجلس تحفظ ختم نبوت پاکستان) لکھتے ہیں:

حضرت خواجہ غلام فرید صاحب عارف ربانی رحمۃ اللہ علیہ۔

(ہفت روزہ ختم نبوت ملتان ۱۹ ذی قعد ۱۳۹۶ھ بمطابق ۱۹۷۶ء صفحہ نمبر ۷)

مزید لکھتے ہیں: حضرت شیخ المشائخ قطب الاقطاب خواجہ غلام فرید صاحب قدس سرہٗ۔ (ایضاً صفحہ نمبر ۸)

اور بقول مرتبین انصاف، خواجہ صاحب کے یہ اشعار گمراہی و ضلالت پر مبنی ہیں تو ان کو گمراہ کیوں نہیں کہا جاتا۔ جن علماء دیوبند نے ان کی مدح کی ہے وہ کس زمرے میں شمار ہوں گے؟ سوچ سمجھ کر جواب دو۔

خوب! علمائے دیوبند کے پیر و مرشد اپنے پیر صاحب کی قبر کے متعلق لکھتے ہیں۔

جس کو ہو وے شوق دیدار خدا
ان کے مرقد کی کرے زیارت وہ جا

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۵۸ مطبوعہ کراچی)

یعنی حاجی امداد اللہ صاحب کے پیر کی قبر کی زیارت کرنا خدا کی زیارت کرنا ہے۔

• مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

گر قبلہ روئے تو یا رسول اللہ
رواست سجدہ بسوئے تو یا رسول اللہ

(المرید الجلیہ صفحہ نمبر ۱۰ مطبع الہ آباد)

جو ان شعروں کا جواب مرتبین مضاف دیں گے وہی خواجہ علاؤ فرید علیہ الرحمۃ کے شعروں کا جواب ہوگا

الجواب ۳۳ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

خواجہ بہاؤ الدین قدس سرہ العزیز نے فرمایا، ولی اعظم حسین ... محمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ (السنۃ الجلیۃ صفحہ نمبر ۱۰۹)

- مولوی نذیر احمد عرشی دیوبندی لکھتے ہیں

یعنی اولیاء کرام اللہ کی ذات میں ہوتی ہیں۔ ... (مفتاح العلوم ج ... ص ۱۹۹)

- مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں

حسن ... حضرت شیخ (حاجی امداد اللہ) وہ ... محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھ۔ (قصص الاکابر صفحہ نمبر ۹۰)

حاجی امداد اللہ صاحب نے مولوی احمد حسن کے جواب میں فرمایا کہ شیخ ... رسول ہے ملک میں حق ہے نہیں ملک صورت حق ہے۔[1]

(بیان الرحمٰن صفحہ نمبر ۹ طبع چہارم ۱۹۸۷)

جو ان عبارت کا جواب ہوگا وہی خواجہ صاحب کے اشعار کا جواب ہوگا۔

تیرا آستان ہے وہ آستان کہ حریم بیت الحرام ہے
تیری بارگاہ ہے وہ بارگاہ کہ جو قبلہ گاہ انام ہے

(انصاف صفحہ نمبر ۳۳)

الجواب شاعر کہتا ہے کہ جس طرح بیت اللہ کی زیارت کیلئے خود بخود لوگوں کے دل کھنچے چلے جاتے ہیں اسی طرح آپ (یعنی پیر جماعت علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ) کا آستانہ بھی لوگوں کی توجہ گاہ ہے کہ کثرت سے لوگ آپ کے آستانے پر حاضری دیتے ہیں۔ اس میں آستانۂ علی پور کو ہرگز خانہ کعبہ نہیں کہا گیا بلکہ آستانۂ علی پور کو قبلہ گاہ یعنی لوگوں کی توجہ گاہ کہا گیا ہے۔

[1] ملفوظات حکیم الامت صفحہ نمبر ۲۰۲ جلد ۱۵ طبع ملتان (ادارہ مجلس تحقیق شرعی)

... کو نذر داد کیجیے

مولوی محمود الحسن دیوبندی، مولوی رشید احمد گنگوہی کی وفات کے موقع پر مرثیہ میں لکھتا ہے

جدھر آپ مائل تھے ادھر ہی حق بھی دائر تھا
مرے قبلہ مرے کعبہ تھے حقانی سے حقانی
پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ
جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق و شوق عرفانی

(مرثیہ گنگوہی صفحہ نمبر ۸، ۹، مرتب حاجی ... الرشید ...)

مدینہ بھی مطہر ہے، مقدس ہے علی پور بھی
ادھر جائیں تو اچھا ہے ادھر جائیں تو اچھا ہے

(انصاف صفحہ نمبر ۳۳)

جواب: شاعر کہتا ہے کہ مدینہ منورہ بھی مطہر ہے (اپنی شان کے لائق) اور علی پور بھی مقدس ہے (اپنی شان کے لائق) ادھر بھی جائیں اچھی بات ہے۔

اس شعر میں فقط معنوی مناسبت ہے کہ دونوں متبرک ہیں (اپنی اپنی شان کے مطابق سے) مقدس محترم ہیں۔ ورنہ مدینہ منورہ کی عظمت و رفعت اور خصوصیات تو وہ بے شمار ہیں۔

- مدینہ شریف حرمین شریفین میں داخل ہیں۔

تیرے پروردگار عالم نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ معظمہ سے ہجرت کا حکم دیا اور مدینہ منورہ میں قیام کا حکم فرمایا۔ جملہ کمالات ظاہری و باطنی جو عام ... استعداد میں امانت رکھے گئے تھے۔ ان سب کو دائرہ فعلیت میں لایا اور اس شہر کو تمام ... دولت ... اور برکات کے خزانوں کی کنجی کر دیا تھا۔ اس کی خاک پاک کو آپ کے گوہر ... شریف کیلئے صدف بنا کر قیامت تک اس زمین کا حصہ آپ کے وجود پاک سے ... نور فیض بخش ملک ملکوت ہے

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خاک مدینہ میں شفا ہے۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جو شخص مدینہ منورہ میں انتقال کرے اس کیلئے میں قیامت کے دن شفیع ہوں گا۔
- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے جو لوگ سب سے پہلے ہماری شفاعت حاصل کریں گے وہ اہل مدینہ ہیں اس کے بعد اہل مکہ پھر اہل طائف۔ (جذب القلوب از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

اہل سنت وجماعت کا عقیدہ

قبر شریف سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلقاً اور بالعموم افضل و اکرم ہے خواہ شہر مکہ مکرمہ ہو یا خانہ کعبہ شریف اور خانہ کعبہ سوائے قبر شریف آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ سے افضل ہے۔ (جذب القلوب مترجم صفحہ نمبر ۲۰ مطبوعہ کراچی)

- یہ شہر مقدس دجال کے وجود اور نجاست سے محفوظ رہے گا۔ بخاری و مسلم کی روایت سے ثابت ہے کہ اس زمانے میں مدینہ منورہ کی ہر گلی پر فرشتوں کی ایک جماعت مقرر ہوگی کہ اس کی حفاظت کریں۔
- مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنا ایک ہزار نمازوں سے افضل ہے۔ (بخاری جلد اول صفحہ نمبر ۱۵۹ طبع کراچی)

ایک ضروری مسئلہ اور اس کی وضاحت

- مرتبین "خصائف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

رضا خانی درود شریف

۱ اللھم صل وسلم علیہ وعلیھم وعلی عبد المصطفی مولانا احمد رضا وعلی آل احمد رضا۔

۲ اللھم صل وسلم علیہ وعلیھم وعلی مولانا عبدک الفقیر ابی الفتح عبید الرضا محمد حشمت علی۔

۳ اللھم صل وسلم علی محمد وسیدنا وھادینا و مرشدنا مخدومنا حافظ سید جماعت علی شاہ۔ (خصائف صفحہ نمبر ۳۳) (ایضاً حاشیہ صفحہ نمبر ۲)

جواب: مندرجہ بالا نمبر ۱ و نمبر ۲ درود میں پہلے نبی کریم، پھر بزرگان دین اور بعد میں مولانا احمد رضا بریلوی اور مولانا حشمت علی پر درود وسلام پیش کیا گیا ہے۔ اور نمبر ۳ میں پہلے نبی اکرم پر پھر پیر جماعت علی شاہ پر درود وسلام پیش کیا گیا ہے۔ مستقلاً درود نہیں بھیجا بلکہ تبعاً درود بھیجا ہے اور یہ محققین علماء کے نزدیک جائز ہے۔

- امام ابوحنیفہ (م ۱۵۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ

وقالت طائفۃ یجوز تبعاً ولا یجوزہ استقلالاً وھذا قول ابی حنیفۃ و جماعۃ۔

- امام احمد بن حنبل (م ۲۴۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ

وقالت طائفۃ یکرہ استقلالاً لا تبعاً وھی روایۃ عن احمد۔

- امام مالک (م ۱۷۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ

ویحکی عن الامام مالک کما تقدم وقالت طائفۃ لا یجوز مطلقاً لا استقلالاً ولا تبعاً۔ (عمدۃ القاری، امام عینی (م ۸۵۵ھ) صفحہ نمبر ۱۵۵ طبع پاکستان)

- علامہ قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ

وذکر الصلوٰۃ علی الآل والازواج مع النبی صلی اللہ علیہ وسلم بحکم التبع والاضافۃ الیہ لا علی التخصیص۔
(الشفاء (عربی) صفحہ نمبر ۷۲ حصہ دوم مکتبہ فاروقی کتب خانہ ملتان)

البتہ آل و ازواج کا ذکر درود میں نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کے اتباع و اضافت میں کر سکتے ہیں نہ کہ مستقل خصوصیت کے ساتھ۔

- ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ

قال ھو محمد علیہ السلام کالصلوٰۃ یعنی لا یجوز علی

غیر الانبیاء والملائکۃ الا تبعاً۔

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ از ملا علی قاری حنفی صفحہ نمبر ۳۴۳ جلد ۲ مکتبہ امدادیہ ملتان)

● شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ

جمہور علماء کا جو مسلک مختار ہے اور جس پر کثیر فقہاء و متکلمین متفق ہیں یہ ہے کہ غیر نبی پر تنہا مستقلاً صلوٰۃ بھیجنا جائز نہیں ہے بلکہ یہ ایسی چیز ہے جو انبیاء علیہم السلام کے ساتھ مخصوص ہے۔ اور ان کی تعظیم و توقیر میں اسے شعار و علامت مقرر رکھا گیا ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد اول صفحہ نمبر ۵۸۱ مطبوعہ کراچی مترجم)

● امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ رحمۃ

ولا الصلوٰۃ والسلام علی الصحابۃ استقلالاً و یجوز تبعاً۔

(تدریب الراوی فی شرح تقریب النواوی حصہ دوم صفحہ نمبر ۸۲)

● علامہ عبدالغنی نابلسی (م ۱۱۴۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ

ولا یصلی علی غیر الانبیاء والملائکۃ الا بطریق التبع۔

(الحدیقۃ الندیہ صفحہ نمبر ۹)

● قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ

ھل یجوز الصلوٰۃ والسلام غیر الانبیاء والصحیح انہ یجوز تبعاً و یکرہ استقلالاً۔ (تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۳۷۹ جلد ۷ مطبوعہ دہلی)

● علامہ یوسف نبہانی (م ۱۳۵۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ

علامہ جوینی قدس سرہ نے فرمایا "صلوٰۃ" کی طرح "سلام" بھی مستقلاً ممنوع ہے۔ (جواہر البحار فی فضائل النبی المختار)

● "مرتبین انصاف" کے گھر کی شہادت

ذھب المفتیون من المذاھب الاربعۃ الی ھجرھا وھکذا

منسی فان لفظ الصلوٰۃ صار شعاراً للانبیاء علیھم السلام فی زماننا فلا یصلی غیر الا ان یکون تبعاً۔ (فیض الباری علی صحیح البخاری) ۱

الزام: بریلوی اعلیٰ حضرت عبدالقادر پر حق اور ہر جگہ کعبہ و مدینہ بنانے کے بعد اس قدر بے باز ہوئے کہ ایک فرضی غیر مستند درود کے بعد لکھا

اس نیت کو بھی جگہ نہ دے مجھے زیارت رسول نصیب ہو (انصاف صفحہ نمبر ۳۵)

الجواب: فاضل بریلوی علیہ الرحمۃ چند مختصر درود شریف لکھنے کے بعد فرماتے ہیں،

(بعد نماز عشاء) طاق بار پڑھتا ہوا سوئے حصول زیارت اقدس کیلئے اس سے بہتر صیغہ نہیں مگر خالص تعظیم شان اقدس کیلئے پڑھے اس نیت کو بھی جگہ نہ دے کہ مجھے زیارت عطا ہو آگے ان کا کرم بے حد انتہا ہے۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد ازو غیر او تمنائے!

قارئین کرام انصاف کریں اس میں کون سی بات قابل گرفت ہے، معلوم ہوتا ہے بغض رضا نے "مرتبین انصاف" کے عقل و فہم کو مفلوج کر دیا ہے۔

● محدثین کا خود ساختہ درود شریف، "مرتبین انصاف" کیلئے لمحہ فکریہ!

۱۔ امام بخاری (م ۲۵۶ھ) علیہ الرحمۃ۔

۲۔ امام مسلم (م ۲۶۱ھ) علیہ الرحمۃ۔

۳۔ امام ترمذی (م ۲۷۹ھ) علیہ رحمۃ۔

۱۔ صاحب اصول الشاشی فرماتے ہیں، السلام علی ابی حنیفۃ و صاحبہ (اصول الشاشی صفحہ نمبر ... مطبع ملتان)
مولوی محمد احمد ... ان کی شرح میں لکھتے ہیں صلوٰۃ کا لفظ مستقل غیر نبی کیلئے نہیں بولا جا سکتا البتہ تبعاً بولا جا سکتا ہے۔ مثلاً یوں کہیں حضرت محمد و ابوبکر و عمر علیہم الصلوٰۃ۔ لفظ سلام پر بحث کرتے ہوئے فرمایا بعض لوگوں کا مسلک یہ ہے کہ سلام کا لفظ نبی اور فرشتے کے غیر کیلئے بھی مستقلاً بولا جا سکتا ہے۔ (آگے ملاحظہ) اور بعض باتیں جو اہل سنت احناف میں کہی جاتی ہیں معاف ہو جاتی ہیں (ملخصاً) (احسن الحواشی شرح اصول الشاشی صفحہ نمبر ۱۲، ۱۳ مکتبہ امدادیہ ملتان) (ابو الجلیل رئیس عثمانی)

۴۔ امام ابو داؤد (م ۲۷۵ھ) علیہ الرحمۃ۔

۵۔ امام ابن ماجہ (م ۲۷۳ھ) علیہ الرحمۃ۔

۶۔ امام نسائی (م ۳۰۳ھ) علیہ الرحمۃ۔

دیگر محدثین کرام کا یہ طریقہ کار ہے کہ وہ حدیث رسول نقل کرتے وقت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھتے ہیں یہ درود شریف نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں، بلکہ یہ محدثین کا خود ساختہ ہے۔اس لئے مرتبین اس کو بھی نہ پڑھا کریں۔

نمبر ۴: بغداد کی محبت نے بریلوی اعلیٰ حضرت کو مدینہ کی محبت سے محروم کر دیا۔

"مگر مدینہ میں مجاورت ہمارے آئمہ کے نزدیک مکروہ ہے کہ فقط آداب نہ کر سکے گا"۔ (احکام شریعت حصہ دوم صفحہ نمبر ۸۲)، (انصاف صفحہ نمبر ۳۵)

الجواب: یہ عبارت مولانا احمد رضا بریلوی نے ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرمائی ہے۔ "مرتبین انصاف" نے خیانت کرتے ہوئے مکمل عبارت نقل نہیں کی۔ ہم سوال مع جواب نقل کرنے پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔ جس سے مسئلہ کی خود بخود وضاحت ہو جائیگی

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ ہجرت ہی کرنا (یعنی کفار کے غلبہ ہند سے) ہے تو بجائے کامل کے مدینہ منورہ کو ہجرت کروں گا یہ تو ہوگا کہ مسجد نبوی میں ایک نماز پڑھنے سے پچاس ہزار نماز کا ثواب ملے گا (بس یہ)۔ یہ کہتا ہے کہ مدینہ سے نکلا ہے اور پھر اسی جگہ چٹ جائے گا۔پس اس جگہ سے کون سی جگہ افضل ہے۔الخ

الجواب: زید کے بالائی خیالات سب صحیح ہیں بے شک مدینہ منورہ سے کسی شہر کو نسبت نہیں ہو سکتی۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔المدینة خير لهم ولو كانوا يعلمون ، مدینہ منورہ ان کیلئے بہتر ہے اگر وہ جانیں۔مگر مدینہ منورہ میں مجاورت ہمارے آئمہ کے نزدیک مکروہ ہے کہ حفظ آداب نہیں ہو سکے گا۔الخ

(احکام شریعت صفحہ نمبر ۱۰۳، طبع کراچی)

مدینہ منورہ میں آداب کی پوری پابندی نہ ہونے کی وجہ سے عوام الناس کیلئے آئمہ کرام نے مدینہ طیبہ میں مجاورت کو مکروہ لکھا ہے۔ جو شخص پابندی آداب ملحوظ خاطر رکھے اس کیلئے کراہت نہیں، کیونکہ ہندوستان کے متعدد علمائے کرام نے مدینہ منورہ کی طرف ہجرت کی اور وہیں وصال فرمایا۔

ایک خواب وعبارت کی تشریح

مولانا احمد رضا فرماتے ہیں (یک دفعہ میں دو دو کمر او رسینہ میں جتر تھا) ایک روز دیکھا کہ حضرت (والد گرامی) تشریف لائے اور حضرت کے شاگرد مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کہ میرے پیر بھائی اور حضرت مرشد برحق رضی اللہ عنہ کے فدائی تھے۔کم ایسا ہوا ہوگا کہ حضرت پیر ومرشد کا نام پاک لیتے اور ان کے آنسو رواں نہ ہوتے۔جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضہ انور کے قریب پائی تھی۔الخ

(انصاف صفحہ نمبر ۳۵)، (ملفوظات حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۰۴)

اگر اللہ تعالیٰ کے کسی نیک بندے کی قبر سے اس کے فضل وکرم سے خوشبو محسوس ہو تو اس میں کون سا استحالہ ہے۔

● امام بخاری رحمۃ اللہ کی قبر سے خوشبو کا آنا

امام بخاری کی وفات کے بعد ایک عرصہ تک آپ کی قبر کی مٹی سے خوشبو آتی رہی اور لوگ بطور تبرک مٹی اٹھاتے رہے۔الخ

(تفرا لحسنین، بحوالہ المصطفیٰ صفحہ نمبر ۱۰۹، از مولوی محمد حنیف گنگوہی، مطبوعہ کراچی ۱۹۸۶ء)

● پروفیسر ڈاکٹر نور احمد نور نشتر میڈیکل کالج ملتان لکھتے ہیں۔

چند برس پہلے کی بات ہے راجن پور کے قبرستان میں ایک مردے کو دفن کرنے کیلئے ایک قبر تیار کی گئی۔ابھی تک لوگ مردے کو لے کر پہنچے نہیں تھے کہ پورے قبرستان میں عجیب فرحت انگیز خوشبو مہک رہی تھی، لوگ حیران ہوئے کہ یہ

خوشبو کہاں سے آرہی ہے جبکہ قبرستان میں صرف دو جال کے درخت اور چند جنگلی پودے تھے جو کہ خوشبو نہیں دے سکتے تھے۔ تلاش کرنے پر معلوم ہوا کہ خوشبو کا منبع نئی تیار کی گئی قبر کی تہہ میں موجود ایک سوراخ ہے۔ لوگوں نے جب اس سوراخ کو بڑا کیا تو نیچے سے ایک قبر نکلی، جس میں ایک سفید ریش بزرگ ہمیشہ کی نیند سو رہے تھے۔

(ماہنامہ اصلاح معاشرہ پاکستان جلد ۴ شمارہ ۲ فروری ۱۹۹۵ء صفحہ نمبر ۲۱)

- حضرت ابو الحسن بن براء نے "کتاب الروضہ" میں اپنی سند سے روایت کی کہ ابراہیم گورکن نے مجھے اطلاع دی کہ مجھے قبر کھودتے وقت ایک اینٹ ملی، اب جو میں نے اسے سونگھا تو اس میں مشک کی خوشبو مہک رہی تھی میں نے قبر کے اندر دیکھا تو ایک بوڑھا بیٹھا ہوا قرآن پڑھ رہا تھا۔

(شرح الصدور مترجم صفحہ نمبر ۲۸۷ علامہ سیوطی طبع کراچی ۱۹۶۹ء)

عبارت: "مرتبین انصاف" درج ذیل عنوان کے تحت طنزاً لکھتے ہیں۔

"بریلوی اعلیٰ حضرت ان کمالات کی وجہ سے اپنی قلبی کیفیت بیان فرماتے ہیں"

بحمد اللہ میں اس حالت کو پاتا ہوں جس میں فقہائے کرام نے لکھا ہے کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن الحمد للہ سنتیں کبھی نہیں چھوڑیں، نفل البتہ اس روز سے چھوڑ دیے ہیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۳۵) (ملفوظات حصہ چہارم صفحہ نمبر ۵)

الجواب: اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی نے اپنے بڑھاپے کی حالت بیان کرتے ہوئے یہ بات لکھی ہے کہ میں اس قدر کمزور ہو چکا ہوں کہ ایسی حالت میں فقہائے کرام نے سنتیں ترک کرنے کی اجازت دی ہے مگر اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ کبھی سنتیں ترک نہیں ہوئیں، البتہ نفل چھوٹ گئے ہیں۔ "مرتبین انصاف" بتائیں اس میں کونسی بات قابل گرفت ہے جس کی وجہ سے اس قدر سیخ پا ہو رہے ہیں۔

الزام: بریلوی اعلیٰ حضرت کا اصل معجزہ انگریز کی وفاداری تھا۔

(انصاف صفحہ نمبر ۳۶)

الجواب: فاضل بریلوی پر اس اعتراض کا تفصیلاً جواب ہم اوراق گزشتہ پر لکھ چکے ہیں۔ تاہم چند شواہد پیش کرتے ہیں۔

ہم شواہد و حقائق کی روشنی میں پورے وثوق و یقین کے ساتھ کہتے ہیں کہ انگریزوں نے جس طرح مولوی سید احمد بریلوی کی دعوت کی تھی، امام احمد رضا کی اس طرح دعوت نہ کی۔ (مخزن احمدی صفحہ نمبر ۱۳۶ مطبوعہ آگرہ)

نہ جس طرح انگریزوں نے مولوی سید احمد کی مدد کی تھی امام احمد رضا کی کبھی مدد کی۔ (نقش حیات صفحہ نمبر ۱۲۲ جلد دوم از حسین احمد مطبوعہ دہلی ۱۹۵۴ء)

نہ امام احمد رضا نے مولوی اسماعیل دہلوی کی طرح انگریزوں کے متعلق یہ اظہار خیال کیا۔ "ہمیں ان کی حکومت میں ہر طرح کی آزادی ہے بلکہ ان پر کوئی حملہ آور ہو تو مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ اس سے لڑیں اور اپنی گورنمنٹ پر آنچ نہ آنے دیں"۔ (حیات طیبہ از مرزا حیرت دہلوی صفحہ نمبر ۲۹۶ مطبوعہ دہلی)

نہ امام احمد رضا کو انگریز کمشنر نے مولوی نذیر حسین کی طرح پروانہ وفاداری عنایت کیا۔

"مولوی نذیر حسین دہلی کے ایک بڑے مقتدر عالم ہیں جنہوں نے نازک وقتوں میں اپنی وفاداری گورنمنٹ برطانیہ کے ساتھ ظاہر کی"۔

(مکتوب کمشنر دہلی محررہ ۱۰ اگست ۱۸۸۳ء الحیات بعد الممات صفحہ نمبر ۱۴۰ از فضل حسین بہاری)

نہ سرسید کی طرح انگریزوں کی بدخواہی اور بغاوت کو جرم قرار دیا۔

"میں خود وہابی ہوں وہابی ہونا جرم نہیں بلکہ گورنمنٹ (انگریزی) کی بدخواہی جرم ہے۔ (حیات جاوید صفحہ نمبر ۵ از الطاف حسین حالی مطبوعہ لاہور ۱۹۶۵ء)

نہ کبھی مولوی رشید احمد گنگوہی کی طرح انگریزوں کے اقتدار اعلیٰ کا اعتراف کرتے ہوئے اس قسم کے خود سپردانہ کلمات کہے۔

میں جب حقیقت میں سرکار کا فرمانبردار رہوں تو جھوٹے الزام سے میرا بال بھی بیکا نہ ہوگا۔ اگر مارا بھی گیا تو سرکار مالک ہے اور اسے اختیار ہے جو چاہے

کرے۔ (تذکرۃ الرشید، عاشق الٰہی میرٹھی صفحہ نمبر ۸۰ جلد اول طبع لاہور)

نہ امام احمد رضا نے مولوی شبلی کی طرح یہ فتویٰ صادر فرمایا:

"مسلمانوں پر انگریزی حکومت کی اطاعت و فرمانبرداری مذہباً فرض ہے"۔ (شبلی نامہ صفحہ نمبر ۲۳۳ از محمد اکرام)

نہ اپنے دارالعلوم منظر اسلام کا ندوۃ العلماء کی طرح کسی انگریز سے سنگ بنیاد رکھوایا۔ (شبلی نامہ صفحہ نمبر ۱۸۷ از محمد اکرام)

نہ ندوۃ العلماء کی طرح منظر اسلام کیلئے انگریزوں کی طرف سے کوئی رقم مختص کی گئی (ایضاً)

نہ قاضی محمد سلیمان کی طرح یہ اظہار خیال کیا۔

مجھے امید ہے کہ کوئی مسلمان کبھی بغاوت یا مجرمانہ سازش یا معاندت سلطنت کا روادار نہیں۔ مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: ینھی عن الفحشاء والمنکر والبغی یاد ہے اور ہمیشہ یاد رہنا چاہئے۔

(خطبات سلیمان صفحہ نمبر [illegible] شائع کردہ مسلمان [illegible])

نہ دارالعلوم دیوبند کی طرح دارالعلوم منظر اسلام کیلئے کسی انگریز لیفٹیننٹ گورنر کے معتمد نے اس رائے کا اظہار کیا۔

یہ مدرسہ خلاف سرکار نہیں بلکہ موافق سرکار، ممد و معاون سرکار ہے۔

(اخبار انجمن پنجاب لاہور مجریہ ۱۹ فروری ۱۸۷۵ء)

نہ کسی انگریز معتمد نے یہ اظہار خیال کیا۔

مجھے افسوس ہے آج سر ولیم میور صاحب (گورنر صوبہ متحدہ) موجود نہیں ورنہ بکمال ذوق و شوق اس مدرسہ کو دیکھتے اور طلبہ کو [illegible]۔

(ماہنامہ الرشید دارالعلوم دیوبند نمبر لاہور فروری مارچ ۱۹۷۶ء صفحہ نمبر ۱۹۶)

نہ امام احمد رضا نے دارالعلوم دیوبند کی طرح اپنے علمی اور مذہبی اجلاس میں کبھی کفار و مشرکین کو بلایا اور نہ ان کو کرسی صدارت پر بٹھا کر مجلس علماء کو ذلیل و خوار

۷۔ (اخبار جنگ (کراچی) [illegible] شمارے)

۶ مارچ ۱۹۸۰ء، ۲۰ مارچ ۱۹۸۰ء، ۲۱ مارچ ۱۹۸۰ء

۲۲ مارچ ۱۹۸۰ء، ۲۳ مارچ ۱۹۸۰ء، ۳ اپریل ۱۹۸۰ء

نہ مولوی اشرف علی تھانوی کی طرح انگریزوں کی حمایت میں صراحتاً یہ فتویٰ

۸۔

چونکہ قدیم سے مذہب و قانون جملہ مسیحی لوگوں کا یہ ہے کہ کسی مذہب و ملت سے پرخاش اور مخالفت نہیں کرتے اور نہ کسی کی مذہبی آزادی میں دست اندازی کرتے ہیں اور اپنی رعایا کو ہندوستان میں جو ملوک و متبوعہ اہل مسیح ہے، اور ان کا رعیت بنا درست ہے۔ (اوراق گم گشتہ صفحہ نمبر ۳۳۳ از رئیس احمد جعفری)

نہ امام احمد رضا کے کسی معتقد نے ان کے متعلق یہ بات کہی جو مولانا شبیر احمد نے مولانا اشرف علی تھانوی کیلئے فرمائی۔ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ہمارے آپ کے مسلم بزرگ و پیشوا تھے ان کے متعلق بعض لوگوں کو کہتے سنا گیا ہے کہ ان کو چھ سو روپے ماہوار حکومت کی جانب سے دیے جاتے تھے اس کے ساتھ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ حضرت مولانا تھانوی کو اس کا علم نہیں تھا کہ روپیہ حکومت دیتی ہے۔

(مکالمۃ الصدرین، از طاہر احمد قاسمی)

نہ امام احمد رضا کے کسی عقیدت مند نے یہ بات کہی جو مولانا حفظ الرحمن سیوہاروی نے بانی تبلیغی جماعت مولانا محمد الیاس صاحب کیلئے فرمائی۔

مولانا محمد الیاس صاحب کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداءً حکومت سے بذریعہ حاجی رشید احمد صاحب کچھ روپیہ ملتا تھا پھر بند ہو گیا۔ (مکالمۃ الصدرین صفحہ نمبر ۸)

- پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ متذکرہ بالا حضرات میں سے بعض نے زمانے کے نشیب و فراز کے ساتھ انگریزوں کے خلاف بھی جدوجہد میں حصہ لیا مگر ان کا دامن سیاست انگریز نوازی کے داغ سے بالکل پاک نہ ہو سکا۔ برخلاف امام احمد رضا کے ان کا دامن سیاست زندگی میں ہر مرحلے پر اخلاص میں بے داغ رہا۔ یہ بات

تاریخی شواہد سے ثابت ہو چکی ہے اور اس کا اعتراف کیا جانا چاہئے۔ جن لوگوں نے زندگی کے کسی نہ کسی مرحلے پر انگریزوں کی حمایت کی اور ان کی تعریف میں رطب اللسان رہے اگر ان کے ساتھ یہ رعایت کی جاتی ہے اور ان کا دامن انگریز نوازی کے داغ سے پاک دکھایا جاتا ہے تو امام احمد رضا اس رعایت کے زیادہ مستحق ہیں، ان کی زندگی انگریز نوازی کے الزام سے اتنی بری ہے کہ کسی قسم کی مجرمانہ چشم پوشی کے تکلف کی ضرورت نہیں۔ بس اتنی سی بات ہے کہ تاریخ میں وہی لکھا جائے حقائق جس کی شہادت دے رہے ہیں۔

(گناہ بے گناہی صفحہ نمبر [illegible])

الزام: حسام الحرمین نام سے تکفیری فتویٰ جس جھوٹ مکر و فریب سے بریلوی اعلیٰ حضرت نے حاصل کیا اس کی مثال نہیں ملتی۔ (انصاف صفحہ نمبر ۳۶)

الجواب: اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی پر یہ الزام قطعاً بے بنیاد ہے کہ انہوں نے دیوبندیوں کی عبارتوں میں رد و بدل کیا ہے۔ یہ غلط عقائد ان کی طرف منسوب کئے ہیں بلکہ واقعہ یہ ہے کہ حسام الحرمین شائع ہونے کے بعد دیوبندی حضرات نے اپنی جان بچانے کیلئے عبارتوں میں خود قطع و برید کی اور اپنے اصلی عقائد کو چھپا کر (جن کو امام احمد رضا خاں بریلوی نے علماء حرمین شریفین کو دکھا کر فتویٰ طلب کیا تھا) علمائے عرب و عجم کے سامنے اہل سنت کے عقیدے ظاہر کئے جن پر علمائے دین نے تصدیق فرمائی۔ علامات کے پیش نظر ہم اپنے دعویٰ پر دو دلیلیں پیش کرتے ہیں۔

• حرمین شریفین میں علمائے دیوبند کی دوغلی پالیسی

جب علمائے حرمین شریفین نے دیوبندیوں سے سوال کیا کہ بتاؤ محمد بن عبدالوہاب نجدی کے متعلق کیا اعتقاد ہے۔ وہ کیسا آدمی تھا تو حیلہ سازی سے کام لیتے ہوئے اپنا اصل مذہب چھپایا اور لکھ دیا ہم اسے خارجی و باغی سمجھتے ہیں۔

مثال نمبر ۱: مولوی خلیل احمد انبیٹھوی (م ۱۳۴۶ھ) لکھتے ہیں۔

ہمارے نزدیک ان کا حکم وہی ہے جو صاحب در مختار نے فرمایا۔ اس کے

چند سطر بعد لکھا ہے کہ علامہ شامی نے اس کے حاشیہ میں فرمایا ہے جیسا کہ ہمارے زمانے میں محمد بن عبدالوہاب کے تابعین سے سرزد ہوا کہ نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر متغلب ہوئے اپنے آپ کو حنبلی بتاتے تھے مگر ان کا عقیدہ یہ تھا کہ بس وہی مسلمان ہیں اور جو ان کے عقیدے کے خلاف ہو وہ مشرک ہے اسی بناء پر انہوں نے اہل سنت اور علمائے اہلسنت کا قتل مباح سمجھ رکھا تھا۔ الخ (المہند علی المفند صفحہ نمبر ۳۸، ۳۹)

• مولوی رشید احمد گنگوہی (م ۱۳۲۳ھ) کا فتویٰ

محمد بن عبدالوہاب کے مقتدیوں کو وہابی کہتے ہیں اور ان کے عقائد عمدہ تھے
(فتاویٰ رشیدیہ صفحہ نمبر ۲۸۰ طبع کراچی)

تبصرہ: دیکھئے یہاں اپنے مذہب کو کیسا چھپایا اور فتاویٰ رشیدیہ کی عبارت کو صاف کر گئے۔

مثال نمبر ۲: ہمارا اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ یہ ہے کہ ہمارے سردار آقا اور پیارے شفیع محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خاتم النبیین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے۔ محمد اللہ کے رسول اور خاتم النبیین ہیں۔ اور یہی ثابت ہے بکثرت حدیثوں سے، جو معناً حد تواتر تک پہنچ گئیں اور نیز اجماع امت سے، سو حاشا کہ ہم میں سے کوئی اس کے خلاف کہے کیونکہ جو اس کا منکر ہے وہ ہمارے نزدیک کافر ہے اس لئے کہ منکر ہے نص صریح قطعی کا۔ الخ
(المہند صفحہ نمبر ۵۲، ۵۳)

یہاں تو صاف صاف اعلان ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آخر الانبیاء ہیں کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں اور یہ آیت اور احادیث متواترۃ المعنی اور اجماع سے ثابت بتایا اور نص قرآنی کو اس معنی میں صریح قطعی مانا اور اپنے آپ کو خالص سنی ظاہر کیا اور ہندوستان میں اپنا عقیدہ کچھ اور ظاہر کیا۔ جیسا کہ مولوی محمد قاسم (۱۲۹۷ھ) بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں۔

بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین

معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے الخ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۳)

نیز مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں۔

وسیدانی کہ بعد رفتن کلام ربانی ازیں جہان فانی آمدن قیامت مقدر رفتہ ورنہ بشرط بقائے عالم آں وقت اگر نبی دیگری آید مضائقہ نبود۔ (قاسم العلوم)

(مکتوبات نانوتوی مکتوب اول نام مولوی محمد فاضل صفحہ نمبر ۵۶)

جس کا خلاصہ یہ ہے کہ اس جہان فانی سے کلام ربانی (قرآن مجید) کے اٹھ جانے کے بعد قیامت کا آنا مقدر ہو چکا ہے ورنہ بشرط بقائے عالم اس وقت اگر دوسرا نبی آجائے تو مضائقہ نہ ہوگا۔ یعنی قرآن مجید اٹھ جانے کے بعد کچھ عرصہ قیامت نہ آئے اور عالم باقی رہے تو اس وقت دوسرے نبی کے آنے میں کوئی حرج نہیں۔

قارئین کرام اس عبارت میں نانوتوی صاحب نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطلقاً آخری نبی ہونے کا انکار کیا ہے اور قرآن مجید کے اس فانی جہان سے اٹھ جانے تک حضور کو خاتم النبیین مانا ہے اور صاف کہا ہے کہ قرآن پاک اٹھ جانے کے بعد قیامت کا آنا مقدر ہو چکا ہے ورنہ قرآن مجید اٹھ جانے کے بعد قیامت سے پہلے گر عالم باقی رہے تو دوسرے نبی کے آنے میں مضائقہ نہیں۔ اگر نانوتوی صاحب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علی الاطلاق خاتم النبیین مانتے تو یوں کہتے کہ قرآن مجید اٹھ جانے کے بعد اگر عالم باقی رہا تو پھر بھی کوئی دوسرا نبی نہیں آسکتا۔ کیونکہ حضور صلی

ا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم گرامی یا آپ کی صفت کے ساتھ پورا صلوۃ وسلام لکھنا واجب ہے اور "ص" یا ﷺ لکھنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ بعض علماء نے اس کو کفر کہا ہے (خلاصہ)

(حاشیہ الطحطاوی علی الدر المختار صفحہ نمبر ۶ طبع بیروت ۱۴۱۵ھ)۔ (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

اللہ علیہ وآلہ وسلم علی الاطلاق خاتم النبیین ہیں۔

اس کے بعد ہم بتانا چاہتے ہیں کہ اس جھوٹا قول سے قرآن مجید اٹھ جانے کے بعد بھی قیامت سے پہلے عالم باقی رہے گا اور بقائے عالم کی شرط پائی جائے گی۔ جس کے ساتھ نانوتوی صاحب کسی دوسرے نبی کے آنے کو مشروط قرار دے رہے ہیں۔ دیکھیے تھانوی صاحب بہشتی زیور میں لکھتے ہیں۔

"جب سب مسلمان مر جائیں گے اس وقت کافر حبشیوں کا ساری دنیا میں عمل دخل ہو جائے گا اور قرآن کریم دلوں اور کاغذوں سے اٹھ جائے گا اور خدا کا خوف اور حقیقت کی شرم اٹھ جائے گی اور کوئی اللہ اللہ کہنے والا نہ رہے گا۔ اس وقت ملک شام میں بڑی ارزانی ہوگی لوگ اونٹوں اور سواریوں پر پیدل ادھر جھک پڑیں گے اور جو رہ جائیں گے ایک آگ پیدا ہوگی اور سب کو ہانکتی ہوئی شام میں پہنچا دے گی۔ اور حکمت اس میں یہ ہے کہ قیامت کے روز سب مخلوق اسی ملک میں جمع ہوگی پھر وہ آگ غائب ہو جائے گی اور اس وقت دنیا کو بڑی ترقی ہوگی تین چار سال اسی حال سے گزریں گے کہ صور پھونک دیا جائے گا۔" (بہشتی زیور حصہ ہفتم صفحہ نمبر ۳۴ طبع کراچی)

اس عبارت سے ثابت ہو کہ قرآن مجید اٹھ جانے کے بعد کئی واقعات رونما ہوں گے۔ اس وقت دنیا کو بڑی ترقی ہوگی تین چار سال اسی حال میں گزریں گے پھر قیامت آئے گی۔

قرآن مجید کے اٹھ جانے کے بعد قیامت سے پہلے کم از کم تین چار سال تک بقائے عالم کی تصریح تھانوی صاحب کے اس کلام میں موجود ہے۔ اب دیکھیے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد دوسرے نبی کی شرط (بقائے عالم) جو نانوتوی

ا نانوتوی جی کی وکالت کرتے ہوئے دیوبندی کا بیوا ماسٹر نانوتوی جی کی کتاب مناظرہ عجیبہ سے چند عبارتیں پیش کر کے کہتے ہیں کہ وہ خاتمیت زمانی کے منکر نہیں تھے جواباً گذارش ہے تحذیر الناس کی جن عبارت سے خاتمیت زمانی کا انکار لازم آتا ہے ان عبارات سے رجوع نہیں اور ان کو بحالہ تحریر کیا اس وجہ سے ان کی تکفیر کی گئی۔ (ابو جلیل فیضی غفرلہ)

صاحب نے نکالی وہ پائی گئی۔ نتیجہ واضح ہے کہ اس تین چار سال کے عرصہ میں اگر کوئی دوسرا نبی آجائے تو نانوتوی صاحب کے نزدیک کوئی مضائقہ نہیں۔ اب کہاں گیا، عقیدہ تاخر زمانی اور ختم نبوت؟

یہ تو دو مثالیں تھیں تمام کتاب المہند کا یہی حال ہے کہ جان بچانے کیلئے اپنے مذہب پر پردہ ڈال دیا اپنی کفریہ عبارات کو بھی چھپایا۔

● "مرتبین انصاف" کا مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کی تصنیف سے انحراف

حالانکہ (صراط مستقیم) میں ملفوظات ہیں سید احمد شہید بریلوی کے اور اس کے جمع کرنے والے بھی شاہ اسمٰعیل شہید کی بجائے مولانا غلام یحییٰ ہیں۔

(انصاف صفحہ نمبر ۳۷)

الجواب: صراط مستقیم مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کی تصنیف ہے۔ اس کتاب میں سید احمد بریلوی کے دعویٰ تجدید کو ثابت کیا گیا ہے۔ ہم اپنے اس دعویٰ پر چند مورخین کی شہادتیں پیش کرتے ہیں۔

۱۔ ڈاکٹر محمد باقر ایم اے، پی ایچ ڈی (لندن)

صراط مستقیم: یہ کتاب شاہ صاحب کی تصانیف میں سے بہت اہمیت رکھتی ہے۔ یہ بھی فارسی میں لکھی گئی۔ اس کتاب میں سید احمد بریلوی کے دعویٰ تجدید کو برحق ثابت کیا گیا ہے۔ (اسمٰعیل شہید صفحہ نمبر ۳۰ مرتبہ عبداللہ بٹ مقالہ از ڈاکٹر محمد باقر مطبوعہ لاہور ۱۹۷۴ء)

۲۔ حکیم محمود احمد برکاتی

صراط مستقیم شاہ محمد اسمٰعیل کی تصنیف ہے۔ (۱۲۳۳ھ/۱۸۱۸ء میں لکھی گئی)۔ (شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان صفحہ نمبر ۱۹۹ از حکیم محمود احمد برکاتی مطبوعہ لاہور)

۳۔ مولوی رحمٰن علی

رسالہ اصول فقہ، رسالہ توحید، صراط مستقیم، تنویر العینین، تقویۃ الایمان ان کی مشہور تصنیفات ہیں۔ (تذکرہ علمائے ہند از مولوی رحمان علی صفحہ نمبر ۳۳ مطبوعہ کراچی ۱۹۶۱ء)

۴۔ پروفیسر محمد ایوب قادری

(رسالہ اصول فقہ، رسالہ توحید، صراط مستقیم، تنویر العینین، تقویۃ الایمان کے علاوہ) بحث امکان النظیر و امتناع النظیر، رسالہ ایضاح الحق، منصب امامت، رسالہ بے نمازاں اور رسالہ یک روزی بھی ہیں۔

(تذکرہ علمائے ہند مرتبہ پروفیسر محمد ایوب قادری صفحہ نمبر ۴۱۲ مطبوعہ کراچی حاشیہ نمبر ۱)

۵۔ مولوی محمد اسحاق مدیر کتب خانہ شمسیہ دیوبند (یوپی)

موصوف نے "صراط مستقیم" کے سرورق پر یوں تحریر کیا ہے۔

صراط مستقیم

مترجم اردو

مؤلفہ فارسی

جناب مستطاب جرنیل حضرت شاہ محمد اسمٰعیل صاحب شہید

اس قدر شواہد و حقائق ہونے کے باوجود "مرتبین انصاف" کا یہ کہنا کہ یہ مولوی محمد اسمٰعیل دہلوی کی تصنیف نہیں دن کو رات کہنے کے مترادف ہے۔

● نماز میں تصور مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مولوی محمد اسمٰعیل کے نزدیک نماز میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال مبارک دل میں لانا بیل گدھے کے تصور میں غرق ہو جانے سے بدرجہا بدتر ہے

"از وسوسہ زنا خیال مجامعت زوجہ خود بہتر است و صرف ہمت بسوئے شیخ و امثال آں از معظمین گو جناب رسالت مآب باشند بچندیں مرتبہ بدتر از استغراق در صورت گاؤ خر خود است"۔ (صراط مستقیم صفحہ نمبر ۸۶ مطبوعہ مجتبائی دہلی)، (انصاف صفحہ نمبر ۳۶)

اہل سنت وجماعت کے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خیال مبارک نماز میں دل میں لانے کو گائے بیل کے تصور میں غرق ہو جانے سے بدتر کہنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وہ سخت توہین شدید ہے جس کے تصور سے مومن کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں، ہم ایسے کہنے والے کو جہنمی اور ملعون تصور کرتے ہیں۔

• **مولوی عبدالماجد کا نماز میں قصداً تھانوی صاحب کا خیال لانا**

مولوی عبدالماجد دریا آبادی تھانوی جی کو لکھتے ہیں۔

نماز میں جی نہ لگنے کا مرض بہت پرانا ہے لیکن کبھی یہ تجربہ ہوا ہے کہ عین وقت نماز میں جب کبھی بجائے اپنے جناب کو امام نماز پڑھتے فرض کر لیا تو اتنی دیر تک نماز میں دل لگ گیا لیکن مصیبت یہ ہے کہ خود یہ تصور بھی عرصہ تک قائم نہیں رہتا بہرحال یہ عمل محمود ہو تو تصویب فرمائی جائے ورنہ آئندہ احتیاط رکھوں۔ جواب ملا محمود ہے جب وساوس کا علاج نہ ہو ورنہ تو کچھ بھی نہیں (حکیم الامت صفحہ ۶۲ مطبوعہ ...)

محققین صوفیاء کرام اور علمائے اسلام کے ارشادات

• **شیخ شہاب الدین عمر سہروردی (م ۶۳۲ھ) بانی سلسلہ سہروردیہ علیہ الرحمۃ**

"اس کے بعد (تشہد) میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سلام بھیجے اور آپ کو اپنے قلب کے پیش نظر رکھے اور اس کے بعد خدا کے تمام بندوں پر سلام بھیجے"۔ (عوارف معارف (مترجم) صفحہ نمبر ۲۰۷ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۲ء)

قارئین کرام اس خط کشیدہ "الفاظ" مترجم الحروف" کو دعوت فکر دیتے ہیں۔

• **حجۃ الاسلام حضرت محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ**

اور اپنے دل میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور آپ کی ذات پاک کو حاضر جانو اور کہو السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔

(احیاء العلوم جلد اول، صفحہ نمبر ۱۹۹ مطبوعہ مصر)

• **علامہ عبدالوہاب شعرانی (م ۹۷۳ھ) رحمۃ اللہ علیہ**

فرماتے ہیں۔ میں نے سیدی علی خواص رضی اللہ عنہ سے سنا وہ فرماتے تھے کہ شارع (حقیقی) نے (قعدہ) تشہد میں نمازی کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا حکم صرف اس لئے دیا کہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں بیٹھنے والے غافلوں کو

اس وقت پر تنبیہ فرما دے کہ جہاں وہ بیٹھے ہیں اس بارگاہ میں ان کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی تشریف فرما ہیں اس لئے کہ وہ دربار خداوندی سے کبھی جدا نہیں ہوتے اس دوران نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بالمشافہ (روبرو) سلام کے ساتھ خطاب کرتے ہیں۔ (المیزان الکبریٰ صفحہ نمبر ۱۴۵ مطبوعہ مصر)

• **حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ**

اہل عرفان کے طریقہ پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ جب نمازیوں نے التحیات سے ساتھ ملکوت کا دروازہ کھلوایا تو انہیں حی لایموت کی بارگاہ میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی اس کی آنکھیں فرحت مناجات سے ٹھنڈی ہوئیں تو انہیں اس بات کی تنبیہ کی گئی کہ بارگاہ خداوندی میں جو انہیں یہ شرف حاصل ہوا ہے یہ سب نبی رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی برکت ومتابعت کا طفیل ہے۔ نمازیوں نے اس حقیقت سے آگاہ ہو کر بارگاہ خداوندی میں جو نظر اٹھائی تو دیکھا کہ حبیب کے حرم میں حبیب حاضر ہے یعنی دربار خداوندی میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلوہ گر ہیں حضور کو دیکھتے ہی السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہتے ہوئے حضور کی طرف متوجہ ہوئے۔

(فتح الباری جلد ۲ صفحہ نمبر ۲۵۰ مطبوعہ مصر)

علاوہ ازیں یہی مضمون درج ذیل کتب میں موجود ہے طوالت کے پیش نظر فقط نام لکھنے پر اکتفا کرتے ہیں۔

1. عمدۃ القاری شرح بخاری جلد نمبر ۶، صفحہ نمبر ۱۱۱ طبع مصر
2. مواہب اللدنیہ جلد ثانی صفحہ نمبر ۲۳۰۔
3. زرقانی شرح مواہب صفحہ ۳۲۹، جلد ۷
4. زرقانی شرح موطا امام مالک جلد اول صفحہ ۱۷۰۔
5. سعایہ جلد ثانی صفحہ ۲۲۷۔
6. مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۵۵۷ جلد اول.

۷۔ انوار الملعات جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۰۳ طبع ملتان

● حضرت شاہ ابوالخیر علیہ الرحمہ کا صراط مستقیم کی عبارت سے اظہار نفرت

ایک دفعہ حضرت شاہ ابو الخیر عبداللہ مجددی فاروقی نقشبندی مجددی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ (المتوفی ۱۹۲۳ء) سجادہ نشین خانقاہ مرزا مظہر جان جاناں دہلوی سے ملنے تشریف فرما تھے مولانا سیف الرحمن مدرس مدرسہ عالیہ فتح پوری دہلی و مولانا مشتاق احمد انبیٹھوی اور چند دوسرے علماء اور اہل حلقہ بیٹھے تھے کرسی بچھا کر مولانا ریاست علی خان تشریف لائے۔ یہ مولانا ارشاد حسین رامپوری کے شاگرد اور مرید تھے انہوں نے التحیات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تصور مبارک کے متعلق صراط مستقیم (از مولوی اسماعیل دہلوی) کی گندی عبارت کا ترجمہ آپ کو سناتے ہوئے سنایا اور کہا کہ حضرت یہ لوگ ایسی عبارتیں لکھ رہے ہیں آپ کو بہت ملال ہوا اور یہ آیت ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاٰخرۃ پڑھ کر فرمایا پلید فرقہ ہے۔ اور نہایت ہی رنج و غم کی وجہ سے آپ اٹھ کر دوسری جگہ چلے گئے (مقامات خیر صفحہ ۲۰۸ از ابوالحسن زید فاروقی مطبوعہ دہلی ۱۹۸۹ء)

دیوبندی مذہب

اور یہ یقین جان لینا چاہیے کہ ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کی شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہے۔ (تقویۃ الایمان)

اہل سنت کے نزدیک یہ عبارت انبیاء کرام و اولیاء عظام کی سخت توہین کا موجب ہے۔ بڑی مخلوق کے معنی رسل کرام اور اولیاء عظام کا ہونا متعین ہے اور چھوٹی

۱۔ مسند امام احمد شرح بلوغ المرام صفحہ ۲۵۹، ۲۹۰ جلد اول
مدارج النبوت فارسی صفحہ ۱۳۵ جلد اول
تیسیر القاری شرح بخاری صفحہ ۲۸۸، ۱۷، ۲۱۲ جلد اول طبع لکھنؤ
فتح الملہم صفحہ ۳۳۳ جلد ۲
اوجز المسالک شرح مؤطا مالک صفحہ ۲۹۵ جلد اول (ابو الخلیل قیمی مصر)

مخلوق کے لفظ سے چھوٹے مرتبہ کی کل مخلوقات عامہ جیسے جن و بیل و دجال کے ہر شخص کی سمجھ میں آتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ بڑے مرتبہ کی خاص مخلوق انبیاء علیہم السلام، ملائکہ کرام اور اولیاء عظام ہی ہیں اب انہیں بارگاہ خداوندی میں معاذ اللہ چوہڑے چمار سے زیادہ ذلیل کہنا اس قسم کی شدید توہین ہے جو محتاج تشریح نہیں۔

عوارف المعارف کی عبارت میں خیانت

"مرتبین خصائل" لکھتے ہیں عوارف معارف باب نمبر ۶۳ میں ہے

بندے کسی شخص کا ایمان کامل نہیں ہو سکتا جب تک تمام مخلوق اسے اپنی دکھائی نہ دے، جیسے اونٹ کی مینگنی۔ (انصاف صفحہ نمبر ۲۸)

اصل عبارت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا۔ جب تک وہ لوگوں کو ایسے نہ دیکھے جیسے بکری کی مینگنیوں کی طرح نہ ہو جائیں اس کے بعد جب وہ اپنے نفس کی طرف رجوع کرے تو اسے کمترین سے کمتر پائے گے۔ اس حدیث پاک میں اس طرف اشارہ ہے کہ مخلوق سے قطع تعلق کیا جائے اور ان کی عادتوں کی پابندی ترک کر دی جائے۔ (عوارف المعارف باب نمبر ۶۳ ترجمہ اردو حافظ رشید احمد ارشد ایم اے مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس لاہور ۱۹۹۲ء)

جبکہ اللہ تعالی نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسوہ حسنہ کو اپنانے کا حکم دیا ہے۔ جیسا کہ فرمان خداوندی ہے "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنۃ" (الاحزاب آیت نمبر ۲۱)

نیز فرمایا اللہ تعالی نے اے مسلمانو! لوگوں کا راستہ اختیار کرو اور ہر نمازی نماز کی ہر رکعت میں یہی دعا کرتا ہے کہ اے پروردگار مجھے ان لوگوں کی راہ پر چلا جن پر تیرے انعامات ہوئے۔ اور قرآن کریم کی رو سے وہ چار گروہ ہیں۔ انبیاء کرام، صدیقین، شہداء اور صالحین۔

معلوم ہوا کہ عوارف المعارف میں عام لوگ مراد ہیں نہ کہ نبی اکرم اور اولیاء عظام وغیرہم۔

■ خواجہ نظام الدین دہلوی کی عبارت (انصاف صفحہ نمبر ۳۸) کا جواب

بعض لوگ توہین کو واقعیت پر موقوف سمجھتے ہیں۔ حالانکہ توہین و تنقیص کا تعلق الفاظ و عبارات سے ہوتا ہے۔ بسا اوقات کسی واقعہ کو اجمال کے ساتھ کہنا موجب توہین نہیں ہوتا لیکن اسی امر واقع میں بعض تفصیلات کا آجانا توہین کا سبب ہو جاتا ہے، اگرچہ تفصیلات کا بیان واقع کے مطابق ہی کیوں نہ ہو۔

● حضرت ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ عالم میں کوئی شے ایسی نہیں جس کے ساتھ ارادہ باری متعلق نہ ہو۔ اس بنا پر اگر یہ کہا جائے کہ تمام کائنات اللہ تعالیٰ کی مراد (یعنی پیدا کی ہوئی) ہے تو اس میں کوئی توہین نہیں لیکن اگر اسی واقع کو اس تفصیل سے کہا جائے کہ ظلم، چوری، شراب خوری اللہ تعالیٰ کی مراد ہیں تو اگرچہ کلام واقعیت کے مطابق ہے لیکن ظلم، فسق وغیرہ کی تفصیل ہونے کے باعث خلاف ادب اور توہین آمیز ہو گیا۔ اسی طرح مدح قرآنی اللہ خالق کل شیء کہنا بالکل جائز ہے اللہ تعالیٰ ہر شے کا خالق ہے لیکن اللہ تعالیٰ کو کتوں اور دوسری بری چیزوں کا پیدا کرنے والا ہے کہنا جائز نہیں کیونکہ ایسی اشیاء کی تفصیل ایہام کفر کی وجہ سے یقیناً موجب کفر ہے۔ جیسے کہ مولوی اشرف علی تھانوی نے بوادر النوادر صفحہ نمبر ۲۰۹ پر لکھا ہے۔ خواجہ صاحب کی عبارت میں عموم پایا جاتا ہے اس لئے قابل گرفت نہیں (آپ نے اسماعیل دہلوی کی طرح چھوٹی (عوام الناس) یا بڑی مخلوق (انبیاء و اولیاء) کی تخصیص نہیں کی)۔

● روشن الرسالہ میں سے شیخ شہاب الدین کی طرف منسوب کر کے جو عبارت لکھی ہے آپ کی تصانیف میں اس کا نام و نشان نہیں، شیخ موصوف کی اصل عبارت عوارف المعارف سے ہم نقل کر چکے ہیں۔

● ایک حدیث اور اس کا صحیح مفہوم

(انصاف صفحہ نمبر ۳۸ کا جواب)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اپنے رب کی عبادت کرو اور اپنے بھائی کی تعظیم کرو۔ یعنی عبادت کے لائق فقط اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور میں خالق نہیں بلکہ مخلوق ہوں اس ناطے سے میری تعظیم کرو۔

یہ حدیث مبارکہ تحریر کرنے کے بعد مولوی محمد اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں۔

یعنی انسان آپس میں سب بھائی ہیں جو بڑا بزرگ ہو وہ بڑا بھائی ہے سو اس کی بڑے بھائی کی سی تعظیم کیجئے اور مالک سب کا اللہ ہے بندگی اس کو چاہئے۔ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ اولیاء و انبیاء و امام و امام زادے، پیر و شہید یعنی جتنے اللہ کے مقرب بندے ہیں وہ سب انسان ہی ہیں اور بندے عاجز اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ تعالیٰ نے بڑائی دی ہے وہ بڑے بھائی ہوئے۔ (تقویۃ الایمان صفحہ نمبر ۵۸)

تقویۃ الایمان کی عبارت کا مفہوم و مطلب بالکل واضح ہے کہ انبیاء و اولیاء و امام وغیرہ سب انسان ہی ہیں اور ہمارے بھائی مگر ان کو اللہ نے بڑائی یعنی فضیلت دی وہ بڑے بھائی ہوئے اور ان کی تعظیم بڑے بھائی کی سی کیجئے اور انبیاء میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بھی یقیناً داخل ہیں۔ لہٰذا عبارت کی رو سے آپ بھی بڑے بھائی ٹھہرے اور آپ کی تعظیم بھی بڑے بھائی کی سی کرنی ہوگی۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

علماء دیوبند کا فتویٰ

"جو اس کا قائل ہو کہ نبی کریم علیہ السلام کو ہم پر بس اتنی ہی فضیلت ہے جتنی بڑے بھائی کو چھوٹے بھائی پر ہوتی ہے تو اس کے متعلق ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ وہ دائرہ ایمان سے خارج ہے"۔ (المہند صفحہ نمبر ۲۲)

"مرتبین انصاف" سے مؤدبانہ گزارش ہے کہ اپنے پرائے کی تمیز کئے بغیر

سوچ سمجھ کر جواب دیں۔ دیکھتے ہیں اونٹ کس کروٹ بدلتا ہے۔

مسئلہ بشریت اور اہل سنت کا موقف

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشریت کا انکار کرنے والا کافر ہے۔ اور آپ کی نورانیت کا انکار کرنے والا گمراہ ہے۔ (فتاویٰ رضویہ جلد [illegible])

قرآن وحدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے لفظ نور بھی وارد ہوا ہے اور لفظ بشر بھی۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے "قد جاءکم من اللہ نور وکتاب مبین" (المائدہ آیت نمبر ۱۵)

یہاں نور سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس ہے۔ یہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا (بنی اسرائیل آیت ۹۳)

آپ فرما دیجئے میرا رب پاک ہے میں نہیں ہوں مگر بشر (بندہ) بھیجا ہوا (رسول) (کنز الایمان)

لہذا قرآن وحدیث پر ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو نور بھی مانیں اور بشر بھی تسلیم کریں۔ لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا بشر نہ مانیں جس میں بشریت کا کوئی عیب ہو، کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حقیقی معنی میں "محمد" ہیں اور لفظ محمد کے معنی ہیں "بے عیب" اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں یہ بھی ضروری ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسا نور تسلیم کریں کہ جو بشریت کے منافی نہ ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دو وجود ہیں۔

ایک ظاہری وجود ہے دوسرا آخر جو بشری نورانی ہے۔ بشری وجود سے مراد عام لوگوں جیسا نہیں، بلکہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وجود بشری، بشریت کے تمام عیوب سے مبرا انتہائی لطیف اور پاکیزہ ہے۔ جس کا تصور ہی کسی

سمجھنے ناممکن ہے۔ آپ کی ذات مقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نور حسی اور نور معنوی دونوں کا پیکر ہے۔

• قبلہ عالم پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی (المتوفی ۱۳۵۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

اس میں شک نہیں کہ اہل ایمان کیلئے وجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] تعظیم واجب [illegible] ہے کہ لفظ بشر [illegible] عظمت وکمال پر دلالت کرتا ہے یا حقارت و بیچارگی و نقص پر [illegible] بشر [illegible] مخصوص کمال ہے۔ مگر چونکہ اس کمال تک ہر کس وناکس سوائے اہل تحقیق [illegible] کی رسائی نہیں رہتا لہٰذا اطلاق لفظ بشر میں خواص بلکہ خصوص [illegible] عوام سے علیحدہ ہے۔ خواص کیلئے جائز اور عوام کیلئے [illegible] ناجائز ہے۔ (فتاویٰ مہریہ صفحہ نمبر [illegible])

یعنی عوام الناس حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام [illegible] بشر کہہ کر یاد کریں۔

مسئلہ تکفیر اور مولوی محمد اسماعیل دہلوی

(انصاف صفحہ نمبر ۳۴۹ کا جواب)

مولانا احمد رضا بریلوی نور اللہ مرقدہ تو مسئلہ تکفیر میں اس قدر محتاط تھے۔ امام الطائفہ مولوی اسماعیل دہلوی کے بارے [illegible] نقل کرنے کے [illegible] التزام کفر کے فرق کو ملحوظ رکھتے [illegible] تو مشہور ہونے کے باعث [illegible] عقیدہ مولوی اسماعیل دہلوی کی تکفیر سے کف لسان فرمایا۔ اگرچہ وہ شہرت [illegible] بھی کف لسان کا موجب ہوئے لیکن اعلیٰ حضرت نے احتیاط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ (ملاحظہ فرمائیے الکوکبۃ الشہابیہ صفحہ نمبر ۶۲ مطبع اہل سنت وجماعت بریلی)

ازالہ: بریلوی اعلیٰ حضرت مصنف حسام الحرمین نے فتویٰ کفر بنانے کیلئے عبارت مختلف جگہ سے لی۔ درمیان میں [illegible] صفحہ نمبر دیا نہ اشارہ۔ بلکہ تینوں مقامات کی عبارت کو ملا

کرایک عبارت بنا دی تاکہ اس کا خود ساختہ جھوٹا الزام مولانا نانوتوی پر لگ سکے۔

- ایک ٹکڑا ..... تحذیر الناس صفحہ نمبر ۱۴ سے لیا
- دوسرا ٹکڑا تحذیر الناس صفحہ نمبر ۲۸ سے لیا۔
- تیسرا تحذیر الناس صفحہ نمبر ۳ سے لیا۔

ان تینوں مقامات سے عبارت سیاق سباق سے کاٹ لی اور درمیان میں نہ صفحہ کا حوالہ، نہ مقدم، نہ مؤخر کا نشان۔ ... اس طرح سے عبارت کو کفری معنی پہنائے جس سے انگریز آقا کو خوش کرنے کا ذریعہ نکالا۔ الخ (انصاف صفحہ نمبر ۵)

الجواب: یاد رہے کہ اعلیٰ حضرت مولانا الشاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہ نے تحذیر الناس کی تین عبارتوں کو مسلسل کلام میں بیان فرمایا ہے لیکن حضرت موصوف پر یہ الزام سراسر غلط ہے کہ انہوں نے ان تمام فقروں کو مختلف صفحات سے لے کر ایک ہی فقرہ بنا ڈالا۔ حقیقت یہ ہے کہ حسام الحرمین میں تحذیر الناس کی تین مستقل عبارتوں کا خلاصہ مسلسل کلام میں بیان کر دیا گیا ہے۔ حسام الحرمین کی عبارت حسب ذیل ہے

"قاسم نانوتوی صاحب تحذیر الناس وھو القائل فیہ لو فرض فی زمنہ صلی اللہ علیہ وسلم بل لو حدث بعدہ صلی اللہ علیہ وسلم نبی جدید لم یخل ذلک بخاتمیتہ وانما یتخیل العوام انہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین بمعنی آخر النبیین مع انہ لا فضل فیہ اصلا عند اہل الفہم"۔ (حسام الحرمین صفحہ نمبر ۱۰۰)

اس عبارت میں تحذیر الناس کی تین مستقل عبارتوں کا خلاصہ بیان کیا گیا ہے وہ تینوں عبارتیں حسب ذیل ہیں۔

(۱)۔ غرض اختتام اگر بایں معنی تجویز کیا جائے جو میں نے عرض کیا تو آپ کا خاتم ہونا انبیاء گزشتہ ہی کی نسبت خاص نہ ہوگا بلکہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور نبی ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۱۴)

(۲)۔ ہاں اگر خاتمیت بمعنی اتصاف ذاتی بوصف نبوت لیجئے جیسا کہ اس ہیچمدان نے عرض کیا ہے تو پھر سوائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور کسی کو افراد مقصود بالخلق میں

سے مماثل نبوی صلی اللہ علیہ وسلم نہیں کہہ سکتے بلکہ اس صورت میں فقط انبیاء کے افراد خارجی ہی پر آپ کی فضیلت ثابت نہ ہوگی افراد مقدرہ پر بھی آپ کی فضیلت ثابت ہو جائے گی بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی ﷺ بھی کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۲۸)

(۳)۔ بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانے کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ الخ (تحذیر الناس صفحہ نمبر ۳)

فاضل بریلوی نور اللہ مرقدہ پر آپ کا اعتراض غلط ہے

آپ کا یہ اعتراض کہ حسام الحرمین میں تین مختلف صفحات سے بے ترتیب تین ناتمام فقروں کو لے کر ایک ہی فقرہ بنا ڈالا قطعاً غلط ہے۔ ہم نے تحذیر الناس کے تینوں بے ترتیب فقرے مختلف صفحات سے خط کشیدہ کی صورت میں نقل کر دیئے ہیں اور ساتھ ہی زائد عبارت بھی نقل کر دی ہے تاکہ ہر فقرہ کا تام یا ناتمام ہونا اچھی طرح واضح ہو جائے۔ نیز ان کے مضمون کا وہ خلاصہ بھی ذہن نشین ہو جائے جسے حسام الحرمین میں بیان کیا گیا ہے۔

تینوں فقرے مکمل ہیں

ہر منصف مزاج آدمی تحذیر الناس کے منقولہ بالا تینوں فقروں کو پڑھ کر یہ فیصلہ کرنے پر مجبور ہوگا کہ یہ تینوں مستقل فقرے ہیں (جو کہ اسلامی عقائد کے بالکل خلاف ہیں) صفحہ نمبر ۱۴ والے فقرے کا صاف و صریح مطلب یہ ہوا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی اگر کوئی نبی پیدا ہو جاتا تب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم

کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی فرق نہ آتا" بالفرض" کے لفظ سے "پیدا" ہونے کے معنی نکلتے ہیں۔ کیونکہ پہلے انبیاء میں سے کسی نبی کا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ قدس میں ہونا تو امر واقعی ہے۔ جیسے عیسیٰ علیہ السلام۔ امر واقع کو "بالفرض" سے تعبیر نہیں کیا جا سکتا۔ اس لئے زمانہ نبوی میں کہیں کسی نبی کا ہونا "مطلقاً ہونے" کے معنی نہیں دیتا بلکہ پیدا ہونے کے معنی میں دلالت کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ یہ ایک مستقل مضمون ہے جسے مستقل فقرہ میں صاحب تحذیر الناس نے [illegible] کیا ہے [illegible] معنی مرزائی تجویز کرتے ہیں اور یہ معنی ہیں [illegible] تفسیر میں [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کسی نے تجویز نہیں کیا۔

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جدید نبی

صفحہ نمبر ۲۸ والے دوسرے فقرے کا واضح اور صاف مفہوم یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی اگر کوئی جدید نبی مبعوث ہو جائے تب بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے میں کوئی فرق نہ آئے گا۔ یہ بھی ایک مستقل مضمون ہے۔ جسے مستقل عبارت میں صاحب تحذیر الناس نے بیان کیا ہے۔

صفحہ نمبر ۳ والے تیسرے فقرے کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ تاخر زمانی میں فضیلت بالذات نہیں۔ خاتم النبیین کے یہ معنی سمجھنا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سب سے پچھلے نبی ہیں عوام کا خیال ہے سمجھدار لوگوں کے نزدیک اس میں کچھ فضیلت نہیں۔ لہٰذا یہ معنی غلط ہیں کیونکہ اگر یہ معنی صحیح ہوں تو مقام مدح میں اللہ تعالیٰ کا رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو خاتم النبیین فرمانا غلط ہو جائے گا۔ یہ مضمون بھی مختلف ہے جسے مستقل عبارت میں بیان کیا گیا ہے۔

تینوں عبارتوں کا مفہوم

ان تینوں عبارتوں اور ان کے واضح مطلب کو دیکھنے اور سمجھنے کے بعد یہ کہنا کہ ان مختلف اور بے ترتیب فقروں کو جوڑ کر کفریہ معنی پیدا کئے گئے ہیں سراسر ظلم اور زیادتی

نہیں تو اور کیا ہے۔ تحذیر الناس کی ان تینوں عبارتوں کو ترتیب سے پڑھا جائے یا بے ترتیب، ایک عبارت کو پڑھا جائے یا تینوں کو ہر ایک کا وہی مطلب ہوگا جو بیان کیا گیا ہے اور یہ تینوں عبارتیں اسلام کے تین اصولی عقیدوں کے خلاف ہیں۔

(۱)۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ میں بھی کسی نبی کا پیدا ہونا اسلامی عقیدہ کے منافی ہے مگر تحذیر الناس کی پہلی عبارت (ہماری ترتیب کے مطابق) میں صاف موجود ہے کہ اگر بالفرض آپ کے زمانہ میں بھی کہیں اور کوئی نبی (پیدا) ہو جب بھی آپ کا خاتم ہونا بدستور باقی رہتا ہے۔ (صفحہ نمبر ۳)

(۲)۔ دوسری عبارت میں واضح طور پر مذکور ہے کہ "بلکہ اگر بالفرض بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کوئی نبی پیدا ہو تو پھر بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہ آئے گا۔
(صفحہ نمبر ۲۸)

حالانکہ بعد زمانہ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کسی نبی کے پیدا ہونے سے خاتمیت محمدی میں ضرور فرق آئے گا۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا اسلام کے بنیادی عقیدہ کے قطعاً مخالف ہے۔

(۳)۔ تیسری عبارت میں بھی صاف صاف مذکور ہے کہ "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب سے آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔ (صفحہ نمبر ۳)

ہر مسلمان قطعاً یقیناً جانتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا خاتم النبیین ہونا بلاشبہ اسی معنی میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا زمانہ انبیاء سابقین کے زمانہ کے بعد ہے اور آپ سب میں آخری نبی ہیں۔

مذکورہ بالا خط کشیدہ عبارت میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی کو عوام کا خیال قرار دینا معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ اور اس وقت تک کی

ساری امت کو عوام میں شمار کرنا نہیں تو اور کیا ہے۔

نیز دیکھنا چاہیے کہ خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں کن کن نے لیا ہے۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ حسب زعم نانوتوی صاحب وہ نا سمجھ عوام کون لوگ ہیں۔ ذات مقدسہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، خلفائے راشدین، صحابہ کرام، اہل بیت عظام، ائمہ مجتہدین اور علمائے متقدمین ہیں جنہوں نے لفظ خاتم النبیین کو آخر النبیین کے معنی میں لیا ہے۔ لہٰذا بمعیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمام اخیار امت بلکہ کل امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ "معاذ اللہ" نا سمجھ عوام میں داخل ہو گئے۔

مولوی محمد قاسم نانوتوی اور عقیدہ بدعت ضلالہ

نبوت و رسالت میں ذاتی اور عرضی کی تفریق باطل ہے۔ نبوت کو بالذات اور بالعرض میں تقسیم کرنا نانوتوی صاحب کی نئی بڑی جرأت ہے جو چودہ سو (۱۴۰۰) برس کے عرصہ میں کسی مسلمان نے نہیں کی اور یہ عقیدہ بدعت ضلالہ ہے۔

علاوہ ازیں اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ قرآن کریم میں جو لفظ خاتم النبیین وارد ہوا ہے اس کے معنی منقول متواتر آخر النبیین ہی ہیں جو شخص اس کو وہم و خیال بتاتا ہے قرآن کریم کے معنی منقول متواتر کا منکر ہے۔

(افادات علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ)

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا میری اور انبیاء کی مثال اس طرح سمجھو کہ ایک محل ہے جس کی تعمیر عمدہ ہے ایک اینٹ کی جگہ چھوڑ دی گئی ہے دیکھنے والے اس کے گرد گھومتے ہیں مگر اس ایک اینٹ کی جگہ کی کمی محسوس کرتے ہیں۔ میں نے اس اینٹ کی جگہ پر کر دی میرے ساتھ عمارت مکمل کر دی گئی اور میرے ساتھ رسول ختم کر دیئے گئے۔ ایک

روایت میں ہے جو وہ اینٹ میں ہوں اور میں خاتم النبیین ہوں"۔

(متفق علیہ مشکوٰۃ مترجم صفحہ نمبر ۱۱۶ جلد نمبر ۳ طبع لاہور)

(۲)۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

چھ چیزوں کی مجھ کو دوسرے انبیاء پر فضیلت ہے۔ میں جوامع الکلم دیا گیا رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے، غنائم میرے لئے حلال کر دی گئی ہیں، زمین میرے لئے مسجد اور پاکیزہ بنا دی گئی ہے، میں سب لوگوں کی طرف نبی بنا کر بھیجا گیا ہوں اور میرے ساتھ انبیاء ختم کر دیئے گئے ہیں۔

(مسلم، مشکوٰۃ مترجم صفحہ نمبر ۱۱۶ جلد ۳، طبع لاہور)

(۳) حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میری امت میں ستائیس (۲۷) دجال و کذاب ہوں گے جن میں سے چار عورتیں ہوں گی حالانکہ میں خاتم النبیین ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

(مسند احمد صفحہ ۳۹۶ جلد ۵)

---

۱ صحیح البخاری رقم الحدیث ۳۵۳۵، صحیح مسلم رقم الحدیث ۲۲۸۶، السنن الکبریٰ للنسائی رقم الحدیث ۱۱۴۲۲، مسند احمد رقم الحدیث ۷۴۷۹ طبع بیروت

۲ مسلم رقم الحدیث ۵۲۳، ترمذی شریف رقم الحدیث ۱۵۵۳، مسند احمد صفحہ نمبر ۴۱۲ جلد ۲۔

۳ ([illegible])

۴ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ نے میرے لئے تمام روئے زمین کو لپیٹ دیا اور میں نے اس کے مشارق اور مغارب کو دیکھ لیا ... عنقریب میری امت میں تیس (۳۰) کذاب (جھوٹے) ہوں گے ان میں سے ہر ایک گمان کرے گا کہ وہ نبی ہے اور میں خاتم النبیین ہوں اور میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ ابوداؤد رقم الحدیث ۴۲۵۲، مسلم رقم الحدیث ۲۸۸۹، ترمذی رقم الحدیث ۲۲۰۲، ابن ماجہ رقم الحدیث ۳۹۵۲، بخاری شریف رقم الحدیث ۷۱۲۱ میں ہے عنقریب تیس (۳۰) کذاب نکلیں گے ان میں سے ہر ایک کا گمان ہو گا کہ وہ رسول اللہ ہے (ابو جمیل نعیمی معزول)۔

- حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انبیاء میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام ہیں اور سب سے آخر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہیں۔ (ابن حبان)

- حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ کیا تم اس کو پسند نہیں کرتے کہ تم میرے لیے ایسے ہو جیسے ہارون موسیٰ علیہما السلام کے ساتھ تھے مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔ (مستدرک حاکم)

- حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ رسول اور تمام انبیاء کا خاتم اور آخر ہوں (رواہ الحاکم فی المستدرک اور حاکم نے اس کی تصحیح کی)

منکر ختم نبوت باجماع صحابہ و تابعین کافر ہے

مسیلمہ کذاب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں دعوی نبوت کیا اور بہت سے لوگ اس کے پیروکار ہو گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد سب سے پہلا اہم جہاد جو صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اپنی خلافت میں کیا وہ اسی کی جماعت پر تھا۔ جمہور صحابہ مہاجرین وانصار نے اس کو محض دعوی نبوت کی وجہ سے اور اس کی جماعت کو اس کی تصدیق کی بنا پر کافر سمجھا اور باجماع صحابہ و تابعین ان کے ساتھ وہی معاملہ کیا گیا جو کفار کے ساتھ کیا جاتا ہے اور یہی سب سے پہلا اجماع

تخریج حادیث: بخاری رقم الحدیث ۳۷۰۶، مسلم رقم الحدیث ۲۴۰۴، ترمذی رقم الحدیث ۳۷۳۱، سنن کبریٰ نسائی رقم الحدیث ۸۴۳۵، معجم کبیر رقم الحدیث ۳۳۳، ۵۰۹۵، ۲۰۲۲، المستدرک صفحہ ۱۰ جلد ۳، سنن بیہقی صفحہ ۴۰ جلد ۹، صحیح ابن حبان صفحہ ۲۷۱، مصنف عبدالرزاق رقم الحدیث ۹۷۴۵، مصنف ابن ابی شیبہ صفحہ ۶۰ جلد ۱۲ (بحوالہ جلیل نعیمی)

کہ حالانکہ مسیلمہ کذاب حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کا منکر نہ تھا۔

(ختم نبوت حصہ سوم صفحہ نمبر ۲۰۲ از مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی)

- حضرت قاضی عیاض مالکی اندلسی (المتوفی ۵۴۴ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اس لئے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں اور آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا اور اللہ کی طرف سے یہ خبر دی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں اور اسی پر امت کا اجماع ہے کہ یہ کلام بالکل اپنے ظاہری معنی پر محمول ہے اور جو اس کا مفہوم ظاہری الفاظ سے سمجھ میں آتا ہے وہی بغیر کسی تاویل و تخصیص کے مراد ہے۔ پس ان لوگوں کے کفر میں کوئی شبہ نہیں جو اس کا انکار کریں اور یہ قطعی اور اجماعی عقیدہ ہے۔

(شفا صفحہ ۲۴۸، ۲۴۷ جلد نمبر ۲ از قاضی عیاض مالکی، مطبوعہ دار الفکر بیروت)

- علامہ طحاوی حنفی (المتوفی ۳۲۱ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اور ہر دعوی نبوت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بغاوت اور گمراہی ہے اور آپ ہی تمام مخلوق جن وانس کیلئے رسول ہیں۔

- علامہ خفاجی حنفی (المتوفی ۱۰۶۹ھ) علیہ الرحمۃ شرح شفا میں لکھتے ہیں:

اس لئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نہ کوئی نبی ہے نہ رسول اور نہ آپ کے بعد کوئی (پیدا ہوگا)۔ (نسیم الریاض صفحہ ۳۵۶، ۳۵۷ جلد ۴ دار الکتب العلمیہ بیروت)

- فتاویٰ عالمگیری میں ہے

جب تک کوئی آدمی یہ عقیدہ نہ رکھے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم آخری نبی ہیں تو وہ مسلمان نہیں۔ (فتاویٰ عالمگیری جلد ۳)

- ملا علی قاری حنفی (المتوفی ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اور نبوت کا دعوی کرنا ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد باجماع کفر ہے۔ (شرح فقہ اکبر)

- حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور انبیاء کے ختم کرنے والے ہیں۔
(میزان العقائد)

- حضرت امام محمد غزالی (المتوفی ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

بے شک امت نے اس لفظ خاتم النبیین اور (لا نبی بعدی) سے اور قرائن احوال سے بالاجماع یہی سمجھا ہے کہ آپ کے بعد اب تک نہ کوئی نبی ہوگا اور نہ کوئی رسول اور یہ کہ اس میں کوئی تاویل چل سکتی ہے نہ تخصیص۔
(الاقتصاد صفحہ نمبر ۱۱۴ طبع مصر بحوالہ ختم نبوت از مفتی محمد شفیع دیوبندی کراچی)

تمام معروضات کا خلاصہ یہ ہے کہ

(۱)۔ خاتم النبیین کا معنی آخری نبی خود اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمائے اس کی دلیل یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قرآن مجید کے وہی معنی بیان فرمائے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو تعلیم فرمائے دنیا میں کوئی شخص ہے جو یہ ثابت کر دے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے علاوہ بیان فرمائے ہوں بلکہ اس کے برعکس اس مضمون کی تمام احادیث میں خاتم النبیین کے معنی آخری نبی ہی وارد ہیں۔ چنانچہ ارشاد فرمایا "انا خاتم النبیین لا نبی بعدی" میں خاتم النبیین ہوں یعنی آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

(۲)۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی معنی صحابہ کرام کو تعلیم فرمائے اور صحابہ کرام نے تابعین عظام کو علیٰ ہذا القیاس تمام محدثین، مفسرین، ائمہ مجتہدین کل علماء راسخین نے خاتم النبیین کے معنی صرف آخر النبیین لکھے ہیں اور اسی پر ایمان رکھتے۔ اگر کوئی شخص یہ ثابت کر دے کہ صحابہ یا تابعین یا ائمہ مجتہدین میں سے کسی نے خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کے علاوہ بیان کئے ہوں تو ہم اپنی غلطی تسلیم کر لیں گے۔

(۳)۔ قرآن کریم کے لفظ خاتم النبیین کے معنی صرف آخر النبیین قطعی اجماعی ہیں جیسا کہ ہم نے شفاء از قاضی عیاض مالکی اندلسی علیہ الرحمۃ جلد نمبر ۲ سے نقل کر چکے ہیں۔

مرزائی بھی خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کو عوام کا خیال بتاتے ہیں

پس احمدیوں کا ہرگز یہ عقیدہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نعوذ باللہ خاتم النبیین نہیں تھے جو کچھ احمدی کہتے ہیں وہ صرف یہ ہے کہ خاتم النبیین کے وہ معنی جو اس وقت مسلمانوں میں مروج ہیں (یعنی آخری نبی) نہ تو قرآن کریم کی مذکورہ بالا آیت پر چسپاں ہوتے ہیں اور نہ ہی اس سے رسول کریم کی عزت اور شان کا اس طرح اظہار ہوتا ہے جس عزت اور شان کی طرف اس آیت میں اشارہ کیا گیا ہے۔
(احمدیت کا پیغام صفحہ نمبر ۱۰ طبع حیدر آباد دکن بار دوم ۱۹۴۵ء ۱۳۶۴ھ)

مولوی محمد قاسم نانوتوی لکھتے ہیں

بعد حمد و صلوٰۃ کے قبل عرض جواب یہ گزارش ہے کہ اول معنی خاتم النبیین معلوم کرنے چاہئیں تاکہ فہم جواب میں کچھ دقت نہ ہو سو عوام کے خیال میں تو رسول اللہ ﷺ کا خاتم ہونا بایں معنی ہے کہ آپ کا زمانہ انبیاء سابق کے زمانہ کے بعد اور آپ سب میں آخری نبی ہیں مگر اہل فہم پر روشن ہوگا کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں پھر مقام مدح میں ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین فرمانا اس صورت میں کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔

''مرتبین انصاف'' جنہوں نے دیوبندی بغض و عناد کی عینک اتار کر پڑھیں تو ان سے مخفی نہ رہے گا کہ دونوں حضرات خاتم النبیین کے معنی آخر النبیین کو عوام الناس میں تسلیم نہیں کرتے اور خاتم النبیین کے قطعی اور اجماعی معنی آخری نبی کو تسلیم نہیں کرتے تھے

- ''مرتبین انصاف'' کی تحریر کردہ ایک عبارت اور اس کا جواب

''مرتبین انصاف'' لکھتے ہیں کہ آپ کی ختم نبوت زمانے کے لحاظ سے بھی ہے کہ آپ آخری نبی ہیں عام معنی یہی لیا جاتا ہے اور آپ کی ختم نبوت مراتب کے لحاظ
قاری محمد طیب دیوبندی لکھتے ہیں ختم نبوت کا یہ معنی لینا کہ نبوت کا دروازہ بند ہو گیا ہے دنیا کو دھوکہ دینا ہے (خطبات حکیم الاسلام صفحہ نمبر ۵۵ جلد اول طبع ملتان ۱۴۰۰ھ) (ابو کلیم فیضی غفرلہ)

سے بھی ہے کہ آپ پر تمام مراتب ختم ہیں۔ (صفحہ نمبر ۵۰)

الجواب: مرتبین کا یہ کہنا کہ ختم نبوت کی طرح آپ پر تمام مراتب بھی ختم ہیں۔ اس قول کی بنا پر سد باب ہی کے لزوم پر بات ختم نہیں ہوتی بلکہ ایمان، ایقان، علم و عمل، بدعت و تقویٰ غرض ہر خوبی اور ہر کمال کا دروازہ بند ہونا لازم ہے اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جس طرح کسی نبی کے آنے کے استحالہ کا لزوم مانا گیا ہے اسی طرح مومن، صالح، متقی، مجتہد کے وجود کو بھی حضور کے بعد محال ماننا پڑے گا کیونکہ تحذیر الناس کا بنیادی نکتہ ہی یہ ہے کہ موصوف بالذات کیلئے تاخر زمانی لازم ہے۔

(التکبیر [illegible] صفحہ نمبر ۲۲ [illegible])

گنگوہی کے فتوی وقوع کذب باری تعالیٰ کی عبارت

سوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ما قولکم رحمکم اللہ اور بعض کذب باری تعالیٰ میں گفتگو کرتے تھے ایک کی طرف داری کے واسطے تیسرے نے کہا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لفظ "ما" عام ہے شامل ہے معصیت قتل مومن کو پس آیت مذکورہ سے معلوم ہوا کہ پروردگار مغفرت مومن قاتل بالعمد بھی فرماوے گا۔ اور دوسری آیت میں ہے ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم خالدا فیہا لفظ من عام ہے شامل ہے مومن قاتل بالعمد کو اس سے معلوم ہوا کہ قاتل مومن بالعمد کی مغفرت نہ ہوگی۔ اس قائل کے خصم نے کہا کہ آپ کے استدلال سے وقوع کذب باری ثابت ہوتا ہے کیونکہ آیت میں دونوں احتمال ہیں اس قائل نے جواب دیا میں نے کب کہا ہے کہ میں وقوع کذب کا قائل نہیں ہوں اور میرا قول اسی قائل کا یہ ہے کہ کذب علی العموم قبیح بمعنی منافر شرع نہیں ہے اللہ تعالیٰ نے بعض مواضع جائز رکھا ہے در توریہ وہیں کذب بعض مواضع میں دونوں ہوتی ہیں تو قطع توریہ۔ آیا یہ قائل مسلمان

ہے یا کافر اور مسلمان ہے تو بدعتی ضال یا اہل سنت والجماعت باوجود قبول کرنے کے کذب باری تعالیٰ کے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: اگرچہ شخص ثالث نے تاویل آیت میں خطا کی مگر تاہم اس کو کافر کہنا یا بدعتی ضال کہنا نہیں چاہیے کیونکہ وقوع خلف وعید کو جماعت کثیرہ علماء سلف کی قبول کرتی ہے چنانچہ مولوی احمد حسن صاحب رسالہ تنزیہ الرحمن اپنے رسالہ میں تصریح کرتے ہیں بقول بعض علماء اس کے مجوز ہیں خلف وعید وقوع خلف کے بھی قائل ہیں۔ چنانچہ ان کے دلائل سے ظاہر ہے حیث قالوا لانسلم [illegible] الخ۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض علماء خلف وعید کے قائل ہیں اور یہ بھی واضح ہے کہ خلف وعید خاص ہے اور کذب عام ہے کیونکہ کذب بولتے ہیں قول خلاف واقع کو۔ سو وہ گاہے وعید ہوتا ہے گاہے وعدہ گاہے خبر اور سب کذب کے انواع ہیں اور وجود نوع کا وجود جنس کو مستلزم ہے انسان اگر ہوگا تو حیوان بالضرور موجود ہوگا۔ لہٰذا وقوع کذب کے معنی درست ہو گئے اگرچہ بعض کسی فرد کے ہوں۔ پس بناء علیہ اس ثالث کو کوئی سخت کلمہ نہ کہنا چاہیے کہ اس میں تکفیر علماء سلف کی لازم آتی ہے ہر چند یہ قول ضعیف ہے مگر تاہم متقدمین کے مذاہب پر صاحب دلیل قوی کو تضلیل صاحب دلیل ضعیف ہے مگر تاہم متقدمین کے مذہب پر صاحب دلیل قوی کو تضلیل صاحب دلیل ضعیف کی درست نہیں دیکھو کہ حنفی شافعی پر اور بالعکس بوجہ قوت دلیل اپنے کے طعن و تضلیل نہیں کر سکتا تا مومن نشار لذا کا مسئلہ کتب عقائد میں خود لکھتے ہیں لہٰذا اس ثالث کو تضلیل و تفسیق سے مامون کرنا چاہیے البتہ جو امر [illegible] ہو بہتر ہے البتہ قدرۃ علی الکذب مع امتناع الوقوع مسئلہ اتفاقیہ ہے اس میں کسی کا خلاف نہیں اگرچہ اس زمانہ میں لوگوں کو [illegible] ہو گیا ہے۔ قال اللہ ولو شئنا لآتینا کل نفس ہداہا ولکن حق القول منی لاملئن جہنم من الجنۃ والناس اجمعین۔ الآیۃ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

رشید احمد

نوٹ: اس قلمی فتوی کا عکس اگلے صفحے پر ملاحظہ ہو۔

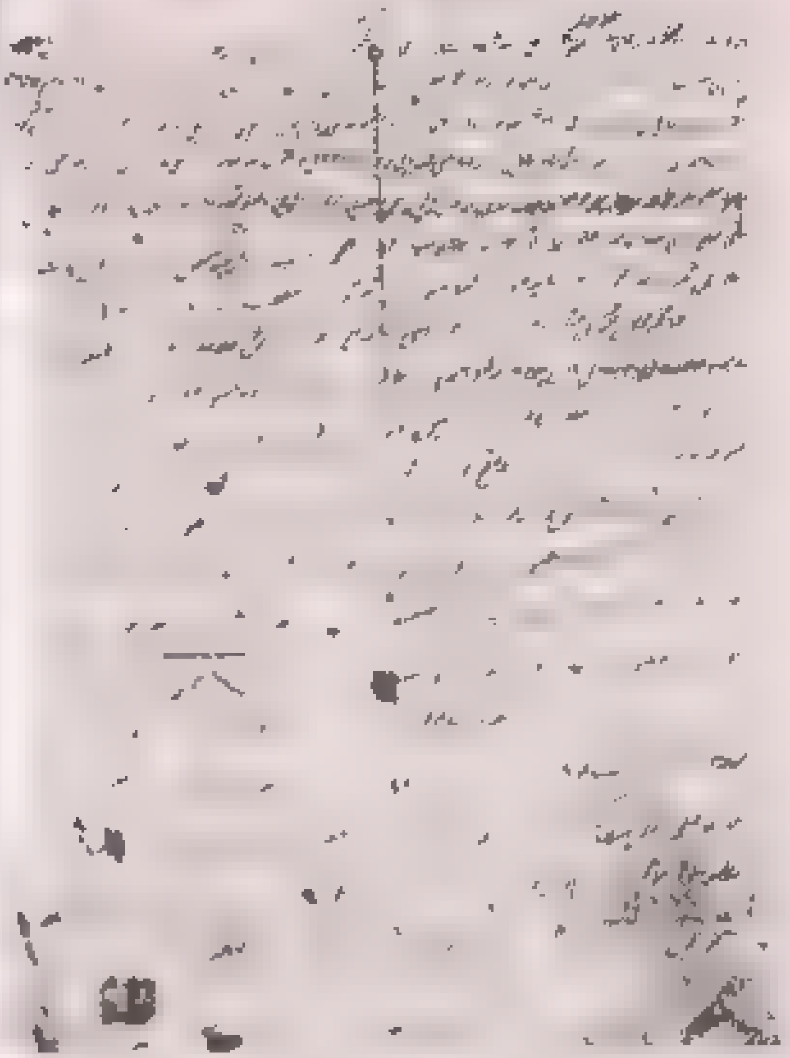

اہل سنت و جماعت کا مسلک

جوہر، جسم، عرض، مکان، زمان، جہت، حرکت، انتقال، تبدیل، دافی و صدق، جہل، کذب ممکنات سے متعلق ہیں۔ ذات حق پر یہ سب محال بالذات ہیں۔

مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی (متوفی ۱۳۰۴ھ) ایک طویل بحث کے بعد لکھتے ہیں۔

الغرض عبارات مذکورہ سے اس کی صراحت ہو گئی کہ خدا کو محالات مثلاً شریک باری وغیرہ کے پیدا کرنے پر قدرت نہیں اور یہ نقص (عجز) نہیں عین کمال ہے اسی پر تمام متکلمین کا اتفاق ہے اور عقل و نقل دونوں یہی بتاتی ہیں اس کا انکار عجیب بات ہے۔ (مجموعہ فتاوی صفحہ نمبر ۵ مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۲۵ء)

پھر فرماتے ہیں۔ کسی ایسے کام پر قادر نہ ہونا جو در حقیقت تعلق قدرت کے لائق ہی نہیں نقص نہیں بلکہ عین کمال ہے اس کی صراحت کتب فقہ و کلام میں موجود ہے۔ (مجموعہ فتاوی صفحہ نمبر ۵ مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۲۵ء)

- **مسئلہ حاضر و ناظر اور اہل سنت کا موقف**

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مع جسم مطہر ایک ہی وقت میں بطور معجزہ مختلف مقامات پر حاضر ہونا ایک حقیقت ثابت ہے جیسا کہ اولیاء اللہ کے متعلق حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں۔

اکمل اولیاء مذکو تبارک و تعالیٰ نے یہ قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ ایک وقت متعدد مقامات پر تشریف فرما ہوتے ہیں۔ (مکتوبات صفحہ نمبر ۵۸ جلد دوم)

- علامہ شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک آن میں متعدد جگہوں میں مقبولان الٰہی کے موجود ہونے پر واقعہ معراج سے استدلال کیا ہے۔ پھر ایک بزرگ حضرت ابراہیم نامی کا واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے ایک جمعہ ایک ہی آن میں پچاس جگہ پڑھایا اس کے علاوہ دیگر بزرگان دین کے واقعات ذکر فرمائے ہیں۔ (درالغواص صفحہ نمبر ۱۶۳ تا ۱۶۶)
- امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یقیناً زندہ ہیں اپنے بدن اور روح کے ساتھ قبر میں اور سیر و تصرف فرماتے ہیں اطراف زمین اور آسمان میں اور آپ کے اندر کوئی

خلیل احمد انبیٹھوی لکھتے ہیں لہو صلی اللہ علیہ وسلم حی فی قبرہ الشریف یتصرف فی الکون باذن اللہ تعالیٰ کیف شاء، حضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں باذن خداوندی کون میں جو چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں (المہند صفحہ نمبر ۳۱ طبع ملتان)، (ابو الخلیل فیضی غفرلہ)

تغیر و تبدل ہوا۔ (تنویر الحلک صفحہ نمبر ۷۹ مطبوعہ استنبول ترکی)

"حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا جسمانیت اور بشریت کے بغیر حاضر ناظر ہونا بایں طور کہ عالم کا ذرہ ذرہ روحانیت اور نورانیت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جلوہ گاہ ہے اور روحانیت و نورانیت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کیلئے قرب و بعد یکساں ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانیت و رحمت تمام جہان پر حاوی ہے۔ زمین و آسمان کا کوئی گوشہ کائنات آپ سے مخفی نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا بے شک اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے ساری دنیا کو رکھ دیا ہے پس میں اس کی طرف اور جو کچھ اس میں قیامت تک ہونے والا ہے سب کچھ دیکھ رہا ہوں جیسے اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو۔ (مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۲۸۷ جلد ۸ طبع بیروت)

● حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

بہر حال آپ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حاضر ہوتا تو آپ کے نور سے [illegible] فائق و عیر رکھا ہے جس سے سارا جہان [illegible] روشن ہے (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر [illegible] جلد اول)

● امام محمد غزالی رحمۃ اللہ علیہ (م ۵۰۵ھ) فرماتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو محض ایک عام بشر تصور کر کے اور بشریت کی نگاہ سے ان کی طرف نظر نہ کرو تاکہ ان کو اجزائے بشریت سے ایک جز دیکھو بلکہ ان کی اس صورت پر نظر کرو جو اس دنیا سے پہلے تھی تاکہ تمہیں ایک ایسا نور نظر آئے جس نے تمام موجودات کا احاطہ کر رکھا ہے۔ (معارف [illegible] صفحہ نمبر [illegible] طبع لاہور)

● قطب عالم پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ سے ایک شخص نے عرض کی کہ جہاں درود شریف پڑھا جائے کیا وہاں روح محمدی موجود ہوتی ہے حضور قدس سرہ نے فرمایا کہ روح مبارک کا تشریف لانا اس طرح سمجھنا چاہیے جیسے سورج اپنی جگہ پر قائم ہے لیکن اس کی روشنی ہر جگہ موجود ہے روحانی سفر میں قرب و بعد عنصری نہیں ہوتا۔ حقیقت محمدیہ جمیع حقائق امکان پر مقدم و اعلیٰ و اکمل و افضل ہے۔

(ملفوظات مہریہ صفحہ نمبر ۱۳۵)

● مولوی عبدالمالک صدیقی دیوبندی کا خیال

"وہ عین رحمت جو اللہ تبارک و تعالیٰ نے عالم ظہور میں ظاہر فرمایا وہ ظہور نور سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے۔ اس نور کو حضور علیہ السلام نے بغیر کسی واسطہ و ذریعہ اور سبب کے اپنے امر و قدرت سے جیسا کہ اس کے کمالات علم غیب میں تھے ویسا ہی خارج میں ظاہر فرمایا اور یہ تمام کائنات اسی نور کے دائرے کے اندر ہی اندر ہے۔"

(معمولات [illegible] صفحہ نمبر [illegible] مولوی عبدالمالک دیوبندی)

مسئلہ علم غیب اور اہل سنت کا موقف

"چونکہ علوم اولین و آخرین آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم اعلیٰ و اکمل ہے اور [illegible] ملکوت سماوی و ارضی، تمام مخلوقات، جملہ اسماء [illegible] و امور آخرت و اشراط ساعت و احوال سعداء و اشقیاء و علم ما کان و ما یکون [illegible] تمام علوم بشریہ [illegible] آپ کا علم اعلیٰ و اکمل ہے۔ [illegible] جس میں وقت قیامت کا علم بھی شامل ہے۔ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو حاصل ہے۔

علم الٰہی (جل جلالہ) اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے علم میں امور ذیل فارق ہیں

(۱)۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا علم مستفاد [illegible] بالواسطہ، بالعرض، عطائی اور وہبی کہتے ہیں۔

(۲)۔ اللہ تعالیٰ کا علم واجب اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ممکن ہے۔

(۳)۔ اللہ تعالیٰ کا علم ازلی سرمدی اور ابدی حقیقی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم حادث ہے

(۴)۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر متناہی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم متناہی ہے۔

(۵)۔ اللہ تعالیٰ کا علم غیر مخلوق اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم مخلوق ہے۔

(۶)۔ اللہ تعالیٰ کا علم کسی کے زیرِ قدرت نہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم مقدور ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کی زیرِ قدرت ہے)۔

(۷)۔ اللہ تعالیٰ کا علم واجب البقاء اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم جائز الفناء ہے۔

(۸)۔ اللہ تعالیٰ کا علم ممتنع التغیر اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم ممکن التبدل ہے۔

(۹)۔ تمام مخلوقات کے علم اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم میں وہ نسبت ہے جو قطرے کو سمندر سے ہے۔ یعنی تمام مخلوقات کا علم بمنزلہ قطرہ ہے اور اس کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا علم بمنزلہ سمندر ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ اتنی بھی نہیں جیسے قطرے کو سمندر سے ہوتی ہے۔

پس جو شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے علم کو اللہ تعالیٰ جیسا علم مانے اور اللہ جل جلالہ کی طرح حاضر ناظر جانے وہ اہل سنت کے نزدیک کافر ہے۔ اور اسی کی طرف مختلف فقہاء نے اپنی اپنی تصانیف میں اشارہ کیا ہے۔

الزام: "مرتبین انصاف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"اعلیٰ حضرت بریلوی کی صریح گستاخی"

میرے بھائی برکات احمد صاحب کے انتقال کے دن مولوی سید امیر احمد صاحب مرحوم خواب میں زیارت اقدس سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشرف ہوئے کہ گھوڑے پر تشریف لئے جاتے ہیں۔ عرض کی یا رسول اللہ! کہاں تشریف لے جا رہے ہیں۔ فرمایا برکات احمد کے جنازہ کی نماز پڑھنے (بریلوی اعلیٰ حضرت نے فرمایا) الحمدللہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔ (ملفوظات حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۵) (انصاف صفحہ نمبر ۵۵)

الجواب:

عالم رؤیا اور عالم دنیا

یہ دونوں عالم ہیں عالم رؤیا کو عالم دنیا پر قیاس کرنا سراسر باطل ہے۔ عالم رؤیا کے حالات و واقعات پر شریعت کے احکام نافذ نہیں ہوتے۔ جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی روایت ہے۔

"حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تین شخص مرفوع القلم ہیں، سویا ہوا، جب تک بیدار نہ ہو اور نابالغ جب تک بالغ نہ ہو اور مجنون جب تک ہوش درست نہ ہوں۔" (ابو داؤد شریف صفحہ نمبر ۲۵۴ جلد ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

● امام المسند شاہ ولی اللہ (م ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

کہ میرے والد شاہ عبدالرحیم فرماتے ہیں، ماہِ رمضان میں ایک دن میں نے سخت مشقت کی جس کی وجہ سے مجھ پر سخت کمزوری ہوگئی قریب تھا کہ میں اس بنا پر افطار کر دیتا اور فضیلت صوم کے فوت ہونے سے مجھے بہت غم ہوگا۔ اس اندوہ میں مجھے اونگھ آگئی۔ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے بہت لذیذ خوشبودار کھانا جسے ہندوستان میں زردہ پلاؤ کہتے ہیں۔ عنایت فرمایا۔ میں نے سیر ہو کر کھایا۔ پھر بہت ہی لطیف ٹھنڈا پانی عنایت فرمایا۔ میں نے سیر ہو کر پیا۔ پھر میں بیدار ہو گیا۔ بھوک و پیاس تمام زائل ہو چکی تھی اور سیری حاصل ہو گئی تھی میرے ہاتھ میں ابھی تک زعفران کی خوشبو باقی تھی بعض عقیدت مندوں نے احتیاط سے دھو کر کھالیا اور برکت اور تبرک کے طور پر اس سے روزہ افطار کیا۔
(انفاس العارفین صفحہ نمبر ۱۷۴ مطبوعہ لاہور از حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ)

دیکھئے خواب میں حضرت شاہ عبدالرحیم نے کھانا کھایا، پانی پیا مگر ان کے روزے پر اس کا کوئی اثر نہ ہوا۔ اور انہوں نے وقت روزہ (یعنی سورج غروب ہونے) پر روزہ افطار کیا۔

● مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

علامہ جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"اپنی امت کے اعمال میں نگاہ رکھنا، ان کیلئے گناہوں سے استغفار کرنا، ان کیلئے دفع بلا کی دعا کرنا، اطراف زمین میں آنا جانا، اس میں برکت دینا اور اپنی امت میں کوئی صالح آدمی مر جائے تو اسکے جنازہ میں جانا۔ یہ چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مشغلہ ہیں جیسا کہ اس میں احادیث اور آثار آئے ہیں۔" (الحاوی للفتاوی صفحہ نمبر ۲۶۵ مطبوعہ مصر)

● صاحب تفسیر روح البیان فرماتے ہیں:

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں سیر فرمانے کا اپنے صحابہ کرام کی روحوں کے ساتھ اختیار ہے آپ کو بہت سے اولیاء اللہ نے دیکھا ہے۔ (تفسیر روح البیان صفحہ نمبر ۹۹ جلد دہم مطبوعہ [illegible] سعودی عرب)

● حافظ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں

بہت تعداد لوگوں سے [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و شیخ حضرت ابوبکر و حضرت عمر رضی اللہ عنہما خواب میں دیکھے کہ ان کی روحوں نے کافروں اور ظالموں کے لشکروں کو شکست دے دی پھر اس کا ظہور بھی ہوا۔ [illegible] تھوڑے مسلمانوں سے شکست کھا گیا۔ (کتاب الروح صفحہ نمبر ۱۲۶ مطبوعہ [illegible])

● تین مستند واقعات

۱۔ حضرت سلمیٰ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی اور وہ رو رہی تھیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کے رونے کا کیا باعث ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خواب میں اس طرح دیکھا کہ آپ کا سر مبارک اور ریش مبارک پر گرد پڑی ہوئی ہے اور آپ رو رہے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ کے رونے کا کیا باعث ہے؟ آپ نے فرمایا میں حسین کے قتل کی جگہ گیا تھا۔ (ترمذی شریف صفحہ نمبر ۲۱۸ جلد ۲)

● مولوی اشرف علی تھانوی اس کے تحت لکھتے ہیں

حضور روح اور مقام روح کا بعد مفارقت عالم دنیا کے گو اصلی مقام دوسرا ہے لیکن اگر باذن الٰہی کسی وقت پر بطور خرق عادت اس عالم میں آ جائے تو ممکن ہے جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح مبارک کا میدان قتال میں تشریف لانا دیکھا گیا اور چونکہ اس کے متنازع کی کوئی دلیل نہیں لہٰذا اس میں تاویل اور صرف الی المجاز کی ضرورت نہیں، محمول حقیقت پر ہوگا۔ (التکشف صفحہ نمبر ۵۰۳ مطبوعہ دہلی)

۲۔ حضرت شاہ عبدالرحیم محدث دہلوی فرماتے ہیں

ایک روز سید عبداللہ اور ان کے استاذ صاحب دونوں قرآن مجید کا ورد کر رہے تھے کہ چند لوگ عرب صورت سبز پوش گروہ در گروہ ظاہر ہوئے ان کے سردار نے مسجد کے قریب ہو کر ان قاریوں کی قرأت کو سنا اور کہا: "بارک اللہ ادیت حق القرآن"۔ اور مراجعت فرمائی۔ سید عبداللہ کی عادت تھی کہ قرآن مجید پڑھتے وقت آنکھیں بند کر کے بیٹھتے تھے اور کسی طرف متوجہ نہیں ہوتے تھے۔ جب سورۃ ختم کر لی تو سید عبداللہ نے پوچھا کہ وہ کون لوگ تھے ان کی ہیبت سے میرا دل کانپ اٹھا۔ لیکن قرآن مجید کے احترام کی وجہ سے میں متوجہ نہ ہوا۔ سید عبداللہ نے کہا کہ اس قسم کے گھوڑے تھے۔ جب [illegible] پہنچا تو میں نے اس ذکر کی تفتیش کی اسی محلہ میں تھے کہ ایک اور آدمی اسی وضع کا آیا اور کہا کہ گزشتہ رات آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کے مجمع میں تشریف فرما تھے اور اس [illegible] کی تعریف فرماتے تھے جو اس جنگل میں [illegible] ہے تعریف فرماتے تھے اور فرماتے تھے کہ کل صبح میں اس سے ملوں گا اس کی قرأت سنوں گا۔ آپ تشریف لائے تھے یا نہیں؟ اور اگر تشریف لائے تھے تو کہاں گئے ان دونوں نے جب یہ بات سنی تو دائیں بائیں بھاگے لیکن کوئی نشان نہ ملا۔ راقم حروف شاہ ولی اللہ کا گمان ہے کہ انہوں نے فرمایا کہ اس واقعہ کے بعد مدت تک اس جنگل سے خوشبو آتی رہی۔ (انفاس العارفین صفحہ نمبر [illegible] مطبوعہ [illegible])

۳۔ حضرت ابو عبیدہ بن الجراح جب دمشق کا محاصرہ کیے ہوئے تھے۔ تو قلعہ فتح نہ ہوتا تھا۔ ایک رات عشاء کی نماز پڑھ کر سو گئے۔ خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا آپ فرما رہے تھے "تفتح المدینة ان شاء الله تعالى فی هذه اللیلة" اے ابو عبیدہ آج رات شہر فتح ہو جائے گا۔ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جلدی جلدی واپس جانے لگے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ! آپ جلدی واپس جا رہے ہیں۔ کیا بات ہے آپ نے فرمایا کہ میں نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے جنازہ میں جانا ہے۔ (فتوح الشام علامہ واقدی صفحہ نمبر ۲۵ جلد ۱ مطبوعہ مصر)

جواب دو؟

مولوی برکات احمد کی نماز جنازہ مولانا احمد رضا نے پڑھائی اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے باطنی طور پر اس میں شمولیت فرمائی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی نماز جنازہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے پڑھائی اور امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے باطنی طور پر شمولیت فرمائی

مگر مولوی برکات احمد کی نماز جنازہ پڑھانے کی وجہ سے مولانا احمد رضا [illegible] ہیں تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ کیوں نہیں؟

اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے قول کی وضاحت

الحمد للہ یہ جنازہ مبارکہ میں نے پڑھایا۔ یہ الفاظ مولانا احمد رضا خان صاحب بطور تحدیث نعمت فرماتے ہیں اس نیک بخت انسان کی نماز جنازہ پڑھانے پر جس کی نماز جنازہ میں باطنی طور پر رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شرکت فرمائی۔ نہ کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امام ہونے پر۔

۱۔ نبی کریم ﷺ کی تعظیم برکات احمد کی نماز جنازہ میں شرکت باطنی طور پر ہے مرتبین انصاف اور مقلد و غیر مقلد وہابی حل کر دیں نمبر ۱ اگر کسی مسلمان کا انتقال ہو جائے اور کسی سے دیکھ کر نبی کریم ﷺ اس کی نماز جنازہ پڑھنے کیلئے تشریف لے جا رہے ہیں تو اب مسلمانوں پر اس آدمی کا جنازہ پڑھنا فرض ہے یا نہیں؟ ۲ اگر بغیر نماز جنازہ پڑھے دفن کر دیں تو فرض کفایہ کے تارک ہونے پر گنہگار ہوں گے یا نہیں؟ ۳ اور نماز جنازہ بغیر جماعت وامام کے پڑھی جائے یا جماعت و امام کے ساتھ اگر امام کے ساتھ پڑھی جائے تو پھر امام نبی اکرم ﷺ کا مقتدی ہوگا یا امام؟ نمبر ۴ حضور ﷺ کی موجودگی یعنی حیات ظاہری میں کسی امتی کا آپ کی امامت کرنا کفر ہے یا فسق یا مکروہ ہے؟ نمبر ۵ صرف مرتبے سے امام کا مقتدی سے افضل ہونا لازم ہے؟ نمبر ۶ کیا افضل کی موجودگی میں مفضول کا امام بننا کفر ہے یا فسق و مکروہ ہے؟ ۷ اگر ان سوالوں کا جواب نفی میں ہے تو امام احمد رضا علیہ الرحمۃ پر اعتراض سوائے بغض وحسد کے کچھ نہیں اور اگر ان سوالات کا جواب اثبات میں ہے تو سمجھیں کہ ان احادیث مبارکہ کا جواب دیجئے (مسلم شریف جلد اول صفحہ ۱۳۲ لاہور مدارج النبوۃ [illegible]) [illegible] نبی کریم ﷺ نے حضرت عبدالرحمٰن بن عوف کے پیچھے نماز ادا فرمائی نمبر ۲ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے نبی کریم ﷺ کی حیات ظاہری میں سترہ نمازیں پڑھائیں

"مرتبین انصاف" اور جاء الحق کی عبارات میں تحریف

عبارت نمبر ۱: نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] کے جنازہ میں جسم پاک سے تشریف لاتے ہیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۵۵)

(مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۹۶ جلد اول) اس سے وہ اعتراض کا جواب بھی ہو گیا کہ اگر حضور ﷺ [illegible] تو حضرت صدیق [illegible] نبی اکرم ﷺ کی موجودگی میں سترہ نمازیں مسجد نبوی شریف میں مصلیٰ رسول پر کھڑے ہو کر پڑھائیں [illegible] حضرت صدیق [illegible] (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ [illegible] جلد ۳ [illegible] تحت حدیث ۹۵۵) [illegible] حضرت صدیق اکبر [illegible] (عمدۃ القاری شرح بخاری [illegible] صفحہ ۱۹۰ طبع بیروت [illegible]) [illegible] حضرت صدیق [illegible] حضرت [illegible] رضی اللہ عنہ [illegible] حضور ﷺ [illegible] (مسلم صفحہ ۲۲۱ جلد اول طبع [illegible]) [illegible] حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ [illegible] حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ [illegible] (شرح بخاری صفحہ ۲۰۳ جلد ۲ طبع لاہور) [illegible] حضرت امام مہدی رضی اللہ عنہ کے [illegible] عقیدہ [illegible] حضور ﷺ [illegible] (تقویۃ الایمان صفحہ ۲۰ طبع دہلی) [illegible] تمام امت کا بہ اتفاق عقیدہ ہے کہ نبی کریم ﷺ حقیقی جسمانی حیات کے ساتھ زندہ ہیں [illegible] اعلیٰ حضرت (حاجی امداد اللہ) نے خواب دیکھا کہ آپ [illegible] آپ کے مہمانوں کا کھانا پکا رہی ہیں کہ جناب رسول کریم ﷺ تشریف لائے اور آپ [illegible] سے فرمایا [illegible] کے مہمانوں کا کھانا پکائے [illegible] کے مہمان علماء ہیں اس کے مہمانوں کا کھانا میں پکاؤں گا (تذکرۃ الرشید صفحہ ۳ جلد اول طبع لاہور) شیخ سعید [illegible] کہتے ہیں کہ میں نے [illegible] دیکھا کہ [illegible] ﷺ تشریف [illegible] ہیں اور مجھ سے کسی نے کہا

اصل عبارت: علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

اپنی امت کے اعمال میں نگاہ رکھنا ان کیلئے گناہوں سے استغفار کرنا ان سے دفع بلا کی دعا کرنا، اطراف زمین میں آنا جانا (جسم مثالی کے ساتھ) اس میں برکت دینا اور اپنی امت میں کوئی صالح آدمی مرجائے تو اس کے جنازہ میں جانا یہ چیزیں حضور علیہ السلام کا مشغلہ ہیں جیسے کہ اس پر احادیث اور آثار آئے ہیں۔

(الحاوی للفتاوی صفحہ نمبر ۱۸۴، ۱۸۵ جلد ۲ طبع ملتان)

عبارت نمبر ۲: اسی طرح محفل میلاد شریف اور نعت خوانی کی مجالس میں بھی جسم پاک سے تشریف لاتے ہیں۔ (الصرف صفحہ نمبر ۵۵)

یہ رسول اللہ ہیں اور ایک عالم ہندی خلیل احمد کا انتقال ہوگیا ہے اب ان کے جنازہ کی شرکت میں تشریف لے گئے ہیں (تذکرۃ الخلیل صفحہ ۳۰۰ طبع سہارنپور) حضرت سیدنا ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کسی شہر میں جامع مسجد کے قریب ایک حجرہ میں تشریف فرما ہیں جامع مسجد قریب ہو جمعہ کا وقت ہے (نمازیوں کا مجمع ہے مصلیوں (دیوبندیوں) نے مجمع سے ... حضرت خلیل اللہ سے معروض کیا کہ حضرت خلیل اللہ علیہ السلام مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا ارشاد فرمائیں اس فقیر سے یہ جرأت کرے (واقعی تم جرأت کرسکتے ہو جیسی عمر ...) ... حضرت خلیل اللہ علیہ السلام نے مولانا مدنی کو جمعہ پڑھانے کا حکم دیا مولانا مدنی نے خطبہ پڑھا اور نماز جمعہ پڑھائی حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مولانا مدنی کی اقتداء میں نماز جمعہ ادا فرمائی یہ فقیر بھی مقتدیوں میں شامل تھا (حیرت انگیز واقعات صفحہ ۳۳ ابوالحسن بارہ بنکوی دیوبندی طبع مکتبہ رشیدیہ کراچی) (سید حسین احمد مدنی واقعات و کرامات کی روشنی میں ۱۰۹ رشید الدین حمیدی دیوبندی طبع اسلامی کتب خانہ) دیوبندیو! بتاؤ کیا نبی اکرم ﷺ کا تشریف لانا تمہارے نزدیک محال ہے مگر تمہارے مولویوں کا ... بحیثیت امام بھی تشریف لاسکتے ہیں؟ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بجائے ناظرہ کے ... امام بننے کا شوق ہے پھر ناظروں کی آگے بڑھ کر امام بن جاتے ہیں کتنی بڑی بدتمیزی ہے مرتبہ مصطفی نہ بتائیں جہاں یہ ارشاد ہے جہاں تصریح ہے کہ ناظروں کی کے پیچھے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نماز پڑھی

تجھ سے سب یہ کہتے ہیں رکھ نیچی نگاہ اپنی
کوئی ان سے نہیں کہتا نہ نکلو یوں عیاں ہو کر

(ابوجلیل فیضی غفرلہ)

جواب: اگر لوگ یہ عقیدہ رکھیں کہ حضور علیہ السلام کی روح اور آپ کی مثال (یعنی جسم مثالی کی صورت میں) مولود شریف پڑھنے اور ختم رمضان اور نعت خوانی کرتے وقت آتی ہے تو جائز ہے۔ (شرح عقیدہ صفحہ نمبر)

یاد رکھیں اہل سنت وجماعت ہر نیک محفل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روحانی یا جسم مثالی کے ساتھ تشریف آوری کے قائل ہیں۔

- امام غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ نے فرمایا:

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو دنیا میں سیر فرمانے کا اپنے صحابہ کرام کی روحوں کے ساتھ اختیار ہے۔ (تفسیر روح البیان صفحہ نمبر ۹۹ جلد ۱۰ مطبوعہ پشاور)

- مولانا محمد عاشق پھلتی فرماتے ہیں کہ حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"قدیم طریقے کے موافق بارہ ربیع الاول کو میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نذر و نیاز تقسیم کی اور آپ کے بال مبارک کی زیارت کرائی تلاوت قرآن پاک کے دوران ملاء اعلیٰ کا ورود ہوا۔ فرشتے نازل ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پاک نے اس فقیر اور اس سے محبت کرنے والوں کی طرف بہت التفات فرمائی۔ (یعنی حاضر ہوئے)۔

(القول الجلی صفحہ نمبر ۷۴ مطبوعہ لاہور ۱۴۲۰ھ ۱۹۹۹ء)

- حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (پیر و مرشد علمائے دیوبند) فرماتے ہیں:

رہا اعتقاد کہ مجلس مولود میں حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رونق افروز ہوتے ہیں اس اعتقاد کو کفر و شرک کہنا حد سے بڑھنا ہے۔ (جیسے کہ مرتبین مصنف نے لکھا ہے) کیونکہ یہ امر ممکن عقلاً نقلاً بلکہ بعض مقامات پر اس کا وقوع بھی ہوتا ہے۔ رہا یہ شبہ کہ آپ کو کیسے علم ہوا یا کئی جگہ کیسے ایک وقت میں تشریف فرما ہوئے۔ یہ ضعیف شبہ ہے کہ آپ کے علم و روحانیت کی وسعت جو دلائل نقلیہ و کشفیہ سے ثابت ہے اس کے آگے یہ ایک ادنیٰ سی بات ہے علاوہ اس کے اللہ کی قدرت تو محل کلام نہیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ اپنی جگہ تشریف رکھیں اور درمیانی حجاب اٹھ جائیں بہر حال ہر

طرح یا امر ممکن ہے الخ (عملیات اعداد یہ صفحہ نمبر ۹۰ مطبع کراچی)

- مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

لیکن اگر (روح مبارک) بدون اذن الٰہی کسی وقت بطور خرق عادت اس عالم میں آ جائے تو ممکن ہے جیسا کہ حضور علیہ السلام کی روح مبارک کا میدان قتال میں تشریف لانا دیکھا گیا اور چونکہ اس کے متابع کی کوئی دلیل نہیں لہذا اس میں تاویل اور صرف اس مجاز کی ضرورت نہیں محمول حقیقت پر ہوگا

(التکشف صفحہ نمبر ۹۰ مطبوعہ دہلی)

<u>فتاویٰ رضویہ قاضی حمید الدین ناگوری رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کا جواب</u>

(اصلاح صفحہ نمبر ۵۱)

اہل سنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ مشائخ کی روحیں ہر وقت حاضر نہیں ہوتیں۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ چاہے تو ان کو بعض موقع پر حاضر ہونا کوئی بعید نہیں۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے مگر اس عقیدے سے پکارنا کہ مشائخ کی روحیں ہر وقت ہمارے پاس موجود ہیں یک غیر اسلامی عقیدہ ہے اسی طرف صاحب فتاویٰ رضویہ اور قاضی صاحب کا اسلامی طرف اشارہ ہے۔

- قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

اللہ تعالیٰ ان (شہداء) کی روحوں کو جسموں کی قوت دیتا ہے وہ زمین و آسمان اور جنت میں جہاں چاہیں جاتے ہیں اور وہ اپنے دوستوں کی مدد کرتے ہیں اور اپنے دشمنوں کو ہلاک کرتے ہیں۔ (انشاء اللہ تعالیٰ)

(تفسیر مظہری پارہ دوم زیر آیت ولا تقولوا لمن یقتل الخ)

- تصرفات ملائکہ کیلئے جس طرح کسی کے وسیلہ کی ضرورت نہیں پڑتی اسی طرح تصرفات روح کا معاملہ ہے ہمارے دنیاوی قوانین ادھر نہیں چلتے کیونکہ وہ ایک دوسرا عالم ہے بلاشبہ ارواح کو اتنی آزادی ہے کہ وہ زندوں سے برابر بلکہ اس سے زیادہ ہی کسی پکارنے والے کی پکار سن سکتے ہیں اور مدد چاہنے والے کی مدد

سکتے ہیں۔ (اصلاح فکر و اعتقاد صفحہ نمبر ۲۲۳ مصنف سید محمد علوی مالکی حسنی)

نیز فرماتے ہیں جو شخص کسی زندہ یا وفات یافتہ سے استعانت یا استغاثہ طلب یا سوال یا ندا کرے اور اس کا یہ عقیدہ ہے کہ وہ جسے ندا دے رہا ہے وہ حاجات وغیرہ پورا کرنے والا بذات مالک نفع و نقصان ہے تو یہ شخص مشرک ہے۔ (ایضاً نمبر ۲۲۲)

اور اگر پکارنے والے کا یہ عقیدہ ہو کہ جس کو میں پکار رہا ہوں وہ اللہ تعالیٰ کی عطا و اذن اور مشیت کے تحت میری مدد کرتا ہے تو یہ عقیدہ غیر اسلامی نہیں۔

تشریح: حدیث قدسی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا بندہ نوافل سے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اس سے محبت کرتا ہوں جب میں اس سے محبت کرتا ہوں تو میں اس کی قوت سامعہ بن جاتا ہوں جس سے وہ سنتا ہے اور اس کی آنکھ بن جاتا ہوں جس سے وہ دیکھتا ہے اور اس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس سے وہ پکڑتا ہے اور اس کا پاؤں بن جاتا ہوں جس سے وہ چلتا ہے الخ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۹۷، بخاری صفحہ نمبر ۹۶۳ جلد ۲ مطبع کراچی)

- امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

جب بندہ اللہ تعالیٰ کی عبادت پر ہمیشگی اختیار کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ میں اس کی سمع اور بصر ہوتا ہوں۔ جب اللہ کے جلال کا نور اس کی سمع بن جاتا ہے تو وہ بندہ قریب و بعید سے برابر سنتا ہے جب یہی نور اس کی بصر بن جاتا ہے تو وہ قریب اور دور سے برابر دیکھتا ہے۔ جب اللہ تعالیٰ کا یہی نور اس کا ہاتھ بن جاتا ہے تو وہ شخص دوری میں قریب و بعید میں تصرف پر برابر قادر ہو جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر صفحہ نمبر ۱۸ جلد ۲۱)

اس لئے جب کوئی بندہ مصائب و آلام میں کسی ولی اللہ کو پکارتا ہے (جس کی ولایت مشہور و معروف اور تواتر سے ثابت ہو) تو وہ اللہ کا مقبول بندہ اس کی صدا سن کر اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کیلئے دست بدعا ہوتا ہے رب کائنات اس کی دعا قبول فرما کر پکارنے والے کی مشکل حل کر دیتا ہے۔ جیسا کہ زیر بحث حدیث کے آخر میں ہے کہ جب وہ بندہ مجھ سے سوال کرتا ہے تو میں ضرور اس کا سوال پورا کرتا ہوں۔ یہی

ہوتا ہے کہ یہ مقام تمام اولیاء اللہ کو حاصل نہیں ہوتا۔

• **فتاویٰ قاضی خان کی عبارت کا جواب**

(انصاف صفحہ نمبر ۲۶)

رجل تزوج بغير شهود فقال الرجل والمرأة خدا ورسول را گواه کردیم قالوا یکون کفرا لانه اعتقاد ان رسول الله علیه السلام یعلم الغیب الخ (فتاویٰ قاضی خان)

جواب: قاضی خان کی عبارت میں ہے "قالوا" لوگوں نے کہا اور قاضی خان وغیرہ فقہاء کی عادت یہ ہے کہ وہ قالوا اس جگہ بولتے ہیں جہاں ان کو یہ قول پسند نہ ہو۔

لفظة قالوا تذكر فيما فيه خلاف۔ (شامی جلد چہارم) لفظ قالوا وہاں بولا جاتا ہے جہاں اختلاف ہو۔

• غنیۃ المستملی شرح منیۃ المصلی بحث قنوت میں ہے۔ قاضی خان کا کلام اس کی ناپسندیدگی کی طرف اشارہ کرتا ہے کیونکہ انہوں نے کہا قالوا الخ۔ اس کے قالوا کہنے میں اشارہ ادھر ہے کہ یہ قول پسندیدہ نہیں اور یہ اماموں سے مروی نہیں جیسے کہ ہم نے بیان کیا۔ الخ

• علامہ شامی نے تاتارخانیہ سے نقل کیا:

ملتقط میں ہے کہ وہ کافر نہ ہوگا کیونکہ تمام چیزیں حضور علیہ السلام کی روح پر پیش کی جاتی ہیں اور رسول بعض غیب جانتے ہیں۔ رب تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں ظاہر فرماتا اپنے غیب پر کسی کو سوائے پسندیدہ رسول کے میں کہتا ہوں کہ کتب عقائد میں ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامات میں سے بعض غیبوں پر مطلع ہونا بھی ہے

• شامی باب المرتد میں ہے دعویٰ علم غیب نص قرآنی کے خلاف ہے کہ اس سے کافر ہوگا۔ مگر جبکہ اس کو صراحۃً یا دلالۃً کسی سبب کی طرف نسبت کردے جیسے کہ وحی یا الہام (یعنی پھر کافر نہ ہوگا)

• معتقدات میں ہے صحیح یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہ ہوگا۔ کیونکہ انبیاء کرام غیب جانتے ہیں اور ان پر چیزیں پیش کی جاتی ہیں پس یہ کفر نہ ہوگا۔ (بحر الرائق شرح کنز الدقائق)

• **براہین قاطعہ کی کفریہ عبارت**

(انصاف صفحہ نمبر ۵۸)

الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے شیطان و ملک الموت کی یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کیا جاتا ہے۔ (براہین قاطعہ مصنفہ مولوی خلیل احمد انبیٹھوی مصدقہ مولوی رشید احمد گنگوہی صفحہ نمبر ۵۱)

تبصرہ: اہل سنت وجماعت کا مسلک یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مقابلے میں شیطان کیلئے علم محیط زمین کا ثابت کرنا اور حضور کی ذات اقدس سے اس کی نفی بارگاہ رسالت کی توہین ہے۔ اہل سنت کے نزدیک شیطان و ملک الموت کے محیط زمین کے علم پر قرآن و حدیث میں کوئی نص وارد نہیں ہوئی جو شخص اس کا دعویٰ کرتا ہے وہ قرآن و حدیث پر تہمت اور ناپاک بہتان باندھتا ہے۔ اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم کو نصوص قطعیہ کے خلاف کہنا بھی قرآن و حدیث پر افتراء عظیم ہے۔ قرآن و حدیث میں کوئی ایسی نص وارد نہیں ہوئی جس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں محیط زمین کے علم کی نفی ہوتی ہو بلکہ قرآن و حدیث کی بے شمار نصوص سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ہر چیز کا علم ثابت ہے نیز کسی مخلوق کے مقابلے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے علم کی نفی ثابت کرنا اہل سنت کے نزدیک حضور کی شان اقدس میں بدترین گستاخی ہے۔ (الحق المبین صفحہ نمبر ۲۰ طبع لاہور)

مولانا رحمت اللہ کیرانوی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

اور دوسری بات یہ ہے کہ براہین قاطعہ میں انوار ساطعہ کے جواب میں کوئی فقرہ نہ ہوگا کہ اس کے مصنف (مولوی عبدالسمیع رامپوری) کو صراحۃً کلمات فحش سے

یاد نہ کرتے ہوں۔ الخ (تقدیس الوکیل صفحہ نمبر ۳۳۱ طبع لاہور)

معلوم ہوا کہ مولانا کیرانوی علیہ الرحمۃ کو سیاق و سباق کے ساتھ براہین قاطعہ کی عبارت ذہن نشین تھی۔ اور انہوں نے اوّل تا آخر براہین قاطعہ کا مطالعہ کیا تھا یا کسی سے سنی تھی۔ براہین قاطعہ از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، چونکہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی مصدقہ ہے۔ اس لئے مولانا کیرانوی نور اللہ مرقدہ مولوی رشید احمد گنگوہی کو مخاطب ہو کر اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں

اور بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کمتر ہے اور اسی عقیدے کے خلاف کو شرک فرمایا۔ الخ
(تقدیس الوکیل صفحہ نمبر ۱۹ طبع لاہور)

یہی مفہوم مولانا احمد رضا بریلوی نے براہین قاطعہ کی عبارت کا سمجھا ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

"ابلیس لعین کیلئے تو زمین کے علم محیط پر ایمان لاتا ہے اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتا ہے تو کہتا ہے یہ شرک ہے"۔
(حسام الحرمین صفحہ نمبر ۱۳ مطبوعہ لاہور [illegible])

تبصرہ: "براہین قاطعہ" کی عبارت کا جو مفہوم مولانا احمد رضا بریلوی نے تحریر کیا ہے وہی مفہوم مولانا رحمت اللہ کیرانوی نے بیان کیا ہے۔ اگر مولانا احمد رضا بریلوی اس مفہوم کی وجہ سے مورد طعن ہیں تو مولانا کیرانوی کے متعلق خاموشی کیوں؟

• **مولانا معین الدین اجمیری اور براہین قاطعہ کی عبارت**

مولانا اپنے ایک خط میں جو کہ مولانا حامد رضا قدس سرہ العزیز کے نام ہے لکھتے ہیں۔

۷۸۶

جناب محترم مولانا زید مجدہ
السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ'

براہین قاطعہ کے قول شیطانی کو (جس میں معاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اکمل کے مقابلے میں اپنے شیخ نجدی (یعنی شیطان) کے علم کو وسیع کہا ہے) کو یہ فقیر کا بھی فیصلہ ہے کہ یہ کلمات قطعاً کلمات کفر ہیں اور ان کا قائل کافر ہے باقی سوالات اہل دیوبند کو بعد فرصت ان شاء اللہ تعالیٰ دیکھ کر فیصلہ کروں گا۔ آپ اگر بعدہ حسب وعدہ تشریف لے آئیں تو اس وقت اس کے متعلق بسط سے گفتگو ہو سکتی ہے۔

والسلام

فقیر معین الدین غفرلہ ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۲۷ھ
(نوادرات محدث اعظم پاکستان صفحہ نمبر ۱۸۲ جلد نمبر ۲ طبع لاہور)

• **مولانا محمد صدیق ہزاروی فاضل مدرسہ دیوبند سابق مفتی سورتی مسجد رنگون**

شیطان کیلئے تمام روئے زمین کا علم محیط ماننا اور حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا علم اس سے کمتر بتانا [illegible] نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین توہین ہے اور ایسا تحریر کرنے والا قطعاً مرتد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی تو وہ شان ہے کہ شیطان تو درکنار اولوالعزم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اس کے قریب نہیں پہنچے۔ الخ (الصوارم الہندیہ صفحہ نمبر ۱۵ طبع لاہور)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

"مرتبین انصاف" لکھتے ہیں کہ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی نے فرمایا:

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جو بندہ پر الزام لگایا ہے بالکل بے اصل اور غلط ہے میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر و مرتد و ملعون جانتے ہیں۔ جو شیطان علیہ اللعنۃ کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ کہے براہین قاطعہ کی کسی عبارت میں نہ صراحۃً ہے نہ کنایۃً۔ الخ
(انصاف صفحہ نمبر ۵۸)

الجواب

یاد نہ کرتے ہوں۔ الخ (تقدیس الوکیل صفحہ نمبر ۳۳۱ طبع لاہور)

معلوم ہوا کہ مولانا کیرانوی علیہ الرحمۃ کو سیاق و سباق کے ساتھ براہین قاطعہ کی عبارت ذہن نشین تھی۔ اور انہوں نے اول تا آخر براہین قاطعہ کا مطالعہ کیا تھا یا کسی سے سنی تھی۔ براہین قاطعہ از مولوی خلیل احمد انبیٹھوی، چونکہ مولوی رشید احمد گنگوہی کی مصدقہ ہے۔ اس لئے مولانا کیرانوی نور اللہ مرقدہٗ مولوی رشید احمد گنگوہی کو مخاطب ہو کر اپنی تقریظ میں لکھتے ہیں:

اور بڑی کوشش اس میں کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم شیطان لعین کے علم سے کہیں کمتر ہے اور اسی عقیدے کے خلاف کو شرک ٹھہرایا۔ الخ

(تقدیس الوکیل صفحہ نمبر ۳۹۱ طبع لاہور)

یہی مفہوم مولانا احمد رضا بریلوی نے براہین قاطعہ کی عبارت کا سمجھا ہے جو کہ درج ذیل ہے۔

''ابلیس لعین کیلئے تو زمین کے علم محیط پر ایمان لاتا ہے اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر آتا ہے تو کہتا ہے یہ شرک ہے''۔

(حسام الحرمین صفحہ نمبر ۱۴ مطبوعہ لاہور عربی اردو)

تبصرہ: ''براہین قاطعہ'' کی عبارت کا جو مفہوم مولانا احمد رضا بریلوی نے تحریر کیا ہے وہی مفہوم مولانا رحمت اللہ کیرانوی جی نے بیان کیا ہے۔ اگر مولانا احمد رضا بریلوی اس مفہوم کی وجہ سے مورد طعن ہیں تو مولانا کیرانوی سے متعلق خاموشی کیوں؟

● مولانا معین الدین اجمیری اور براہین قاطعہ کی عبارت

مولانا اپنے ایک خط میں جو کہ مولانا حامد رضا قدس سرہ العزیز کے نام ہے لکھتے ہیں:

۷۸۶

جناب محترم مولانا زاد مجدہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

براہین قاطعہ کے قول شیطانی کو (جس میں معاذ اللہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اکمل کے مقابلے میں اپنے شیخ نجدی (یعنی شیطان کے علم کو وسیع کہا ہے) کیونکہ فقیر کا یہی فیصلہ ہے کہ یہ کلمات قطعاً کلمات کفر ہیں اور ان کا قائل کافر باقی جواب اہل دیوبند کو بعد صحت کے انشاء اللہ تعالیٰ دیکھ کر فیصلہ کروں گا۔ آپ اگر بعد عید حسب وعدہ تشریف لے آئے تو اس وقت اس کے متعلق بسط سے گفتگو ہو سکتی ہے۔

والسلام

فقیر معین الدین عفی عنہ ۱۳ ربیع الثانی ۱۳۳۷ھ

(نوادرات محدث اعظم پاکستان صفحہ نمبر ۱۸۲ جلد نمبر ۲ طبع لاہور)

● مولانا محمد صدیق ہزاروی فاضل مدرسہ دیوبند سابق مفتی سورتی مسجد رنگون

شیطان جیسے تمام روئے زمین کا علم محیط نص سے ماننا اور حضور پر نور علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام کا علم اس سے کم تر بتانا ہمارے نزدیک یقینی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ترین توہین ہے اور ایسا تحریر کرنے والا قطعاً مرتد ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کی تو وہ شان ہے کہ شیطان تو درکنار اولوالعزم انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام بھی اس کے قریب نہیں پہنچے۔ الخ (الصوارم الہندیہ صفحہ نمبر ۱۵۱ طبع لاہور)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

''مرتبین عصا'' لکھتے ہیں کہ مولانا خلیل احمد انبیٹھوی نے فرمایا:

مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی نے جو بندہ پر الزام لگایا ہے بالکل بے اصل اور لغو ہے میں اور میرے اساتذہ ایسے شخص کو کافر و مرتد و ملعون جانتے ہیں۔ جو شیطان علیہ اللعنۃ کیا کسی مخلوق کو بھی جناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ کہے براہین قاطعہ کی کسی عبارت میں نہ صراحۃً ہے نہ کنایۃً۔ الخ

(الصاف صفحہ نمبر ۵۸)

الجواب

● مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے

۱۔ میں سیدنا و مولانا حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ختم المرسلین کے بعد کسی دوسرے مدعی نبوت و رسالت کو کافر جانتا ہوں۔

(اشتہار [illegible] ۱۸۹۱ء منقول از جہاد اعظم صفحہ نمبر [illegible])

۲۔ جو شخص ختم نبوت کا منکر ہو اس کو بے دین اور دائرہ اسلام سے خارج سمجھتا ہوں۔ (تقریر [illegible])

۳۔ مجھے کب جائز ہے کہ نبوت کا دعویٰ کر کے اسلام سے خارج ہوں اور کافروں کی جماعت میں جا ملوں۔ ([illegible] منقول از جہاد اعظم صفحہ نمبر ۲۲۵)

۴۔ مسئلہ ختم نبوت میں مرزا قادیانی کا ایک شعر ملاحظہ فرمائیں۔

(منقول از جہاد اعظم صفحہ نمبر ۲۵۹)

ہست او خیر الرسل خیر الانام
ہر نبوت را برو شد اختتام

ان عبارات کے علاوہ بکثرت عبارات مرزا غلام احمد قادیانی کی ہیں جن میں اس نے صاف اور صریح طور پر ختم نبوت کا عقیدہ ظاہر کیا ہے۔ اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد مدعی نبوت کو کاذب اور کافر ثابت کیا ہے۔ آپ ان عبارات کی بنا پر مرزا کو ختم نبوت کا قائل معتقد مان لیں گے؟ جبکہ دوسرے مقامات پر اس کا دعویٰ نبوت موجود ہے۔ دیکھی جاتی ہے کہ مرزا غلام احمد نے ختم نبوت سے انکار نہیں کیا اور اپنے دعویٰ نبوت سے توبہ نہیں کی۔

لہٰذا اس کی یہ تمام عبارات ناقابل قبول ہیں جب تک وہ ختم نبوت کا اقرار اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مدعی نبوت کو کاذب و کافر قرار نہ دے۔

اسی طرح جب تک مولوی خلیل احمد انبیٹھوی براہین قاطعہ کی کفریہ عبارت سے توبہ نہ کریں گے "مرتین الانصاف" کا نقل [illegible] قبول نہ ہوگا

[illegible]

مفتی سائل کی قرطاس پر لکھی ہوئی عبارت کے مطابق جواب دیتا ہے جس میں سائل کی نیت کو دخل نہیں ہوتا۔

مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (م ۱۳۶۷ھ) نے مولوی خلیل احمد پر آخری حجت قائم کردی

مولانا محمود احمد قادری استاد مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور لکھتے ہیں

"مولانا سید محمد نعیم الدین مراد آبادی، حشمت علی رامپوری اور سید حبیب [illegible] کو لے کر مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور میں پہنچے مولانا خلیل احمد مصنف براہین قاطعہ" کے پاس پہنچے ہر چند سمجھایا، آخرت کی دردناک پکڑ سے ڈرایا، بار بار توبہ کا مطالبہ کیا۔ آخر میں مجبور ہو کر مولوی خلیل احمد نے کہا "آپ مجھے کافر کہیں اکفر کہیے مگر میرے پاس جواب نہیں"۔

(تذکرہ علمائے اہل سنت صفحہ [illegible])

یاد رہے کہ مفتی صاحب کا کام قرطاس پر لکھی ہوئی عبارت کے مطابق جواب دینا ہوتا ہے اس میں سائل کی نیت کا دخل نہیں ہوتا۔ اس لئے جب تک علمائے دیوبند مولوی خلیل احمد انبیٹھوی کی کفریہ عبارت سے توبہ نہ کریں گے۔ جواب الحق کی عبارت پیش کرنے سے انہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔

کیا علم غیب عطائی پر لفظ غیب کا استعمال صحیح ہے؟ (انصاف صفحہ نمبر ۵۹)

جواب نمبر ۱: اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے۔

"وعلمناہ من لدنا علما" (سورۃ کہف آیت نمبر ۶۵)

ترجمہ: "اور ہم نے سکھایا اسے اپنے پاس سے (خاص) علم (بیان)"

مفسرین کرام نے علم خضر علیہ السلام (وعلمناہ من لدنا علما) کی تفسیر علم غیب سے کی ہے اور علم غیب کو حضرت عبد اللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول بیان فرمایا ہے [illegible] مرفوع ہے۔ ( ) (تفسیر [illegible] صفحہ [illegible] بیروت ۱۹۹۸ء)

(۲)۔۔۔(تفسیر ابن جریر صفحہ نمبر ۱۸۱ جلد ۵ طبع بیروت)

(۳)۔۔۔(تفسیر ابو السعود صفحہ نمبر ۳۰۳ جلد ۲ طبع بیروت ۱۳۶۶ھ از علامہ ابو السعود محمد بن محمد عمادی حنفی (م ۹۸۲ھ) لکھتے ہیں۔ یعنی وہ علم سکھایا جس کی ہر پائیں جاسکتا ان کی مقدار کا اندازہ ہو سکتا ہے اور وہ علم الغیب ہے)۔

(۴)۔۔۔(علامہ سید محمود آلوسی حنفی متوفی ۱۲۷۰ھ لکھتے ہیں وہ علم الغیب و سر السلوم الکلیہ (روح المعانی صفحہ نمبر ۲۷۵ جلد ۵ طبع بیروت ۱۳۹۶ھ)

جواب نمبر ۲: مولوی محمد حنیف گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں بعض حضرات نے صحابہ و تابعین کے اقوال و افعال کو بھی حدیث مانا ہے جیسا کہ فتح الباقی شرح الفیہ العراقی میں منقول ہے حدیث کی اس تعریف کی وجہ سے حضرت ابن عباس کا قول حدیث قرار پائے گا۔ (ظفر المحصلین بذکر حالات المصنفین صفحہ نمبر ۵۸ طبع کراچی ۱۹۸۶ء)

● حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما کا تفسیری مقام

۱۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کیلئے دعا فرمائی۔ اے اللہ اس کو دین کا فہم عطا فرما اور اسے قرآن کی تفسیر سکھا دے۔

۲۔ ابن عباس خاندان نبوت میں پیدا ہوئے اور آغاز طفولیت سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ وابستہ قرابت رہے۔ اس کے نتیجہ میں انہوں نے آپ سے بہت کچھ سنا اور آپ کے وصال کے بعد اکابر صحابہ کرام کی صحبت سے فائدہ اٹھایا۔

۳۔ حضرت مجاہد تابعی فرماتے ہیں۔ ابن عباس جب کسی آیت کی تفسیر کرتے ہیں تو اس سے نور کی کرنیں پھوٹتی ہیں۔

۴۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا، جب ابن عباس قرآن کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ (ایسا معلوم ہوتا ہے) گویا باریک پردہ کی اوٹ میں غیبی حقائق کو بچشم خود دیکھتے ہیں۔

۵۔ حضرت ابن عمر کا قول ہے کہ رسول کریم پر جو کتاب نازل ہوئی ابن عباس

اس کے سب سے بڑے عالم ہیں۔
(تاریخ تفسیر و مفسرین صفحہ نمبر ۹۹ تا ۱۰۰ تالیف غلام احمد حریری مطبوعہ لاہور ۱۹۷۸ء)

● قطب دوراں سید پیر مہر علی شاہ گولڑوی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب بہ حسب نصوص قرآنیہ در علم ما کان و ما یکون اور رو سے احادیث نبویہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام من جانب خدا عطا ہوا۔ علم غیب کلی اور بالذات علی سبیل الاستمرار خاصہ خدائی ہے جو اسے۔ اور علم غیب علی قدر الاعدام والاعطاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا ہوا۔ اور آپ کو "عالم الغیب۔ علوم عطائی وہبی" کہا جا سکتا ہے۔ (فتاوی مہریہ صفحہ نمبر ۱۲)

"مرتبین انصاف" کی علم غیب کی نفی میں پیش کردہ آیات کا اجمالی جواب
(انصاف صفحہ نمبر ۹۵ تا ۶۵)

اس باب میں جو آیات قرآنی پیش کی گئی ہیں ان میں سے ہر آیت نزول قرآن کی تکمیل سے قبل کی ہے قطعاً اور یقیناً اور ہمارا دعویٰ علم ما کان و ما یکون کے حصول تدریجی کا ہے اس لئے یہ آیات بعد تفسیری توضیحات کے ہمارے دعویٰ کے خلاف اور اس کے معارض و منافی نہیں ہیں کیونکہ ہمارا قرآن کی تکمیل یقیناً ان آیات کے نزول سے موخر ہے۔ نیز ان آیات میں ذاتی و استقلالی علم غیب کی نفی ہے۔

"مرتبین انصاف" کی پیش کردہ پہلی آیت اور اس کا جواب

آیت ۱: قل لا یعلم من فی السموت والارض الغیب الا اللہ۔
(سورۃ النمل آیت نمبر ۶۵)

● علامہ سید محمود آلوسی بغدادی (م ۱۲۷۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں
یعنی حق بات یہ ہے کہ جس علم غیب کی نفی کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص خود بخود نہیں جان سکتا۔
(روح المعانی مطبوعہ دار الفکر بیروت ۱۳۹۷ھ)

● قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں،

میں کہتا ہوں کہ تقدیر عبارت یوں ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی تعلیم دیے بغیر غیب کو نہیں جان سکتی۔ (تفسیر مظہری سورۃ نمل طبع دہلی)

- امام ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ہم نے اس آیت کے بارے میں جو کچھ کہا اس کی امام نووی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ میں تصریح کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ غیب مستقل طور پر سوائے معلومات الٰہیہ کو کوئی نہیں جان سکتا۔ (فتاویٰ حدیثیہ صفحہ نمبر ۲۲۳ مطبوعہ قدیمی کتب خانہ کراچی)

جبکہ اہل سنت و جماعت کا عقیدہ ہے کہ جمیع معلومات الٰہیہ کو پوری تفصیل کے ساتھ کسی مخلوق کا محیط ہو جانا عقلاً و نقلاً دونوں طرح محال ہے۔ بلکہ اگر تمام اولین و آخرین کے سب علوم جمع کرے جائیں تو ان کے مجموعہ کو علوم الٰہیہ سے اصلاً کوئی نسبت نہ ہوگی، یہاں تک کہ وہ نسبت بھی نہیں ہو سکتی جو ایک بوند کے دس لاکھ حصوں میں سے ایک حصے کو کروڑوں بوندوں سے ہے۔ (الدولۃ المکیہ صفحہ نمبر ۳۱ مطبوعہ مکتبہ رضویہ کراچی)

- علامہ احمد شہاب خفاجی (م ۱۰۶۹ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا معجزہ علم غیب یقیناً ثابت ہے جس میں کسی عاقل کو انکار و تردد کی گنجائش نہیں کیونکہ اس میں احادیث بکثرت آئی ہیں اور ان سب سے بالاتفاق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم غیب ثابت ہے اور یہ ان آیتوں کے کچھ منافی نہیں جو بتاتی ہیں کہ اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا اور یہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے کہنے کا حکم ہوا کہ میں غیب جانتا تو اپنے لیے بہت خیر جمع کر لیتا۔ اس لئے کہ آیتوں میں نفی اس علم کی ہے جو بغیر خدا کے بتائے ہو اور اللہ تعالیٰ کے بتانے سے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علم غیب ملنا تو قرآن عظیم سے ثابت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے غیب پر کسی کو مطلع نہیں کرتا سوائے اپنے پسندیدہ رسول کے۔ (نسیم الریاض صفحہ نمبر ۱۵۰ جلد ۳ مطبوعہ بیروت)

آیت ۲: وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمھا الا ھو۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۵۹)

اور اسی کے پاس ہیں کنجیاں غیب کی نہیں جانتا کوئی سوائے اس کے۔ اس سے پہلی آیت میں بتایا گیا کہ ہر قسم کا اختیار اللہ تعالیٰ ہی کو حاصل ہے اب اس آیت میں ارشاد

باری تعالیٰ ہے کہ اللہ کے پاس ہی غیب کے خزانوں کی کنجیاں ہیں اور تصریح فرمائی کہ علم کامل اور محیط سے بھی فقط وہی متصف ہے تو اس سے معلوم ہوا کہ خدا صرف وہی ہو سکتا ہے جو بے پایاں قدرت اور بیکراں علم کا مالک ہو۔ لیکن اس آیت سے یہ سمجھنا کسی طرح درست نہیں کہ وہ کسی کو علم غیب دیتا ہی نہیں بلکہ وہ جس کو چاہتا ہے جتنا چاہتا ہے عطا فرماتا ہے کوئی بخیل اس کی بخشش و عطا کا ہاتھ نہیں روک سکتا۔ جو کچھ اس نے سید الانبیاء محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عنایت فرمایا ہے اس کا اندازہ لگانا کسی کے بس کی بات نہیں۔

- علامہ قرطبی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

یعنی غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور علم غیب تک پہنچنے کے ذریعے بھی اسی کے دست قدرت میں ہیں۔ کوئی ان کا مالک نہیں۔ اللہ تعالیٰ جس کو غیب کا علم دینا چاہتا ہے دے دیتا ہے اور جس کو محروم رکھنا چاہتا ہے۔ اسے محروم کر دیتا ہے اور امور غیب پر آگاہی صرف رسولوں کے ذریعے ہی حاصل ہو سکتی ہے جن پر علوم غیب کا فیضان فرمایا جاتا ہے۔ (تفسیر قرطبی سورۃ انعام)

آیت ۳: ان اللہ عندہ علم الساعۃ وینزل الغیث ویعلم ما فی الارحام وما تدری نفس ماذا تکسب غدا وما تدری نفس بای ارض تموت ان اللہ علیم خبیر۔ (سورۃ لقمان آیت نمبر ۳۴)

ترجمہ: بیشک اللہ ہی کے پاس ہے قیامت کا علم اور وہ مینہ برساتا ہے اور جانتا ہے جو رحموں میں ہے اور کوئی نہیں جانتا کل وہ کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا وہ کہاں مرے گا بیشک اللہ (ہی) خوب جاننے والا (جسے چاہے) خوب خبر دینے والا ہے۔ (المیزان)

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

لا تاتیکم الا بغتۃ۔ (سورۃ الاعراف آیت نمبر ۱۸۷)

ترجمہ: "قیامت تمہارے پاس اچانک ہی آئے گی"۔

اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قرآن مجید کے مکذب نہیں مصدق تھے اس

کہ آپ نے قرآن مجید کے صدق کو قائم رکھنے کیلئے ان نہیں بتایا اور باقی علم ظاہر فرمانے کیلئے باقی سب کچھ بتادیا۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علوم خمسہ اور علم روح وغیرہ دیئے جانے کے متعلق علماء اسلام کے نظریات

قیامت کب واقع ہوگی، بارش کب ہوگی، ماں کے پیٹ میں کیا ہے، انسان کل کیا کرے گا، اور کون شخص کس جگہ مرے گا، یہ وہ امور خمسہ ہیں جن کا علم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے، بحث اس میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کسی مخلوق کو ان پانچ چیزوں کا علم عطا فرمایا ہے یا نہیں۔ بعض علماء سلف نے بڑی سختی کے ساتھ یہ کہا کہ یہ علوم اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہیں اور اس نے مخلوق میں سے کسی کو ان پانچ چیزوں پر مطلع نہیں فرمایا اور اکثر علماء اسلام نے یہ کہا کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو عموماً اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خصوصاً ان پانچ چیزوں کے علوم میں سے بھی حظ وافر عطا فرمایا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو علوم خمسہ وعلم روح وغیرہ دیئے جانے کے متعلق جمہور علماء اسلام کی تصریحات

- علامہ ابو العباس احمد بن عمر بن ابراہیم المالکی القرطبی المتوفی ۶۲۸ھ لکھتے ہیں

جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وساطت کے بغیر ان پانچ چیزوں کے جاننے کا دعویٰ کرے وہ اس دعویٰ میں جھوٹا ہے۔

(المفہم جلد اول صفحہ نمبر ۹۵ مطبوعہ دار ابن کثیر بیروت ۱۴۱۷ھ)

- علامہ بدرالدین عینی حنفی، علامہ ابن حجر عسقلانی، علامہ احمد قسطلانی، ملا علی قاری اور شیخ عثمانی نے بھی اپنی شروح میں علامہ قرطبی کی اس عبارت کو ذکر کیا ہے۔

(1)۔۔۔(عمدۃ القاری جلد اول صفحہ نمبر ۲۹۰)

(2) (فتح الباری جلد اول صفحہ نمبر ۱۲۴)

(3) (ارشاد الساری جلد اول صفحہ نمبر ۱۳۸)

(4) (مرقات جلد اول صفحہ نمبر ۶۵)

(5) (فتح الملہم جلد اول صفحہ نمبر ۱۷۲)

- علامہ ابن حجر عسقلانی شافعی لکھتے ہیں:

بعض علماء نے کہا کہ (سورہ بنی اسرائیل کی) آیت میں یہ دلیل نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روح کی حقیقت پر مطلع نہیں کیا، بلکہ احتمال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو روح کی حقیقت پر مطلع کیا ہو اور آپ کو اس کی اطلاع دینے کا حکم نہ دیا ہو، قیامت کے علم کے متعلق بھی علماء نے اسی طرح کہا ہے۔ واللہ اعلم۔

(فتح الباری جلد ۸ صفحہ نمبر ۴۰۳)

- علامہ احمد قسطلانی الشافعی نے بھی یہ عبارت نقل کی ہے۔

(ارشاد الساری جلد ۷ صفحہ نمبر ۲۰۳)

- علامہ زرقانی ''المواہب'' کی شرح میں لکھتے ہیں

علم قیامت اور باقی ان پانچ چیزوں کے متعلق جن کا سورہ لقمان کی آخری آیت میں ذکر ہے علماء نے یہی کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچ چیزوں کا علم عطا فرمایا اور آپ کو انہیں مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا۔ (شرح المواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ نمبر ۲۶۵)

- علامہ جلال الدین سیوطی الشافعی لکھتے ہیں:

اور بعض علماء نے یہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو امور خمسہ کا علم دیا گیا ہے اور وقوع قیامت کا اور روح کا بھی علم دیا گیا ہے اور آپ کو ان کے مخفی رکھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (1) (شرح الصدور صفحہ نمبر ۳۱۹ مطبوعہ بیروت)

(2) (الخصائص الکبریٰ جلد ۲ صفحہ نمبر ۳۳۵ بیروت ۱۴۰۵ھ)

- علامہ صاوی مالکی لکھتے ہیں:

علماء کرام نے فرمایا کہ حق بات یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا سے اس وقت تک وفات نہیں پائی، جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان پانچ

چیزوں کے علوم پر مطلع نہیں فرمایا، لیکن آپ کو ان علوم کے مخفی رکھنے کا حکم فرمایا

(تفسیر صاوی جلد ۳ صفحہ نمبر ۲۰۵)

- اور علامہ آلوسی حنفی فرماتے ہیں

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس وقت تک وفات نہیں پائی جب تک کہ اللہ تعالیٰ نے آپکو ہر اس چیز کا علم نہیں دے دیا جس کا علم دینا ممکن تھا۔

(روح المعانی جلد ۱۵ صفحہ نمبر ۱۵۴)

نیز علامہ آلوسی لکھتے ہیں

اور یہ بات جائز ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وقوع وقت قیامت پر مکمل اطلاع دی ہو مگر اس طریقہ پر نہیں کہ اس سے علم الٰہی کا اشتباہ ہو، اور یہ کہ اللہ تعالیٰ نے کسی حکمت کی وجہ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اس کا اخفاء واجب کر دیا ہو اور یہ علم رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خواص میں سے ہو، لیکن مجھے اس پر کوئی قطعی دلیل حاصل نہیں ہوئی۔ (روح المعانی جلد ۱۰ صفحہ نمبر ۱۱۳)

- امام رازی لکھتے ہیں

اللہ تعالیٰ عالم الغیب ہے وہ اپنے مخصوص غیب یعنی قیامت قائم ہونے کے وقت پر کسی کو مطلع نہیں فرماتا، سوائے ان کو مطلع فرماتا ہے جن سے وہ راضی ہوتا ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔ (تفسیر کبیر جلد ۱۰ صفحہ نمبر ۶۷۸)

- علامہ علاؤالدین خازن نے بھی یہی تفسیر کی ہے۔ (تفسیر خازن جلد ۴ صفحہ نمبر ۳۱۹)

- علامہ تفتازانی لکھتے ہیں

اور جواب یہ ہے کہ یہاں غیب عموم کیلئے نہیں ہے بلکہ مطلق ہے یا اس سے غیب خاص مراد ہے یعنی وقت وقوع قیامت اور آیت کے سلسلہ بیان سے بھی یہی معلوم ہوتا ہے اور یہ بات مستبعد نہیں کہ اللہ تعالیٰ بعض رسولوں کو وقت وقوع قیامت پر مطلع فرمائے خواہ وہ رسل ملائکہ ہوں یا رسل بشر۔ (شرح المقاصد جلد ۵ صفحہ نمبر ۶ طبع ایران)

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں

حق یہ ہے کہ قرآن کی آیت میں اس بات پر کوئی دلیل نہیں ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو روح کی حقیقت پر مطلع نہیں کیا بلکہ جائز ہے کہ مطلع کیا ہو اور لوگوں کو بتلانے کا حکم آپ کو نہ دیا ہو۔ اور بعض علماء نے علم قیامت کے بارے میں بھی یہی قول کیا ہے اور بندہ مسکین (اللہ اس کو دو علم اور یقین کے ساتھ خاص فرمائے) یہ کہتا ہے کہ کوئی مومن عارف حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روح کے علم کی کیسے نفی کر سکتا ہے وہ جو سید المرسلین اور امام العارفین ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات اور صفات کا علم عطا فرمایا ہے اور تمام اولین اور آخرین کے علوم آپ کو عطا کئے ہیں۔ سب کے سامنے روح کے علم کی کیا حیثیت ہے۔ آپ کے علم کے سمندر کے سامنے روح کے علم کی ایک قطرہ سے زیادہ کیا حقیقت ہے۔ (مدارج النبوۃ جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۰)

- سید عبدالعزیز دباغ صاحب کمال فرماتے ہیں:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ان پانچ چیزوں کا علم کیسے مخفی ہوگا، حالانکہ آپ کی امت شریفہ میں سے کوئی شخص اس وقت تک صاحب تصرف نہیں ہو سکتا جب تک اس کو ان پانچ چیزوں کی معرفت نہ ہو۔ (الابریز صفحہ نمبر ۴۸۳)

- علامہ احمد قسطلانی شافعی متوفی ۹۲۳ھ تحریر فرماتے ہیں:

کوئی غیر خدا نہیں جانتا کہ قیامت کب آئے گی سوا اس کے پسندیدہ رسولوں کے کہ انہیں اپنے جس غیب پر چاہے اطلاع دے دیتا ہے۔ (یعنی وقت قیامت کا علم بھی ان پر بند نہیں) رہے اولیاء وہ رسولوں کے تابع ہیں ان سے علم حاصل کرتے ہیں۔ (ارشاد الساری جلد ۷ صفحہ ۱۷۸)

- علامہ بیجوری شرح بردہ شریف میں فرماتے ہیں:

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دنیا سے تشریف نہ لے گئے مگر بعد اس کے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان پانچوں کا علم دے دیا۔

- علامہ شنوانی نے جمع النہایہ میں اسے بطور حدیث بیان کیا ہے کہ

بے شک وارد ہوا کہ اللہ تعالیٰ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دنیا سے نہ لے گیا

جب تک کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام اشیاء کا علم عطا نہ فرما دیا۔

● حافظ الحدیث سیدی احمد مالکی غوث الزماں سید شریف عبدالعزیز مسعود حسنی رضی اللہ عنہ سے راوی:

یعنی قیامت کب آئے گی، مینہ کب اور کہاں اور کتنا برسے گا۔ مادہ کے پیٹ میں کیا ہے، کل کیا ہوگا۔ فلاں کہاں مرے گا۔ یہ پانچوں غیب جو آیہ کریمہ میں مذکور ہیں ان میں سے کوئی چیز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مخفی نہیں اور کیونکر یہ چیزیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوشیدہ ہیں حالانکہ حضور کی امت سے ساتوں قطب ان کو جانتے ہیں اور ان کا مرتبہ غوث کے نیچے ہے۔ غوث کا کیا کہنا پھر ان کا کیا پوچھنا جو سب اگلوں پچھلوں سارے جہان کے سردار اور ہر چیز کے سبب ہیں اور ہر شے انہیں سے ہے۔ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ۔

(۱)۔۔۔(خالص الاعتقاد صفحہ نمبر ۳۳ طبع کراچی)

(۲)۔۔۔(ماخوذ از تفسیر تبیان القرآن جلد ۳ صفحہ نمبر ۲۳۲

(۳) ماخوذ از محدث کبیر علامہ غلام رسول سعیدی مدظلہ العالی)

امام ابوجعفر محمد بن جریر طبری المتوفی ۳۱۰ھ لکھتے ہیں

اولین و آخرین کی خبروں اور ماکان و مایکون میں سے جو کچھ آپ نہیں جانتے تھے وہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتلا دیا۔ (جامع البیان جز ۵ صفحہ ۲۴۳ طبع بیروت)

علامہ ابن حجر عسقلانی المتوفی ۸۵۲ھ لکھتے ہیں

نبوت کی یہ بیسویں صفت ہے کہ ما کان و ما یکون (امور مستقبلہ) کا علم ہو اور چھبیسویں صفت یہ ہے کہ ان کو ما فات (امور ماضیہ) کا علم ہو حتیٰ کہ ان سے پہلے کسی نے نہ بیان کیا ہو۔

مولانا مرتضیٰ حسن چاند پوری دیوبندی خلیفہ مجاز تھانوی جی نے لکھا ہے حاصل یہ ہے کہ سرور عالم ﷺ کا علم مغیبات اس قدر دیا گیا تھا کہ دنیا کے تمام علوم بھی اگر ملائے جائیں تو آپ کے علم کے برابر نہ ہوں۔ (توضیح البیان فی حفظ الایمان صفحہ ۱۴) (ابوجلیل نعیمی عفی عنہ)

● ایک حدیث مبارک کی مختصر تشریح

"مرتبین انصاف" لکھتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے لئے علم غیب ثابت کرنے والے کو منع فرمایا۔ ربیع بنت معوذ فرماتی ہیں میری شادی کے موقع پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے میرے پاس دو لڑکیاں یہ شعر گا رہی تھیں۔

وفینا نبی یعلم ما فی غد۔ ہم میں ایسے نبی ہیں جو کل کی بات جانتے ہیں۔
آپ نے فرمایا: یہ مت کہو کیونکہ آئندہ کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا
(ابن ماجہ ۱۳۸، مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ نمبر ۲۰، انصاف صفحہ ۲۶)

الجواب: مرتبین انصاف نے حدیث کے ترجمہ میں خیانت کی ہے۔ مکمل ترجمہ درج ذیل ہے۔

ربیع بنت معوذ نے فرمایا میری شب زفاف کی صبح کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میرے پاس تشریف لائے میرے پاس دو لڑکیاں گا رہی تھیں اور اپنے آباء کا جو بدر میں شہید کیے گئے تھے ذکر کر رہی تھیں۔ اور کہہ رہی تھیں ہم میں ایک نبی موجود ہے جو کل کی بات بھی جانتا ہے۔ آپ نے فرمایا یہ بات نہ کہو آئندہ کل کی بات اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (ابن ماجہ صفحہ نمبر ۱۳۷ جلد اول)

● علامہ علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں

منع فرمایا علم غیب کی نسبت اپنی طرف کرنے سے کیونکہ علم غیب خدا کے سوا کوئی نہیں جانتا (یعنی ذاتی علم غیب) اور رسول وہ غیب جانتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے بتانے بطور کرامت (یعنی عطائی علم غیب) یا یہ ناپسند فرمایا کہ آپ کا ذکر دف بجانے میں یا مقتولین کے مرثیہ کے درمیان کیا جاوے کیونکہ آپ کا درجہ اس سے بلند ہے۔
(مرقات صفحہ نمبر ۲۱۰ جلد ۶ شرکت امدادیہ ملتان)

● حجۃ الاسلام امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمانا کہ اس کو ترک کر دو اور جو پہلے کہتی تھیں وہی کہو، اس کی وجہ یہ تھی کہ موت کی شہادت تھی اور راگ کھیل سے اور شہادت نبوت میں نہیں تو ان کو کسی چیز سے منع نہ چاہیے۔ (احیاء علوم الدین، صفحہ نمبر ۲۷۵، جلد دوم، طبع [illegible])

• شیخ عبدالحق محدث دہلوی (۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

شارحین نے کہا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس کو منع کیا ہے کہ اس میں علم غیب کی نسبت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف ہے [illegible] کو ناپسند فرمایا۔ اور بعض نے فرمایا کہ آپ کا ذکر شریف کھیل کود میں مناسب نہیں

(اشعۃ اللمعات، صفحہ نمبر ۱۱، جلد ۳، طبع [illegible])

اس حدیث مبارکہ میں کئی احتمالات ہیں اور مشہور قاعدہ ہے "اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال" اس لئے اس حدیث شریف کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کی نفی میں پیش کرنا سراسر جہالت ہے۔

• رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خود اپنے علم غیب عطائی کا اقرار

ابن اسحاق سے روایت ہے کہ جب (غزوہ حنین میں) مشرکین بھاگ گئے۔ مالک بن عوف (کہ اس لڑائی میں سردار کفار ہوازن تھے) بھاگ کر طائف میں پناہ گزین ہوئے۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "اگر وہ مسلمان ہو کر حاضر ہو تو ہم اس کے اہل و مال واپس دے دیں گے۔" یہ خبر مالک بن عوف کو پہنچی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے جبکہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مقام جعرانہ سے روانہ ہو چکے تھے، [illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے [illegible] کے اہل و مال سب واپس دے دیے اور سو اونٹ بھی عطا کئے۔ فقال مالک بن عوف رضی اللہ عنہ یمدح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم من قصیدۃ

ما ان سمعت ولا رأیت بمثله
فی الناس کلھم کمثل محمد (ﷺ)
اوفی واعطی للجزیل اذا اجتدی
واذا تشاء یخبرک عما فی غد

یعنی میں نے تمام جہانوں کے لوگوں میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مثل نہ کوئی دیکھا نہ سنا سب سے زیادہ وفا فرمانے والے اور سب سے زیادہ فیاض تر سائل کو نفع بخشنے والے اور جب تو چاہے تجھے آئندہ کی خبر بتا دیں۔

(۱) (مختصر سیرۃ الرسول، عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب، صفحہ نمبر ۳۶۸، طبع لاہور ۱۳۹۹ھ)
(۲) (سیرت ابن ہشام، جلد دوم، صفحہ نمبر ۲۰۳، [illegible] ملتان)
(۳) (البدایۃ والنہایۃ، [illegible] صفحہ نمبر ۳۸۶، طبع لاہور [illegible])

• حفظ الایمان کی کفریہ عبارت اور اس کی وضاحت

(حفظ الایمان صفحہ نمبر ۲۸ کا جواب)

"پھر یہ کہ آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے [illegible] اور اگر تمام علوم غیبیہ مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔" (حفظ الایمان صفحہ نمبر ۸)

تبصرہ: اس ناپاک عبارت سے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین و تنقیص بالکل ظاہر بلکہ اظہر ہے یہ عبارت کوئی جرمنی، چینی، جاپانی زبان میں نہیں ہے جس کا مطلب سمجھنے میں کوئی دشواری ہو بلکہ صاف، صریح، معمولی اردو ہے اور ہر اردو زبان جاننے والا اس کا مطلب واضح یا بآسانی خوب سمجھتا ہے کہ اس عبارت میں تھانوی صاحب نے علم غیب کی دو قسمیں کی ہیں بعض غیب اور کل غیب۔ دوسری قسم کل غیب کو تو معذور جانتے ہوئے عقلاً و نقلاً باطل بتایا اور جو اہلسنت حضور کیلئے غیر متناہی علم کا [illegible] مقام [illegible] ہیں چنانچہ [illegible] **صفة** بها یخبرک **عن الغیب** [illegible] غیب کی باتیں جانتے ہیں (شرح مواہب، علامہ زرقانی [illegible])

قائل ہے جب دوسری قسم باطل ہوئی تو صرف پہلی قسم بعض علم غیب ہی رہی اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ثابت مانا اور وہی واقعی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم ہے اسی کو مدنظر رکھتے ہوئے کہا اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے یعنی کوئی تخصیص نہیں کہ میں صاف صاف تخصیص کی نفی کی ہے جب تخصیص کی نفی ہوگئی تو یہ آپ کی صفت خاصہ کیسے رہی اس لئے کہا کہ ایسا علم غیب جیسا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ہے تو ایسا زید و عمر یعنی عام آدمیوں کو بلکہ ہر صبی و مجنون یعنی تمام نابالغ بچوں اور پاگلوں کو بلکہ جمیع حیوانات و بہائم یعنی تمام حیوانات اور تمام چوپاؤں کو بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے۔

اس عبارت میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم غیب کو بچوں پاگلوں اور تمام جانوروں کے علم سے تشبیہ دے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سخت توہین کی ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توہین کفر ہے۔

● **حضرت مولانا محمد عبدالباری فرنگی محلی علیہ الرحمۃ**

مولانا محمود احمد قادری کانپوری (استاذ مدرسہ احسن المدارس قدیم کانپور) حضرت مولانا عبدالباری فرنگی محلی قدس سرہ العزیز کے حالات میں لکھتے ہیں۔ پھر آپ ہی کے حکم سے مولانا اشرف علی تھانوی کی تکفیر ہوئی اور حفظ الایمان فرنگی محل میں جلائی گئی تھی۔ آپ نے مولانا تھانوی کی حفظ الایمان کی کفریہ عبارت سے توبہ کیلئے بارہا متوجہ کیا مگر ان کو توبہ کی توفیق نصیب نہ ہوئی۔

(تذکرہ علمائے اہل سنت صفحہ [illegible] مطبوعہ [illegible] ناشر سنی دار الاشاعت، فیصل آباد)

● **مولانا محمد صدیق بڑودوی فاضل مدرسہ دیوبند سابق مفتی سورتی مسجد رنگون**

حضور فخر موجودات علیہ افضل الصلوۃ واتم التسلیمات کا علم شریف وہ بحر ذخار ہو خود تھانوی نے اعتراف کیا کہ بعض مقامات پر سختی بیجا جلدی کیا۔ ([illegible] صفحہ ۱۳۶ جلد ۲ طبع ملتان)۔ (ابو کلیم صدیقی عفی عنہ)

جو ایسے ناپیدا کنار ہے جس کی کوئی حد و غایت نہیں آپ کو اولین و آخرین کا علم عطا ہوا ہے۔ حدیث مقدس علمت علم الاولین والآخرین (او کما قال) اس کیلئے دلیل ناطق و شاہد صادق ہے ہاں حق سبحانہ وتعالیٰ کا علم اور آپ کا علم مساوی اور برابر نہیں دونوں میں فرق بیّن ہے۔ علم باری تعالیٰ مجیدہ اور علم حضور پرنور علیہ الصلوۃ والسلام عطائی وہ علم قدیم یہ حادث وہ ذاتی یہ عطائی اور پھر کمیت و مقدار کا فرق بھی موجود یعنی حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف حق سبحانہ وتعالیٰ کے علم کے مقابلے میں ایسا (بھی نہیں) ہے کہ جیسا کہ سات دریا اس میں سے ایک قطرہ لیکن مخلوقات میں کوئی آپ کے علم کے برابر نہیں، یہاں تک کہ انبیاء و مرسلین علی نبینا وعلیہم الصلوۃ والسلام کو جس قدر بھی علم عطا ہوا وہ آپ کے علم شریف کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے کہ سات دریاؤں میں سے ایک قطرہ۔ چنانچہ روح المعانی میں قول تعالیٰ ولا یحیطون بشیء من علمہ کے تحت مرقوم ہے علم الاولیاء من علم الانبیاء بمنزلۃ قطرۃ من سبعۃ ابحر وعلم الانبیاء من علم نبینا محمد صلی اللہ علیہ وسلم بہذہ المنزلۃ وعلم نبینا صلی اللہ علیہ وسلم من علم الحق سبحانہ بہذہ المنزلۃ۔ قصیدہ بردہ شریف میں ہے۔

فان من جودک الدنیا و ضرتہا
ومن علومک علم اللوح والقلم

غرضیکہ بہ نسبت مخلوقات کے آپ کے علم کی کوئی نہایت و غایت نہیں ہے۔

پس ایسے علم شریف ناپیدا کنار کو جانوروں اور پاگلوں کے علم کی طرح تحریر کرنا اور اس کے ساتھ تشبیہ دینا صراحۃً کفر و جہالت اور کھلی حماقت و نادانی ہے۔ نبی برگزیدہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت توہین ہے اور آپ کی شان اقدس میں ایک شدید اور گستاخی کرنے والا قطعی مرتد ہے۔ اللہم احفظ (صوارم الہندیہ صفحہ نمبر ۱۵، ناشر مکتبہ فریدیہ ساہیوال)

مولوی محمد شریف کشمیری دیوبندی (سابق مدرس دارالعلوم دیوبند) کے استاذ گرامی

مولانا مہر محمد اچھروی علیہ الرحمۃ کا ارشاد گرامی

استاذ العلماء حضرت مولانا حافظ محمد بندیالوی علیہ الرحمۃ سے دس سال قبل

لے گئے انٹرویو سے ایک اقتباس۔

سوال: آپ مولانا ماہر محمد رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ کر رہے تھے کیا وہ سنی عقیدہ رکھتے تھے؟

جواب: جی ہاں وہ بڑے پکے سنی تھے حضور اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کے مرید تھے۔

ایک دفعہ ان کی خدمت میں مولوی اشرف علی [illegible] حفظ الایمان کی عبارت پیش کی گئی تو مولانا [illegible] یہ کفر بہت ہوتا ہے کہ دیوبندیوں سے مولوی کی [illegible] (ماہنامہ [illegible] نومبر ۱۹۸۸ء از محب الرسول قادری)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

مولوی تھانوی صاحب نے یہ کہا کہ میں نے ایسی خبیث مضمون نہیں لکھا [illegible] اپنے رسالہ حفظ الایمان میں یہ مضمون جو چھپا ہے کے بعد انکار کرنے سے [illegible] کفر سے نہیں بچ سکتے [illegible] کا قاعدہ ہے کہ وہ اپنے جرم سے [illegible] رہتا ہے۔ اسی طرح جب ایک بار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی (اپنے رسالہ میں) توہین کر لی تو [illegible] ہوگا۔ جب تک کہ پہلے کفر شنیع سے توبہ نہ کرے۔

• مولوی انور شاہ کشمیری لکھتے ہیں۔

کفر کے حکم کا دار و مدار ظاہر پر ہے قصد اور قرائن حال پر نہیں۔

(اکفار الملحدین صفحہ نمبر [illegible])

نیز لکھتے ہیں علماء نے فرمایا کہ نبی علیہ السلام کی شان میں جرأت و دلیری کفر ہے اگرچہ توہین مقصود نہ ہو۔ (اکفار الملحدین صفحہ نمبر ۸۶)

کفریہ عبارات سے بعض علمائے دیوبند کا اظہار نفرت

• مولوی محمد ادریس کاندھلوی (المتوفی ۱۳۹۴ھ) لاہور

میں [illegible] حفظ الایمان رسالہ [illegible]

کی تحریروں سے مطمئن ہوں اور علمائے دیوبند کا عقیدت مند ہوں لیکن ان کی عبارت میرے دل کو بھی کھٹک رہی ہیں۔ ([illegible] ماہنامہ تجلی دیوبند اگست، دسمبر ۱۹۵۷ء)

مولوی احمد رضا بجنوری لکھتے ہیں حضرت (انور شاہ) نے فرمایا مولانا محمد [illegible] سال دیوبند میں [illegible] افسوس ہے [illegible] اس لئے راضی نہیں ہوں کہ محض ان عبارات کی وجہ سے بہت [illegible] ہو گئے ہیں۔ (ملفوظات محدث کشمیری صفحہ [illegible])

• مولوی ماہر القادری دیوبندی (ایڈیٹر ماہنامہ فاران کراچی)

ہاں یہ ضرور ہے کہ بعض حضرات علماء کے لفظوں میں بے احتیاطی ضرور ہوئی ہے۔ [illegible] اور جو مولوی [illegible] تھی۔ [illegible] بعض کی [illegible] اور [illegible] ان کے منصب کو نقصان پہنچا ہے۔ (ماہنامہ فاران [illegible] ۱۹۵۸ء)

• مولوی عامر عثمانی دیوبندی (ایڈیٹر ماہنامہ تجلی دیوبند)

ہم تسلیم کرتے ہیں کہ نہ صرف الشہاب الثاقب (مصنفہ حسین احمد دیوبندی) کا [illegible] تحریر واقعی غیر محتاط [illegible] ہے بلکہ ہم [illegible] کے [illegible] بزرگوں سے کہیں کہیں از راہ بشریت [illegible] میں ایسی لغزشیں ہوئی ہیں کہ جنہیں قابل اصلاح کہا جانا چاہیے۔ (ماہنامہ تجلی دیوبند فروری، مارچ ۱۹۵۹ء)

۲۔ میں صاف کہتا ہوں کہ [illegible] (دیوبند) کی بعض قابل اعتراض [illegible] اور بہشتی [illegible] تحریروں میں بھی نہ صرف یہ کہ [illegible] بہت سے ایسے ٹکڑے ہیں جنہیں فرق مراتب کے ساتھ قابل اصلاح اور قابل ترمیم [illegible] حذف کیا جا سکتا ہے بلکہ [illegible] ٹکڑے [illegible] نظر ہیں۔

(ماہنامہ تجلی دیوبند اگست، ستمبر، دسمبر ۱۹۵۷ء)

۳ حضرت مولانا مدنی ارشاد فرماتے ہیں کہ انہوں نے بڑے بڑے اکابر حق کی

پیروی میں جہاں تک اہل حق کا طریقہ اختیار کیا ہے اور اکابر دیوبند اشرف علی تھانوی قاسم نانوتوی خلیل احمد اور رشید احمد گنگوہی کی غلطیوں سے رجوع کرنے میں بھی خلوص وللہیت سے کام لیا ہے۔ (ماہنامہ تجلی دیوبند فروری، مارچ ۱۹۵۷ء)

● **مولوی غلام نبی دیوبندی فورٹ عباس**

پہلی فرصت میں یہ مسائل ان کتابوں سے خارج کر دیجئے تاکہ مسلمان گمراہ نہ ہوں۔ (ان کتب) دیوبندیوں کو تاویلوں اور تحریفوں سے دھوکہ دیا جاسکتا ہے۔ یہ خدا وند کو بھی فریب دیا جا سکتا ہے۔ (روزنامہ تسنیم لاہور ۱۸ اگست ۱۹۵۸ء)

● **مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کا حفظ الایمان کی عبارت پر تبصرہ**

واضح ہو کہ ایسا لفظ فقط مانند اور مثل کے معنی میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ اس کے معنی اس قدر اور اتنے کے بھی آتے ہیں جو اس جگہ متعین ہیں۔

(توضیح البیان فی حفظ الایمان صفحہ نمبر ۸)

● **مولوی حسین احمد ٹانڈوی کا حفظ الایمان کی عبارت پر تبصرہ**

حضرت مولانا تھانوی صاحب عبارت میں ایسا فرما رہے ہیں لفظ اتنا تو نہیں فرما رہے اگر لفظ اتنا ہوتا تو اس وقت البتہ یہ احتمال ہوتا کہ معاذ اللہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو اور چیزوں کے برابر کردیا۔ (الشہاب الثاقب صفحہ نمبر ۱۰۰)

نتیجہ یہ نکلا کہ مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کی توجیہ اور تاویل کی بنا پر مولوی حسین احمد ٹانڈوی صاحب کافر ہو جاتے ہیں اور مولوی حسین احمد کی توجیہ کے مطابق مولوی مرتضیٰ حسن دربھنگی کافر ہوتے ہیں۔

اب اس مسئلہ کو "مرتضین انصاف" ہی بہتر حل فرما سکتے ہیں۔

مولوی اشرف علی تھانوی کے رسالہ حفظ الایمان کی کفریہ عبارت کا رد کرنے پر دربار نبوی صلی اللہ علیہ وسلم سے خوشنودی کا پروانہ

دہلی کے مشہور بزرگ حضرت مولانا شاہ ابوالحسن زید فاروقی نے "مقامات ابو الخیر" کے نام سے اپنے والد ماجد حضرت شاہ ابو الخیر مجددی کی سوانح حیات تصنیف کی ہے جو کافی ضخیم اور معلومات کا بیش بہا ذخیرہ ہے۔

موصوف نے اس کتاب میں حیدرآباد (دکن) کے ایک مشہور بزرگ سید محمد جیلانی رحمۃ اللہ قادری خالدی نقشبندی حیدرآبادی قدس سرہ کا ایک ایمان افروز واقعہ ان کے پوتے حضرت سید قدیر احمد کی روایت سے نقل کیا ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میرے دادا کے پاس حیدرآباد کے لوگ مولوی اشرف علی صاحب کا رسالہ حفظ الایمان لائے اور اس کے متعلق آپ سے دریافت کیا آپ نے رسالہ پڑھ کر فرمایا کہ علم غیب کے متعلق مولوی اشرف علی نے نہایت قبیح عبارت لکھی ہے۔ اس کے چند روز بعد مکہ مسجد میں مولوی اشرف علی تھانوی بیٹھے تھے میرے دادا نے منبر پر کھڑے ہو کر مولوی اشرف علی تھانوی کے رسالہ کی قباحت بیان کی اور کہا کہ عبارت سے بوئے کفر آتی ہے۔ اور چند روز کے بعد مولانا حافظ احمد فرزند مولوی قاسم نانوتوی کے مکان پر علماء کا اجتماع بھی ہوا اور آپ تشریف لے گئے وہاں پر حفظ الایمان کی عبارت پر علماء سے تبادلہ خیال کیا آپ نے اس رسالہ کی قباحت کا بیان کیا اور رسالہ کے خلاف فتویٰ دیا۔

پھر تھوڑے دنوں کے بعد آپ (سید محمد جیلانی) نے خواب میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم آپ سے رسالہ حفظ الایمان کی عبارت کا رد کرنے اور اس کو قبیح لکھنے پر اظہار خوشی فرما رہے ہیں اور آنحضرت سے

آپ سے فرمایا ... سے خوش ہو کر تم کیا چاہتے ہو آپ نے عرض کیا کہ میری تمنا
ہے کہ اپنی باقی زندگی مدینہ منورہ میں بسر کروں اور مدینے کی پاک مٹی میں دفن ہوں۔
آپ کی عرض منظور ہوئی اور آپ اس کے بعد مدینہ منورہ ہجرت کر گئے دس سال وہاں
مقیم رہے ۱۲۶۳ھ میں وصال فرما گئے۔ (مقامات ابوالخیر صفحہ نمبر ۴۱)

• پیر محمد کرم شاہ الازہری

قرآن ... آیت ... [illegible]
... [illegible]
... [illegible] حاصل ہے۔ [illegible]
(تفسیر ضیاء القرآن صفحہ ۹۸۳ جلد [illegible])

• [illegible]

"مرتبہ انصاف" ... لکھتے ہیں کہ ... [illegible]
[illegible]

[illegible] کے ملک ... [illegible]
... شان حضور سید ... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات ... [illegible]
... اللہ تعالیٰ کی صفات و اسماء کے مظہر ... [illegible]

الجواب:

اہل سنت و جماعت کا عقیدہ

اللہ تعالیٰ جو کسی مخلوق کو کوئی کمال عطا فرماتا ہے تو اس کے متعلق صرف یہ
عقیدہ مومن ہونے کے لئے کافی نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ... ہونے کی بات تو مشرک بھی
اپنے معبودوں کے حق میں تسلیم کرتے تھے لہٰذا مومن ہونے کیلئے ضروری ہے کہ
عطائے خداوندی کا عقیدہ رکھتے ہوئے یہ ... بھی ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو
... کسی مخلوق کو عطا فرمایا ہے وہ عطا کے بعد ... [illegible] مشیت الٰہی کے

... سے ہر آن اللہ تعالیٰ کی مشیت ... کے ساتھ متعلق ہے اور ان بندوں کا ایک آن
بھی اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور مستغنی ہونا قطعاً محال ہے۔

• شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں

... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خلیفہ مطلق و نائب کل جناب قدس ... [illegible]
[illegible]

فان من جودک الدنیا و ضرتها
و من علومک علم اللوح والقلم

(اشعۃ اللمعات صفحہ ... جلد [illegible])

"حضور علیہ الصلوۃ والسلام اللہ تعالیٰ کے خلیفہ مطلق اور نائب کل ہیں، جو
چاہتے ہیں ... اور جو چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں (چونکہ ماذون من اللہ ہیں)۔
(یا رسول اللہ) دنیا و آخرت کی ہر نعمت آپ کے جود و سخا سے ایک حصہ
اور آپ کے علوم (کثیرہ) سے لوح و قلم کا علم بعض حصہ ہے۔

نیز فرماتے ہیں ... کی قدرت اور کائنات میں تصرف کی قوت اور اللہ
... بارگاہ میں ... اور قرب سلیمان علیہ السلام کی قدرت اور تصرفات حضور کو مکمل
... حاصل تھے۔ (شرح سفر السعادت صفحہ نمبر ... از شیخ عبدالحق محدث دہلوی)

• علامہ سلیمان بن عمر المعروف بالجمل (م ۱۲۰۴ھ) علیہ الرحمۃ

فرماتے ہیں

آپ حضور پر نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اسم "قثم" کا معنی بیان کرتے ہوئے
فرماتے ہیں

امور خلق کے منتظم اور جمیع امور عالم کی تدبیر کرنے والے۔
(الجمل ... صفحہ ... جلد [illegible])

نیز حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے "اسم وکیل" کا معنی بیان کرتے ہوئے
فرماتے ہیں۔

یعنی وکیل اسم مفعول کے معنی میں ہے یعنی جس کی طرف تمام کام (امور) سپرد کر دیے گئے اور ان امور کے منتظم ہیں۔ تو یہ معنی میں اس بات کی طرف اشارہ ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بطور نیابت و خلافت کون (و مکان) میں تصرف کرنے کا متولی بنایا ہے۔ یہ امر قطعی طور پر ثابت ہے جس کے ثبوت میں حضور کیلئے حصول میں شک نہیں۔ (جواہر البحار صفحہ نمبر ۲۸۲ جلد ۲)

- مفسر قرآن علامہ احمد بن محمد صاوی (متوفی ۱۲۴۳ھ) فرماتے ہیں

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام علی الاطلاق ایسے خلیفہ ہیں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے ملک و ملکوت میں تصرف بخشا ہے۔ اس سبب سے کہ ان پر اسماء و صفات کے [illegible] اور سب نظام مرکبات میں ان کو تصرف کرنے کی قوت بخشی۔ (جواہر البحار صفحہ نمبر ۴۸ جلد ۳)

- حضرت عارف تیجانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے جس انسان کو کون میں خلیفہ مقرر فرمایا اور وہ فرد جامع ہیں۔ کل عالم کو محیط ہیں کل عالم ان کے قبضہ میں ہے اور ان کے حکم کے اور تصرف کے ماتحت ہے اس میں جس طرح چاہتے ہیں کرتے ہیں بغیر منازع اور مدافع کے خلاصہ کلام یہ ہے کہ جہاں رب کی ربوبیت وہاں مصطفےٰ کی خلافت کوئی چیز کون سے اللہ کی ربوبیت سے خارج نہیں اور اسی طرح کون سے کوئی چیز اس فرد جامع صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سلطنت سے خارج نہیں اس مملکت خداوندی میں رب کے اذن سے تصرف فرماتے ہیں۔ (جواہر البحار صفحہ نمبر ۱۰ جلد ۳)

- حضرت شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ والد گرامی شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) فرماتے ہیں

در حقیقت کا مدار اس ذات پر ہے جو اللہ تعالیٰ کے مظہر اتم و اکمل ہیں۔ اور اس کے حسن و جمال کی جلوہ گاہ ہیں۔ جن کا نام پاک محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ سب سے زیادہ واصل ہیں۔

(انفاس رحیمیہ [illegible] علامہ محمد سعید کاظمی صفحہ نمبر ۱۹)

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

خیر الورٰی امام الرسل مظہر اتم

- امام الہند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (م ۱۱۷۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے

فرمایا

کہ علماء لوگ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے معجزات اسی حد تک جانتے ہیں جو بعض مورخین محدثین نے چند کتابوں میں لکھ دیے ہیں اور ہم کہتے ہیں کہ اگر کوئی بنظر غور دیکھے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بروقت آپ کسی کے [illegible] میں [illegible] تھے (اس بروقت میں) ایک عجیب وجود [illegible] اس لئے کہ حضرت [illegible] (اور یہ باتیں) سوا اس شخص کے جو علام الغیوب کا [illegible] علم [illegible] ہیں [illegible] طرح [illegible] کے مسائل [illegible] آپ [illegible] وقت تھے جو بھی ارشادات فرماتے [illegible] بھی [illegible] تو اس کے سمجھنے سے عاجز آجائیں اور وہ یقین کریں [illegible] مراتب حکمت کا علم [illegible] اس شخص کے سوا جس کو علیم الحکیم سے تجلی کر دیا ہو اور [illegible] کی تہذیب (سنوارنے) کیلئے مبعوث ہوا ہو [illegible] ممکن [illegible] جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زبان سے کسی کے حق میں صادر [illegible] وقت سے لے کر اس کے آخر تک کا [illegible] کر لینے کے بعد صادر ہو۔ اور [illegible] کے آثار بے کم و کاست اس سے ظاہر ہوئے گویا وہ ایک علامت ہے جو اس شخص [illegible] مرتب کر دی گئی ہے اور اس قدر نفوس انسانیہ کی استعدادات کے کمالات [illegible] عظیم کے جوامع "لطیف" کا خلیفہ اعظم ہے کسی اور سے ممکن نہیں۔ اور اگر کوئی شخص [illegible] سعادت رکھتا ہے تو [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے [illegible] سکتا ہے۔ (القول الجلی صفحہ نمبر ۲۲۲، ۲۲۷ (اردو) مطبوعہ [illegible])

- حضرت خواجہ عبیداللہ احرار قدس سرہ کے صاحبزادے خواجہ محمد یحییٰ علیہ الرحمۃ

اپنے والد کے متعلق فرماتے ہیں

اہل تصوف (اولیاء کرام) بہت طرح کے ہیں بعض ماذون و مختار ہیں [illegible] تعالیٰ کے اذن سے اور اپنے اختیار سے جب چاہتے ہیں تصرف کرتے ہیں۔

([illegible])

• شیخ عارف سنجوی قدس سرہ فرماتے ہیں۔

حضرت شیخ عبد القادر جیلانی نور اللہ مرقدہ [illegible] میں منفرد ہیں اور آپ وہ ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے عالم موجودات اور [illegible] تصرف کے اختیارات عطا فرمائے ہیں۔

(قلائد الجواہر [illegible])

• حضرت داتا گنج بخش لاہوری نور اللہ مرقدہ

اولیاء اللہ کے متعلق فرماتے ہیں۔

اولیاء اللہ تعالیٰ کی طرف سے [illegible] (تدبیر کرنے والے) [illegible] برگزیدہ حضرات ہیں، اللہ تعالیٰ نے جنہیں [illegible] کش اس کے ساتھ [illegible] کیا ہے جہاں کیلئے [illegible] فرماتے ہیں۔ (کشف المحجوب (اردو) صفحہ نمبر [illegible])

"مرتبین نصاف" کے گھر کی شہادتیں

۱۔ دیوبندیوں کے شیخ الہند مولوی محمود حسن مدرس دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اصل میں بعد خدا مالک عالم ہیں جمادات [illegible] حیوانات بنی آدم [illegible] غیر بنی آدم۔ اگر کوئی صاحب پوچھیں گے [illegible] ہم اس بات کو [illegible] کر دیں۔ [illegible] آپ اصل میں مالک ہیں۔ ([illegible])

۲۔ بانی دارالعلوم دیوبند لکھتے ہیں۔

اس وجہ سے اس (اللہ) کو مالک حقیقی سمجھنا چاہیے دوسرے رتبہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ملکیت سمجھئے کیونکہ اول تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ

وآلہ وسلم) محققین کے نزدیک وسیلہ تمام فیوض اور واسطہ فی العروض تمام عالم کیلئے ہیں۔ (آب حیات صفحہ نمبر ۱۸۶)

۳۔ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں

دوسرے (اولیاء اللہ) وہ (ہیں) جن کے متعلق خدمت اصلاح معاش [illegible] امور [illegible] باطنی [illegible] امور کی [illegible] اور یہ حضرات اہل تکوین کہلاتے ہیں جس کو ہمارے عرف میں اہل خدمت کہتے ہیں اور ان میں سے جو اعلیٰ اور اقویٰ (ہو) وہ دوسروں پر حاکم ہوتا ہے [illegible] قطب التکوین کہتے ہیں اور ان کی حالت مثل حضرات ملائکہ علیہم السلام کے [illegible] ہے۔ [illegible] فرمایا گیا ہے۔ (کلید مثنوی صفحہ ۲۳۳ جلد اول طبع ملتان)

۴۔ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنے مرشد کے بارے میں لکھتے ہیں۔

ہیں وہ بے شک مظہر انوار حق
[illegible] پاک [illegible] انوار حق

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۱۵۸)

• انجیل کی عبارت کا جواب

([illegible])

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] شیخ ابوسعید علیہ الرحمۃ سے قطب کی [illegible]

[illegible]

[illegible] شیخ عبد القادر رحمۃ اللہ علیہ۔ ([illegible])

([illegible])

موجودہ انجیل تحریف شدہ ہے اس لئے اس سے استدلال کرنا جہالت ہے۔

اگر موجودہ انجیل کی بات مانتے ہیں تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بھی مانو

● غنیۃ الطالبین کی عبارت کا جواب

اہل سنت و جماعت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جہاں کے پیدا کرنے کی قوت کو تسلیم نہیں کرتے ہیں بلکہ ہمارا خالق فقط اللہ عزوجل شانہ ہے۔ رہا کائنات میں تدبیر کرنا تو آپ اللہ تعالیٰ کے اذن اور اس کی مشیت کے تحت یہ فریضہ انجام دیتے ہیں۔

شیعہ فرقہ کا یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آئمہ کو زمین و آسمان کے تمام اختیارات سونپ دیے ہیں اور وہ جو چاہیں کریں۔ جبکہ اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے کسی کو کوئی مقام عطا فرمایا ہے تو وہ مقام عطا ہونے کے بعد اللہ تعالیٰ سے مستغنی نہیں ہو جاتا۔ بلکہ اللہ تعالیٰ کے اذن اور مشیت کے تحت ہوتا ہے۔

● مسئلہ گیارہویں شریف

(اضافہ صفحہ نمبر ۲۷)

مورخین اور علماء اسلام میں شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے یوم وصال کی تاریخ میں اختلاف پایا جاتا ہے لیکن ہمارے دیار میں ۱۱ ربیع الثانی مشہور و معروف ہے۔

● حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں

حضرت غوث پاک کا عرس نویں ربیع الثانی کو منایا جاتا ہے۔ بہجۃ الاسرار کی روایت کے مطابق یہی صحیح تاریخ ہے اگرچہ ہمارے دیار میں گیارہویں تاریخ مشہور ہے۔ (ما ثبت من السنۃ شیخ عبدالحق محدث دہلوی اردو ترجمہ مطبوعہ کراچی صفحہ نمبر ۱۲۵)

قرآن و حدیث میں اموات المسلمین کیلئے ایصال ثواب کی ترغیب دی گئی

ہے لیکن ایصال ثواب بھیجنے کی کسی طریقہ کو خاص نہیں کیا گیا۔ حافظ ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) لکھتے ہیں

"جنہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایصال ثواب کا مسئلہ دریافت کیا تھا تو یہی دریافت کیا تھا کہ جو ہم ان کی جانب سے صدقہ کر چکے کیا اس کا ثواب پہنچتا ہے؟ اسی طرح آپ سے ایک عورت نے دریافت کیا تھا کہ میں اپنی ماں کی طرف سے حج کر سکتی ہوں، اور ایک آدمی نے دریافت کیا تھا کہ میں اپنے والد کی طرف سے حج کر سکتا ہوں تو آپ نے حج کرنے کی اجازت مرحمت فرمائی اپنی طرف سے کئے ہوئے اعمال کے ایصال ثواب کے بارے میں تو کسی نے دریافت ہی نہیں کیا۔ لہٰذا آپ نے اس کیلئے کوئی طریقہ متعین فرما دیجئے)"

(کتاب الروح ۲۲۲،۲۲۳ مطبوعہ بیروت)

اس لئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ایصال ثواب کا کوئی خاص طریقہ منقول نہیں بلکہ اس عمل کو مختلف انداز میں کرنے کی اجازت اور رخصت دی گئی۔ جیسا کہ کتب حدیث کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں یہی وجہ ہے کہ مسلمان عام ابتداء ہی سے مختلف انداز میں ایصال ثواب کا اہتمام کرتے رہے ہیں اور کرتے رہیں گے موجودہ دور میں ایصال ثواب کے پروگرام مختلف ناموں سے جانے پہچانے جاتے ہیں جن میں سے ایک طریقہ گیارہویں شریف کا بھی آتا ہے۔ حضرت سید عبدالقادر جیلانی سے عقیدت و محبت کی وجہ سے ہر اسلامی مہینے کی گیارہ تاریخ کو مسلمان اکٹھے ہو کر یا انفرادی طور پر آپ کی روح کو ایصال ثواب کرتے ہیں۔ گیارہ تاریخ کو ایصال ثواب کرنے کی وجہ سے اس ایصال ثواب کا نام گیارہویں مشہور ہو گیا ہے۔ ایصال ثواب قرآن مجید اور احادیث مبارکہ سے ثابت ہے۔ نام بدلنے سے کوئی فرق نہیں آتا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس میں تعلیم گاہ کا نام صفہ تھا پھر اس کے کئی نام ہو گئے مثلاً مدرسہ، مکتب، اسکول وغیرہ۔ گیارہویں کا ایصال ثواب ہے اس کے علاوہ کوئی اور مطلب اور مفہوم نہیں۔ باقی ہر قسم کے

اعتراضات، شکوک و شبہات کی کثرت اور بے بنیاد باتیں ہیں۔

مسلمانانِ اہل سنت ایصال ثواب کو فرض، واجب اور سنت نہیں سمجھتے۔ کسی اہل سنت کے کسی معتبر و مستند عالم دین کی تحریر میں ایسا ملے گا۔ اہل سنت صرف اسے مستحسن یعنی ایک اچھا فعل سمجھتے ہیں اور کسی مسلمان بزرگ کو ایصال ثواب کرنا اچھا فعل ہی ہے برا کام تو نہیں، باقی جھوٹے الزامات جو کہ مسلمانوں کے متعلق بدگمانی کر کے پھیلتے ہیں، جیسا کہ "مرتبین انصاف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں

"مسئلہ گیارہویں شریف"

اور دوسرا پہلو ہے اللہ تعالیٰ کے سوا کسی نبی یا ولی کے نام کا صدقہ اس نیت سے دینا کہ دینے سے نفع ہوگا اور نہ دینے سے نقصان اور وہ بزرگ خوش ہو کر میری حاجت روائی فرمائیں گے نہ دینے سے وہ ناراض ہو کر نقصان پہنچائیں گے یہ عقیدہ شرکیہ ہے۔ الخ (انصاف صفحہ نمبر ۶۷)

یہ سب بہتان تراشی ہے، قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کی رو سے مومن کے حق میں بدگمانی حرام ہے قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

"یاایھا الذین امنوا اجتنبوا کثیرا من الظن ان بعض الظن اثم"۔

ترجمہ: "اے ایمان والو بہت سے گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں"۔ (کنز الایمان) (سورۃ الحجرات آیت ۱۲)

ایک حدیث شریف میں ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا بدگمانی سے دور رہو بدگمانی بدترین جھوٹ ہے۔

(بخاری رقم الحدیث ۶۰۶۶، ابوداؤد رقم الحدیث ۴۹۱۷، موطا امام مالک رقم الحدیث ۱۷۳۰)

دوسری حدیث شریف میں ہے تو نے اس کے دل کو چیر کر کیوں نہ دیکھ لیا کہ تجھے معلوم ہو جاتا کہ اس نے (دل سے کلمہ کہا ہے یا نہیں)۔

(مسلم شریف صفحہ نمبر ۶۸ جلد اول طبع کراچی)

● **گیارہویں شریف مخالفین کی نظر میں**

برصغیر پاک و ہند میں حضور سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے

وصال کی تاریخ گیارہ ربیع الثانی مشہور ہے۔ اہل سنت ہر سال گیارہ ربیع الثانی کو آپ کے عرس یعنی یوم وصال کے دن آپ کی روح کو ایصال ثواب کرتے ہیں، بعض بزرگوں کے نزدیک آپ کے وصال کی تاریخ نو ربیع الثانی ہے۔ وہ ہر سال نو ربیع الثانی کو آپ کے عرس پر ایصال ثواب کا اہتمام کرتے ہیں۔ برصغیر پاک و ہند میں ہر اسلامی ماہ کی گیارہ تاریخ کو آپ کی روح کو ایصال ثواب کیا جاتا ہے۔ یعنی ایصال ثواب میں کوئی پابندی نہیں ہے۔ چاہے ہر سال ثواب کیا جائے چاہے ہر مہینے چاہے ہر روز کیا جائے اسلام میں سال کے سارے دنوں میں ایصال ثواب کیا جا سکتا ہے۔

● حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

میرے پیر و مرشد شیخ عبدالوہاب متقی مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ ۹ ربیع الثانی کو حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس کرتے تھے۔ بے شک ہمارے ملک میں آج کل گیارہویں تاریخ مشہور ہے اور یہی تاریخ آپ کی ہندی اولاد و مشائخ میں مشہور ہے۔ (ما ثبت بالسنہ از شیخ عبدالحق محدث دہلوی۔ عربی اردو) صفحہ نمبر ۱۶۷ مطبوعہ دہلی)

● **شیخ امان اللہ پانی پتی (المتوفی ۹۹۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ کا معمول**

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ امان اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ گیارہ ربیع الثانی کو غوث پاک کا عرس کیا کرتے تھے۔

(اخبار الاخیار (اردو) صفحہ نمبر ۴۹۸ مطبوعہ کراچی)

● **حضرت شاہ عبدالعزیز (المتوفی ۱۲۳۹ھ) محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ**

گیارہویں شریف کے متعلق فرماتے ہیں

حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک پر گیارہویں تاریخ کو بادشاہ وغیرہ شہر کے اکابر جمع ہوتے، نماز عصر کے بعد مغرب تک کلام اللہ کی تلاوت کرتے ہیں اور آپ کی مدح اور تعریف میں منقبت پڑھتے، مغرب کے بعد سجادہ نشین درمیان میں تشریف فرما ہوتے اور ان کے ارد گرد مریدین اور حلقہ بگوش بیٹھ کر ذکر جہر کرتے

اسی حالت میں بعض پر وجدانی کیفیت طاری ہو جاتی۔ اس کے بعد طعام شیرینی جو نیاز تیار کی ہوتی تقسیم کی جاتی اور نماز عشاء پڑھ کر لوگ رخصت ہو جاتے۔

(ملفوظات عزیزی، فارسی، مطبوعہ میرٹھ صفحہ ۲۲)

نیز یہ تعیین شرعی نہیں ہوتا کہ اس دن کرو گے تو ثواب ہوگا۔ بلکہ عرفی تعیین ہوتا ہے جو کہ لوگوں کی سہولت کیلئے مقرر کیا جاتا ہے تاکہ ہر ماہ لوگوں کو اطلاع نہ دینی پڑے اور وہ خود بخود مقررہ جگہ پر پہنچ جائیں

● حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اپنے وعظ کیلئے جمعرات کا دن مقرر کر رکھا تھا لوگوں نے عرض کی روزانہ وعظ فرمایا کیجئے فرمایا تم کو تنگی میں ڈالنا مجھ کو پسند نہیں۔ (بخاری کتاب العلم جلد اول)

مسئلہ نذر و نیاز اور اہل سنت کا مسلک

● نذر کی دو قسمیں ہیں

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ نے حضرت مرزا مظہر جان جاناں علیہ الرحمۃ کا یہ مکتوب درج کیا ہے کہ حضرت مرزا مظہر جان جاناں فرماتے ہیں کہ میں نے خواب میں ایک چبوترہ دیکھا جس میں بہت سے اولیاء اللہ حلقہ باندھ کر مراقبہ میں ہیں اور ان کے درمیان حضرت خواجہ نقشبند دو زانو اور حضرت جنید تکیہ لگائے بیٹھے ہیں۔ استغنا ما سوی اللہ و کیفیات فنا آپ میں جلوہ نما ہیں پھر یہ سب حضرات کھڑے ہو گئے اور چل دیئے میں نے ان سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے تو ان میں سے کسی نے بتایا کہ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کے استقبال کیلئے جا رہے ہیں۔ حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ تشریف لائے۔ آپ کے ساتھ ایک گلیم پوش سر و پا برہنہ ژولیدہ بال ہیں حضرت علی نے ان کے ہاتھ کو نہایت عزت اور عظمت کے ساتھ اپنے مبارک ہاتھ میں لیا ہوا ہے میں نے پوچھا یہ کون ہیں جواب ملا یہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ ہیں پھر ایک حجرہ شریف ظاہر ہوا جو نہایت صاف تھا اور اس پر نور کی بارش ہو رہی تھی یہ تمام باکمال بزرگ اس میں داخل ہو گئے میں نے اس کی وجہ دریافت کی تو ایک شخص نے کہا کہ آج حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا عرس (گیارہویں شریف) ہے عرس پاک کی تقریب میں تشریف لے گئے ہیں

(کلمات طیبات صفحہ ۷۸ مطبع دہلی)(ابو انیس فیض احمد)

۱۔ نذر شرعی۔
۲۔ نذر عرفی۔

● نذر شرعی کا مفہوم

امام راغب اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) علیہ الرحمہ لکھتے ہیں۔

النذر کے معنی کسی حادثہ کی وجہ سے غیر واجب چیز کو اپنے اوپر واجب کر لینے کے ہیں، چنانچہ محاورہ ہے نذرت للہ نذراً میں نے اللہ تعالیٰ کیلئے نذر مانی۔

قرآن کریم میں ہے

"انی نذرت للرحمن صوما" ۔ (سورہ مریم آیت نمبر ۲۶)

ترجمہ "میں نے خدا کیلئے روزے کی نذر مانی"۔

(مفردات القرآن صفحہ نمبر ۱۰۲۸ طبع لاہور ۱۹۸۷ء)

معلوم ہوا کہ نذر شرعی کے معنی عبادت کے ہیں۔ عبادت اللہ عزوجل جلالہ کیلئے خاص ہے اور استحقاق عبادت کیلئے صفات مستقلہ لازم ہیں۔ چونکہ صفات مستقلہ ہی استحقاق عبادت ہیں اس لئے ان کا وجود، وجوب الوہیت کو مستلزم ہوگا۔

تمام عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ کسی کو مستحق عبادت کہنا اس کیلئے استقلال ذاتی ثابت کرنا ہے اور کسی کو مستقل بالذات ماننا اسے مستحق عبادت قرار دینا ہے۔ جو کہ صریح کفر ہے۔

● نذر عرفی کا مفہوم

کسی صاحب عظیم الشان مثلاً ولی اللہ یا عالم ربانی کی خدمت میں نقدی، فروٹ اور کپڑے وغیرہ پیش کرنے کو ہمارے محاورہ میں عرفی ہدیہ، نذرانہ کہتے ہیں اور وصال شدہ بزرگان دین کیلئے نذر شرعی مان کر اس کا ثواب ان کی ارواح مقدسہ کو تحفۃً ہدیۃً پیش کیا جاتا ہے اسے عرف عام میں "نذر عرفی" کہتے ہیں۔

● حضرت شاہ رفیع الدین (متوفی ۱۲۳۳ھ) بن شاہ ولی اللہ محدث دہلوی

(متوفی ۱۲۰۷ھ) لکھتے ہیں۔

نذرے کہ اینجا مستعمل میشود نہ بر معنی شرعی است عرف آنست کہ آنچہ پیش بزرگان مے برند نذر و نیاز می گویند۔

(رسالہ نذور بزرگان از شاہ رفیع الدین محدث دہلوی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۳ مطبع دہلی)

جو نذر کہ اس جگہ مستعمل ہوتی ہے وہ نہ معنی شرعی پر نہیں بلکہ معنی عرفی پر ہے۔ اس لئے کہ جو کچھ بزرگوں کی بارگاہ میں لے جاتے ہیں اس کو نذر و نیاز کہتے ہیں۔

● حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

اگر کوئی شخص مالیدہ اور شیر برنج کسی بزرگ کی فاتحہ کیلئے پکا کر کھلا دے اور اس سے اس بزرگ کی روح کو ثواب پہنچانا مقصود ہو تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں یہ جائز ہے اور جو خدا تعالیٰ کی نذر ہو تو اس کا کھانا مالدار کیلئے حرام ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی نذر کا کھانا یہ ہے کہ مثلاً کوئی کہے کہ اگر فلاں بیمار اچھا ہو جائے یا میرا فلاں شخص جو مسافرت میں ہے آ جائے یا میرا فلاں کام ہو جائے تو خدا کی نذر کا اس قدر کھانا میرے ذمہ ہو جائے گا تو یہ اللہ تعالیٰ کیلئے نذر ہوئی۔ اور اگر کوئی چیز کسی بزرگ کے نام پر فاتحہ کی جائے تو اس کا کھانا مالدار کیلئے جائز ہے۔ واللہ اعلم

(فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۱۵۸ مطبع کراچی ۱۹۷۲ء، ۱۳۹۲ھ)

نیز فرماتے ہیں اگر نذر خدا کے واسطے ہو اور ولی کا ذکر صرف اس خیال سے ہو کہ مثلاً اس ولی کو ثواب رسانی کی جائے گی یا اس ولی کی قبر کے خدام کے صرف میں اس نذر کا مال آئے گا تو یہ نذر جائز ہے۔ اور حقیقت اس نذر کی یہ ہوگی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں کھانا کھلا دیا جائے یا روپیہ بطور خیرات وغیرہ کے دیا جائے اور میت کی روح کو ثواب رسانی کی جائے اور یہ امر مسنون ہے اور احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔

(فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۱۹۰ مطبع کراچی ۱۹۷۲ء، ۱۳۹۲ھ)

علاوہ ازیں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی فرماتے ہیں (ولی اللہ کے مزار پر نذر دینے کا طریقہ یہ ہے کہ) کہا جائے کہ اے خدا میں نے تیرے لئے نذر

مانی ہے کہ اگر تو فلاں مریض کو شفا بخشے یا ایسی ہی کوئی دوسری مراد پوری ہونے کیلئے کہے تو میں مال ان فقراء کو دوں گا جو سید نفیس کے دروازے (یعنی مزار پر ہیں) یا بجائے سید نفیس کے کسی دوسرے شخص کا نام لے یا یہ کہے اے خدا اگر تو میری فلاں مراد پوری کر دے تو مسجد کیلئے چٹائی خرید کر دوں گا یا اس مسجد کی روشنی کیلئے روغن زیتون خرید کر دوں گا یا جو شخص مسجد کی خدمت کرتا ہے اس کو روپیہ دوں گا اور کوئی ایسا امر کہے جس میں فقراء کا فائدہ ہو تو ان صورتوں میں نذر جائز ہوگی۔

(فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۵۰ مطبوعہ کراچی ۱۳۹۲ھ)

● علمائے دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب جو کہ مثنوی کا درس دیا کرتے تھے جب مثنوی ختم ہو گئی بعد ختم حکم شربت بنانے کا دیا اور ارشاد ہوا کہ اس پر مولانا روم کی نیاز بھی کی جائے۔ گیارہ گیارہ بار سورہ اخلاص پڑھ کر نیاز کی گئی اور شربت بٹنا شروع ہوا۔ آپ نے فرمایا نیاز کے دو معنی ہیں ایک عجز و بندگی اور وہ سوائے خدا کے دوسروں کے واسطے نہیں ہے۔ بلکہ ناجائز اور شرک ہے دوسرے خدا کی نذر اور ثواب خدا کے بندوں کو پہنچانا یہ جائز ہے لوگ انکار کرتے ہیں اس میں کیا خرابی ہے اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیئے نہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے۔ ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے۔

(شمائم امدادیہ صفحہ نمبر ۱۸ از ترتیب حاجی اشرف الرشید شاہ ... مصری پاکستان)

نوٹ: "رسالہ نذور بزرگان" اور اس کے علاوہ شاہ رفیع الدین علیہ الرحمۃ کے مزید ۸ فارسی رسائل کو ایک مجموعہ کی صورت میں "مجموعہ رسائل تسعہ" کے نام سے مولوی سید ظہیر الدین ولی اللہی نے مطبع احمدی دہلی سے شائع کیا تھا۔

(شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان از حکیم محمود احمد برکاتی صفحہ نمبر ۱۰۰ مطبع لاہور)

● علامہ عبدالغنی نابلسی حنفی (متوفی ۱۱۴۳ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

اولیاء کیلئے جو نذر مانی جاتی ہے اور اسے مریض کی شفا حاصل ہونے یا غائب کے آنے پر معلق کیا جاتا ہے تو وہ نذر مجاز ہے اس سے اولیاء اللہ کے قبور پر خادمین کیلئے

صدقہ کرنا مراد ہوتا ہے۔ (حدیقہ ندیہ بحوالہ مقالات کاظمی صفحہ نمبر ۲۲۸ جلد دوم طبع ۱۳۱۸ھ)

• غیر اللہ کی نذر ماننے والے نے اگر اپنی نذر سے غیر اللہ کی طرف تقرب (علی وجہ العبادۃ) کا ارادہ کیا اور یہ گمان کیا کہ تمام امور میں میت ہی متصرف ہے نہ اللہ تعالیٰ تو اس کی نذر باطل اور حرام ہے اور اس کا مرتد ہونا ثابت ہے اور اگر اس نے اس نذر سے تقرب الی اللہ کا ارادہ کیا اور دیا، للہ ثواب پہنچانے کی نیت کی اور وہ عقیدہ رکھتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اذن کے بغیر کوئی ذرہ متحرک نہیں ہوتا اور وہ اولیاء اللہ کو اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وسائل قرار دیتا ہے تاکہ اس کے مقاصد حل ہو جائیں تو اس میں کوئی حرج نہیں، اور اس کا ذبیحہ حلال و طیب ہے۔

عہد رسالت میں صحابہ کرام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں کھجوریں اور دودھ پینے کے جانور وغیرہ پیش کرتے تھے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے۔

• حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں

"ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان یقبل الھدیۃ ویثیب علیھا"۔

(شمائل ترمذی مع شرح صفحہ نمبر ۳۱۸ طبع کراچی)

کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ہدیہ قبول فرماتے اور اس پر بدلہ بھی دیا کرتے تھے

• حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں

کہ لوگ جب کسی نئے پھل کو دیکھتے تو اس کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں لا کر پیش کرتے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یہ دعا پڑھتے اللھم بارک لنا فی ثمارنا الخ اس کے بعد جس چھوٹے بچے کو دیکھتے اس کو مرحمت فرما دیتے۔

(شمائل ترمذی مع شرح صفحہ نمبر ۱۰۱ طبع کراچی)

• حضرت ربیع رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ مجھے میرے چچا معاذ بن عفراء نے تازہ کھجوروں کا ایک طبق جس میں چھوٹی چھوٹی روئیں دار ککڑیاں بھی تھیں دے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا آپ کو ککڑی مرغوب تھی۔ میں جس

وقت وہ تھال لے کر حاضر خدمت ہوئی، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس بحرین کے کچھ زیورات آئے ہوئے تھے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان میں سے ایک ہاتھ بھر کر مجھے مرحمت فرمایا (شمائل ترمذی مع شرح صفحہ نمبر ۲۰۵ طبع کراچی)

• حضرت ربیع رضی اللہ عنہا سے یہ بھی مروی ہے کہ میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں ایک طبق کھجوروں اور چھوٹی چھوٹی روئیں دار ککڑیوں کا لے گئی۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھ کو ایک ہاتھ بھر کر سونا یا زیورات مرحمت فرمایا۔ (شمائل ترمذی مع شرح صفحہ نمبر ۱۰۰ طبع کراچی)

وصال شریف کے بعد صحابہ کرام اور اولیاء اللہ کا آپ کی خدمت میں ثواب کا ہدیہ پیش کرنا

• حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے منقول ہے آپ دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے ایک نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے اور ایک اپنی طرف سے۔ آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا تو آپ نے فرمایا نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے اس کا حکم دیا تھا۔ میں ہمیشہ ایسا ہی کرتا رہوں گا، کبھی نہ اسے چھوڑوں گا۔

(ترمذی صفحہ نمبر ۱۸۲ جلد اول طبع کراچی)

• حضرت شاہ ولی اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) علیہ الرحمۃ کے شاگرد مولانا محمد عاشق پھلتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں شاہ ولی اللہ نے فرمایا کہ ۱۲ ربیع الاول کو حسب دستور قدیم میں نے قرآن کریم پڑھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیاز تقسیم کی اور موئے مبارک کی زیارت کی، اثنائے تلاوت ملاء اعلیٰ حاضر ہوئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح نے اس فقیر پر نیز فقیر کے دوستوں کی طرف التفات فرمایا الخ (القول الجلی صفحہ نمبر ۸۲ طبع لاہور ۱۳۳۰ھ)

• حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی (متوفی ۱۰۳۴ھ) علیہ الرحمۃ کا معمول چند سال پہلے فقیر کا یہ معمول تھا کہ طعام پکاتا اور اس کا ثواب اہل عبا

روح پاک کو نذر کر دیتا، جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ و حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ عنہا اور حضرات امامین رضی اللہ عنہما کو شامل کر لیتا۔ ایک رات فقیر نے عالم خواب میں دیکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف فرما ہیں۔ فقیر نے سلام کیا اور عرض کیا تو آپ نے فقیر کی طرف توجہ نہ دی بلکہ چہرہ مبارک پھیر لیا۔ پھر ارشاد فرمایا کہ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر کھانا کھاتا ہوں، جس کسی نے مجھے طعام بھیجنا ہو، وہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے گھر بھیجا کرے۔ اس طرح معلوم ہوا کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عدم توجہ فرمانے کا باعث یہ تھا کہ میں ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو شریک طعام نہیں کرتا تھا۔ بعد ازاں حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا بلکہ تمام امہات المومنین کو اہل بیت میں شمار کرتا ہوں۔ اور تمام اہل بیت کو اپنے لئے وسیلہ بناتا ہوں۔

(مسلک مجدد صفحہ نمبر [illegible] طبع جہلم [illegible])

- حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں کہ اس روز ہم نے حکم دیا کہ قسم قسم کے کھانے پکائے جائیں جو پیر بزرگوں کیلئے ہوں اور ایک خوشی کی محفل قائم کی جائے۔ (مکتوبات شریف جلد ۳ طبع کراچی)

اسی طرح اولیاء کاملین اور علماء ربانیین کی خدمت میں نذر (بصورت نقدی اور پھل وغیرہ) پیش کرنا موجب رحمت و برکت ہے۔ اور دفع بلیات و آفات کا ذریعہ ہے۔ اور بعد از وصال ثواب کا تحفہ و نذرانہ پیش کرنا جائز اور مستحسن عمل ہے۔

- ابن ابی شیبہ نے ابن جعفر سے روایت کیا کہ امام حسن اور امام حسین رضی اللہ عنہما حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کی طرف سے (بذریعہ ایصال ثواب) غلام آزاد کرتے تھے۔ (شرح الصدور صفحہ نمبر [illegible] طبع کراچی ۱۹۹۹ء)
- ابن سعد نے قاسم بن محمد سے روایت کی کہ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی عبد الرحمن رضی اللہ عنہ کی طرف سے ان کے ایصال ثواب کیلئے

بہت غلام آزاد کیا۔ (۱) (صراط مستقیم (مترجم) صفحہ نمبر [illegible] از اسماعیل دہلوی)

(۲) (شرح الصدور صفحہ نمبر [illegible] طبع کراچی ۱۹۹۹ء)

- سراج الہند شاہ عبد العزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

جس کھانے کا ثواب حضرت امامین (امام حسن، امام حسین) کو پہنچایا جائے اور اس پر فاتحہ قل اور درود شریف پڑھا جائے وہ کھانا تبرک ہو جاتا ہے اور اس کا کھانا بہت خوب ہے۔ (فتاوی عزیزی صفحہ نمبر [illegible] طبع کراچی [illegible])

- امام الہند شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

اس کے بعد ۳۶۰ مرتبہ سورہ الم نشرح لک پڑھے پھر ۳۶۰ بار درود دعا پڑھے اور ختم تمام کرے اور تھوڑی سی شیرینی پر فاتحہ تمام خواجگان چشت کے نام سے پڑھے اور اپنی حاجت اللہ تعالیٰ سے عرض کرے اس طرح ہر روز کرے (انشاء اللہ) چند روز میں مقصد حاصل ہوگا۔ (انتباہ فی سلاسل اولیاء صفحہ نمبر [illegible])

- حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نذر و نیاز

حضرت شاہ عبد العزیز فرماتے ہیں حضرت امیر و ذریت او را تمام امت برمثال پیران و مرشدان می پرستند و امور تکوینیہ را بایشاں وابستہ می دانند و فاتحہ و درود و صدقات و نذر و منت بنام ایشاں رائج و معمول گردیدہ چنانچہ با جمیع اولیاء اللہ ہمیں معاملہ است۔

یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد پاک کو تمام افراد امت پیروں اور مرشدوں کی طرح مانتے ہیں۔ امور تکوینیہ کو ان حضرات کے ساتھ وابستہ مانتے ہیں اور فاتحہ، درود و صدقات اور نذر و نیاز ان کے نام کی ہمیشہ کرتے ہیں جیسے کہ تمام اولیاء کا یہی طریقہ و معمول ہے۔ (تحفہ اثنا عشریہ (فارسی) صفحہ نمبر [illegible] مطبوعہ سہیل اکیڈمی لاہور ۱۹۷۵ء)

"تحفہ اثنا عشریہ" کے اردو ترجمہ میں وہابیہ کی تحریف

مشہور دیوبندی مقلد وہابی ناشر نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی نے "تحفہ اثنا عشریہ" کا جو اردو ترجمہ شائع کیا ہے اس میں اس عبارت کا ترجمہ غائب

کر دیا ہے جو کہ وہابیہ کی اہل بیت کرام سے بغض و حسد کی بین دلیل ہے۔

● احادیث مبارکہ

۱۔ حضرت زر بن حبیش سے روایت ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا اس خدا کی قسم جس نے دانے کو پھاڑا اور روح کو پیدا کیا، کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عہد کیا میری طرف یہ کہ دوست نہیں رکھے گا مجھ کو مگر مومن اور دشمن نہیں رکھے گا مگر منافق۔ (مشکوٰۃ (مترجم) ۳۴۸ جلد ۳ طبع لاہور)

۲۔ حضرت زید بن ارقم سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس شخص کا میں دوست ہوں علی بھی اس کا دوست ہے۔

(مشکوٰۃ (مترجم) ۳۴۹ جلد ۳ طبع لاہور)

۳۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے علی (رضی اللہ عنہ) کو برا کہا اس نے مجھ کو برا کہا۔

(مشکوٰۃ (مترجم) ۳۵۱ جلد ۳ طبع لاہور)

۴۔ حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا، اپنے حج میں عرفہ کے دن اپنی قصواء اونٹنی پر بیٹھ کر خطبہ فرما رہے تھے۔ اے لوگو میں تم میں ایسی چیز چھوڑ چلا ہوں اگر تم اسے مضبوطی سے پکڑو گے گمراہ نہیں ہو گے اللہ کی کتاب اور میری عترت یعنی اہل بیت کرام۔ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ (مترجم) ۳۵۲ جلد ۳ طبع لاہور)

وما اھل لغیر اللہ بہ کی صحیح تفسیر

یہ قرآن کریم کی درج ذیل آیت کا ایک حصہ ہے۔

"انما حرم علیکم المیتۃ والدم ولحم الخنزیر وما اھل لغیر اللہ بہ فمن اضطر غیر باغ ولا عاد فان اللہ غفور رحیم"۔

(سورۃ نحل آیت نمبر ۱۱۵)

ترجمہ "اس نے تم پر حرام کیا ہے صرف مردار، خون، خنزیر کا گوشت اور وہ جس پر

[illegible] گیا ہو غیر اللہ کا نام ذبح کے وقت، پس جو مجبور ہو جائے (اس کے کھانے پر بغیر) لذت کا جویاں نہ ہو اور نہ حد سے بڑھنے والا ہو (تو کوئی حرج نہیں) بے شک اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

● علامہ پیر محمد کرم شاہ ازہری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

"اس آیت کا یہ حصہ خصوصی توجہ کا مستحق ہے کیونکہ اس کو صحیح طور پر نہ سمجھنے کے باعث امت اسلامیہ میں افتراق، انتشار کا دروازہ کھل گیا ہے......اور بڑی شد و مد سے اس کا مصداق ان جانوروں کو قرار دیا جاتا ہے جنہیں کسی بزرگ کی روح کو ایصال ثواب کے لیے نذر کیا گیا ہو خواہ انہیں ذبح کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام ہی لیا گیا ہو۔ آیئے اس آیت کریمہ کو اپنی آراء و خواہشات کا تختہ مشق نہ بنائیں۔ بلکہ اسے صحابہ کرام، علمائے صحابہ و سلف صالحین اور لغت عرب کی روشنی میں سمجھنے کی مخلصانہ کوشش کریں تاکہ حقیقت بے نقاب ہو جائے۔ آیت کا جو مفہوم سلف صالحین اور علماء محققین نے سمجھا ہے اور جس کو یہاں لکھا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کسی جانور کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ جانور حرام ہے۔ جس طرح مشرکین بتوں اللات والعزیٰ کا نام لے کر جانوروں کو ذبح کرتے تھے۔ (تفسیر ضیاء القرآن صفحہ ۱۵۰ جلد ۲ طبع قدیم لاہور)

● امام ابوبکر جصاص حنفی (متوفی ۳۷۰ھ) علیہ الرحمۃ اپنی مشہور آفاق تفسیر احکام القرآن میں آیت کی وضاحت کرتے ہوئے رقم طراز ہیں

"ولا خلاف بین المسلمین ان المراد بہ الذبیحۃ اذا اھل بھا لغیر اللہ عند الذبح"۔ (تفسیر احکام القرآن صفحہ ۱۵۲ جلد اول طبع بیروت)

ترجمہ "یعنی سب مسلمانوں کی اس بات پر متفق ہیں کہ اس سے مراد وہ ذبیحہ ہے جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے"۔

اور یاد رہے کہ اجماع امت کے خلاف قول کرنا گمراہی ہے۔

● حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی حدیث جس سے اہلسنت کے موقف کی تائید ہوتی ہے

امام ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) لکھتے ہیں کہ مجھے ابو سعد سمعانی تمیمی مروزی (متوفی ۵۱۰ھ) کے واسطے سے ابوالطفیل کی یہ حدیث ملی ہے۔

قال قيل لعلي رضي الله عنه هل ترك رسول الله صلى الله عليه وسلم كتابا عندكم؟

قال ما ترك كتابا نكتمه الا شيئا في علاقة سيفي فوجدنا صحيفة صغيرة

فيها لعن الله من تولى غير مواليه لعن الله من اهل لغير الله لعن الله من غير منار الارض (اخرجه مسلم من حديث شعبة عن ابی بزة)۔

(۱)۔۔۔(تذکرۃ الحفاظ صفحہ نمبر ۲۹، ۲۶۷، ۳ جلد ۳ (عربی)
(۲)۔۔۔(صحیفہ علی بن ابی طالب صفحہ نمبر ۱۷، ۱۷۰ طبع ۱۹۸۰)

کسی نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے پوچھا، آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ کو کوئی تحریر دے گئے ہیں، بولے بجز اس رقعہ کے جو میری تلوار کی حمائل سے بندھا ہوا ہے آپ ہمیں کوئی تحریر نہیں دے گئے۔ ہم نے دیکھا تو وہ ایک چھوٹا سا صحیفہ تھا جس میں لکھا تھا جو شخص اپنے آزاد کرنے والے آقا کے سوا اپنی نسبت کسی اور کی طرف کرتا ہے اس پر خدا کی لعنت، جو شخص غیر اللہ کے نام پر ذبح کرتا ہے اس پر بھی خدا کی لعنت اور جو شخص زمین کی حد مٹا کر اپنے قبضہ میں اضافہ کرتا ہے اس پر بھی خدا کی لعنت۔ اس حدیث کو امام مسلم نے شعبہ عن ابی بزہ کے واسطے سے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔

● مسلم شریف کی اس حدیث کے متن جملہ "لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ" کے تحت امام نووی (متوفی ۶۷۶ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

اور ذبح لغیر اللہ سے مراد یہ ہے کہ غیر اللہ کے نام پر کوئی ذبح کرے، جیسے کسی نے بت یا صلیب کیلئے ذبح کر دیا یا موسیٰ اور عیسیٰ (علیہما السلام) کیلئے یا کعبہ وغیرہ کیلئے ذبح کر دیا تو سب حرام ہے اور یہ ذبیحہ حلال نہیں، برابر ہے کہ ذبح کرنے

والا مسلمان ہو یا یہودی یا عیسائی۔ امام شافعی (رحمۃ اللہ علیہ) نے اس کی تصریح فرمائی ہے۔ اور ہمارے اصحاب نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ اگر اس ذبیحہ سے غیر اللہ کے ساتھ اس غیر اللہ کی تعظیم اور عبادت بھی مقصود ہو تو یہ کفر ہے۔ لہٰذا اگر ذبح کرنے والا پہلے مسلمان تھا تو اس ذبیحہ کے بعد مرتد ہو جائے گا۔ اور شیخ ابراہیم مروزی نے جو ہمارے اصحاب میں سے ہیں ذکر فرمایا کہ سلطان کے استقبال کے وقت اس کی طرف تقرب حاصل کرنے کیلئے جو جانور ذبح کئے جاتے ہیں اہل بخارا نے اس کی حرمت کا فتویٰ دیا ہے۔ کہ وہ ما اہل لغیر اللہ سے ہیں۔ امام رافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ یہ جانور، جو شخص میرے آنے کی خوشی میں ذبح کرتے ہیں تو وہ بچہ پیدا ہونے کے وقت عقیقہ کے ذبح کی طرح ہے اور ایسا ذبح حرمت (حرام ہونے) کو واجب نہیں کرتا۔

(نووی برمسلم صفحہ نمبر ۱۶۱ جلد ۲)

علامہ نووی کے اس کلام سے حدیث لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ کے معنی بھی واضح ہو گئے کہ اس سے مراد ذبح بغیر اسم اللہ ہے۔ علاوہ ازیں قارئین کرام مندرجہ ذیل تفاسیر کا مطالعہ فرمائیں

۱۔ تفسیر ابن عباس، از عبداللہ بن عباس (المتوفی ۶۸ھ) رضی اللہ عنہ، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچازاد تھے۔ سلطان المفسرین، ترجمان القرآن، حبر الامت ان کے القاب تھے۔

۲۔ تفسیر ابن منذر، از امام ابوبکر محمد بن ابراہیم نیشاپوری (متوفی ۳۱۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۳۔ تفسیر مجاہد، از حضرت ابو الحجاج مجاہد بن جبیر (متوفی ۱۰۳ھ) تابعی رحمۃ اللہ علیہ

(نوٹ)۔۔۔ یہ تفسیر کتب خانہ خدیویہ مصر میں موجود ہے۔

۴۔ تفسیر قتادہ، از حضرت قتادہ بن دعامہ (متوفی ۱۱۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

۵۔ تفسیر ابن جریر، از ابو جعفر ابن جریر (متوفی ۳۱۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ۔

٦۔ تفسیر نیشاپوری، شیخ ابوالقاسم حسن بن محمد (متوفی ۷۲۸ھ) رحمۃ اللہ علیہ

٧۔ تفسیر معالم التنزیل، شیخ ابی محمد حسین بن مسعود بغوی (متوفی ۷۲۸ھ) علیہ الرحمۃ۔

٨۔ تفسیر کبیر، امام فخر الدین محمد بن عمر رازی (متوفی ۶۰۶ھ) علیہ الرحمۃ۔

٩۔ تفسیر مدارک التنزیل، امام ابو البرکات عبد اللہ حافظ الدین نسفی بن محمد (متوفی ۷۱۰ھ) علیہ الرحمۃ

١٠۔ تفسیر خازن، علاء الدین علی بن محمد خازن (متوفی ۷۴۱ھ) علیہ الرحمۃ

١١۔ تفسیر البحر المحیط، شیخ ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی (متوفی ۷۵۴ھ) علیہ الرحمۃ۔

١٢۔ تفسیر قرطبی، شیخ ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبی (متوفی ۶۶۸ھ) علیہ الرحمۃ۔

١٣۔ تفسیر بیضاوی، از قاضی ابی سعید ناصر الدین عبد اللہ بن عمر بیضاوی (متوفی ۶۸۵ھ) علیہ الرحمۃ۔

١٤۔ تفسیر جامع البیان، از سید معین الدین بن صفی الدین (متوفی ۸۸۹ھ) علیہ الرحمۃ

١٥۔ تفسیر در منثور، امام جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ۔

١٦۔ تفسیر ابو السعود، از ابو السعود بن محی الدین محمد بن مصطفیٰ عمادی (متوفی ۹۸۲ھ) علیہ الرحمۃ۔

١٧۔ التفسیرات الاحمدیہ، ملا جیون میٹھوی حنفی (متوفی ۱۱۳۰ھ) علیہ الرحمۃ۔

١٨۔ تفسیر روح البیان، از شیخ اسماعیل حقی آفندی (متوفی ۱۱۳۷ھ) علیہ الرحمۃ

١٩۔ تفسیر موضح القرآن، شاہ عبد القادر دہلوی (متوفی ۱۲۳۰ھ) علیہ الرحمۃ

(نوٹ) طوالت کے پیش نظر چند ایک تفاسیر کے نام تحریر کیے گئے ہیں۔

چند شبہات اور اُن کا ازالہ

موجودہ دور کے بعض افراد اس آیت کا یہ معنی بیان کرتے ہیں کہ جس جانور پر غیر اللہ کا نام دیا جائے، اور وہ اس غیر کے نام سے مشہور ہو جائے تو ایسے جانور کو اگر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر بھی ذبح کیا جائے تو وہ حلال نہیں ہوگا، بلکہ حرام ہوگا جس طرح کہ سور خنزیر کو اگر اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ ناپاک ہی رہتا ہے۔ وہ اپنے اس مفہوم کی تائید میں کہتے ہیں کہ لغت عرب میں اور عرف عام میں اہل کا معنی ذبح کرنا نہیں کوئی شعر کوئی عبارت ایسی پیش نہیں کی جا سکتی جس میں کسی فصیح و بلیغ نے اہل کو ذبح کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہو۔ بلکہ اہل لغت کے نزدیک اہل کے معنی آواز بلند کرنا ہے اور کسی چیز کو شہرت دینا ہے۔ پھر وہ کہتے ہیں کہ اگر مان بھی لیا جائے تو یہ کسی طرح مراد نہیں ہو سکتا۔ اس لیے آیت کا جو معنی تم نے کیا ہے وہ تو صاف تحریف آیت ہے۔

جواب نمبر ۱

قبلہ عالم حضرت پیر مہر علی شاہ نور اللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں:

آیت کریمہ کا جملہ "ما اہل بہ لغیر اللہ" سورہ بقرہ میں آیا ہے اور جملہ "وما اہل لغیر اللہ بہ" تین جگہ سورۃ مائدہ، سورۃ انعام اور سورۃ نحل میں آیا ہے۔ اور چاروں جگہ باب تحریم کے لفظ "حرم" فعل ماضی معلوم صیغہ واحد مذکر غائب اور "حُرِّمَتْ" فعل ماضی مجہول صیغہ واحد مؤنث غائب اور محرماً سے آیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ میتہ، دم مسفوح، لحم خنزیر اور ما اہل بہ لغیر اللہ چاروں چیزیں قطعاً حرام ہو گئیں۔

پہلی تین چیزیں میتہ، دم مسفوح اور لحم خنزیر کے حرام قطعی ہونے کی بات تو واضح ہے کہ جب کسی جانور کا میتہ ہونا متحقق ہو گیا تو اب اس کا کسی طرح حلال ہونا ناممکن ہو گیا۔ اور جب کسی خون کا دم مسفوح ہونا ثابت ہو گیا تو اب اس کا حلال ہونا محال ہو گیا۔ اور جب کسی گوشت کا لحم خنزیر ہونا طے ہو گیا تو اس کا حلال ہونا محال ہو گیا

تو اب ان تینوں چیزوں کو کوئی چرا کر لے جائے یا مالک ہبہ کر دے یا فروخت کر دے تب بھی یہ تینوں چیزیں کسی طرح کہیں جا کر بھی دوبارہ حلال نہیں ہو سکتیں۔ اب رہ گیا چوتھا جملہ "ما اہل بہ لغیر اللہ یا ما اہل لغیر اللہ بہ" تو اس سے ہلال بوقت ذبح مراد لے کر اس کی جان کا بھی اسی تکبیر کے ساتھ نکلنا مراد نہ لیا جائے بلکہ پہلے سے نامزد ہوتے ہی پہلی تین چیزوں کی طرح حرام قطعی تصور کر لیا جائے تو یہ معنی ثابت نہیں ہو سکتا۔

اوّل اس لئے کہ ناذر نے پہلے غیر خدا کیلئے نامزد کیا پھر اس کو معلوم ہوا کہ غیر خدا کیلئے نامزد کرنا صحیح نہیں تو اس نے استغفار کر کے نیت بدل دی اور اس کے بعد ذبح کیا تو یہ جانور بالاتفاق حلال ہے۔ تو اگر یہ پہلی نامزدگی سے حرام قطعی ہو چکا ہوتا تو پھر حلال کس طرح ہو گیا۔

دوم ناذر نے پہلے غیر خدا کیلئے نامزد کیا پھر اس کو فروخت کر دیا یا کسی کو ہبہ کر دیا، اس نے جانور کو ذبح کر دیا، خود کھایا، بانٹ دیا، فروخت کر دیا تو وہ گوشت بالکل حلال ہے۔ اگر وہ پہلی صورت میں حرام قطعی ہو چکا تو حلال کیسے ہوا۔

سوم ایک کافر نے ایک بکرا غیر خدا کیلئے نامزد کیا اور پھر اسی غیر خدا کا نام لے کر اسے ذبح کرنے کیلئے لٹایا اور بکرا بھڑک کر بھاگ نکلا، آگے کسی مسلمان کو مل گیا اس نے اللہ کا نام لے کر اسے ذبح کر دیا تو وہ جانور بالکل حلال ہے اور اگر محض نامزدگی کی خنزیر کی طرح حرام ہو چکا ہے تو پھر ان تمام صورتوں میں بالفرض بکرے کی جگہ اگر خنزیر رکھا جائے تو اس کو حلال ہونا چاہیے تھا مگر وہ کسی صورت میں بھی حلال نہیں ہو سکتا تو یہ بکرا ان صورتوں میں کیسے حلال ہو گیا۔

اسی لئے تمام مفسرین اور محدثین نے "وما اہل بہ لغیر اللہ" کی تفسیر میں آیت کا معنی، صحیح ذی ذبح بغیر ندا اور صحیح عند ذبح بغیر اللہ" سے کیا ہے۔ اور حضرت شاہ عبدالقادر دہلوی نے "فوائد موضح القرآن" میں سورۃ انعام والی آیت میں کہا ہے کہ اور جو خدا کے نام کے سوا کسی کے نام پر ذبح کیا گیا ہو"۔ ملا جیون حنفی نے بھی "تفسیرات احمدیہ" میں لکھا ہے کہ اولیاء کی منت والی بھی گائے حلال وطیب ہے

کیونکہ اس کی ذبح میں غیر خدا کا نام نہیں لیا گیا۔ اور شرح مسلم میں امام نووی علیہ الرحمۃ نے آیت کریمہ "وما اہل بہ لغیر اللہ" کی تفسیر میں بالکل یہی لکھا ہے کہ ذبح الصوت عند ذبحہ بغیر اللہ تعالیٰ اور مزید یہ کہ جانور کے حلال ذبح ہونے کیلئے چار باتوں کا ہونا ضروری ہے۔

۱۔ بوقت ذبح قلبی نیت اللہ کیلئے ہو۔

۲۔ ذبح اللہ کے نام سے ہو۔

۳۔ اس تکبیر کے ساتھ فوراً ذبح بھی کر دیا جائے۔

۴۔ ذبح میں جانور کی چار میں سے اکثر رگیں بھی کٹ جائیں۔

(تجلیات مہر انور صفحہ نمبر ۸۸، از شاہ حسین گردیزی)

● علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

ہم بصد ادب ان (حضرات) کی خدمت میں عرض کرتے ہیں کہ اگر اہل کا معنی وہ لیا جائے جو تم نے کیا ہے کہ آواز بلند کرنا یا شہرت دینا تو چاہیے یہ کہ تمام ایسے جانور جن پر غیر خدا کا نام لے دیا جائے یا انہیں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کیلئے نامزد کر دیا جائے تو وہ ابدی حرام ہو جائیں اور اگر تکبیر پڑھ کر ان کے گلے پر چھری پھیر دی جائے تب بھی وہ حلال نہ ہوں حالانکہ ایسا نہیں۔ کیونکہ بحیرہ، سائبہ، وصیلہ وغیرہ جانور وہ تھے جو بتوں کیلئے نذر ہوتے تھے اور ان سے کسی قسم کا فائدہ اٹھانا اپنے اوپر حرام کر دیتے تھے۔ حالانکہ اگر کوئی مسلمان ان کو اللہ کا نام لے کر ذبح کرے تو وہ حلال ہیں۔ ان جانوروں کو بتوں کے نام پر نامزد بھی کیا گیا۔ انہیں کے نام سے وہ مشہور بھی ہوئے حالانکہ اگر انہیں تکبیر پڑھ کر ذبح کیا جائے تو وہ اس کے باوجود حلال ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں صراحۃً مرقوم ہے کہ اگر کسی مجوسی نے اپنے آتش کدہ کیلئے یا کسی مشرک نے اپنے باطل خداؤں کیلئے کسی جانور کو نامزد کیا اور کسی مسلمان نے اسے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اسے ذبح کر دیا تو اسے کھایا جائے گا کیونکہ مسلمان نے اسے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ذبح کیا۔ (فتاویٰ عالمگیری کتاب الذبائح)

اس سے یہ امر واضح ہوگیا کہ کسی چیز پر محض غیر اللہ کا نام لے دینے سے وہ حرام نہیں ہو جاتی۔ نیز ان کا یہ دعویٰ کرنا کہ اہل کا لفظ ذبح کے معنی میں لغۃً اور عرفاً مستعمل نہیں ہوتا یہ بھی درست نہیں کیونکہ فصاحت و بلاغت کے امام حضرت سیدنا علی کرم اللہ وجہہ نے اہل کو ذبح کرنے کے معنی میں استعمال کیا ہے اور آپ کا قول بلا اختلاف حجت اور سند ہے آپ کا ارشاد ہے یعنی جب تم سنو کہ یہود و نصاریٰ غیر خدا کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں تو ان کا ذبیحہ مت کھاؤ اور اگر نہ سنو تو کھالو، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے ذبیحہ کو حلال کیا ہے اور وہ جانتا ہے جو کچھ وہ کہتے ہیں۔

(۱) (فتح المبین جلد اول صفحہ نمبر ۳۲۲)

(۲) (احکام القرآن صفحہ نمبر ۱۵۵ جلد اول طبع بیروت)

آپ کے اس قول میں یہلون بمعنی یذبحون مستعمل ہے اس لئے ان کا یہ کہنا کہ اہل کا لفظ ذبح کے معنی میں مستعمل نہیں ہوتا غلط ہوا۔

قدما مفسرین نے بھی اہل کے لفظ کی تحقیق کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اہل کا لغوی معنی تو آواز بلند کرنا ہے لیکن اب عرف میں یہ ذبح کرنے کے معنی میں ذبح کے وقت آواز بلند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے چنانچہ امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ لغت کے امام اصمعی سے اہل کی تحقیق کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

اصمعی نے کہا کہ اہلال اصل میں آواز بلند کرنے کو کہتے ہیں تو ہر آواز بلند کرنے والا مُہِلّ کہلائے گا۔ یہ اہلال کا لغوی معنی ہے۔ پھر محرم کو بھی مہل کہتے ہیں کیونکہ احرام باندھتے وقت وہ بلند آواز سے تلبیہ (لبیک اللھم لبیک) کہتا ہے۔ اور ذبح کرنے والے کو بھی مہل کہتے ہیں کیونکہ مشرکین عرب جانوروں کے ذبح کرتے وقت بلند آواز سے اپنے بتوں کا نام لیا کرتے تھے۔

یا اذا سمعتم الیہود و النصاری یہلون لغیر اللہ فلا تاکلوا و اذا لم تسمعوھم فکلوا فان اللہ قد احل ذبائحھم و ھو یعلم ما یقولون ۔ (احکام القرآن صفحہ نمبر ۱۵۵ جلد اول طبع بیروت) (ابو الجلیل نعیمی غفرلہ)

علامہ ابوالفضل جمال الدین محمد بن مکرم ابن منظور اپنی لغت کی شہرۂ آفاق کتاب لسان العرب میں اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے رقمطراز ہیں۔

"واصل الاھلال رفع الصوت و کل رافع الصوتہ فھو مھل وکذلک قولہ عزوجل وما اھل لغیر اللہ بہ ھو ما ذبح للالھۃ وذلک لان الذابح کان یسمیھا عند الذبح فذلک ھو الاھلال"۔

علاوہ ازیں صاحب تفسیر خازن، ابن عباس، امام مجاہد اور قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے اس لفظ کے یہی معنی کئے ہیں۔ ان ان گنت اور واضح تصریحات کے باوجود یہ کہنا اہل ذبح کے معنی میں شاذ استعمال ہوتا ہے ضد اور حق واضح سے اعراض کرنا ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد دوم صفحہ نمبر ۱۱۰، ۱۱۲ طبع لاہور)

● امام راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

اہل اہلال کے معنی چاند نظر آنے کے ہیں اور استھل کے معنی رؤیت ہلال کے ہیں۔ لیکن کبھی استھلال بمعنی اہلال بھی آجاتا ہے، جیسے استجاب بمعنی اجاب قولہ الاھلال کے معنی چاند نظر آنے پر آواز بلند کرنے کے ہیں۔ پھر یہ لفظ عام آواز بلند کرنے کے معنی میں استعمال ہوتا ہے اور اسی سے تعبیراً اہل الصبی کا محاورہ ہے جس کے معنی ہیں بچے نے آواز بلند کی۔ اور آیت وما اہل بہ لغیر اللہ (۲،۳،۱۷۳) جس چیز پر خدا کے سوا کسی اور کا نام پکارا جائے کے معنی ہیں کہ جس چیز پر غیر خدا کا نام پکارا جائے یعنی جو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ (مفردات القرآن از امام راغب اصفہانی صفحہ نمبر ۱۹۶ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

نیز مخالفین کا یہ کہنا کہ "ما اھل لغیر اللہ بہ" کا یہ معنی بیان کرنا کہ غیر خدا کے نام سے کسی جانور کو ذبح کرنا تحریف ہے، یہ بھی درست نہیں کیونکہ علامہ نووی (متوفی ۶۷۶ھ) شارح مسلم نے حدیث شریف کے ان الفاظ "لعن اللہ" کا یہ معنی کیا ہے۔ ما الذبح لغیر اللہ ان یذبح باسم غیر اللہ۔ یعنی جس کو اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی نام سے ذبح کیا جائے۔ اور حضرت شاہ ولی اللہ (متوفی ۱۱۷۶ھ) علیہ الرحمۃ نے بھی اپنے ترجمہ میں اس آیت کا یہی ترجمہ کیا ہے۔ "وآنچہ ذکر کردہ شود نام غیر خدا بوقت ذبح وے"

یعنی ذبح کے وقت جس پر غیر خدا کا نام ذکر کیا جائے۔

کیا اس تحریف کا الزام آپ ان حضرات پر بھی عائد کرنے کی جسارت کر سکتے ہیں۔

- حدیث: حضرت سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے کہا، یا رسول اللہ میری والدہ وفات ہو گئی ہیں کون سا صدقہ افضل ہے؟ آپ نے فرمایا پانی، انہوں نے کنواں کھدوایا کہ یہ سعد کی ماں کیلئے ہے (یعنی اس کا ثواب سعد کی ماں کو پہنچے) یعنی اس کا نام بیر (کنواں) ام سعد رکھ دیا گیا تو۔

(۱) (سنن ابوداؤد صفحہ نمبر ۲۳۸ جلد اول (مترجم) طبع لاہور ۱۳۰۳ھ)

(۲) (بخاری صفحہ نمبر ۲۸۶ جلد اول)

اگر کسی غیر کا صرف نام لے دینے سے کوئی چیز ناپاک ہو جاتی ہے تو اس کنویں کا پانی بھی ناپاک ہو جاتا اسے پینا اس سے وضو یا غسل کرنا، اس سے کپڑے دھونا سب ممنوع قرار پاتا۔

- مشہور حنفی عالم ابن عابدین (م ۱۲۵۲ھ) زیر آیت وما اہل بہ لغیر اللہ لکھتے ہیں اور یہیں سے معلوم ہوا کہ بے شک وہ گائے جس کی نذر اولیاء کیلئے مانی جائے جیسا کہ ہمارے زمانہ میں رسم ہے حلال و طیب ہے۔ (تفسیرات احمدیہ صفحہ نمبر ۴۵ مطبع بمبئی)

قول فیصل

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (متوفی ۱۲۳۹ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جب خون بہانا تقرب الی غیر اللہ کیلئے ہو تو ذبیحہ حرام ہو جائے گا اور جب خون بہانا اللہ کیلئے ہو اور تقرب الی غیر کھانے اور نفع حاصل کرنے کے ساتھ مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔ (فتاویٰ عزیزی (فارسی) صفحہ نمبر ۷۰ جلد اول مطبوعہ مجتبائی دہلی ۱۳۲۲ھ)

ہم پورے وثوق سے کہتے ہیں کہ کوئی مسلمان (اہلسنت) اللہ تعالیٰ کے نام کے سوا کسی کا نام لے کر ذبح نہیں کرتا، بلکہ ان کے پیش نظر ایصال ثواب ہوتا ہے بفرض محال اگر کوئی شخص اپنی جہالت کی وجہ سے کرتا ہے تو اسے فوراً تائب ہونا چاہیے۔

بعض جہلاء کے اعمال کو پیش نظر رکھ کر مذہب حقہ اہلسنت پر طعن و تشنیع کرنا اور انہیں کافر و مشرک کہنا سراسر گمراہی و بد دیانتی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی امان میں رکھے۔ (آمین)

- ## مزید ایک ضروری وضاحت

بعض لوگ اس آیت کی تفسیر میں شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی "تفسیر عزیزی" کا حوالہ دے کر کہتے ہیں کہ ایصال ثواب کی خاطر جس جانور کی نسبت کسی بزرگ کی طرف کردی ہو وہ حرام ہے اگرچہ اسے ذبح کے وقت اللہ تعالیٰ ہی کا نام لیا جائے۔

جواب نمبر ۱

قطب عالم پیر مہر علی شاہ نوراللہ مرقدہٗ لکھتے ہیں۔

اور جو حوالہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی کی تفسیر عزیزی کا اس سلسلے میں دیا جاتا ہے اس کے بارے میں آپ کے شاگرد حضرت مولانا رؤف احمد نے تفسیر رؤفی میں لکھا ہے کہ حضرت شاہ عبدالعزیز کا یہ مسلک نہیں تھا کہ جو جانور منذور اولیاء ہو اور پھر تکبیر کے ساتھ ذبح کیا جائے وہ حرام ہے یہ کسی نے بعد میں ان کی تفسیر میں الحاق کر دیا ہے۔ (تجلیات مہر انور صفحہ نمبر ۸۸۹)

جواب نمبر ۲

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ نے تفسیر عزیزی اور فتاویٰ عزیزی کی داخلی شہادتوں سے ثابت کیا ہے کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک وہی جانور حرام ہے جس کے ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام لیا جائے گا، محض کسی بزرگ کی نسبت کر دینے سے جانور حرام نہیں ہوتا۔ ذیل میں علامہ موصوف کے رسالہ مبارکہ "تفریح التقال فی حل امر وما اہل" سے اس بحث کا خلاصہ نقل کیا جاتا ہے۔

[۱] مولانا رؤف احمد حضرت مجدد الف ثانی کے خاندان سے تھے۔ ۱۲۰۱ھ میں رامپور میں پیدا ہوئے دوسرے علماء کے علاوہ شاہ عبدالعزیز دہلوی سے علوم اخذ کئے۔ ۱۲۵۳ھ میں وفات پائی۔ حضرت علامہ علی شاہ دہلوی نے انہیں دین کا ستون بنا دیا تھے (حدائق الحنفیہ ۳۹۰-۳۹۷)

"حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی نے تفسیر عزیزی میں انواع شرک کے تحت مشرکین کے چند فرقے شمار کئے ہیں، ان میں چوتھا فرقہ پیر پرستوں کا ہے، اس کے متعلق محدث دہلوی نے فرمایا، چوتھا گروہ پیر پرست ہے جب کوئی بزرگ کمال ریاضت اور مجاہدہ کی بنا پر اللہ تعالیٰ کے ہاں مقبول دعاؤں اور مقبول شفاعت والا ہو کر اس جہان سے رخصت ہو جاتا ہے تو اس کی روح کو بڑی قوت و وسعت حاصل ہو جاتی ہے، جو شخص اس کے تصور کو واسطہ بنالے یا اس کے اٹھنے بیٹھنے کی جگہ یا اس کی قبر پر سجدہ و تذلل تام کرے۔ (اس جگہ اصل عبارت یہ ہے)

"درمکان نشست و برخاستہ او یا بر گور او سجود و تذلل تام نماید"۔

تو اس بزرگ کی روح وسعت اور اطلاق کے سبب خود بخود اس پر مطلع ہو جاتی ہے اور اس کے حق میں دنیا اور آخرت میں شفاعت کرتی ہے۔

(تفسیر عزیزی صفحہ نمبر ۱۱۲ (سورۃ بقرہ) مطبوعہ مطلال کتب دہلی)

یہ گروہ واقعی مشرک تھا جو قبروں پر تذلل تام کے ساتھ سجدہ کرتا تھا۔ علامہ ابن العابدین شامی حنفی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"العبادة عبارة عن الخضوع و التذلل"۔

(ردالمحتار (عربی) مطبوعہ مصر صفحہ نمبر [illegible] جلد [illegible])

ترجمہ: "خضوع اور تذلل تام کو عبادت کہتے ہیں"۔

آج کل کے خوارج کی ستم ظریفی ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے عقیدت مند اہلسنت و جماعت کو پیر پرست کہہ کر مشرک قرار دیتے ہیں۔ حالانکہ عامۃ المسلمین عبادت انتہائی تعظیم صرف اللہ تعالیٰ کیلئے مانتے ہیں۔ کسی دوسرے کیلئے نہیں۔ حضرت شاہ عبدالعزیز علیہ الرحمۃ کا روئے سخن اس گروہ مشرکین کی طرف ہے۔ ان کا طریقہ یہ تھا کہ جانور کی جان دینے کی نذر شیخ سدو وغیرہ کیلئے مانتے اور اس کی تشہیر کرتے تھے۔ پھر اسی نیت کے تحت شیخ سدو وغیرہ کیلئے خون بہانے کی نیت سے اسے ذبح کرتے

تھے، ظاہر ہے کہ یہ ذبح کسی طرح حلال نہیں ہو سکتا، کم فہم لوگوں نے یہ سمجھ لیا کہ حضرت شاہ صاحب نے محض کسی بزرگ کی طرف نسبت کرنے کی بنا پر ان جانوروں کو حرام قرار دیا ہے۔ حالانکہ یہ قطعاً باطل ہے اور شاہ صاحب پر بہتان صریح ہے۔

شاہ صاحب نے تفسیر عزیزی میں اپنے موقف کی وضاحت کیلئے تین دلیلیں پیش کی ہیں۔

- پہلی دلیل یہ حدیث ہے "ملعون من ذبح لغیر اللہ" ملعون ہے جس نے غیر اللہ کیلئے ذبح کیا"۔ اس حدیث میں صراحتاً لفظ ذبح مذکور ہے۔
- دوسری دلیل عقلی ہے اس میں یہ تصریح ہے "جان آں جانور را نذر غیر قرار دادہ کشتہ اند"۔ یعنی اس جانور کی جان غیر کی ملک قرار دے کر اس جانور کو ذبح کیا ہے۔ اس عبارت میں دو باتیں ہیں۔

۱۔ جانور کی جان غیر کیلئے مملوک قرار دی۔

۲۔ اس کو ذبح کیا۔

صاف ظاہر ہے کہ اس جانور میں اس لئے خبث پیدا ہوا کہ اسے غیر خدا کیلئے ذبح کیا گیا۔

- تیسری دلیل تفسیر نیشاپوری کی ایک عبارت ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اگر کسی مسلمان نے کوئی جانور ذبح کیا اور اس ذبح سے غیر اللہ کا تقرب (بطور عبادت) مقصود ہو تو وہ مرتد ہو گیا اور اس کا ذبیحہ مرتد کا ذبیحہ ہے۔

اس عبارت سے بھی غیر اللہ کے تقرب کی نیت سے ذبح کا ذکر ہے۔ ثابت ہوا کہ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محض کسی اللہ کے بندے کی نسبت کے مشہور کر دینے کو حرمت کا سبب قرار نہیں دیتے بلکہ ان کے نزدیک غیر اللہ کیلئے ذبح کرنے سے جانور حرام ہو جاتا ہے۔ اور یہی تمام امت مسلمہ کا عقیدہ ہے۔ نیز شاہ صاحب نے اہل کا ترجمہ اہل لغت کے اعتبار سے کیا ہے کہ آواز دی گئی ہو اور شہرت دی گئی ہو لیکن اس سے ان کی مراد وہی شہرت ہے جس پر ذبح واقع ہو۔ نیز شاہ

صاحب فرماتے ہیں۔

جب خون بہانا تقرب الی غیر اللہ کیلئے ہو تو ذبیحہ حرام ہو جائے گا اور جب خون بہانا اللہ کیلئے ہو اور تقرب الی غیر کھانے اور نفع حاصل کرنے کے ساتھ مقصود ہو تو ذبیحہ حلال ہو جائے گا۔ (فتاوی عزیزی (فارسی) صفحہ نمبر ۷۲ جلد اول مطبوعہ دہلی ۱۳۲۲ھ)

الزام: "مرتبین انصاف" لکھتے ہیں۔

گیارھویں شریف کی اصل اسلام سے پہلے مصر کے مشرکین کی وہ تاریخ کہ ایک لڑکی زیورات پہنا کر دریائے نیل کے نذر کرتے تھے اس شرکیہ رسم کو امیر المومنین حضرت عمر فاروق نے بند فرمایا۔ (انصاف صفحہ نمبر ۸۲)

الجواب: امام سید احمد مرزوقی علیہ الرحمۃ نے فرمایا: خبیث کی صرف خبیث دلوں میں پیدا ہوتا ہے۔ (فتح (شرح طریقہ محمدیہ، عبدالغنی نابلسی حنفی)

جبکہ گیارھویں کے ختم کا طریقہ سلسلہ قادریہ کے بزرگوں سے شروع ہوا ہے۔

گیارھویں تاریخ کی تاریخی اہمیت

قدرت کو ابتدائی ہی سے دن دسواں اور رات گیارھویں محبوب و مرغوب رہی ہے چنانچہ رب تعالیٰ نے اپنے نبیوں اور ولیوں کو آزمانے اور پھر اعلیٰ مراتب سے نوازنے کیلئے کثرت سے یہی تاریخ منتخب فرمائی۔ چنانچہ تاریخ گواہ ہے کہ اسی تاریخ کو۔

۱۔ حضرت آدم علیہ السلام کی توبہ قبول ہوئی۔

۲۔ حضرت نوح علیہ السلام کی کشتی جودی پہاڑی پر ٹھہری۔

۳۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کیلئے آتش نمرود گلزار ہوئی۔

۴۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کنویں سے نجات پائی۔

۵۔ حضرت یعقوب علیہ السلام کی آنکھوں میں روشنی واپس آئی۔

۶۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں کو شکست دی اور دریائے نیل میں فرعون کا لشکر غرق ہوا۔

۷۔ حضرت یونس علیہ السلام نے مچھلی کے پیٹ سے نجات پائی۔

۸۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کی۔

(۱) (کنز العمال جلد ۴)

(۲) (ماثبت بالسنۃ)

(۳) (غنیۃ الطالبین)

اور اللہ تعالیٰ کے محبوب کے محبوب حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ نے بھی جان عزیز کے ساتھ اپنے عزیز و اقارب کی جانوں کا نذرانہ اسی تاریخ کو رب تعالیٰ کے حضور پیش کیا۔ (تاریخ الخلفاء علامہ سیوطی تذکرہ امام حسین بن علی رضی اللہ عنہما)

ختم غوثیہ کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۸۵)

مولوی اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں۔ اشغال طریقہ چشتیہ

طالب کو چاہئے کہ پہلے باوضو دو زانو بطور نماز بیٹھ کر اس طریقہ کے بزرگوں حضرت معین الدین سنجری اور حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی وغیرہ حضرات کے نام کا فاتحہ پڑھ کر بارگاہ خداوندی میں ان بزرگوں کے توسل اور وسیلہ سے التجا کرے اور نیاز بے انداز اور زاری بے شمار کے ساتھ اپنے کام کے فتح یاب ہونے کیلئے دعا کرے ذکر دو ضربی شروع کرے الخ (صراط مستقیم صفحہ نمبر ۱۰۱ مطبوعہ اسلامی اکیڈمی اردو بازار لاہور)

"مرتبین انصاف" مولوی اسماعیل دہلوی کا اختراع کیا ہوا "اشغال طریقہ چشتیہ" قرآن و حدیث سے ثابت کریں ورنہ مولوی اسماعیل دہلوی کو بدعتی قرار دیں۔

آیت کریمہ ومن اضل ممن یدعوا الخ کا مفہوم

(انصاف صفحہ نمبر ۸۷)

ترجمہ: اور کون زیادہ گمراہ ہے اس (بدبخت) سے جو پکارتا ہے اللہ کو چھوڑ کر ایسے معبود کو جو قیامت تک اس کی فریاد قبول نہیں کر سکتے وہ ان کے پکارنے ہی سے غافل

ہیں۔

مشرکین بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے انہوں نے بیت اللہ شریف میں ۳۶۰ بت نصب کر رکھے تھے۔ اپنے اپنے گھروں میں جو مورتیاں سجا رکھی تھیں وہ ان کے علاوہ تھیں۔ ان کی اس کھلی گمراہی بلکہ حماقت کو بڑے موثر انداز میں پیش کیا جا رہا ہے۔ کہ بے عقل کے اندھو تم ان بتوں کی پوجا کرتے ہو جو نہ سن سکتے ہیں نہ جواب دے سکتے ہیں وہ بھلا کسی مشکل وقت میں تمہاری مدد کیا خاک کریں گے۔ اس سے زیادہ نادان اور گمراہ کون ہو سکتا ہے۔

- علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں

یعنی اس آدمی سے زیادہ گمراہ کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتا ہے اور ان سے ایسی چیزیں مانگتا ہے جو وہ قیامت تک نہیں دے سکتے جو وہ کر رہا ہے وہ اس سے غافل ہیں نہ سنتے ہیں نہ دیکھتے ہیں کیونکہ وہ بے جان پتھر ہیں جو بالکل بہرے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۶)

- علامہ ابو حیان اندلسی لکھتے ہیں

یعنی وہ ایسے بے جان پتھر کو پکارتے ہیں جو نہیں نہ جواب دے سکتا ہے اور نہ اس میں جواب دینے کی طاقت ہے۔ (تفسیر بحر المحیط جلد ۲)

اس آیت مبارکہ کو اہل سنت پر چسپاں کرنا سراسر جہالت و حماقت ہے۔ بلکہ خوارج کا وطیرہ ہے۔

بحمد اللہ تعالیٰ اہل سنت میں سے کوئی ان پڑھ سے ان پڑھ بھی اللہ جل جلالہ کے سوا کسی کی خدائی اور الوہیت کا عقیدہ فاسدہ نہیں رکھتا انبیاء کرام اور اولیاء عظام اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت و طاقت کے مطابق اس کی رضا، اذن اور مشیت کے تحت اپنے غلاموں اور عقیدت مندوں کی امداد و استعانت فرماتے ہیں جب وہ انہیں مصائب و آلام کی ساعتوں میں دل کی گہرائیوں سے یاد کرتے ہیں۔ اور ایک مدت سے امت محمدیہ میں یہ عمل جاری و ساری ہے۔

- امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اپنے مشہور زمانہ قصیدہ بردہ شریف میں التجا کرتے ہیں۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ

سواک عند حلول الحادث العمم

ترجمہ "اے بہترین مخلوق آپ کے سوا میرا کوئی نہیں کہ عام مصیبت کے وقت جس کی پناہ لوں"۔

- حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہیں۔

یا رحمۃ للعالمین ادرک لزین العابدین

محبوس ایدی الظالمین فی موکب المزدحم

ترجمہ "اے رحمۃ للعالمین زین العابدین کی مدد کو پہنچو وہ اس اژدحام میں ظالموں کے ہاتھوں میں قید ہے"۔ (قصیدہ امام زین العابدین)

- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض گزار ہیں۔

یا سید السادات جئتک قاصدا ارجو رضاک واحتمی بحماک

ترجمہ "اے پیشواؤں کے پیشوا میں دلی قصد سے آپ کے حضور آیا ہوں آپ کی رضا کا امیدوار ہوں اور اپنے کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں"۔ (قصیدہ نعمان)

- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب اطیب النغم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں اس طرح فریاد کرتے ہیں۔

مشرکین بتوں کی پرستش کیا کرتے تھے انہوں نے بیت اللہ شریف میں ۳۶۰ بت نصب کر رکھے تھے۔ اپنے اپنے گھروں میں جو مورتیاں سجا رکھی تھیں وہ اس کے علاوہ تھیں۔ ان کی اس کھلی گمراہی بلکہ حماقت کو بڑے موثر انداز میں پیش کیا جا رہا ہے۔ کیا اے عقل کے مرحوم ان بتوں کی پوجا کرتے ہو جو سن سکتے ہیں نہ جواب دے سکتے ہیں وہ بھلا کسی مشکل وقت میں تمہاری مدد کیا خاک کریں گے۔ اس سے زیادہ نادان اور گمراہ کون ہو سکتا ہے۔

- علامہ ابن کثیر اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

یعنی اس آدمی سے زیادہ گمراہ کوئی نہیں جو اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرتا ہے اور ان سے ایسی چیزیں مانگتا ہے جو وہ قیامت تک نہیں دے سکتے جو وہ کہہ رہا ہے وہ اس سے غافل ہیں نہ سنتے ہیں، نہ دیکھتے ہیں کیونکہ وہ بے جان پتھر ہیں جو بالکل بہرے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر پارہ ۲۶)

- علامہ ابو حیان اندلسی لکھتے ہیں

یعنی وہ ایسے بے جان پتھر کو پکارتے ہیں جو نہیں نہ جواب دے سکتا ہے اور نہ اس میں جواب دینے کی طاقت ہے۔ (تفسیر ضیاء القرآن جلد ۴)

اس آیت مبارکہ کو اہل سنت پر چسپاں کرنا سراسر جہالت و حماقت ہے۔ بلکہ خوارج کا وطیرہ ہے۔

بحمدہ تعالیٰ اہل سنت میں سے کوئی ان پڑھ سے ان پڑھ بھی اللہ جل جلالہٗ کے سوا کسی کی خدائی اور الوہیت کا عقیدہ فاسدہ نہیں رکھتا انبیاء کرام اور اولیاء عظام اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی قوت و طاقت کے مطابق اس کی رضا، اذن اور مشیت کے تحت اپنے غلاموں اور عقیدت مندوں کی امداد و استعانت فرماتے ہیں جب وہ انہیں مصائب و آلام کی ساعتوں میں دل کی گہرائیوں سے یاد کرتے ہیں۔ اور ایک مدت سے امت محمدیہ میں یہ عمل جاری و ساری ہے۔

- امام بوصیری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

اپنے مشہور زمانہ قصیدہ بردہ شریف میں التجا کرتے ہیں۔

یا اکرم الخلق مالی من الوذبہ

سواک عند حلول الحادث العمم

ترجمہ "اے بہترین مخلوق آپ کے سوا میرا کوئی نہیں کہ عام مصیبت کے وقت جس کی پناہ لوں"۔

- حضرت امام زین العابدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بارگاہ رسالت میں عرض گزار ہیں۔

یا رحمۃ للعالمین ادرک لزین العابدین

محبوس ایدی الظالمین فی موکب المزدحم

ترجمہ "اے رحمۃ للعالمین زین العابدین کی مدد کو پہنچو وہ اس اژدحام میں ظالموں کے ہاتھوں میں قید ہے"۔ (قصیدہ امام زین العابدین)

- حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں عرض گزار ہیں۔

یا سید السادات جئتک قاصداً ارجو رضاک و احتمی بحماک

ترجمہ "اے پیشواؤں کے پیشوا میں دلی قصد سے آپ کے حضور آیا ہوں آپ کی رضا کا امیدوار ہوں اور اپنے کو آپ کی پناہ میں دیتا ہوں"۔ (قصیدہ نعمان)

- حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اپنی کتاب اطیب النغم میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں اس طرح فریاد کرتے ہیں۔

محققین صوفیاء اور علمائے اہل سنت اللہ تعالیٰ کی ذات اقدس کے علاوہ کسی کو مستعان حقیقی نہیں سمجھتے بلکہ مظہر عون الٰہی غیر مستقل سمجھ کر ان کو بھی پکارا کرتے ہیں۔ (اس مسئلہ پر ہم نے تفصیلاً گفتگو کردی ہے)

حضرت مرزا مظہر جان جاناں کے کشف کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۸۰)

صوفیاء کا کشف دینی مسائل میں حجت شرعی نہیں۔ جیسا کہ حضرت مجدد الف ثانی نے مکتوبات میں تحریر فرمایا ہے۔ بلکہ دینی مسائل ادلہ اربعہ (قرآن، حدیث، قیاس اور اجماع امت) کی روشنی میں حل کئے جاتے ہیں۔

نیز اہلسنت ہرگز غائب مردوں کو اس نیت سے نہیں پکارتے کہ وہ حاضر ہیں اس لئے ملا حسین خباز کو ہمارے خلاف نقل کرنا سراسر جہالت ہے۔

• تفسیر روح المعانی کی عبارات کا جواب

"محرر جیب انصاف" نے تفسیر روح المعانی از علامہ محمود آلوسی جلد ۵ سے دو عبارتیں نقل کی ہیں جو کہ اولیاء اللہ کو پکارنے وغیرہ کے رد میں ہیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۸۲،۸۳)

الجواب: یہ دونوں عبارتیں تفسیر روح المعانی میں تحریف شدہ ہیں جن کا پس منظر یہ ہے کہ صاحب تفسیر روح المعانی کے بیٹے نعمان آلوسی کی نواب صدیق حسن خاں بھوپالی غیر مقلد وہابی سے کسی مقام پر ملاقات ہوگئی تو انہوں نے نعمان آلوسی کو روپوں کا لالچ دے کر مسلک حق سے منحرف کر دیا اور انہوں نے وہابی نجدی مسلک اختیار کر لیا۔ جب تفسیر روح المعانی ان کی نگرانی میں طبع ہوئی تو انہوں نے بہت سے مقامات پر وہابی نجدی عقائد داخل کر دیے۔ زیر بحث دونوں عبارتوں کا تعلق انہیں تحریف شدہ عبارات سے ہے۔

■ مشہور دیوبندی عالم مولوی عبد الحلیم چشتی فاضل دیوبند لکھتے ہیں۔

نعمان آلوسی نے تو اپنے والد ماجد کی تفسیر کی طباعت میں بھی دیانت داری

سے کام نہیں لیا، اگر کوئی اس کا اس نسخے سے جس کو خود مؤلف نے سلطان عبد الحمید خاں کی خدمت میں پیش کیا تھا جو آج بھی استنبول میں راغب پاشا کے کتب خانے میں محفوظ ہے، مقابلہ کرے گا تو اس کو اس امر کا اطمینان ہو جائے گا۔

(فوائد جامعہ بر عجالہ نافعہ از مولانا عبد الحلیم چشتی دیوبندی صفحہ نمبر ۲۵ طبع کراچی ۱۳۸۳ھ)

• حدیث نہی رسول اللہ ﷺ ان یزاد علیہا غیر ترابہا کی تشریح

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے بھی منع فرمایا کہ قبر پر اپنی مٹی کے علاوہ اس پر مزید مٹی کا اضافہ کیا جائے۔

اہل سنت و جماعت کا یہی مسلک ہے جیسا کہ مولانا امجد علی اعظمی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں۔ جتنی مٹی قبر سے نکلی اس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔

(بہار شریعت جلد اول صفحہ نمبر ۶۹ مطبوعہ لاہور)

نیز جب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کو دفن فرمایا تو ان کی قبر کے سرہانے ایک پتھر نصب کیا اور فرمایا ہم اس سے اپنے بھائی کی قبر کا نشان لگائیں گے اور اسی جگہ اپنے اہل بیت کے اموات کو دفن کریں گے۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۴۹ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

حضرت خارجہ فرماتے ہیں ہم زمانہ عثمان رضی اللہ عنہ میں تھے ہم میں بڑا کودنے والا وہ تھا جو کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کی قبر کو پھلانگ جاتا۔

(بخاری شریف جلد اول صفحہ نمبر ۱۸۱ مطبوعہ ۱۹۶۷ء)

ان دونوں روایات سے ثابت ہوا کہ اگر کسی خاص قبر کا نشان برقرار رکھنے کیلئے قبر کچھ اونچی کر دی جائے یا پتھر وغیرہ سرہانے کی طرف قبر پر لگا دیا جائے تو جائز ہے تاکہ معلوم ہو کہ یہ کسی بزرگ کی قبر ہے۔

علاوہ ازیں اس حدیث مبارکہ میں لفظ نہی آیا ہے جو کہ تنزیہی ہے اور کئی ایسے امور جو بلفظ نہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم احادیث میں آئے ہیں لیکن

محدثین میں سے کسی نے بھی ان امور کو ناجائز و حرام نہیں کہا۔

۱۔ نهى عن النفخ فى الشراب (موطا امام مالک صفحہ نمبر ۳۷۰ مطبوعہ لاہور ۱۹۸۳ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانی میں پھونک مارنے سے منع فرمایا۔

۲۔ نهى رسول الله صلى الله عليه وآله وسلم عن اكل البصل والكراث ۔ (صحیح مسلم صفحہ نمبر ۲۰۹ جلد اول مطبوعہ لاہور ۱۹۸۱ء)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پیاز اور گندنا کھانے سے منع فرمایا۔

اسی طرح کسی ضرورت کے پیش نظر قبر سے نکلی ہوئی مٹی سے زیادہ ڈال دینا ناجائز و حرام نہیں کتاب الآثار میں بغیر کسی ضرورت کے قبر کو پختہ بنانے اور لیپائی کرنے کو مکروہ کہا گیا ہے۔

اور مکروہ سے مکروہ تنزیہی مراد ہے۔

• علامہ شیخ احمد طحطاوی حنفی مصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

وقد اعتاد اهل مصر وضع الاحجار حفظا للقبور الخ

(طحطاوی علی مراقی الفلاح صفحہ نمبر ۳۳۵ مطبوعہ کراچی)

ترجمہ: "مصر کے لوگ قبروں پر پتھر کے رکھنے کے عادی ہیں تاکہ وہ مٹنے اور اکھڑنے سے محفوظ رہیں"۔

• کتاب الآثار کی عبارت میں تحریف

اصل عبارت: امام محمد نے کہا کہ ہم یہ لیتے ہیں اور نہیں دیکھتے ہم کہ زیادہ کیا جائے اس چیز پر جو کہ اس سے نکلے اور مکروہ رکھتے ہیں یہ کہ پختہ کی جائے یا مٹی سے لیپی جائے اس کے پاس مسجد بنائی جائے (یعنی اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھی جائے) یا نشان بنایا جائے یا اس پر لکھا جائے الخ (کتاب الآثار صفحہ نمبر ۱۳۶)

"مرتبین انصاف" کی نقل کردہ عبارت (صفحہ نمبر ۹۰)

امام محمد فرماتے ہیں ہم اس بات کو جائز نہیں سمجھتے کہ قبر سے نکلی ہوئی مٹی سے زیادہ ڈالی جائے اور ہم اس بات کو بھی مکروہ جانتے ہیں کہ قبر پختہ بنائی جائے اور اس

کی لیپائی کی جائے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے یہی قول الخ.

نوٹ: خط کشیدہ الفاظ اصل عبارت میں نہیں ہیں

الزام: "مرتبین انصاف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"بریلوی مذہب کی علامت قبروں کے طواف اور سجدے"

اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی مرض الوفات کی وصیت میں فرمایا لعن الله اليهود والنصارى اتخذوا قبور انبيائهم مساجد۔ الخ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۶۹) (انصاف صفحہ نمبر ۹۰)

الجواب: یہ اہل سنت پر بہتان عظیم ہے۔ اگر جہلا کہیں ایسے افعال کا ارتکاب کرتے ہیں تو ہم اس کے ذمہ دار نہیں اور نہ ہی ان کے افعال کی وجہ سے اہل سنت پر لعن طعن کرنی چاہیے۔ اخبار کا مطالعہ کرنے والوں پر یہ بات مخفی نہیں کہ ہر روز کہیں نہ کہیں سے رشوت، زنا، اور دیگر جرائم کی خبریں شائع ہوتی رہتی ہیں تو کیا ان افراد کے ان غیر شرعی افعال کی وجہ سے مذہب اسلام پر طعن کریں گے۔ یہ ان افراد کا ذاتی فعل ہے۔ جس کے وہ خود خدا کے ہاں جوابدہ ہوں گے۔

اعلیٰ حضرت مولانا احمد رضا بریلوی قدس سرہ العزیز کا فتویٰ

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بوسہ دینا قبر اولیائے کرام اور طواف کرنا گرد قبر کے اور سجدہ کرنا تعظیماً از روئے شرع شریف موافق مذہب حنفی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: بلاشبہ غیر کعبہ معظمہ کا طواف تعظیمی ناجائز ہے اور غیر خدا کو سجدہ ہماری شریعت میں حرام ہے اور بوسہ قبر میں علماء کو اختلاف ہے اور احوط منع ہے۔ خصوصاً مزارات طیبہ اولیاء کرام کہ ہمارے علماء نے تصریح فرمائی کہ کم از کم چار ہاتھ فاصلہ سے کھڑا ہو یہی ادب ہے پھر تقبیل (بوسہ) کیونکر متصور ہے یہ وہ فتویٰ ہے کہ جس کا

فتویٰ عوام کو دیا جاتا ہے۔ اور تحقیق کا مقام دوسرا ہے۔ ولکل مقام مقال و لکل مقال رجال ولکل رجال مجال و کل مجال مال نسال الله حسن المال وعنده العلم بحقیقة کل حال ۔ و الله تعالیٰ اعلم

(احکام شریعت صفحہ نمبر ۲۳۳ حصہ سوم طبع کراچی)

- **ایک حدیث مبارکہ کی تشریح**

نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم ان یجصص القبور و ان یقعد علیه و ان یبنی علیه ۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۴۸)

لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم زائرات القبور و المتخذین علیها المساجد و السراج ۔ (صفحہ نمبر ۷۱)

جواب:۔ بے شک بغیر کسی ضرورت کے عامۃ المسلمین کی قبور کو پختہ بنانا جائز نہیں فتاویٰ کبریٰ[1] میں ہے کہ لوگوں نے قبر کو اکھڑ جانے سے محفوظ رکھنے کیلئے پکی اینٹ سے کوہان نما (شتر کی طرح) قبر بنانے کی عادت کر لی ہے اور اس کو اچھا سمجھا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ مسلمان جس بات کو اچھا سمجھیں ۔ وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہوتی ہے۔ (رد المحتار صفحہ نمبر ۲۳۳ جلد ۲)

اور اگر کوہان کی طرح بنانے اور اس پر پانی چھڑکنے کے باوجود اکھڑ جانے کا خوف ہو تو حرج نہیں کہ تھوڑی پختہ اینٹ رکھی جائے اور پختہ اینٹ ظاہر قبر پر مکروہ نہیں ہے قیاشیہ میں اس پر فتویٰ ہے (امداد السلف الجنان علی قبور المشائخ والعلماء صفحہ نمبر ۲ مطبوعہ لاہور)

اولیاء اللہ کی قبور کو اس لئے پختہ بنایا جاتا ہے تا کہ وہ زیادہ دیر تک قائم و دائم رہیں اور لوگ انکی زیارت کرتے رہیں ۔ اور کاملین ان سے استفادہ کر سکیں اور بعض علماء نے فرمایا کہ ممانعت اس حدیث میں میت کے ارد گرد پختہ قبر بنانے کی ہے اوپر سے پختہ بنانے میں کوئی حرج نہیں۔

[1] فتاویٰ کبریٰ از شیخ عمر بن عبدالعزیز معروف بہ صدر الشہید المتوفی ۵۳۶ھ۔

قبر پر بیٹھنا

- قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا تجلسوا علی القبور ۔ الخ (صحیح مسلم مترجم صفحہ نمبر ۳۹۸ ج دوم طبع لاہور ۱۹۸۱)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا قبر پر مت بیٹھو۔ الخ

- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اگر کوئی ایک انگارے پر بیٹھے اور اس کے کپڑے جل جائیں اور آگ اس کی کھال تک پہنچے تو بھی بہتر ہے اس سے کہ قبر پر بیٹھے۔

(صحیح مسلم مترجم صفحہ نمبر ۳۹۸ ج دوم طبع لاہور ۱۹۸۱)

- حاکم وطبرانی عمارہ بن حزم سے روایت کرتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا اور فرمایا انزل من القبر لا تؤذی صاحب القبر ولا یؤذیک ۔ قبر سے اتر جا صاحب قبر کو تکلیف نہ دے اور نہ وہ تجھے تکلیف دے۔ (مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۶۱ جلد ۳ بحوالہ مستدرک للحاکم صفحہ نمبر ۳۸۲ جلد ۳ الترغیب والترہیب صفحہ نمبر ۳۷۲ جلد ۴)

- **مزارات پر گنبد بنانا**

مسلمان دو طرح کے ہیں ایک تو عام مومنین اور دوسرے علماء و مشائخ اولیاء اللہ جن کی تعظیم و توقیر کرنا کتاب و سنت سے ثابت ہے۔ عامۃ المسلمین کی قبروں کو پختہ یا ان پر قبہ وغیرہ بنانا چونکہ بے فائدہ ہے۔ اس لئے منع ہے اور علماء و مشائخ اولیاء اللہ جن کے مزارات پر خلقت کا ہجوم ہوتا ہے لوگ وہاں بیٹھ کر قرآن خوانی اور فاتحہ وغیرہ پڑھتے ہیں۔ لوگوں کی آسائش (یعنی گرمی و سردی) طوفان و آندھی اور بارش وغیرہ سے بچ سکیں) اور صاحب قبر کی عظمت کیلئے اس کی قبر کے آس پاس (لوگوں کیلئے سایہ) کے واسطے گنبد بنانا شرعاً جائز ہے۔

- خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ زینب بنت جحش کی قبر کھودنے والوں پر گزرے وہ گرمی میں قبر کھود رہے تھے۔ آپ نے فرمایا، اگر میں ان پر خیمہ لگا

دوں (تو بہتر ہوگا) اور یہ پہلا خیمہ تھا جو (بقیع قبرستان) میں لگایا گیا۔

(المستدرک للحاکم صفحہ نمبر ۲۰۹ جلد ۲ طبع بیروت)

اس سے معلوم ہوا کہ کسی ضرورت کیلئے قبر پر خیمہ لگانا درست ہے۔

● جب امام حسن بن حسن بن علی رضی اللہ عنہم فوت ہوئے تو اس کی زوجہ (فاطمہ بنت حسین رضی اللہ عنہما) نے ان کی قبر پر قبہ (خیمہ) لگایا ایک سال کے بعد اٹھا دیا تو ہاتف سے آواز سنی کیا انہوں نے جو کچھ گم کیا تھا پالیا دوسرے نے جواب دیا بلکہ ناامید ہوکر واپس ہوگئے۔ (بخاری شریف (مترجم) صفحہ نمبر ۵۰۲ جلد اول طبع لاہور ۱۹۷۷ء)

اس حدیث سے قبر پر (قبہ) خیمہ لگانا جائز ثابت ہوتا ہے۔ اگر منع ہوتا تو امام حسین رضی اللہ عنہ کی دختر یہ کام ہرگز نہ کرتی اور ہاتف کا پکار کر کہنا منع کی دلیل نہیں بن سکتا بلکہ تسلی دینے کیلئے ہے کہ سال بھر قبر پر ڈیرہ ڈالے رہنے سے کیا حاصل ہوا آخر ناکام واپس ہونا پڑا۔ جو میت تھی وہ تو واپس نہ آسکی۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی (متوفی ۸۵۵ھ) اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے زینب بنت جحش کی قبر پر خیمہ لگایا۔

آگے لکھتے ہیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنے بھائی کی قبر پر خیمہ لگایا تو ابن عمر رضی اللہ عنہ نے اتار دیا۔

(ف) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا مجتہدہ میں بدرجہا افضل ہیں ان کے قول وفعل کو ابن عمر رضی اللہ عنہ کے قول وفعل پر ترجیح ہے۔

نیز لکھتے ہیں۔ محمد بن حنیفہ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کی قبر پر خیمہ لگایا۔ (عمدۃ القاری عینی شرح بخاری صفحہ نمبر ۱۳۳ جلد ۸ طبع بیروت)

● بخاری شریف میں ہے ابن عمر رضی اللہ عنہ نے عبدالرحمن رضی اللہ عنہ کی قبر پر قبہ (خیمہ) دیکھا۔ پس آپ نے فرمایا کہ اے لڑکے اس کو علیحدہ کردو کیونکہ ان پر ان کے اعمال سایہ کررہے ہیں۔ (بخاری جلد اول کتاب الجنائز)

ثابت ہوا کہ اگر میت پر سایہ کرنے کیلئے قبہ (خیمہ) لگایا تو منع ہے کیونکہ

میت پر اعمال کا سایہ کافی ہے۔ زائرین کی سہولت کیلئے بنایا تو جائز ہے۔

علامہ بدرالدین عینی حنفی علیہ الرحمۃ اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

قبر پر خیمہ نصب کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس سے میت کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ بلکہ اسکے نیک اعمال نے سایہ کیا ہوا ہے۔ (عینی شرح بخاری صفحہ نمبر ۱۸۲ جلد ۸ طبع بیروت)

● ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) لکھتے ہیں:

اذا كانت الخيمة لفائدة مثل ان يقعد القراء تحتها فلا تكون منهية (الى قوله) وقد اباح السلف البناء على قبر المشائخ والعلماء المشهورين ليزورهم الناس ويستريحوا بالجلوس فيه

(مرقات صفحہ نمبر ۶۹ جلد ۴ شرح مشکوٰۃ طبع ملتان)

ترجمہ: "جب (قبر پر) خیمہ کسی فائدہ کیلئے لگایا جائے مثلاً تاکہ خیمہ کے نیچے قاری بیٹھ کر قرآن مجید پڑھیں تو پھر اس کی (حدیث میں) ممانعت نہیں ہے اور سلف الصالحین نے مشہور علماء اور مشائخ کی قبروں پر عمارت بنانے کو جائز قرار دیا ہے تاکہ لوگ ان کی زیارت کریں اور آرام سے بیٹھیں"

● علامہ عبدالوہاب شعرانی (متوفی ۹۷۳ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

میرے شیخ علی اور بھائی افضل الدین عام لوگوں کی قبروں پر گنبد بنانے، تابوت رکھنے اور چادریں چڑھانے کو مکروہ قرار دیتے تھے اور کہتے تھے کہ قبروں پر گنبد اور چادریں صرف انبیاء علیہم السلام اور اکابر اولیاء کی شان کے لائق ہیں [illegible] ہمیں ان لوگوں کے قدموں کے پیچھے رستے میں دفن کردینا۔

(لواقح الانوار القدسیہ صفحہ نمبر ۳۲۲ مطبوعہ مصر ۱۳۱۸ھ)

● شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) فرماتے ہیں:

آخر زمانہ میں چونکہ عام لوگ محض ظاہر بین رہ گئے ہیں۔ مشائخ اور صلحاء کی قبروں پر عمارت بنانے میں مصلحت دیکھ کر کچھ چیزوں کا اضافہ کردیا ہے تاکہ وہاں مسلمانوں اور اولیاء اللہ کی ہیبت وشوکت ظاہر ہو۔ خصوصاً ہندوستان میں جہاں ہندو

تعالیٰ یہود کو مار ڈالے، انہوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو مسجدیں بنالیا۔

یعنی نماز کا قبلہ بنایا جس کی طرف وہ نماز میں رخ کرتے تھے۔ یا ان کی قبروں پر مسجدیں بنا لیں۔ جن میں وہ نماز پڑھتے تھے۔

یاد رہے جس حدیث میں قبور کو مسجد بنانے کی ممانعت ہے وہ خاص قبر کو سجدہ گاہ بنانے کے بارے میں ہے نہ کہ یہ کہ صلحاء کی قبور کے جوار میں بھی مسجد نہ بنائی جائے۔

(نور الایمان صفحہ نمبر ۵۳، از مولانا عبدالعلیم فرنگی محلی (م ۱۳۵۰ھ))

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

لیکن کسی نبی یا ولی کے مزار کے قریب مسجد بنانا اور اس میں نماز پڑھنا ہے جبکہ نہ ہو قبر کی تعظیم اور نماز میں قبر کی طرف رخ۔ ہو بلکہ مقصود یہ ہو کہ اس کی روح پاک کی برکت سے عبادت کی تکمیل ہو۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ)

(نور الایمان بزیارت آثار حبیب الرحمن صفحہ نمبر ۵۳، از مولانا عبدالعلیم فرنگی محلی)

- قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) رحمۃ اللہ علیہ

قرآن کریم کی آیت قال الذین غلبوا علی امرهم لنتخذن علیهم مسجداً۔

کہنے لگے وہ لوگ جو غالب تھے اپنے کام پر کہ ہم تو ضرور ان پر ایک مسجد بنائیں گے۔

کے تحت لکھتے ہیں کہ اس آیت سے پتہ چلتا ہے کہ اولیاء کرام کے مزارات کے قریب ان سے تبرک حاصل کرنے کیلئے مسجد بنانا جائز ہے۔ اس کے بعد علامہ موصوف لکھتے ہیں کہ جن احادیث میں مسجد بنانے کی ممانعت مذکور ہے وہاں مراد یہ ہے کہ قبر کی طرف سجدہ کیا جائے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ قبروں پر نہ بیٹھو نہ ان کی طرف منہ کر کے نماز پڑھو۔ (تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۲۳، ۳۴ طبع کوئٹہ)

- <u>مزارات اولیاء پر چراغ جلانا اور چادریں چڑھانا</u>

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔ انما الاعمال بالنیات اور

جو کام بھی فائدے اور دینی نفع جیسی دونوں سے خالی ہو عبث ہے۔ اور عبث خود مکروہ ہے اس میں مال صرف کرنا اسراف ہے اور اسراف حرام ہے۔ قال اللہ تعالیٰ ولا تسرفوا ان اللہ لا یحب المسرفین۔ اور مسلمانوں کو نفع پہنچانا بلاشبہ محبوب شارع ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں۔

"من استطاع منکم ان ینفع اخاہ فلینفعه رواہ مسلم عن جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ"۔

ترجمہ "تم میں جس سے ہو سکے کہ اپنے بھائی مسلمان کو نفع پہنچائے تو پہنچائے"۔

اور معظمات دینی کی تعظیم قطعاً مطلوب ہے قال اللہ تعالیٰ۔

"ومن یعظم شعائر اللہ فانها من تقوی القلوب"۔

ترجمہ "جو اللہ کے شعاروں کی تعظیم کرے تو وہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہیں"۔

"ومن یعظم حرمٰت اللہ فهو خیر له عند ربه"۔

ترجمہ "جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے تو یہ اس کیلئے بہتر ہے اس کے رب کے پاس"۔

اور قبور اولیائے کرام و علماء اللہ صالحین بلکہ عام مقابر مومنین ضرور مستحق ادب و تکریم ہیں۔ وہ ان پر بیٹھنا ممنوع، چلنا ممنوع، پاؤں رکھنا، یہاں تک کہ ان سے تکیہ لگانا ممنوع۔ امام احمد و حاکم و طبرانی کبیر میں عمارہ بن حزم رضی اللہ عنہ سے بسند حسن راوی۔

"رآنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم جالساً علی قبر فقال یا صاحب القبر انزل من القبر لا تؤذی صاحب القبر ولا یؤذیک"۔

ترجمہ "رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مجھے ایک قبر پر بیٹھے دیکھا، فرمایا او قبر والے! قبر سے اتر آ نہ صاحب قبر کو ایذا دے نہ وہ تجھے"۔

- امام احمد کی روایت یوں ہے

"رآنی رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیه وسلم متکئاً علی قبر

فقال لا تؤذ صاحب هذا القبر ولا تؤذه"۔

ترجمہ: "مجھے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے قبر پر تکیہ لگائے دیکھا۔ فرمایا اس قبر والے کو ایذا نہ دے یا فرمایا اسے ایذا نہ دے"۔

● رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں:

"لان امشی علی جمرۃ او سیف او اخصف نعلی برجلی احب الی من ان امشی علی قبر مسلم رواہ ابن ماجۃ عن عقبۃ بن عامر رضی اللہ تعالیٰ عنہ باسناد جید"۔ (سنن ابن ماجہ صفحہ نمبر ۱۱۲ طبع [illegible])

ترجمہ: "یہ کہ میں آگ یا تلوار پر چلوں یا جوتا پاؤں سے گانٹھوں مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ کسی مسلمان کی قبر پر چلوں"۔

یہ پانچ صورتیں شرعیہ ہیں۔ مسائل مسئولہ کی صور مختلفہ کے احکام نہیں اصول پر بنی ہیں قبر پر چراغ جلانے سے اگر اس کے معنی حقیقی مراد ہیں یعنی خاص قبر پر چراغ رکھنا تو مطلقاً ممنوع ہے اور اولیائے کرام کے مزارات میں اور زیادہ ناجائز ہے کہ اس میں بے ادبی و گستاخی اور حق میت میں تصرف و دست اندازی ہے۔ قنیہ وغیرہ میں امام علاء ترجمانی سے ہے یأثم بوطء القبور لان سقف القبر حق المیت۔ حدیث والمتخذین علیها المساجد والسراج کی حقیقت یہی ہے۔ علی القبر کے حقیقی معنی یہی ہیں کہ خاص قبر پر ہو۔ ولہٰذا کنار قبر میں مسجد بنانا ہرگز ممنوع نہیں، بلکہ جو بندہ صالح سے تبرک مقصود ہو تو محمود ہے۔ مجمع بحار الانوار میں ہے:

"من اتخذ مسجدا فی جوار صالح او صلی فی مقبرۃ قاصدا به الاستظهار بروحه او وصول اثر من آثار عبادته الیه لا التوجه نحوه والتعظیم له فلا حرج فیه الا یری ان مرقد اسمعیل علیه الصلوۃ والسلام فی الحجر المسجد الحرام والصلوۃ فیه افضل"۔

ترجمہ: یعنی جو کسی نیک بندے کے قرب جوار میں مسجد بنائے یا مقبرہ میں اس ارادہ سے نماز پڑھے کہ میت کی روح سے استمداد کرے یا اپنی عبادت کا اثر برکات اس تک پہنچانا چاہے۔ نہ یہ کہ نماز میں اس کی طرف منہ کرے یا نماز سے اس کی تعظیم کا قصد رکھے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں کیا نہیں دیکھتے کہ سیدنا اسماعیل علیہ الصلوۃ والسلام کا مزار پاک خود مسجد الحرام شریف میں حطیم مبارک میں ہے پھر اس میں نماز تمام مساجد سے افضل ہے"۔

یہاں تقدیر یہ ہے کہ حدیث مذکور کی صحت مان لی جائے۔ والا فهو باسناد ضعیف وان حسنه الترمذی فقد عرف منه التساهل فیه کما بینا فی مدارج طبقات الحدیث۔

اور اگر قبر سے جدا روشن کریں اور وہاں نہ کوئی مسجد ہے نہ کوئی شخص قرآن مجید کی تلاوت وغیرہ کو بیٹھتا ہے۔ نہ وہ قبر سر راہ ہے نہ کسی معظم ولی اللہ یا عالم دین کا مزار ہے اور کسی منفعت، مصلحت کی امید نہیں تو ایسا چراغ جلانا ممنوع ہے کہ جب مطلقاً فائدے سے خالی ہو اسراف ہوا اور بحکم اصل حرام ناجائز ٹھہرا۔ خصوصاً جبکہ اس کے ساتھ یہ جاہلانہ خیال ہو کہ میت کو اس چراغ سے روشنی پہنچے گی ورنہ اندھیرے میں رہے گا کہ اب اسراف کے ساتھ عقیدہ بھی فاسد ہوا، والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اور اگر وہاں مسجد ہے یا تلاوت قرآن یا ذکر کرنے والوں کے لیے روشن کریں یا قبر سر راہ ہے اور بہت لوگ جاتے آتے ہیں کہ روشنی دیکھ کر بچیں اور سلام و ایصال ثواب سے خود بھی نفع پائیں اور میت کو بھی فائدہ پہنچائیں یا وہ مزار کسی ولی یا عالم دین کا ہے روشنی سے نگاہ عوام میں اس کا ادب و جلال پیدا کرنا مقصود ہے تو ہرگز ممنوع نہیں۔ بلکہ بحکم چار صورت باقیہ مذکورہ مستحب و مندوب ہے بشرطیکہ حد اسراف پر نہ ہو۔ مجمع البحار میں ہے:

"ان کان ثم مسجد او غیرہ ینتفع به للتلاوۃ والذکر فلا باس بالسراج فیه"۔

---

۱ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قبر کی صورت میں حطیم میں میزاب کے نیچے ہے اور حطیم میں اور حجر اسود اور میزاب کے درمیان ستر انبیاء کرام علیہم السلام کے مزارات ہیں (مرقات شرح مشکوٰۃ صفحہ نمبر [illegible] جلد [illegible]) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

ترجمہ: "اگر وہاں مسجد وغیرہ کوئی ایسی چیز ہو جس میں اس چراغ سے نفع ہوتا ہو تو تلاوت اور ذکر کیلئے تو چراغ جلانے میں کوئی حرج نہیں"۔

● امام علامہ عارف باللہ سید عبدالغنی نابلسی قدس سرہ القدسی حدیقہ ندیہ میں فرماتے ہیں:

"هذا كله اذا خلا عن فائدة واما اذا كان موضع القبور مسجدا او على طريق او كان هناك احد جالس او كان قبر ولي من الاولياء او عالم من المحققين تعظيماً لروحه المشرقة على تراب جسده كاشراق الشمس على الارض اعلاما للناس انه ولي ليتبركوا به ويدعوا الله تعالىٰ عنده فيستجاب لهم فهو امر جائز لا منع منه والاعمال بالنيات"۔

ترجمہ: یعنی قبور میں شمعیں روشن کرنے کی ممانعت صرف اس حالت میں ہے کہ نفع سے بالکل خالی ہو ورنہ اگر موضع قبور میں مسجد ہو یا قبر سر راہ ہے یا وہاں کوئی بیٹھا ہے یا کسی ولی یا عالم محقق کا مزار ہے اس کی روح مبارک کہ اس کی خاک بدن پر اس طرح پرتو ڈال رہی ہے جیسے آفتاب زمین پر، اس کی تعظیم کیلئے شمعیں روشن کریں تاکہ لوگ جانیں کہ یہ ولی اللہ کا مزار ہے اس سے برکت حاصل کریں اور اس کے پاس اللہ عزوجل سے دعا مانگیں کہ ان کی دعا قبول ہو تو یہ جائز بات ہے جس سے اصلاً ممانعت نہیں اور کام نیتوں پر ہے"۔

انہیں اصول سے مزارات اولیائے کرام پر چادر ڈالنے کا بھی جواز ثابت ہے اس زمانہ میں قبور عوام مسلمین کی حرمت باقی نہ رہی۔ آنکھوں دیکھا ہے کہ بے تکلیف ناپاک جوتے پہنے قبور مسلمین پر دوڑے پھرتے ہیں۔ اوروں میں خیال بھی نہیں آتا کہ یہ کسی عزیز کی خاک عزیز زیر پا ہے۔ یا کبھی ہمیں بھی یونہی خاک میں سونا ہے۔ اور بارہا دیکھا کہ جہاں قبروں پر بیٹھ کر حقہ کھینچتے گپ شپ کرتے قہقہے لگاتے ہیں۔ اور بعض کی یہ جرأت کہ معاذ اللہ مسلمان کی قبر پر پیشاب کرنے میں باک نہیں رکھتے۔ انا للہ وانا

الیہ راجعون۔

لہٰذا دردمندان نے ادھر مزارات اولیائے کرام کو ان جرأتوں سے محفوظ رکھنے ادھر جاہلوں کو ان کے ساتھ گستاخی کی آفت عظیم سے بچانے کیلئے مصلحت و حاجت شرعیہ بھی کہ مزارات طیبہ عام قبور سے ممتاز رہیں تاکہ عوام کی نظر میں ہیبت و عظمت پیدا ہو اور بے باکانہ بستا ور کر کے ہلاکت میں پڑنے سے باز رہیں۔ اس سے کہ حاجت ہے باعث علمائے نے مصحف شریف کو سونے وغیرہ سے حریر کرنا مستحسن سمجھا ہے کہ عوام ہیں ہی ظاہری زینت سے جھکتے ہیں اور غور کیجئے تو پوشش کعبہ معظمہ میں بھی ایک بڑی حکمت یہی ہے۔ تو یہ باب کہ موافقت تعظیم، بلکہ معاملات شدیدہ بے حرمتیوں کا اندیشہ تھا۔ چادر ڈالنے روشنی کرنے اتنی زیادہ دینے، قلوب عوام میں وقعت لانے کی سخت حاجت ہوئی۔ اب اس سے منع کرنے والے یا تو سخت ناسمجھ و جاہل اور حالت زمانہ سے خبرے غافل ہیں، یا وہی بے ادب محروم ہیں جن کے قلوب میں عظمت اولیاء سے عار ہے۔ والعیاذ باللہ رب العالمین۔

● سید علامہ محمد ابن عابدین شامی تنقیح الفتاوی الحامدیہ میں کشف النور عن اصحاب القبور تصنیف امام علامہ سیدی نابلسی قدس سرہ ونفعنا اللہ ببرکاتہ سے نقل فرماتے ہیں:

"لكن نحن الان نقول ان كان القصد بذلك التعظيم في اعين العامة حتى لا يحتقروا صاحب هذا القبر الذي وضعت عليه الثياب والعمائم ولجلب الخشوع والادب لقلوب الغافلين الزائرين لان قلوبهم نافرة عند الحضور في التادب بين يدي اولياء الله تعالى المدفونين في تلك القبور كما ذكرنا من حضور روحانيتهم المباركة عند قبورهم فهو امر جائز لا ينبغي النهي عنه لان الاعمال بالنيات ولكل امري ما نوى"۔

ترجمہ: "لیکن ہم اس وقت میں یہ کہتے ہیں کہ اگر اس سے مقصود عوام کی نگاہ میں

مزارات اولیاء کی عظمت پیدا کرنی ہو تاکہ جس مزار پر کپڑے اور عمامے رکھے دیکھ کر وہ ان کی تحقیر سے باز رہیں اور تاکہ زیارت کرنے والے غافلوں کے دلوں میں خشوع و ادب آجائے کہ مزارات اولیاء کے حضور حاضری میں ان کے دل ادب کیلئے نرم نہیں ہوتے اور ہم بیان کر چکے ہیں کہ مزارات کے پاس اولیائے کی روحیں حاضر ہوتی ہیں تو ان پہ سے چادر اٹھانا امر جائز ہے جس سے ممانعت چاہیے اس لئے کہ لوگ نیتوں پر ہیں اور ہر شخص کو وہی ملتا ہے جو اس کی نیت ہے۔ (...)

مسلمانوں میں ایک ہزار سال سے زائد عرصہ قبل مزارات اولیاء پر چادریں چڑھائی جاتی رہی ہیں

حضرت داتا گنج بخش لاہوری (م ۴۶۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میں ایک بار حضرت شیخ ابو سعید کے مزار پر عادت کے مطابق تنہا بیٹھا تھا میں نے ایک سفید کبوتر دیکھا وہ آیا اور قبر کے اوپر کی چادر کے نیچے چلا گیا میں نے خیال کیا شاید کسی کا چھوڑا ہوا ہو جب میں نے اٹھ کر چادر کے نیچے نگاہ ڈالی تو وہاں کچھ نہ تھا دوسرے اور تیسرے دن بھی ایسا ہی ہوا میں حیرت اور تعجب میں پڑ گیا یہاں تک کہ ایک رات میں نے انہیں خواب میں دیکھا اور اس واقعہ کی بابت ان سے دریافت کیا وہ کبوتر میرے معاملہ کی صفائی ہے جو ہر روز قبر میں میرے ہم نشینی کو آتا ہے۔

(کشف المحجوب صفحہ ... مطبوعہ لاہور)

معلوم ہوا کہ عرصہ ہزار سال سے زائد پہلے سے مسلمان اولیاء اللہ کی قبور پر ان کی تعظیم و تکریم اور جاہ و جلال کی وجہ سے چادریں چڑھاتے رہے ہیں۔ اس طریقہ کو مولانا احمد رضا کی اختراع کہنا جہالت ہے بلکہ قدیم سے یہ مسلمانوں کا طریقہ چلا آرہا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جس کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی پسندیدہ ہے۔

- صاحب تفسیر روح البیان زیر آیت انما یعمر مساجد اللہ من آمن باللہ فرماتے ہیں۔ علماء اولیاء اور صالحین کی قبروں پر عمارت بنانا اور ان پر غلاف اور عمامے اور کپڑے چڑھانا جائز کام ہے۔ جبکہ اس سے مقصود ہو کہ عوام کی نگاہوں میں ان کی عزت ہو اور لوگ ان کو حقیر نہ جانیں۔ نیز فرماتے ہیں۔ اسی طرح اولیاء وصالحین کی قبروں کے پاس قندیل اور موم بتیاں جلانا ان کی عظمت کیلئے چونکہ اس کا مقصد صحیح ہے۔ لہذا جائز ہے اور اولیاء کیلئے تیل اور موم بتی کی نذر ماننا تاکہ ان کی عزت کیلئے ان کی قبروں کے پاس جلائی جائیں جائز ہے اس سے منع نہ کرنا چاہیے۔

- شامی کی عبارت میں بددیانتی

علامہ شامی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

فتاویٰ حجۃ میں ہے کہ قبروں پر غلاف ڈالنا مکروہ ہیں۔ (الانصاف صفحہ نمبر ۸۹)

الجواب علامہ شامی اس کے بعد لکھتے ہیں لیکن ہم کہتے ہیں کہ آج کل اگر اس سے عوام کی نگاہ میں تعظیم مقصود ہو تاکہ وہ صاحب قبر کی حقارت نہ کریں بلکہ غافلوں کو اس سے ادب اور خشوع حاصل ہو تو جائز ہے کیونکہ عمل کا دارومدار نیت پر ہے۔

(شامی صفحہ ۳۱۹ جلد ۵ کتاب الکراہت باب اللبس مطبوعہ استنبول)

قارئین کرام! حضور پر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ مبارک پر ہر رنگ کا غلاف چڑھا ہوا ہے۔ مرتبین انصاف اس کے متعلق ارشاد فرمائیں (...)

- تفہیمات الٰہیہ از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی ایک عبارت اور ... کا

جواب

"مرتبین انصاف" لکھتے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا!
جو شخص اجمیر میں خواجہ چشتی کی قبر پر یا سالار مسعود غازی کی قبر پر یا ان کی کسی قبر پر اس لئے گیا کہ وہاں حاجت طلب کرے گا اور اس کی دعا قبول ہوگی تو اس نے ایسا گناہ کیا جو قتل اور زنا سے بھی بدتر ہے۔ (تفہیمات الٰہیہ صفحہ نمبر ۴۵ جلد ۲)۔ (الانصاف صفحہ نمبر ۹۱)

- **"مرتبین انصاف" کی تحریف پر تحریف**

عبارت تفہیمات الٰہیہ کا ترجمہ ہر وہ شخص جو کسی حاجت کیلئے شہر اجمیر یا سالار مسعود کی قبر کو (بہرائچ) جائے یا ان سے مشابہ کسی دوسری جگہ جائے اس نے گناہ کیا جو قتل کرنے اور زنا کرنے سے بڑا گناہ ہے۔ الخ یہ زیر بحث خط کشیدہ عبارت

- تحریف شدہ عبارت میں بھی نہیں ہیں۔

- **زیر بحث عبارت اور اس کا پس منظر**

مولوی سید ظہیر الدین احمد ولی اللہی، خاندان رحیمی کے متاخرین میں سے ہیں۔ ان کی متعدد خدمات کی بنا پر ان کو ایک اہم اور قابل ذکر مقام حاصل ہے۔ حکیم محمود احمد برکاتی لکھتے ہیں۔

مولوی سید احمد کی تیسری اہم خدمت یہ ہے کہ انہوں نے نہ صرف یہ کہ اپنے اسلاف کرام کی تالیفات شائع کیں بلکہ ایک مہم ان حضرات کے خلاف بھی چلائی جو اپنے افکار و نظریات کیلئے شاہ ولی اللہ اور ان کے ابناء کرام کا نام استعمال کر رہے تھے اور ان بزرگوں کی طرف وہ کتابیں منسوب کر کے شائع کر رہے تھے جو درحقیقت ان کی نہیں تھیں یا ان کی کتابوں میں اپنی طرف سے اضافات کر رہے تھے۔ پہلے تاویل الاحادیث کے خاتمہ میں لکھا

آج کل بعض لوگوں نے بعض تصانیف کو اس خاندان کی طرف منسوب کر دیا ہے۔ اور درحقیقت وہ تصانیف اس خاندان میں سے کسی کی نہیں اور بعض لوگوں نے جو ان کی تصانیف میں اپنے عقیدہ کے خلاف بات پائی تو اس پر حاشیہ چڑھا اور موقع پایا تو عبارت کو تغیر و تبدل کر دیا تو میرے کہنے سے یہ غرض ہے کہ جناب تصانیف ان کی چھپی ہیں اچھی طرح اطمینان کر لیا جائے، جب خریدی جائیں۔

(شاہ ولی اللہ اور ان کا خاندان از محمود احمد برکاتی صفحہ نمبر ۱۹۶ مطبوعہ لاہور)

حضرت ابوالحسن زید فاروقی (سجادہ نشین درگاہ ابوالخیر شاہ ولی) فرماتے

ہیں۔ جس امر کی طرف سید ظہیر الدین احمد نے اشارہ کیا ہے کہ صرف جعلی کتابیں ہی نہیں بلکہ الحاقات بھی ہوئے ہیں، مثال کے طور پر شاہ صاحب کی تفہیمات کی عبارت پیش کی جا سکتی ہے

عاجز کہتا ہے کہ شاہ ولی اللہ کی عبارت میں اس باطل کو ملانے والا شریعت مطہرہ کے اصول و قواعد سے بے بہرہ ہے اس کو یہ معلوم نہیں ہے کہ کسی فعل سے ثواب یا گناہ فرض قطعی سے ثواب ہے یا حرام قطعی سے گناہ سے زیادہ اور بڑا قرار دینا اللہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کام ہے کوئی دوسرا اس کا بیان نہیں کر سکتا۔ اس شخص کو یہ نہیں معلوم کہ قتل کرنے اور زنا کرنے کے گناہ کا منکر کافر ہے اور اجمیر شریف اور بہرائچ شریف کسی حاجت کی طلب کیلئے جانے والا اگر کہتا ہے کہ اس میں گناہ نہیں تو وہ کافر نہیں۔ (مقدمہ القول الجلی از ابوالحسن زید فاروقی صفحہ نمبر ۸۵ طبع لاہور مترجم ۱۴۲۴ھ اردو)

نیز "مرتبین انصاف" کی پیش کردہ فوز الکبیر اور حجۃ اللہ البالغہ کی عبارات بھی الحاقی ہیں۔

- مرتبین انصاف درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"قبروں پر نذریں اور چڑھاوے"

اس کے متعلق درمختار کا حوالہ گزر چکا ہے کہ قبروں کے چڑھاوے جو ان کے تقرب کیلئے دیئے جاتے ہیں بالاجماع حرام ہیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۹)

الجواب شرح وہبانیہ اور درمختار وغیرہ میں ہے ہم کسی مسلمان کے حق میں ہرگز یہ بدگمانی نہیں کرتے کہ وہ اس فعل ذبح کے ذریعے کسی آدمی کا تقرب حاصل کرتا ہے۔

- ردالمحتار جلد ۵ صفحہ نمبر ۲۱۸ میں اس عبارت کے تحت ہے۔

یعنی تقرب علی وجہ العبادۃ اس لئے کہ تقرب علی وجہ العبادۃ ہی کفر کا موجب ہے۔ اور ایسا تقرب مسلمان کے حال سے بہت دور ہے۔

اہل سنت و جماعت اولیاء کرام کے ساتھ عقیدت و محبت رکھتے ہیں مگر انہیں اللہ نہیں مانتے، کسی قسم کا استقلال ذاتی ان کیلئے ثابت نہیں کرتے، نہ انہیں مستحق

عبادت جانتے ہیں نہ واجب الوجود، محض عباد اللہ الصالحین سمجھتے ہیں اور کوئی چیز از قسم نقد و جنس وغیرہ ان کیلئے مقرر کرتے ہیں اس کو ان کا ہدیہ (نذرانہ) جانتے ہیں اور وصال شدہ بزرگوں کیلئے ایصال ثواب کی نیت سے کرتے ہیں۔ اس قصد و نیت کے ساتھ اگر وہ کسی جانور کو یا غیر جانور کو بزرگان دین کی طرف منسوب کر کے اس کے نام پر مشہور بھی کر دیں تب بھی جائز ہے اور وہ چیز حلال و طیب ہے۔ [illegible] ما اھل بہ لغیر اللہ کے تحت داخل کر کے حرام قرار دینا باطل محض اور گناہ عظیم ہے۔[1]

• ہمارے نزدیک صحیح عقیدے کے ساتھ [illegible] نام کیلئے نذر بمعنی عرفی ہونا یا دل میں اس کی نیت کرنا یا اس نیت سے ان کے مزارات پر کوئی چیز لے جانا جائز ہے۔

1 صحابی رسول کا بکری کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف منسوب کرنا

محمد بن سعید [illegible] عبد اللہ [illegible] سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنی بکریوں میں سے ایک بکری حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کی [illegible] اپنی [illegible] کو وصیت کی کہ اس کی نگہبانی رکھے [illegible] بکریوں میں [illegible] ایک دن [illegible] پایا تو [illegible] سے پوچھا [illegible] کہ وہ بکری ذبح ہوگئی [illegible] جب [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور آپ کو یہ قصہ [illegible] یہ معاملہ حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] فرمایا کہ شاید [illegible] رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] حضرت سے فرمایا [illegible] جب اس کو [illegible] حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے [illegible] فرمایا کیا تو ایمان دار ہے [illegible] آسمان میں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا [illegible] حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایمان دار ہے، عبد اللہ بن [illegible] سے کہا کہ [illegible] آزاد ہے۔ (کتاب الآثار [illegible] صفحہ نمبر [illegible] مطبوعہ کراچی)

(ب) معلوم ہوا کوئی چیز کسی کی طرف منسوب کرنے سے حرام نہیں ہوتی۔ (ابو الجلیل عیسیٰ مصری)

جیسا کہ تحریر فی رد المحتار جلد اول صفحہ نمبر ۱۲۳ میں علامہ [illegible] علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ تیل اور شمع کی نذر [illegible] اولیاء اللہ کیلئے کہ جو [illegible] روشن کئے جائیں [illegible] ان کی قبروں کے نزدیک ان کی تعظیم اور محبت کیلئے تو یہ بھی جائز ہے اس سے منع کرنا بھی مناسب نہیں۔

یاد رہے کہ "[illegible] الساف" سے نذر کے رد میں فقہاء کرام کی جتنی بھی عبارات نقل کی ہیں ان سے نذر شرعی مراد ہے جو کہ عبادت کا درجہ رکھتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی عبادت کیلئے درست نہیں۔ ہم نذر اور فقط نذر عرفی کے قائل و عامل ہیں۔

• **بزرگان دین کے عرس کی حقیقت**

عرس کی حقیقت یہی ہے کہ ولی کی تاریخ وفات میں اہل اسلام جمع ہو کر دعا، قرآن خوانی، صدقہ اور ایصال ثواب کریں اور صاحب قبر کے فیوض و برکات سے مستفید ہوں۔

• شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

بعض متاخرین مشائخ مغرب نے فرمایا کہ وہ دن جس میں اولیاء کرام بارگاہ عزت اور حظیرۃ القدس میں پہنچتے ہیں اس دن میں تمام دنوں سے زیادہ خیر و برکت اور نورانیت کی امید ہے اور متاخرین علماء کے مستحسن جانے [illegible] میں سے تو ہے۔[1] (ما ثبت بالسنۃ)

1 سید ابو الاعلیٰ مودودی لکھتے ہیں حضر موت میں ایک مقام ہے جہاں [illegible] حضرت ہود کا مزار [illegible] ہے اور وہ قبر ہود کے نام سے بھی مشہور ہے ہر سال پندرہ شعبان کو وہاں عرس ہوتا ہے اور عرب کے مختلف حصوں سے ہزاروں آدمی وہاں جمع ہوتے ہیں۔ (تفہیم القرآن صفحہ نمبر ۲۱۵ جلد [illegible] طبع [illegible] ۱۹۸۲ء) تھانوی جی اپنے پیر [illegible] کے بارے لکھتے ہیں کہ [illegible] ان کا عرس بھی ہوتا رہا (اشرف السوانح صفحہ [illegible] جلد اول) خود تھانوی جی حضرت شیخ عبد القدوس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے عرس میں گئے اور [illegible] ولی اللہ کے عنوان سے تقریر بھی کی (خلاصہ) (اشرف السوانح صفحہ نمبر ۷۳-۷۴ جلد اول طبع ملتان) کیا اب بھی یہ کہا جائے گا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام کا عرس منانا یہودیوں کی بدعت ہے؟ (ابو الجلیل عیسیٰ مصری)

- حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ایک سوال کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں:

اول یہ کہ کوئی دن (بزرگوں کی قبر کی زیارت کیلئے) مقرر کریں اور اس دن صرف ایک ایک آدمی یا دو دو کر کے جائیں اور قبر کی زیارت کر آویں۔ مگر زیادہ آدمی ایک ہی دفعہ بہ ہیئت اجتماعیہ نہ جائیں تو اس قدر روایات سے ثابت ہے چنانچہ تفسیر در منثور میں منقول ہے کہ ہر شروع سال میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (شہداء احد) کے مقابر میں تشریف لے جاتے تھے۔ اور دعا اہل قبور کی مغفرت کے واسطے کرتے تھے اس قدر ثابت ہے اور مستحب ہے۔

دوسری صورت یہ ہے کہ بہ ہیئت اجتماعیہ مردمان (یعنی آدمی) کثیر جمع ہوں اور ختم قرآن شریف کریں اور شیرینی و کھانا پر فاتحہ کریں اور اس کو حاضرین میں تقسیم کریں یہ عمل زمانہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و خلفائے راشدین میں نہ تھا۔ لیکن ایسا کرنے میں مضائقہ بھی نہیں اس واسطے کہ اس میں کوئی برائی نہیں۔ بلکہ اس میں احیاء و اموات کو فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ (فتاویٰ عزیزی صفحہ نمبر ۱۵۶)

- مولوی محمد اسماعیل دہلوی لکھتے ہیں: پس امور مروجہ میں سے اس قدر امر بھی اموات کیلئے فاتحہ اور عرسوں اور نذر و نیاز کرنے کی خوبی میں شک و شبہ نہیں۔ (صراط مستقیم صفحہ نمبر ۵۵)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (پیر و مرشد علمائے دیوبند) لکھتے ہیں لفظ عرس ماخوذ اس حدیث سے ہے: نم کنومۃ العروس یعنی بندہ صالح سے کہا جاتا ہے کہ عروس کی طرح آرام کر کیونکہ موت مقبولان حق کے حق میں وصال محبوب حقیقی ہے چونکہ ایصال ثواب بروح اموات مستحسن ہے خصوصاً جن بزرگوں سے فیوض و برکات حاصل ہوئے ہیں ان کا زیادہ حق ہے اور ہر ایک پیر بھائیوں سے ملنا ہے اور دیا ... کشت و ... برکات ہے ہیر ... کا ... مشقت ... ہوتی

... شان ... رونق ...

اختیار کر لے۔ اس سے مقصود ایجاد رسم عرس سے یہ تھی کہ سب سلسلے کے لوگ ایک تاریخ میں جمع ہو جائیں باہم ملاقات بھی ہو جائے اور صاحب قبر کی روح کو قرآن و طعام کا ثواب بھی پہنچایا جاوے یہ مصلحت ہے تعیین یوم میں رہا خاص یوم وفات کو مقرر کرنا اس میں اسرار مخفیہ ہیں ان کا اظہار ضروری نہیں۔ مشرب فقیر کا اس میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کی روح کو ایصال ثواب کرتا ہوں اول قرآن خوانی ہوتی ہے۔ اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ما حضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اسکا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔ (کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۸۲، ۸۳ طبع ...)

- ## حدیث لاتشد الرحال الخ کا صحیح مفہوم

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لا تشد الرحال الا الی ثلثة مساجد (نسائی جلد اول، اور انصاف صفحہ نمبر ۹۱)

دور سے سفر صرف تین مساجد کی طرف کیے جائیں۔

مولانا عبد الحلیم فرنگی محلی حنفی (م ۱۲۸۵ھ) قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں:

ان تینوں مسجدوں (مسجد حرام، مسجد اقصیٰ اور مسجد نبوی) کے علاوہ سب مسجدیں فضیلت میں برابر ہیں۔ اس لئے دنیا کی تمام مسجدوں کی طرف فضیلت کے اعتبار سے سفر کرنا جائز نہیں۔ حدیث کا لفظ لاتشد مسجدوں کے حق میں ہے یعنی ان مسجدوں کے علاوہ کسی اور کیلئے رخت سفر نہ باندھو۔

امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے "احیاء العلوم" میں لکھا ہے مجھے سمجھ میں نہیں آتا "لاتشد الرحال" سے استدلال کرنے والے انبیاء کرام حضرت ابراہیم، حضرت موسیٰ اور حضرت یحییٰ علیہم السلام کے مزارات کی زیارت سے کیونکر روکتے ہیں ان سے منع کرنا بالکل محال ہے۔

پھر حنفی علماء حدیث جس کی تفسیر کرتے ہیں پہلے مسجد سے ... روایت مروی ... ہے ... میں سے ... جدید ... سے ... کے ... کے پاس ... اور پھر نماز

پڑھنے کا ذکر آیا تو فرمایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کسی مسجد کے
اس میں نماز کے ارادے سے رخت سفر باندھنا مناسب نہیں سوائے مسجد حرام، مسجد
اقصیٰ اور میری اس مسجد کے۔

عینی نے بخاری کی شرح میں لکھا ہے اس حدیث کی سند حسن ہے۔ محدث علامہ
عبد الرؤف مناوی شافعی نے "جامع الصغیر کی شرح میں لکھا ہے مساجد ثلاثہ کے علاوہ
کسی اور مقصد مثلاً علم یا زیارت کیلئے سفر دراصل کسی جگہ کا سفر نہیں ہوتا بلکہ صاحب
مقام کیلئے ہوتا ہے۔

عینی بخاری کی شرح میں رقم ہیں مساجد ثلاثہ کے علاوہ طلب علم، تجارت
بزرگوں کی ملاقات، دوسری زیارت گاہوں اور بھائیوں سے ملنے کیلئے سفر کرنا منع میں
داخل نہیں۔ (انوار ... آثار حبیب الرحمن صفحہ نمبر ۱۹۱ تا ۱۹۵ مترجم)

• شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں
اس حدیث میں مراد ان تین مسجدوں کے علاوہ کسی اور مسجد کیلئے سفر کرنے
کی ممانعت ہے جیسا کہ نحو کا قاعدہ ہے کہ مستثنیٰ منہ مستثنیٰ کی جنس سے ہونا چاہیے۔ ورنہ
مطلق سفر کی ممانعت جو ان مساجد کے علاوہ ہو، لازم نہیں آتی اور ان تین مسجدوں کے
علاوہ سفر کرنا کس طرح منع ہو سکتا ہے حالانکہ بالاتفاق سفر حج و سفر جہاد اور دار کفر سے
ہجرت کرنا نیز تجارت اور تمام مصالح وغیرہ کیلئے سفر کرنا جائز ہے۔
(جذب القلوب صفحہ نمبر ۲۲۹ مطبوعہ کراچی)

• حدیث لا تجعلوا قبری عیدا کا مفہوم

(انصاف صفحہ نمبر ۹۲)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔ حدیث لا تتخذوا قبری
عیدا۔ کا سوا اس کے صحیح معنی یہ ہیں کہ قبر پر میلہ لگانا اور خوشیاں کرنا اور زینت و آرائش
دھوم دھام کا اہتمام یہ ممنوع ہے۔ کیونکہ زیارت مقابر واسطے عبرت و تذکرہ آخرت
ہے نہ غفلت اور زینت کیلئے اور یہ معنی نہیں کہ کسی قبر پر جمع ہونا منع ہے ورنہ مدینہ طیبہ

قافلوں کا جانا واسطے زیارت روضہ اقدس منع ہوتی بالخصوص حق یہ ہے کہ زیارت مقابر
انفراداً و اجتماعاً دونوں طرح جائز ہے اور ایصال ثواب قرأت و طعام بھی جائز اور تعیین
مصلحت بھی جائز حسب مصلحت کر بھی جائز ہے۔ الخ (کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۸۲،۸۳ طبع کراچی)

• شیخ عبد الحق محدث دہلوی قدس سرہ العزیز فرماتے ہیں
حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں احتمال ہے کہ آپ کی مراد قبر شریف کی
کثرت زیارت پر اشتیاق کرنا ہو اور اس بات کی جانب اشارہ ہو کہ آپ سرور صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم کی زیارت عید کی طرح مت مناؤ کہ سال میں ایک دو مرتبہ سے زائد نہ کی
۔ اور سبکی علیہ الرحمۃ کہتے ہیں کہ اس حدیث سے مراد زیارت کیلئے تعیین وقت کی ممانعت
ہے جیسا کہ عید کیلئے وقت مقرر ہے بلکہ تمام سال اور پوری زندگی زیارت کا وقت ہے
یا عید سے تشبیہ ہے کا مقصد یہ ہوگا کہ اس میں زینت و آرائش اور اجتماع سے پرہیز
کیا جائے (جس میں انسان اللہ اور اس کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے
احکامات کو پس پشت ڈال دیتا ہے) جیسا کہ عید میں رسم ہے بلکہ چاہیئے کہ زیارت و
سلام اور دعا پر ہی بس کریں۔ اچھی اس بات سے یہ لازم نہیں آتا کہ مرقد شریف پر
بصد سکون و وقار، شوق و محبت سے اور ادب و انکسار کے ساتھ حاضر ہونے اور
وہاں ٹھہرنے اور کثرت سے زاری اور التجا کرنے میں کوئی کراہت ہو۔
(جذب القلوب الی دیار المحبوب صفحہ نمبر ۲۲۳، ۲۲۴ طبع کراچی)

• ملا علی قاری حنفی علیہ الرحمۃ کی عبارت کا جواب

مرتبین انصاف لکھتے ہیں اس کی شرح میں فرمایا یعنی میری قبر کو عید کی طرح
نہ بناؤ جو سال میں ایک بار آتی ہے یعنی ایک دن زیارت کیلئے مقرر نہ کرو۔
(مرقات حاشیہ مرقات صفحہ نمبر ۸۶) (انصاف صفحہ نمبر ۹۲)

"مرتبین انصاف" نے خط کشیدہ الفاظ کی زیادتی خود کی ہے، اصل عبارت
یوں ہے۔

قال الطیبی وقیل یحتمل ان یکون المراد لحث کثرة الزیارة

ای ولا تجعلوا کالعید الذی لایاتی السنة الامرة۔ طیبی فرماتے ہیں احتمال ہے آپ کی مراد قبر شریف کی کثرت زیارت پر ابھارنا ہو اور اس بات کی جانب اشارہ ہو کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت عید کی طرح مت بناؤ کہ سال میں ایک دو مرتبہ سے زائد نہ آؤ۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۸۶، حاشیہ ۸)

● فتاوی عزیزی کی عبارت میں تحریف

قارئین کرام! فتاوی عزیزی کی اصل عبارت ملاحظہ:

زیارت قبور کیلئے دن مقرر کرنا بدعت اور اصل زیارت جائز ہے اور تعیین وقت کی عادت سلف میں نہ تھی۔ یہ بدعت اس قسم کی ہے جو فی نفسہ جائز ہے (یعنی بدعت حسنہ ہے) صرف خصوصیت وقت کی بدعت ہے۔ جیسے کہ مصافحہ بعد عصر کے ہے کہ ملک توران وغیرہ میں رائج ہے۔ عرس کا دن اگر اس غرض سے مقرر کیا جاوے کہ جس بزرگ کا عرس ہو وہ یاد رہیں اور اس وقت ان کے حق میں دعا کی جائے تو کوئی مضائقہ نہیں لیکن دعا کرنے کیلئے خاص اسی دن کا التزام کر لینا یہ بھی کسی طرح کی بدعت ہے جس کا ذکر اوپر ہوا۔ (یعنی بدعت حسنہ ہے)

(فتاوی عزیزی صفحہ نمبر ۱۵۱ طبع کراچی)

● تفسیر مظہری کی عبارت کا جواب

قاضی ثناء اللہ پانی پتی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ جاہل لوگ حضرات اولیاء اور شہداء کے مزارات کے ساتھ جو معاملہ کرتے ہیں وہ سب ناجائز ہیں مثلاً قبروں کو سجدے کرنا اور ان کے گرد طواف کرنا الخ۔ (انصاف صفحہ نمبر ۴۴)

جواب: جاہل لوگوں کا عمل ہمارے لئے حجت نہیں۔ قبروں کو سجدہ کرنا (تعظیمی) اور ان کے گرد (بطور عبادت) طواف کرنا ہمارے نزدیک حرام ہے اور قبروں کو سجدہ عبادت کرنے والا مشرک ہے۔ عرس کے بارے میں اہل سنت و جماعت کا موقف ہم اوراق گزشتہ میں بیان کر چکے ہیں۔

● علماء دیوبند کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا معمول اور اجتماع کرنا

مشرب فقیر کا (عرس کے بارے میں) یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیر و مرشد کو ایصال ثواب کرتا ہوں اول قرآن خوانی ہوتی ہے۔ اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہوئی تو مولود پڑھا جاتا ہے پھر ما حضر کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔ الخ (کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۸۲، ۸۳ طبع کراچی)

● حاجی امداد اللہ مہاجر مکی اپنے مرید مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوی کی زد میں

سوال: جس عرس میں صرف قرآن شریف پڑھا جاوے اور تقسیم شیرینی ہو شریک ہونا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کسی عرس اور مولود شریف میں شریک ہونا درست نہیں اور کوئی سا عرس اور مولود درست نہیں۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔ بندہ رشید احمد گنگوہی عفی عنہ۔

(فتاوی رشیدیہ صفحہ نمبر ۱۳۳ طبع کراچی)

معلوم ہوا کہ حاجی امداد اللہ مہاجر مکی بقول مولوی رشید احمد گنگوہی ناجائز کام کرتے تھے۔ پھر گنگوہی صاحب نے ان کی بیعت کیوں کی؟

(نوٹ) ہم جب کسی بزرگ کا عرس کرتے ہیں تو محفل کے آخر میں یوں دعا کرتے ہیں۔ اے اللہ! جو کچھ ہم نے نیک اعمال کئے ہیں ان کو قبول فرما اور ان کا ثواب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، انبیاء کرام، صحابہ عظام، امہات المومنین، اہل بیت، تابعین، تبع تابعین، تمام اولیاء اللہ اور مومنین کو پہنچا۔ اس لئے مشہور اولیاء اللہ کے عرس منائے جاتے ہیں۔ جن میں تمام مقدس ہستیاں بھی شامل ہوتی ہیں۔

- سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ)

قدس سرہ کا معمول

شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

سال میں دو مجلسیں فقیر کے مکان پر منعقد ہوا کرتی ہیں مجلس ذکر وفات شریف اور مجلس شہادت حسین۔ اور یہ مجلس بروز عاشورہ یا اس سے دو ایک دن قبل ہوتی ہے چار پانچ سو آدمی بلکہ ہزار تک جمع ہوتے ہیں درود شریف پڑھتے ہیں اس کے بعد جب فقیر آتا ہے تو لوگ بیٹھتے ہیں اور فضائل حسنین رضی اللہ عنہما کا ذکر جو حدیث شریف میں وارد ہے بیان کیا جاتا ہے پھر ختم قرآن مجید کیا جاتا ہے اور پنج آیت پڑھ کر کھانے کی جو چیز موجود ہوتی ہے اس پر فاتحہ کیا جاتا ہے اور اس اثنا میں کوئی شخص خوش الحان سلام پڑھتا ہے یا شرعی طور پر مرثیہ پڑھنے کا اتفاق ہوتا ہے تو اکثر حاضرین مجلس اور اس فقیر کو بھی حالت رقت اور گریہ طاری ہو جاتی ہے۔ اس قدر عمل میں آتا ہے اگر یہ سب کچھ فقیر کے نزدیک اس طریقہ سے جس کا ذکر کیا گیا ہے۔ جائز نہ ہوتا تو ہرگز فقیر ان چیزوں پر اقدام نہ کرتا۔

(فتاویٰ عزیزی (اردو) مطبوعہ کراچی ۱۹۶۲ء صفحہ نمبر ۱۰۰)

- رئیس المحدثین مولوی محمد سرفراز خاں گکھڑوی دیوبندی لکھتے ہیں۔

بلاشبہ مسلک دیوبند سے وابستہ جملہ حضرات شاہ عبدالعزیز صاحب کو علمی و روحانی پیشوا تسلیم کرتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں۔ بلاشبہ دیوبندی حضرات کے لئے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ حکم آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔

(اتمام البرہان حصہ اول مطبوعہ گوجرانوالہ ۱۹۸۱ء صفحہ نمبر ۱۳۸)

اب محترمین مصنف "مولوی محمد سرفراز گکھڑوی سے جا کر پوچھیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ جنگ بدر، احد اور حنین وغیرہ میں شہید ہونے والے صحابہ کو چھوڑ کر فقط امام حسین رضی اللہ عنہ کا یوم شہادت کیوں مناتے تھے۔ اور تمام

انبیاء و مرسلین (کہ وہ بیش بیک۔ کم و بیش ہیں ہزار) کو چھوڑ کر صرف حضور پر نور صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے یوم وصال کو کیوں اہمیت دیتے تھے۔ موصوف جو جواب دیں گے وہی ہمارا جواب ہوگا۔ یا مولانا محمد اسحاق شاہ صاحب سے دریافت کریں جو ہر سال دہلی میں بادشاہ کے ہاں ذکر شہادت حسین کی محفل منعقد کرتے تھے۔

(تذکرۃ الرشید حصہ اول تحریر مولانا عاشق الٰہی میرٹھی)

عید میلادالنبی (صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم) اور جلوس نکالنا

اور اسی طرح حضور سید عالم ﷺ کے یوم پیدائش پر مسرت و انبساط کا اظہار کرنا، گھروں اور دکانوں کو حتی المقدور سجانا، صاف ستھرے کپڑے پہننا، کھانا وغیرہ پکانا، رشتہ داروں اور دوستوں کو تحفے بھیجنا، محافل ذکر و نعت اور محافل میلاد منعقد کرنا جس میں آپ کی ولادت باسعادت کے واقعات، معجزات اور آپ کی سیرت طیبہ بیان کرنا اور آپ کی ذات بابرکات پر کثرت سے درود و سلام پڑھنا تاکہ مسلمانوں کے دلوں میں آپ کی محبت اور سنت نبوی پر عمل کرنے کا جذبہ پیدا ہو مستحب و مستحسن امور ہیں۔ جن پر عمل کرنے سے رب العزت جل شانہ اور اس کے محبوب صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی رضا و خوشنودی حاصل ہوگی۔ اور اس کو لغوی معنوں میں لفظ عید سے تعبیر کرنا بھی درست ہے۔ یاد رہے کہ شرعی عیدین کے احکام اس عید پر لاگو نہیں ہوں گے۔

- امام راغب (حسین بن محمد) اصفہانی (متوفی ۵۰۲ھ) فرماتے ہیں۔

(عید سے لغوی معنی) ہر وہ دن جس میں کوئی شادمانی حاصل ہو اس پر عید کا اطلاق ہونے لگا ہے۔ (المفردات القرآن صفحہ نمبر ۳۶۰ طبع لاہور ۱۹۷۱ء)

مولوی اشرف علی تھانوی نے قرآن مجید کی تفسیر بیان القرآن کے نام سے لکھی جب سورۃ کہف مکمل کی تو یہ شعر لکھے۔

وللہ الحمد حمدٌ سابقٌ علی مزید والیوم یوم عید وبحق یحق
سعید حیث وفقنی اللہ العلیُّ الحمید لاتمام لنصف الاکثر من تفسیر

● صاحب قاموس امام مجدالدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی (متوفی ۸۱۷ھ) لکھتے ہیں

القرآن المجید . یوم الاربعاء الخامس عشر من رجب سنه ۱۳۲۳ ھجری من ھجرة خیر العبید . صلی اللہ علیہ وسلم ابد الابید ۔ وارجو اللہ تعالی ان تاتی علی عید آخر جدید . ویقرب الی العید ...... یوم اقول بملاء فی ولد ... تمم التفسیر بالتطریب والتغرید . الا ایھا الاحباب عید علی عید ...... اللہ یفعل مایشاء ویحکم مایرید.

ترجمہ: اور تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ ہی کیلئے ہیں ایسی تعریفیں جو کہ زیادتی اور حد سے [illegible] کے ساتھ (جو اس کے حق میں ہے) اور آج کا دن (میرے لئے) عید اور خوشی و فرحت کا دن ہے اور میرا حصہ اور نصیب عظیم اور عجیب ہے (یعنی آج میں خوش بخت اور خوش قسمت ہوں کیوں اس لئے کہ) اس حیثیت سے کہ اللہ تعالیٰ جو تمام مخلوق سے لائق ستائش ہے مجھے توفیق عطا فرمائی ہے قرآن مجید کی تفسیر میں سے نصف کثیر کو مکمل کرنے کی (قرآن کریم کا نصف تو والتلطف پر ہو جاتا ہے جو اس سے آگے والے کو اختتام سورۃ تک کا اکثر کہہ رہے ہیں حالانکہ کثیر کا لفظ کہنا جو کہ سورتوں اور بہتر ہے) (یعنی) بعد کے دن جمعہ رجب المرجب شریف ۱۳۲۳ھ اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے بہترین بندے کی ہجرت سے رحمت کاملہ بھیجے اللہ تعالیٰ آپ ﷺ پر اور سلام بھیجے اللہ تعالیٰ ابدالآباد یعنی تا قیام قیامت اور میں امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے کہ دوسری جدید عید بھی عطا فرمائے گا (قرآن کریم کی تفسیر کے اختتام و انجام پر) جو ایسا سال ہوگا وہ بھی سعادت ہے گا اور قریب کرے اللہ تعالیٰ میری طرف عید جیسی چیز کو (یعنی قرآن مجید کی تفسیر کا دوسرا نصف) جس دن میں اپنے سر کو بلند کر کے کہوں گا (جو حاصل کی تھی) اس حال میں کہ تحقیق قرآن کریم کی تفسیر مکمل و اکمل ہوگئی ہے (کیسے کہوں گا) بہت زیادہ خوشی کرنے کے ساتھ (خوشیوں کی دعائیں لاتے ہوئے) اور پرندوں کی طرح چہچہاتے ہوئے (کوئل کی طرح نغمہ سرائی اور گیت گاتے ہوئے) کہ اے میرے دوستو اے میرے عقیدت مندو اے میرے مریدو آج اختتام تفسیر قرآن کا دن عید، عید ہے خوشی پر خوشی ہے بے شک وہ کر گزرتا ہے جو چاہتا ہے اور حکم نافذ کرتا ہے جس کا ارادہ رکھتا ہے (بیان القرآن صفحہ ۴۵۵ جلد ۲) جب تفسیر مکمل ہوگئی تو اختتام پر یہی اشعار لکھے اور یہ بھی لکھا کہ جس، سورۃ الکہف مکمل ہوئی اس دن کو میں نے عید کا دن قرار دیا ہے

جس دن تفسیر قرآن مکمل ہو وہ دن عید ہو سکتا ہے۔ ولادت رسول اکرم ﷺ والا دن تو عیدوں کی عید ہے اس دن کو عید کہنے سے عداوت کیوں؟؟ (ابو جلیل فیضی غفرلہ)

جماعت محمدیہ کی عید ہے جو ہر ہفتہ ہوتی ہے۔ (سفر سعادت صفحہ نمبر ۸۲ طبع لاہور)

● کتاب اللہ سے ایک مثال

"ربنا انزل علینا مائدة من السماء تکون لنا عیدا"۔

(سورۃ المائدہ آیت ۱۱۴)

ترجمہ "اے رب ہمارے ہم پر آسمان سے ایک خوان اتار کہ وہ ہمارے لیے عید ہو"۔

(ترجمہ کنزالایمان صفحہ نمبر ۲۰۳ طبع تاج کمپنی لاہور)

● امام راغب اصفہانی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

(آیت مذکورہ میں) عید سے شادمانی (خوشی) کا دن مراد ہے۔

(مفردات القرآن صفحہ نمبر ۷۳۹)

● حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ مومنین کیلئے پانچ عیدیں ہیں۔

۱۔ مومن کا جو دن گزرے اور اس کے گناہ نہ لکھے جائیں۔ وہ اس کیلئے عید کا دن ہے۔

۲۔ دنیا سے ایمان اور شہادت کے ساتھ اور شیطان کے مکر و فریب سے محفوظ روانہ ہو وہ بھی اس کیلئے عید کا دن ہے۔

۳۔ پل صراط سے گزرنے اور قیامت کے ڈر سے دشمنوں کے ساتھ ہاتھ اور زبان سے مامون ہے وہ دن اس کیلئے عید ہے۔

۴۔ جنت میں داخل ہوا اور جہنم سے مامون ہوا وہ دن اس کیلئے عید ہے۔

۵۔ جس میں رب کائنات کا دیدار کرے وہ دن اس کیلئے عید ہے۔

(درۃ الناصحین صفحہ نمبر ۲۶۳ [illegible] ۱۳۲۳ھ)

نیز مولوی عبدالقادر روپڑی غیر مقلد کی زیر نگرانی نکلنے والے رسالہ "ہفت روزہ تنظیم اہلحدیث" لاہور ۱۹۶۳ء میں بھی حدیث منقول ہے۔

"عن عبید بن السباق مرسلاً قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فی جمعة من الجمع یا معشر المسلمین ان ھذا یوم

۱ شیخ عثمان بن حسن بن احمد شاکر الخوبوی الرومی، محدث، مفسر، واعظ کی تصنیف ہے (معجم المولفین صفحہ نمبر ۲۵۳ جلد ۶ طبع بیروت)

"جعله الله عيداً فاغتسلوا" الخ

(۱) (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۱۲۳، شرکت علمیہ ملتان)

(۲) (ابن ماجہ صفحہ نمبر ۷۸ طبع کراچی، پاکستان)

(۳) (شرح سفر السعادت صفحہ نمبر ۱۸۸ طبع مصر ۱۹۸۷ء عن ابو ہریرۃ)

اس حدیث مبارکہ میں لغوی طور پر لفظ عید کا استعمال ہوا ہے۔ کیونکہ عید کے احکام جمعہ کے دن پر نافذ نہیں ہوتے۔

- خلیفہ راشد حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا

"وكل يوم لا يعصى الله فيه فهو عيد"۔

(نہج البلاغہ صفحہ نمبر ۱۳۳، ارشاد نمبر ۴۲۸، طبع لاہور)

ترجمہ: "یعنی ہر وہ دن جس میں بندہ اللہ کی نافرمانی نہ کرے وہ اس کیلئے عید ہے"۔

(غنیۃ الطالبین۔ سید عبد القادر جیلانی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۴۰۰ طبع لاہور ۱۳۹۲ھ)

- پروفیسر ابوبکر غزنوی بن مولوی محمد داؤد غزنوی (غیر مقلد) لکھتے ہیں

عید وہ ہے جو بار بار آئے، قرآن مجید میں لفظ عید مسرت (خوشی) کے معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ "انزل علينا مائدة من السماء تكون لنا عيدا" (ادارہ کوہستان، لاہور، شوال ۱۳۸۲ھ)

- ڈاکٹر محمد میاں صدیقی لکھتے ہیں

عید: عید خوشی کا دن، عید جو بار بار لوٹ کر آئے۔ ج اعیاد۔

(قرآن مجید کا عربی اردو لغت صفحہ نمبر ۴۰۷ طبع [illegible])

مفتی محمد تقی عثمانی دیوبندی اپنے والد کے بارے میں لکھتے ہیں کہ آپ سے ... عید ہوتا جب وہ ... ہو جاتے (نقوش رسول نمبر صفحہ ۳۱ ... معارف القرآن کراچی) مولوی ... عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں کسی نے بزرگ سے پوچھا کہ حضرت عید کب ہوگی انہوں نے جواب میں فرمایا کہ بھائی جب دید ہوگی تب عید ہوگی یعنی جب محبوب کی دید ہوگی تب ہماری عید ہوگی جب وہ کعبہ کی دید کر آتے تھے تب ان کی عید ہوا کرتی تھی (سوئے حرم صفحہ ۱۹ مکتبہ ... فیصل آباد ۲۰۰۹ء) (از نبیل عیسیٰ خوف)

معلوم ہوا کہ جس روز اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کا نزول ہو، اس دن کو عید منانا، خوشی منانا، عبادت خداوندی کرنا، اور شکر الٰہی کا بجالانا اللہ تعالیٰ کے مقبول بندوں کا طریقہ ہے۔ اور اس میں کوئی بھی شک نہیں کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس جہان رنگ و بو میں تشریف آوری اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ ہے۔ اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت مبارکہ کے دن عید منانا یعنی خوشی و مسرت کا اظہار کرنا، میلاد شریف اور سیرت پاک کا وعظ کرنا اور لوگوں کا اس میں شریک ہونا، شکر الٰہی کا بجالانا اور حدود شرعیہ میں رہتے ہوئے اظہار فرح و سرور کرنا مستحسن و محمود فعل ہے اور مقبولان الٰہی کا طریقہ ہے، اور یہ کہنا کہ عید صرف دو ہیں ... حوالے کی مجبوری ... نعمت ... دلیل نہیں بن سکتی کہ کسی جائز کام ... ناجائز نہیں کر سکتے۔

تقریباً گیارہ سو (۱۱۰۰) سال سے مسلمان ماہ ربیع الاول (یعنی ولادت باسعادت کے ایام) خوشی و مسرت کا اظہار کرتے چلے آ رہے ہیں۔ شیخ محمد رضا سابق مدیر کتب جامعہ فواد الاول قاہرہ (مصر) رقمطراز ہیں۔

امام ابوشامہ علیہ الرحمۃ شیخ نووی (امام یحییٰ بن شرف نووی متوفی ۶۷۶ھ) فرماتے ہیں کہ ہمارے زمانے کا بہترین احسن کام حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے یوم ولادت کا جشن منانے کا عمل ہے۔ جس میں میلاد کی خوشی کی مناسبت سے صدقہ و خیرات، محفلوں کی زیبائش و آرائش، اور اظہار مسرت کیا جاتا ہے۔ یہ مبارک تقریبات ... منانے والوں کے دلوں میں آپ کی محبت، عظمت کی نشانی اور آپ کو رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجنے کے قلبی شکر و امتنان کا احساس دلاتی ہیں۔

امام سخاوی (م ۹۰۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں میلاد شریف کا رواج تین صدی بعد ہوا ہے (یعنی آج سے ۱۱۰۰ سال پہلے) اس کے بعد سے تمام ممالک و

امصار میں مسلمانان عالم عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مناتے چلے آرہے ہیں وہ ان دنوں میں خیرات و صدقات کرتے ہیں اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجالس منعقد کرتے ہیں جن کی برکتوں سے ان پر حق تعالیٰ کا عام فضل و کرم ہوتا ہے۔

علامہ محدث عبدالرحمن (متوفی ۵۹۷ھ) فرماتے ہیں کہ میلاد شریف کے فوائد میں سے ایک یہ بھی ہے کہ اس سے سال بھر امن و عافیت رہتی ہے۔ یہ مبارک عمل ہر نیک مقصود میں فوری کامیابی کی بشارت کا موجب ہے۔

سلاطین اسلام میں سے اس طریقہ کو رائج کرنے والے سب سے پہلے شاہ اربل سلطان مظفر ابو سعید تھے۔ جن کی فرمائش پر حافظ ابن دحیہ علیہ الرحمۃ نے اس موضوع پر ایک کتاب "التنویر فی مولد البشیر النذیر" تالیف کی تھی۔ اس پر بادشاہ نے خوش ہو کر مؤلف علیہ الرحمۃ کو ایک ہزار دینار انعام عطا فرمایا تھا۔ اسی سلطان نے سب سے پہلے جشن عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منعقد فرمایا تھا۔ وہ ہر سال ماہ ربیع الاول میں یہ جشن انتہائی اہتمام کے ساتھ بہت اعلیٰ پیمانے پر منایا کرتا تھا وہ طبعاً نہایت ہی جواں مرد، دلیر، فیاض، طبع نہایت زیرک، دانا اور منصف مزاج تھا۔

سلطان ابو حمو موسیٰ شاہ تلمسان بھی عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا عظیم جشن منایا کرتا تھا، جیسا کہ اس کے زمانہ میں اور اس سے قبل مغرب اقصیٰ و اندلس کے سلاطین بھی منایا کرتے تھے۔

ہمارے زمانہ میں بھی مسلمانان عالم اپنے شہروں میں میلاد کی محفلیں منعقد کرتے ہیں۔ مصر کے علاقہ میں یہ محفلیں مسلسل منعقد کی جاتی ہیں۔ خاص کر شہر قاہرہ میں اس روز ظہر کے بعد ایک بڑا جلوس کمشنر آفس کے سامنے سے گزرتا ہوا عباسیہ میدان کی طرف روانہ ہوتا ہے، جو پولیس کے حفاظتی دستوں کے ساتھ سڑکوں سے گزرتا ہے۔ یہ جلوس مقامات غوریہ، اشرفیہ، کوتلہ بازار اور حسینیہ گزرتا ہوا عباسیہ میدان میں ختم ہوتا ہے۔ اس دن تمام دفاتر میں تعطیل ہوتی ہے نیز بمقام مشہد حسینی کمشنر مصر کی موجودگی میں سیرۃ النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا بیان ہوتا ہے۔ آج

(تخلیص)۔ (محمد رسول اللہ، صفحہ نمبر ۲۲۳، ۲۲۵ طبع کراچی)

- علامہ ابن حجر قسطلانی (م ۹۲۳ھ) شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آرہے ہیں، اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے اور دعوت طعام کرتے رہے ہیں اور ان راتوں میں انواع و اقسام کی خیرات کرتے رہے ہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مولد کریم کی قرأت کا خاص اہتمام کرتے رہے ہیں جن کی برکت سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ظاہر ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں نازل فرمائے جس نے ماہ میلاد مبارک کی راتوں کو عید بنا لیا تا کہ یہ عید (خوشی) سخت ترین علت و مصیبت ہو جائے اس شخص پر جس کے دل میں مرض و عناد ہے۔ (مواہب اللدنیہ صفحہ نمبر ۲۷ جلد اول طبع مصر)

- محدث ابن جوزی (متوفی ۵۹۷ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ترغیب میں کلام کو بہت کچھ طول دیا گیا ہے اور یہ عمل حسن ہمیشہ سے حرمین شریفین یعنی مکہ معظمہ، مدینہ منورہ، مصر، یمن، شام، تمام عرب اور مشرق و مغرب کے رہنے والے مسلمانوں میں جاری ہے۔ اور میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محفلیں قائم کرتے اور لوگ جمع ہوتے ہیں اور ماہ ربیع الاول کا چاند دیکھتے ہی خوشیاں مناتے ہیں۔ الخ

(المیلاد النبوی از محدث ابن جوزی علیہ الرحمۃ صفحہ نمبر ۵۸ طبع لاہور)

نیز فرماتے ہیں: جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد کی خوشی میں حضور کی محبت کی وجہ سے اپنی قدرت اور طاقت کے موافق خرچ کرتا ہے۔ قسم ہے میری عمر کی اس کی جزا یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل عمیم سے جنات نعیم میں داخل کرے۔ (مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ نمبر ۲۷ طبع لاہور ۲۰۰۲ء)

- علامہ جلال الدین سیوطی (متوفی ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

میلاد شریف دراصل ایک ایسی تقریب مسرت ہے جس میں لوگ جمع ہو کر

بقدر سہولت قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور سراپا نور کے سلسلہ میں جو خوشخبریاں احادیث و آثار میں آئی ہیں اور جو خوارق عادات ونشانیاں ظاہر ہوئی ہیں انہیں بیان کیا جاتا ہے پھر شرکاء محفل کے سامنے دسترخوان بچھایا جاتا ہے اور وہ حسب طلب اور بقدر کفالت ماحضر تناول کرتے ہیں اور دعائے خیر کرکے اپنے اپنے گھروں کو لوٹ جاتے ہیں۔ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مہینے میں منعقد کی جانے والی تقریب عید، بدعت حسنہ (نیک یا کام ہے) جس کا اہتمام کرنے والے کو ثواب ملے گا کیونکہ اس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم شان اور آپ کی ولادت باسعادت پر فرحت و مسرت کا اظہار پایا جاتا ہے۔

(حسن المقصد فی عمل المولد صفحہ نمبر ۵۴ طبع سیالکوٹ)

پھر فرماتے ہیں ہمارے لئے مستحب ہے کہ ہم میلاد شریف منعقد کرکے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر اظہار شکر کریں، جس میں رقت طعام اور اس طرح کے دیگر امور جو مستحب ہوتے ہیں اور خوشیاں منائی جائیں۔

(حسن المقصد فی عمل المولد صفحہ نمبر ۶۵ طبع سیالکوٹ)

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

اور اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے رہے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے میلاد مبارک کے مہینے میں۔ اس کے بعد آپ نے علامہ قسطلانی کی عبارت نقل فرمائی ہے جس کو ہم "مواہب لدنیہ" کے حوالے سے صفحہ گزشتہ میں نقل کر چکے ہیں)۔ (ماثبت بالسنہ صفحہ ۶۰)

- ملا علی قاری حنفی (متوفی ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

ہمیشہ سے اہل اسلام ہر سال ربیع الاول کے مہینے میں (محافل میلاد) منعقد کرتے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشی کرتے ہیں جس کی برکت سے ان پر فضل عظیم کی بارش ہوتی ہے۔ (تلخیص)۔ (المورد الروی فی مولد النبوی)

- علامہ طاہر پٹنی حنفی رحمۃ اللہ علیہ

نے اپنی کتاب مجمع البحار کو جب ربیع الاول میں جیر تک مکمل کرلیا تو خاتمہ پر یہ عبارت لکھی۔

ترجمہ "خدا کے فضل و توفیق سے کتاب مجمع البحار کا آخری ثلث پایہ تکمیل کو پہنچ گیا یہ ماہ ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کی رات کو خوشی اور کامرانی کا مہینہ ہے اور نور ورحمت کا سرچشمہ ہے اور ہمیں حکم دیا گیا ہے کہ ہر سال اس موقع پر اظہار مسرت کیا کریں"۔

(مجمع البحار صفحہ ۵۵۵ جلد ۳ طبع بیروت)

- حضرت مجدد الف ثانی (متوفی ۱۰۳۴ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

(مولود شریف) میں اچھی آواز کے ساتھ قرآن شریف، نعتیہ قصائد اور مناقب وفضائل پڑھنے میں کیا مضائقہ ہے ممنوع تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف کو تبدیل و تحریف کیا جائے اور مقامات نغمہ کا التزام کرنا اور ان کے طریق سے آواز کو پھیرنا اور اس کے مناسب تالیاں بجانا جو کہ شعر میں بھی جائز نہیں ہیں۔

(مکتوب نمبر ۷۲ جلد ۳ بنام خواجہ حسام الدین)

- مولانا عبدالحئی لکھنوی حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

کہ میلاد صرف اس امر کا نام ہے کہ آیات قرآنیہ اور احادیث پڑھی جائیں اور ان کی تشریح کرتے ہوئے کچھ معجزات نبوی، حسب و نسب نبویہ اور عادات پیدائش وخوارق ونشانہائے سماوی بیان کئے جائیں جیسا کہ علامہ ابن حجر مکی نے اپنی کتاب "النعمۃ الکبری علی العالم" میں بیان کیا ہے۔ اس میلاد کا وجود عہد نبوت اور عہد صحابہ میں تھا۔ اگرچہ اس وقت اس مجلس کو میلاد نہیں کہتے تھے۔ پھر اسی سلسلہ بیان کو جاری رکھتے ہوئے لکھتے ہیں۔ کہ خلاصہ یہ ہے کہ میلاد شریف مستحسن شرعی ہے۔ یا تو اس وجہ سے کہ اس کا وجود (خواہ کسی عنوان سے ہو) قرون ثلاثہ میں تھا اور یا اس وجہ سے کہ اس کا جواز سند شرعی میں درج ہے اور کسی نے اس کے مستحب ہونے سے انکار نہیں کیا سوائے چند اشخاص کے جن کا سرگروہ تاج الدین فاکہانی ہے مگر اس کا قول معتبر نہیں ہے۔ پھر اسی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۳ پر لکھتے ہیں کہ حرمین شریفین قیام بھی کرتے

ہیں۔ رضی (مجموعہ فتاویٰ صفحہ نمبر ۱۰ جلد ۲ طبع رنگی محل (لکھنؤ)

کرم ہی کرم

• حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (متوفی ۱۱۷۶ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ میرے والد گرامی شاہ عبدالرحیم فاروقی قادری حنفی (متوفی ۱۱۳۱ھ) علیہ الرحمۃ نے خبر دی۔

فرمایا کہ میں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روز کھانا پکوایا کرتا تھا میلاد پاک کی خوشی میں۔ ایک سال میں تنگدست تھا میرے پاس کچھ نہ تھا مگر چنے بھنے ہوئے وہ میں نے لوگوں میں تقسیم کر دیئے تو میں دیکھتا ہوں (یعنی خواب میں) کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روبرو وہ بھنے ہوئے چنے رکھے ہوئے ہیں اور آپ بہت شاد و بشاش ہیں۔

(الدر الثمین فی مبشرات النبی الامین از شاہ ولی اللہ علیہ الرحمۃ صفحہ ۴۰ طبع ... ۱۹۷۰ء)

• امام سہیلی علیہ الرحمۃ نے ذکر کیا کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابولہب جب مر گیا تو میں نے ایک سال بعد خواب میں دیکھا کہ وہ بہت ہی برے حال میں ہے اور کہہ رہا ہے کہ مرنے کے بعد مجھے کوئی راحت نصیب نہ ہوئی لیکن اتنی بات ضرور ہے کہ ہر پیر کے دن مجھ سے عذاب کی تخفیف کر دی جاتی ہے۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ یہ اس وجہ سے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن پیدا ہوئے اور ثویبہ نے ابولہب کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کی خوشخبری سنائی تو ابولہب نے اسے آزاد کر دیا۔

(فتح الباری شرح بخاری صفحہ نمبر ۱۱۸ جلد ۹ از ابن حجر عسقلانی شافعی (م ۸۵۲ھ))

• علامہ ... علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں کہ میں نے حضرت محمد بن محمد ... (متوفی ۱۰۱۱ھ) علیہ الرحمۃ کی اپنی ایک تحریر دیکھی جس میں عبارت یہ ہے کہ شیخ صالح ...

ابولہب سے تخفیف عذاب کا واقعہ صحیح بخاری میں بھی موجود ہے ملاحظہ ہو بخاری صفحہ ۷۶۴ جلد ۲ طبع کراچی) (ابو محمد نعیمی غفرلہ)

الدین بن تیجولی مصری نے مجھے بتایا کہ انہوں نے عید الفطر کے دن، ... کی حالت میں ۱۰۰۷ھ میں دیکھا کہ گویا نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر انور کی جگہ پر باہر سامنے تشریف رکھتے ہیں اور آپ کے سارے جسم پاک سے نور نکل رہا ہے لیکن سینہ اقدس سے جو نور نکل رہا ہے وہ تو ایسی کیفیت لئے ہوئے ہے جو جسمانی ہے اور اس کی مقدار اتنی تھی کہ آپ نے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کا حلقہ بنایا اور یہ نور اپنی جگہ سے پھیل کر سید محمد تجلی تک پہنچتا ہے اور وہ محفل میلاد و ذکر اپنی مسجد میں اس وقت قائم کئے ہوئے تھے اور یہ نور ان کے سینہ میں لگاتار داخل ہوتا چلا جاتا ہے۔

(جامع کرامات اولیاء از علامہ نبہانی صفحہ نمبر ۴۹۸ جلد ۱ طبع لاہور ۱۹۸۲ء)

• حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی علیہ الرحمۃ (متوفی ۱۱۷۶ھ) نے فرمایا: قدیم طریقہ کے مطابق بارہ ربیع الاول کو میں نے قرآن مجید کی تلاوت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نیاز (کھانا) تقسیم کی اور آپ کے بال مبارک کی زیارت کرائی تلاوت قرآن پاک کے دوران ملاء اعلیٰ حاضر ہوئے (فرشتے حاضر ہوئے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روح پر فتوح نے اس فقیر اور اس سے محبت کرنے والوں کی بہت التفات فرمائی

اس وقت میں نے دیکھا کہ ملاء اعلیٰ (فرشتوں کی فوج) اس کے ساتھ مسلمانوں کی جماعت نیاز مندی اور عاجزی کی بنا پر بلند (عروج کر رہی ہے) ہو رہی ہے۔ (اور اتر رہی ہے) اور اس کی کیفیت کی برکتیں اور رحمتیں نازل ہو رہی ہیں۔

(القول الجلی فی آثار الولی (مترجم اردو) صفحہ نمبر ۷۴ طبع لاہور ۱۳۳۹ھ)

۱۔ ابن تیمیہ لکھتا ہے: "واللہ قد یثیبهم علی هذه المحبة و الاجتهاد"۔

(اقتضاء الصراط المستقیم صفحہ نمبر ۲۹۷ طبع دار الکتب العلمیہ بیروت)

یعنی حب رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور تعظیم نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تحت جو لوگ میلاد مناتے ہیں اللہ تعالیٰ انہیں اس محبت اور کوشش و سعی کا ثواب دیگا۔

۲۔ شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی لکھتا ہے

"وأرضعته صلى الله عليه وآله وسلم ثويبة عتيقة أبي لهب، أعتقها حين بشرته بولادته صلى الله عليه وآله وسلم وقد رؤي أبو لهب بعد موته في النوم فقيل له: ما حالك؟ فقال: في النار، إلا أنه خفف عني كل اثنين وأمص من بين أصبعي هاتين ماء وأشار برأس أصبعه وأن ذلك بإعتاقي لثويبة عندما بشرتني بولادة النبي صلى الله عليه وآله وسلم وبإرضاعها له. قال ابن الجوزي: فإذا كان هذا أبو لهب الكافر الذي نزل القرآن بذمه جوزي بفرحه ليلة مولد النبي صلى الله عليه وآله وسلم به فما حال المسلم الموحد من أمته صلى الله عليه وآله وسلم يسر بمولده؟"۔

(مختصر سیرۃ الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طبع لاہور ۱۳۹۹ھ ص ۱۳، ۱۴)

ترجمہ: آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری ثویبہ نے ابولہب کو پہنچائی تو اس نے اس خوشی میں ان کو آزاد کر دیا اور ثویبہ نے بھی آپ کو پہلے پہل دودھ پلایا کسی نے ابولہب کو اس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا اور پوچھا تمہارا کیا حال ہے؟ بولا جہنم میں ہوں ہاں پیر کے دن میرے عذاب میں کچھ کمی ہو جاتی ہے اور دونوں انگلیوں کے درمیان سے کچھ پانی چوستا ہوں (اور اس نے اپنی انگلیوں کے سرے کی طرف اشارہ کیا) اور اس کا سبب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی خوشخبری سنانے پر میرا ثویبہ کو آزاد کرنا اور اس کا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دودھ پلانا ہے۔

● نواب صدیق حسن خان بھوپالی (غیر مقلد وہابی) لکھتا ہے

جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور شکر خدا کا حصول

وہابیہ کا ترجمان ہفت روزہ "الاعتصام" لاہور ۲۵ رجب ۱۹۹۶ء کی اشاعت میں رقمطراز ہے، ہم مولانا مدنی اور ان کے ادارے کو اس حسین مرتبہ (یعنی مختصر سیرۃ الرسول) کی اشاعت پر دلی مبارک پیش کرتے ہیں۔

اس نعمت کے شکر سے وہ مسلمان نہیں۔

(الشمامۃ العنبریہ من مولد خیر البریہ صفحہ ۱۲ طبع ۱۳۰۵ھ)

ایک اعتراض اور اس کا جواب

"۱۲ ربیع الاول کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش ہوئی اور یہی تاریخ آپ کی وفات مبارک کی ہے۔ اس لئے اس دن خوشی منانا جائز نہیں"

حافظ حدیث امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت ہم پر اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی نعمت ہے، اور آپ کی وفات ہمارے لئے سب سے بڑا صدمہ و الم۔ مگر شریعت نے نعمتوں پر اظہار شکر کی ترغیب دلائی ہے اور مصائب پر صبر و سکون اور خاموشی کی تلقین کی ہے۔ شریعت نے ولادت کے موقع پر عقیقہ کرنے کا حکم دیا ہے، جس سے بچے کی پیدائش پر خوشی کا اظہار ہوتا ہے اور موت کے وقت جانور ذبح کرنے کا حکم نہیں دیا دوسری کسی بات کا بلکہ نوحہ و جزع و فزع کرنے سے منع فرمایا ہے۔ لہٰذا قواعد شرعیہ اس بات پر دلالت کرتے ہیں کہ اس ماہ مقدس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کے سلسلے میں خوشی منانا وفات پر غم کرنے سے بہتر ہے۔

(حسن المقصد فی عمل المولد صفحہ نمبر ۳۶، ۱۱ طبع سیالکوٹ)

نیز علامہ امام حضرت محدث ابن جوزی، علامہ سخاوی سے علامہ جلال الدین

۱؎ اسمٰعیل دہلوی کے پیر سید احمد جہاز میں سفر کر رہے تھے کہ رات کے وقت سمندر کی حالت خطرناک ہو گئی آخر جب رات خیریت سے گزر گئی اور صبح ہوئی اور جہاز خطرے کی جگہ سے نکل آیا تو جہاز کے کپتان نے اس شکریہ میں حلوہ تیار کر کے مجلس میلاد شریف منعقد کی اور بعد پڑھنے عربی قصائد کے بھی سنت حواس ہوں (یعنی خطراز) اور مولود مسعود کے اس حلوے کو تقسیم کر دیا۔ (مخزن احمدی صفحہ ۸۵) (ابو بلال قیصی خطراز)

سیوطی، علامہ ابن حجر مکی، ملا علی قاری حنفی، شیخ عبدالحق محدث دہلوی، علامہ برہان الدین حلبی وغیرہ نے وفات النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بجائے میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قانون شرعی کی روشنی میں منانے کو ترجیح دی ہے۔

- **ایک شبہ اور اس کا ازالہ**

میلاد ایک عیاش بادشاہ کی اختراع ہے۔

بقول مولانا عبدالحئی لکھنوی مرحوم وحسب تصریحات دیگر آئمہ عظام اس کی اصلیت عہد رسالت سے ثابت ہے اور مختلف زمانوں میں اہل حق کے ہاں بھی اس کی مختلف تصریحات ہوتی رہی ہیں جن سے یہ ثابت نہیں ہوتا کہ یہ مجلس کسی طرح بھی باعث خیر و برکت نہیں۔ یہ کم از کم درجہ اباحت تک بھی نہیں پہنچتی، ورنہ ایسے سخت گیر اور متشدد مخالفین سے جب ان کی اپنی بدعات کو پیدا کردہ سے سوال کیا جائے تو چھٹی کا دودھ یاد آ جائے۔

اس کے بعد ہم یہ بھی کہیں گے "الحکمۃ ضالۃ المؤمن" مومن کو ہر جگہ سے مفید مطلب چیز حاصل کر لینا ضروری ہے۔ اسی اصل پر حجاج بن یوسف کی کوشش سے قرآن شریف کے حرکات و سکنات اور دیگر اجزاء حاصل کئے گئے ہیں۔ اسی طرح آج کل بھی یورپ سے کئی مفید امور حاصل کئے جا رہے ہیں۔

(المیلاد فی القرآن صفحہ نمبر ۱۱۰، ۱۱۱ از مولانا محمد عالم آسی طبع لاہور ۲۰۰۰ء)

اعتراض

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا مجلس میلاد کے انعقاد کو ترک کرنا اس کی حرمت اور ناجائز ہونے کی واضح دلیل ہے۔

جواب

اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کسی شے کو ترک فرمایا ہے تو اس کا مطلب یہ نہیں لیا جا سکتا کہ وہ فعل ناجائز یا حرام ہے۔ رب کائنات ارشاد فرماتا ہے،

- "وما اٰتکم الرسول فخذوہ وما نھٰکم عنہ فانتھوا"۔

ترجمہ: "اور جو کچھ رسول تمہیں دیں لے لو اور جس سے منع فرمائیں اس سے رک جاؤ"۔

اس میں یہ تو نہیں فرمایا: "وما ترکہ فانتھوا عنہ" جسے آپ نے ترک فرمایا اس سے رک جاؤ"۔

- رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے۔ جس کا میں تمہیں حکم دوں اسے اپنی طاقت کے مطابق بجا لاؤ اور جس سے میں منع کروں اس سے بچو۔

آپ ﷺ نے یہ تو نہیں فرمایا: جسے میں ترک کروں اس سے بچو۔

اسی طرح اسلاف کا کسی عمل کو ترک کرنا یعنی اسے بجا نہ لانا اس کے ممنوع ہونے پر دلالت نہیں کرتا

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

ہر وہ فعل و عمل جس کی سند شرع میں ہو بدعت نہیں ہوا کرتا اگرچہ اس پر کسی سلف نے عمل نہ کیا ہو۔ کیونکہ ان کا اس وقت بجا نہ لانا کسی عذر کی وجہ سے ہو سکتا ہے یا وہ اس سے افضل پر عمل پیرا ہوں۔

- **ترک کی مثالیں**

کچھ ایسے اعمال ہیں جنہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہیں کیا: (۱) مروجہ محفل میلاد۔ (۲) محفل شب معراج۔ (۳) شب برات کے موقع پر شب بیداری۔ (۴) جنازہ کے ساتھ ذکر۔ (۵) گھر میں میت پر تلاوت قرآن۔ (۶) قبر کے پاس تلاوت قرآن۔

جو شخص ان کو یا ان کے ہم مثل اشیاء کو اسی دعوٰی کی بناء پر حرام کہے گا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں نہیں کیا اس پر اللہ تعالٰی کا یہ فرمان فٹ آئے گا "اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون" کیا اللہ نے تمہیں اس کی اجازت دی ہے یا اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو"۔ اس لئے جب تک کسی شے کے بارے میں کوئی نہی وارد نہ ہو جو

ان کے حرام یا مکروہ ہونے کا ثبوت نہ ہو تو اصل یہ اباحت ہی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

"وما سکت عنہ فھو عفو" ۔ جس سے رب تعالیٰ خاموش ہے وہ معاف ہیں (یعنی اس کی اجازت ہے)۔

(مستدرک، امام [illegible] صدیق الھزاری (مترجم) [illegible] طبع لاہور ۱۹۹۷ء)

- امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں:

میلاد شریف کو مروجہ اہتمام کے ساتھ منعقد کرنے کی ابتداء (بادشاہوں میں) اربل کے حکمران سلطان مظفر نے کی۔ ان کا شمار عظیم مرتبت سلاطین اور فیاض امراء میں ہوتا ہے۔ آپ نے کئی اور نیک کارنامے انجام دیے اور یادگاریں قائم کیں۔ کوہ قاسیون کے دامن میں جامع مظفری تعمیر کرائی۔

- ابن کثیر اس کے بارے میں لکھتے ہیں:

سلطان مظفر ربیع الاول کے مہینے میں میلاد شریف کا نہایت شان و شوکت اور تزک و احتشام سے اہتمام کرتا تھا اس سلسلے میں ایک عظیم الشان جشن منعقد کرتا تھا۔ وہ ایک زکی القلب، دلیر، بہادر، زیرک، عالم اور عادل حکمران تھا۔ اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے۔ اس کی وفات ۶۳۰ھ میں شہر عکہ میں ہوئی اس وقت اس نے فرنگیوں کا محاصرہ کر رکھا تھا۔ مختصر یہ کہ نہایت نیک سیرت اور پاک طینت آدمی تھا۔

(حسن المقصد فی عمل المولد صفحہ نمبر ۶۲ مترجم مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۴ء)

الزام: یہ مسرف بادشاہ رعایا کی محنت کی رقم اس بدعت پر خرچ کرتا تھا۔

(انصاف صفحہ نمبر 45)

الجواب: یہ عیاشی اور فضول خرچی یہ ہوتی ہے جس سے نہ دنیا کا فائدہ ہو نہ آخرت کا۔ اور یہ رعایا اس کے دور میں تنگ اور پریشان تھی کہ حقوق العباد ترک کر کے محفل میلاد پر ایک کثیر رقم خرچ کرتا تھا جب یہ ثابت نہیں تو خواہ مخواہ ایک مسلمان پر بدظنی کرنا گناہ ہے۔ رب کائنات فرماتا ہے اے ایمان والو! کثیر گمانوں سے بچو بے شک بعض گمان گناہ ہیں۔ (سورۃ الحجرات)

- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا بدگمانی سے بچو، بدگمانی بدترین جھوٹ ہے۔

اور وہ وقت عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشی میں ہر سال محفل منعقد کرتا تھا جس میں وقت کے علماء و مشائخ، سرکاری مدرسین اور ہزاروں دیگر افراد شمولیت کرتے تھے۔ پھر قرآن خوانی، نعت خوانی، درود شریف پڑھا جاتا تھا۔ پھر آپ کی سیرت، معجزات اور میلاد کا بیان ہوتا تھا۔ لوگوں کو گناہوں سے برگشتہ کر کے عبادت و اطاعت کی طرف راغب کرتے تھے۔ اس کے بعد حاضرین کو کھانا کھلایا جاتا تھا۔ اس کے بعد حاضرین کو صدقات دیے جاتے تھے۔ اور سخاوت کی فضیلت حدیث مبارکہ سے ثابت ہے کہ سخی اللہ تعالیٰ کے قریب جنت کے قریب ہے۔ اور لوگوں کے قریب ہوتا ہے۔ (ترمذی باب البر والصلۃ صفحہ نمبر ۹۱۶ جلد اول)

اس لئے شاہ اربل عیاش اور مسرف سلطان نہ تھا الزام تراشی کے سوا کچھ نہیں۔

محفل میلاد منعقد کرنا یہ مسلمانوں کیلئے اظہار محبت اور ایمان کی علامت ہے

21 علمائے دیوبند کا متفقہ فیصلہ

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پاک ولادت باسعادت، معجزات و حالات، فضائل اور کردار عظیمہ اور آپ کی اخلاق حسنہ پر محفل میلاد منعقد کرنا یہ مسلمانوں کیلئے اظہار محبت اور ایمان کی علامت ہے محدث امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ سے اسی بارے میں سوال پوچھا گیا؟ تو آپ نے جواب میں فرمایا

جواب: عندی ان اصل عمل المولد الذی ھو اجتماع الناس و قراۃ ما تیسر من القرآن وروایۃ الاخبار الواردۃ فی مبدء امر النبی صلی اللہ علیہ وسلم وما وقع فی مولدہ من الآیات ثم یمد لھم سماط یاکلونہ و ینصرفون من غیر زیادۃ علی ذلک ھو من البدع الحسنۃ التی یثاب

علیها صاحبها لما فیه من تعظیم قدر النبی صلی اللہ علیہ وسلم و اظہار الفرح والاستبشار بمولدہ الشریف۔ ماثبت بالسنۃ ضفحہ نمبر ۸۹ جلد اول۔ اس کے علاوہ اور علماء کرام بھی اس کے قائل ہیں علماء نے اس موضوع پر مستقل کتابیں ورسائل لکھے ہیں مثلاً "النعمۃ الکبری علی العالم بمولد سید ولد آدم للحافظ ابن حجر مولد رسول اللہ لابن کثیر المورد الروی فی المولد النبی لعلامہ علی القاری مولد النبی لابن حجر الھیثمی التنویر فی مولد البشیر والنذیر للعلامہ ابن دحیہ عرف التعریف بالمولد الشریف لابن جوزی" "چند مسرات وحسنات" "محفل الذاکرین صفحہ نمبر ۷، الیواقیت الاحیان صفحہ نمبر ۳۲۷ جلد ۳، نور الاسلام صفحہ نمبر ۱۳۷، ماثبت بالسنۃ صفحہ نمبر ۹۰، در ثمین صفحہ نمبر ۳۱، ہب جنت صفحہ نمبر ۱۳۷، جامع الکمالات صفحہ نمبر ۲۵۷، مقامات الکوثری صفحہ نمبر ۳۲۷، مقامات قاضی صفحہ نمبر ۵۷، جمع الفوائد صفحہ نمبر ۳۸۳ جلد اول، برحاشیہ نسائی شریف صفحہ نمبر ۳۵۶، مجموع الفتاوی صفحہ نمبر ۲۹۷، محبت محفل میلاد ہمارے علماء دیوبند کے نزدیک بھی ثابت ہے عقائد علماء دیوبند صفحہ نمبر ۲۱۲، السعایہ صفحہ نمبر ۲۷ جلد ۲، فیض الباری صفحہ نمبر ۳۰۱ جلد ۳، بہشتی زیور صفحہ نمبر ۱۳۷، المہند علی المفند صفحہ نمبر ۳۲، طریقہ مولود شریف نوی، مجموعۃ الفتاوی صفحہ ۱۵۳، اثبات المولد صفحہ نمبر ۱۳۱۔

تصدیقات علماء کرام ومشائخ عظام

۱۔ شیخ الحدیث فقیہ العصر مولانا مفتی اعظم پاکستان محمد فرید صاحب۔
۲۔ شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت مولانا محمد حسن جان مدنی۔
۳۔ شیخ الحدیث والتفسیر، حضرت مولانا مفتی سیف اللہ حقانی صاحب۔
۴۔ شیخ الحدیث اکابر العلماء حضرت مولانا فتح محمد صاحب۔
۵۔ شیخ الحدیث والعلوم حضرت مولانا فضل واحد صاحب۔

۶۔ شیخ الحدیث وفقیہ النفس حضرت مولانا چاند بادشاہ صاحب۔
۷۔ شیخ الشریعت والطریقت سید علی آغا صاحب۔
۸۔ شیخ الشریعت والطریقت سید بادشاہ آغا صاحب۔
۹۔ شیخ الحدیث ورأس الاتقیاء مولانا رحیم اللہ صاحب۔
۱۰۔ شیخ الشریعت والطریقت مولانا عبد الرؤف آغا صاحب۔
۱۱۔ شیخ الشریعت والطریقت حضرت مولانا جان محمد صاحب۔
۱۲۔ شیخ الشریعت والطریقت حضرت مولانا عبید اللہ صاحب۔
۱۳۔ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد عید آغا صاحب۔
۱۴۔ قاضی القضات استاذ العلماء حضرت مولانا عبد الغفور سنائی صاحب۔
۱۵۔ جامع الفنون حضرت مولانا نور محمد صاحب۔
۱۶۔ شیخ الشریعت والطریقت حضرت مولانا سید عبد الباری آغا۔
۱۷۔ میر محمد یکی حضرت مولانا خیر محمد صاحب۔
۱۸۔ شیخ الحدیث والعلماء حضرت مولانا محمد علی صاحب۔
۱۹۔ حضرت مولانا محمد زکی صاحب۔
۲۰۔ قائد علماء افغانستان مولوی محمد نبی "محمدی" صاحب۔
۲۱۔ علامہ پروفیسر وکیل اسلام عبد العزیز "مقتی"

اشتہار الیواقیت والجواہر "تحقیق القرآن الکریم"

از

تحقیق مسائل العصر الحاضر

مرتب وناشر محمود الحسن، شیخ الحدیث مولانا قاضی محمد صاحب "کمال"

تحقیق وتخریج: شیخ الحدیث مولانا محمد حنیف جان صاحب

حضرت مولانا محمد فضیل صاحب "حقانی"

Monthly 'Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat' Multan Regd M No 32

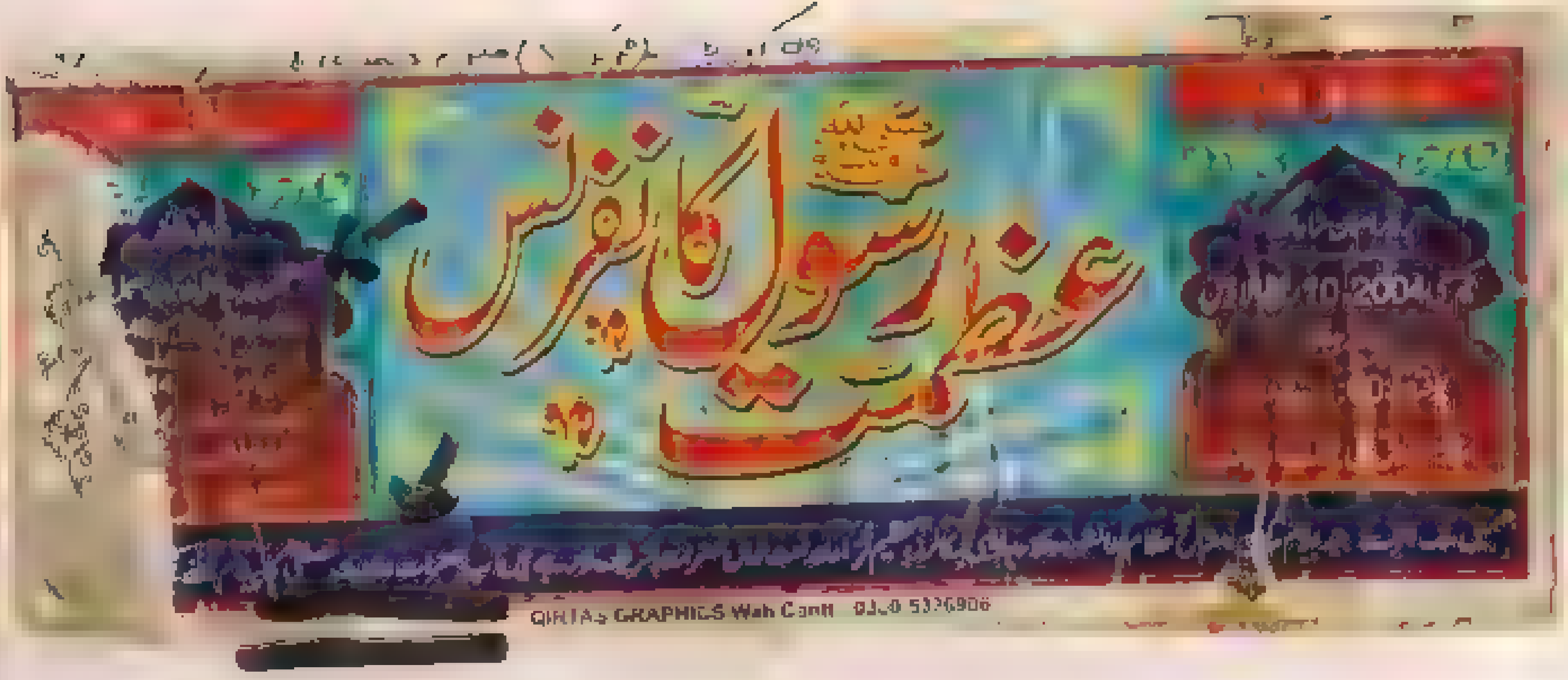

عظمت رسول کانفرنس
QIRTAS GRAPHICS Wah Cantt

شیخ احمد عبدالعزیز المبارک چیف جسٹس عدالت شرعیہ متحدہ عرب

امارات کا فیصلہ کن فتویٰ

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے موقع پر جمع ہونے کے بارے میں مجھ سے مسئلہ پوچھا گیا ہے۔ ان اجتماعات کے موقع پر مساجد میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ، واقعات ولادت بیان کئے جاتے ہیں اور آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعریف میں قصیدے پڑھے جاتے ہیں

اس کا جواب یہ ہے کہ ایسے اجتماعات کو جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کا ذکر کیا جاتا ہے اور ان پر خوشی اور مسرت کا اظہار ہوتا ہے نیز ان کی مبارک زندگی اور غزوات کے واقعات سے عبرت حاصل کرنے کیلئے ان کو بیان کیا جاتا ہے اور آپ کی سیرت، اخلاق سے لوگوں کو محبت دلائی جاتی ہے "بدعت حسنہ" سے جیسے کہ فقہا کی اصطلاح میں آتا ہے یہ مباح (جائز) عمل قرار دیا گیا ہے۔ اگرچہ (بعض کو یہ مرغوب نہ ہو) کیونکہ ان تقریبات سے لوگوں کے ایمان اور عقیدت (محبت رسول) کے جذبات میں پختگی پیدا ہوتی ہے اگرچہ ان تقریبات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ میں اور صحابہ کے زمانے میں معمول کی نہ ہوں اس کو ناپسندیدہ بدعت نہیں کہا جا سکتا کیونکہ بدعت یا تو قابل مذمت ہے یا مستحسن دیا جاتا ہے۔ بخاری اور موطا میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو تراویح کیلئے جمع کیا اور فرمایا "نعمت البدعة هذه" یہ بدعت اچھی ہے۔

فتح الباری میں اس کی شرح میں لکھا ہے۔ بدعت کی اصل یہ ہے کہ جو بغیر کسی مثال کے ہو اور اگر اس کو سنت کے مقابل شمار کیا جائے تو وہ قابل مذمت ہے۔ تحقیق یہ ہے کہ اس عمل کو شرع میں اگر مستحسن قرار دیا جائے تو وہ اچھی ہے یعنی وہ بدعت حسنہ ہے اگر اس کو شرع میں قبیح قرار دیا جائے تو بری ہے ورنہ مباح ہے اور

احکام خمسہ میں ایک ہے۔ اور اسی میں ایک حدیث ہے کہ "بے شک سب سے اچھا کلام اللہ کی کتاب ہے اور بہترین ہدایت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہدایت ہے اور کاموں میں برے کام وہ ہیں جو بعد میں نکالے گئے ہوں" کے ذیل میں امام شافعی رضی اللہ عنہ کا قول نقل کیا ہے کہ بدعت دو قسم کی ہے، ایک محمود (اچھی) دوسری مذموم (بری) جو سنت کے موافق ہو وہ محمود ہے اور جو اس کے مخالف ہو وہ مذموم ہے۔ اور امام شافعی رضی اللہ عنہ ہی کا قول ہے جو بیہقی نے اپنے مناقب میں نقل کیا ہے کہ بدعتیں دو قسم کی ہیں، ایک جو کتاب، سنت، اثر اور اجماع کے خلاف ہو، وہ گمراہ بدعت ہے اور جو خیر کیلئے نکالی اور ان کے خلاف نہ ہو وہ قابل قبول بدعت ہے۔ بعض علماء نے بدعت کو پانچ قسم میں شمار کیا ہے۔ وہ واضح ہے

الباجی منتقیٰ میں فرماتے ہیں کہ یہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف سے صراحت ہے کہ انہوں نے رمضان کے قیام کو ایک امام کے تابع کیا اور مساجد میں اس کو قائم کیا اور یہ کہ بدعت وہ ہے جس کی بدعت نکالنے والا ابتداء کرے اور اس سے قبل کسی نے پیدا نہ کیا ہو، پس حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس بدعت کو جاری کیا اور صحابہ کرام نے اس کی اتباع کی اور یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا یہ عمل سنت پر مبنی تھا۔

شہاب الدین قرافی نے کتاب الفروق میں لکھا ہے کہ بدعت احکام خمسہ میں شامل ہے، یہ قسمیں شرع کی قسمیں ہیں۔ واجب، حرام، مستحب، مکروہ اور مباح، انہوں نے ان کو مثالوں سے فرق نمبر (صفحہ نمبر ۲۵۰) میں تفصیل سے بیان کیا ہے اور یہ بات فتح الباری سے اوپر نقل کردہ تحریر کے مطابق ہے۔

بعض مالکی فقہا نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو عیدین کی مشابہت میں مکروہ قرار دیا ہے۔ یعنی جیسے عید کے دن روزہ رکھنا درست نہیں، ویسے ہی ولادت باسعادت کے دن بھی روزہ رکھنا درست نہیں کیونکہ وہ دن عید کے مانند ہے۔ (مترجم) ان کی رائے میں اس دن خوشی اور فرحت کا اظہار شرع کے

لحاظ سے درست ہے۔ اس پر اعتراض نہ کرنا چاہیے۔

مواہب جلیل علی مختصر خلیل میں عبد اللہ محمد بن عبد الرحمن المعروف بہ حطاب مالکی (م ۹۵۴ھ) سے منقول ہے کہ شیخ زروق شرح قرطبیہ میں فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے دن روزہ رکھنے کو بعض لوگوں نے جو ان کے زمانہ کے قریب تھے اور تقویٰ میں بہت اونچا مقام رکھتے تھے مکروہ قرار دیا ہے۔ چونکہ یہ دن مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید کا دن ہے چاہیے کہ اس دن روزہ نہ رکھا جائے۔

ہمارے شیخ قوری اس کثرت سے ذکر کیا کرتے تھے وہ اس کو اچھا سمجھتے تھے میں بتاتا ہوں۔ ابن عباد نے اپنے رسائل کبریٰ میں جواب دیا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کا دن مسلمانوں کی عیدوں میں سے ایک عید ہے اور تقریبوں میں سے ایک تقریب ہے اور ہر وہ چیز جو فرحت و سرور کا باعث ہو آپ کی ملاقات سے اس میں جائز ہے مثلاً روشنی کرنا، عمدہ لباس پہننا، جانوروں کی سواری کرنا۔ اس کا کسی نے انکار نہیں کیا۔ ان امور کے بدعت ہونے کا حکم اس وقت ہے جب کفر و ضلالت، خرافات وغیرہ ظاہر ہونے کا خوف ہو۔ اور یہ دعویٰ کرنا کہ عید میلاد اہل ایمان کی مشروع تقریبوں میں نہیں مناسب نہیں ہے۔ اور کوئی اور دوسری چیزوں سے ملانا ایک ایسا امر ہے جو میرے شیخ نے منع کرنے کے بعد ہے۔ مراکش میں ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن سمندر کے ساحل کی طرف جا نکلا۔ وہاں میں نے حاج ابن عاشر کو ان کے ساتھیوں کے ساتھ پایا۔ وہاں ان میں سے بعض نے کھانے کیلئے مختلف قسم کی چیزیں نکالیں اور مجھے بھی اس میں بلایا۔ میں اس روز روزہ سے تھا اس لئے میں نے کہا میں روزہ سے ہوں۔ اس پر شیخ نے میری طرف ناپسندیدگی کی نظر سے دیکھا اور کہا اس کا کیا مطلب ہے؟ آج خوشی اور مسرت کا دن ہے اس میں روزہ رکھنا ایسا ہی ناپسندیدہ ہے جیسے کہ عید کے دن۔ میں نے ان کے کلام پر غور کیا اور میں نے اس کو حق پایا۔ گویا کہ میں سویا ہوا تھا کہ انہوں نے بیدار کر دیا۔

حاشیہ متن میں ابن عباد کے کلام تاج لفظ کہاں کا یہ ادعا کہ حضور نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی تقریب منانا مذموم بدعت ہے یہاں تک کہ افسوس ہے اس پر ایک رسالہ بھی لکھ دیا صحیح نہیں ہے۔ ان کے اس بیان پر شیخ عراقی اور علامہ سیوطی نے اعتراض کیا ہے اور لکھا ہے کہ مالکی فقہاء میں سے کثیر نے ابن عباد، ابن حاشر، زروق اور کنون کا مسلک اختیار کیا ہے۔ ان میں قابل ذکر محمد الماہلی ہے حاشیہ زرقانی پر اور رہونی نے حاشیہ شرح کبیر مولفہ دردیر پر اور صاوی نے حاشیہ شرح صغیر پر اور محمد علیش نے اپنی شرح خلیل پر اور برہان الدین حلبی نے اپنی سیرت حلبیہ میں (ایسا ہی بیان کیا ہے)

ابن حجر ہیتمی رضی اللہ عنہ نے لکھا ہے جس کا حاصل یہ ہے کہ بدعت حسنہ کے مستحب ہونے پر سب متفق ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی تقریب منانا اور اس میں جمع ہونا بھی ایسی ہی بدعت حسنہ ہے اسی وجہ سے امام ابو شامہ فرماتے ہیں کیا ہی اچھا ہے وہ عمل جس سے ہمارے زمانہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے دن صدقات دینے اچھے کام کرنے اور زینت اختیار کرنے اور مسرت کا اظہار کرنے کا طریقہ بنایا۔ اس میں غریبوں کی مدد کے ساتھ حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت کا اظہار بھی ہے۔ جن کو اللہ تعالیٰ نے رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجا

علامہ سخاوی نے فرمایا کہ عید میلاد کو اسلاف میں کسی تین قرون (یعنی زمانہ رسالت، صحابہ و تابعین) میں نہیں منایا بلکہ اس کے بعد اس کا سلسلہ جاری ہوا ہے۔ پھر اس کے بعد سے ہر بڑے شہر اور علاقے میں اہل اسلام عید میلاد مناتے رہے ہیں۔ اس رات میں لوگ مختلف صدقات دیتے ہیں اور حضور نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت باسعادت کے واقعات سناتے ہیں جس سے برکات عامہ ان پر ظاہر ہوتے رہتے ہیں۔ علامہ ابن جوزی فرماتے ہیں کہ عید میلاد کی تقریب منانا سال بھر امان سے رکھتا ہے۔ اور بہت جلد مقصد کے حاصل ہونے اور اس میں کامیاب ہونے

کی بشارت دیتا ہے۔ اسی طرح ابن حجر الہیتمی کے فتاویٰ حدیثیہ میں اس کو زیادہ تفصیل سے بیان کیا گیا ہے۔ انہوں نے اپنے مضمون میں جو باب ہے کہ "عید میلاد کا اجتماع اگر خیر و شر پر مشتمل ہو تو اس کا چھوڑنا واجب ہے کیونکہ فساد کا روکنا اچھائیوں کے حاصل کرنے سے بہتر ہے۔ خیر یہ ہے کہ صدقہ دیا جائے اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود بھیجا جائے اور برائی یہ ہے کہ عورتیں اور مرد باہم خلط ملط ہو جائیں۔ لیکن اگر یہ تقریب ان برائی سے پاک ہے اور وہ صرف حضور کے ذکر درود و سلام اور اسی قسم کی باتوں پر مشتمل ہے تو وہ سنت ہے۔ پھر انہوں نے دو حدیثوں سے استدلال کیا ہے جس میں سے پہلی اصول سے ہو رہی میں بیان کی ہے۔ کہ "جب قوم اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنے کیلئے متفق ہے تو ملائکہ ان کو گھیر لیتے ہیں۔ اور رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے دربار میں ان کا ذکر کرتا ہے"۔ جیسا کہ صحیح مسلم میں ہے اور دوسری حدیث بھی اس کی مثل بیان کی ہے۔ پھر فرمایا ہے کہ ان دونوں حدیثوں سے ذکر کیلئے جمع ہونے اور بیٹھنے کی فضیلت ظاہر ہے۔

ہم نے حافظ ابن حجر کی کتاب سے اور جنہوں نے امام شافعی سے اور ابو نعیم اور بیہقی کے طریق سے نقل کیا ہے اور ہم نے دنیا سے اور جنہوں نے فوق الدنیا سے جو نقل کیا ہے۔ اس کے علاوہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی جو حدیث ہم نے پیش کی ہے اس پر غور کرنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ بدعت کا مدار اس کے ہونے والے اچھے اور برے امور پر منحصر ہے۔ اگر وہ اچھے ہیں تو وہ پسندیدہ ہیں اور اگر وہ برے ہیں تو قابل مذمت

اور یہ مالکی مذہب اور شافعی مذہب مثلاً زین العراقی، علامہ سیوطی، ابن حجر ہیتمی، علامہ سخاوی، ابن جوزی حنبلیوں میں سے، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی تقریب منانے اور اس پر جمع ہونے کو بہتر عمل قرار دیتے ہیں۔ لیکن جو لوگ اس میں غلو کرتے ہیں اور اس کو بعض لوگوں کی طرح عیسیٰ علیہ السلام کی ولادت کی

ل فتح الباری صفحہ نمبر ۲۵۳ جلد ۳ مطبوعہ دار نشر کتب الاسلامیہ لاہور ۱۴۰۱ھ (ابو طفیل نعیمی عفی عنہ)

تقریب سے مشابہ قرار دیتے ہیں۔ وہ آپ کی مدح میں تجاوز کرتے ہیں (اور مثال دیتے ہیں) کیونکہ عیسیٰ علیہ السلام کا یوم (نعوذ باللہ) ان کے خدا ہونے یا خدا کا بیٹا ہونے یا تیسرا حصہ ہونے کے لحاظ سے منایا جاتا ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "بے شک کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ بے شک اللہ وہی مسیح ابن مریم ہے" اور "نصاریٰ نے کہا کہ مسیح اللہ کا بیٹا ہے۔ اور کفر کیا ان لوگوں نے جنہوں نے کہا کہ اللہ تین میں کا تیسرا ہے"۔ "اللہ تعالیٰ اس سے جو یہ کہتے ہیں اس سے اعلیٰ و ارفع ہے"۔ لیکن مسلمان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت پر خوشی مناتے ہیں اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں کہ وہ اللہ کے بندے ہونے سے آپ کیلئے شرف ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ آپ کی شان میں فرماتا ہے۔ "پاک ہے وہ پروردگار جو اپنے بندے کو رات کے تھوڑے سے حصے میں مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ لے گیا"۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے کیلئے کافی نہیں ہے"۔ پس آپ ایسے بشر ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی بندگی اور رسالت سے مشرف کیا ہے اور آپ کو تمام انسانوں میں افضل بنایا اور آپ کو وہ سب کچھ عطا فرمایا جو کسی اور کو نہیں دیا گیا۔

جامع ترمذی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں تمام لوگوں میں سب سے پہلے قیامت میں اٹھایا جاؤں گا۔ میں ان کا خطیب ہوں، جب وہ خاموش ہو رہیں گے۔ میں ان کا شفیع ہوں جب وہ گرفتار ہوں گے، اور میں ان کو خوشخبری سنانے والا ہوں، جب وہ مایوس ہوں گے۔ بزرگی اور (جنت کی) کنجیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی اور لواء الحمد (حمد کا جھنڈا) میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور میں اللہ کے پاس تمام اولاد آدم میں سب سے زیادہ بزرگ ہوں مگر مجھے اس پر فخر نہیں"۔ ل

دوسری حدیث جس کو ابن اسحاق ع نے اپنی سیرت میں دو فرشتوں کے

ل مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۵۱۳ جلد ۲ مطبوعہ لاہور

ع محمد بن اسحاق مشہور تابعی ۱۵۱ھ میں بغداد میں انتقال فرمایا (ابو طفیل نعیمی)

شق صدر کرنے کے واقعہ میں بیان کیا ہے کہ ان میں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ہے کہ ان کو ان کی امت کے دس آدمیوں میں سے وزن کرو۔ پس انہوں نے میرا وزن کیا اور میں ان سب سے زیادہ وزنی ہوا۔ پھر کہا کہ سو کے ساتھ وزن کرو، میرا وزن کیا گیا اور میں ان سب سے وزنی ہوا۔ پھر کہا کہ ان کی امت کے ہزار آدمیوں کے ساتھ وزن کرو، میرا وزن کیا گیا اور میں ان میں سے بھی زیادہ وزنی رہا پھر کہا انہیں چھوڑ دو، اگر ان کا ساری امت سے بھی وزن کیا جائے تو یہی بھاری نکلیں گے۔ سیرت ابن ہشام میں بھی یہ بات ہے [illegible] شخص وہ بشر ہیں مگر سارے انسانوں میں افضل ترین، اللہ تعالیٰ نے ان کو تمام عالموں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا ہے تاکہ لوگوں کو اللہ کے حکم سے اندھیروں سے نور کی طرف نکالیں اور ہدایت دیں اور حمد کے قابل پروردگار کے راستے کی طرف بلائیں۔

مساجد میں درس دینے کا جو رواج ہوا جیسے کہ ہم نے اوپر بیان کیا ہے مسلمانوں میں کوئی جدید بات نہیں ہے اس پر سینکڑوں سال سے مالکی و دیگر فقہاء نے عمل کیا ہے اور اس کے بارے میں کافی لکھا ہے اور ہم نے اس کے بارے میں دلیلیں بیان کی ہیں لہٰذا اس مسئلے میں اب کوئی اعتراض باقی نہیں رہا۔ خصوصاً جب کہ ہمارے شہروں (متحدہ عرب امارات) میں مسجدوں میں اجتماعات ہوتے ہیں، اور وہاں عورتوں کو داخلے کی اجازت نہیں دی جاتی۔

اگرچہ بعض مقامات پر اس خوشی میں کھیل کود کے مظاہرے بھی ہوتے ہیں لیکن اگر اس میں حرام اور خلاف شرع امور نہ ہوں تو مباح ہیں۔ جیسا کہ حبشیوں نے مسجد نبوی میں حضور نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے کیا ہے جس کی صحیح مسلم میں تصریح موجود ہے اگر ان کھیلوں میں حرام اور خلاف شرع چیزیں شامل ہو جائیں تو وہ ناجائز اور حرام ہیں جیسے کہ ہمارے زمانے میں بعض مقامات پر ہوتا ہے، ایسی چیزوں سے بچنا ہے۔

بہتر یہی ہے کہ ان اجتماعات کو مساجد تک ہی محدود رکھیں تاکہ منکرات کا دروازہ کھلنے نہ پائے۔ بعض جرائد و جریدات سے لگتا ہے کہ (عرب ممالک) کے بعض ہوٹل اس موقع پر تقریبات منعقد کرتے ہیں اور ناجائز فائدہ اٹھاتے ہیں۔ مگر حضور نور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت کی محفل منکرات کے ساتھ منانا مسلمانوں کی پیشانی پر کلنک کا داغ ہے اور اس میں عجیب و غریب خرافات رقص و سرود [illegible] مقرر [illegible] سب [illegible] مشتمل ہے میں شدت سے [illegible] اس کو [illegible] کی خواہش رکھتا ہوں اور میں (تمام مسلمانوں سے) درخواست کرتا ہوں کہ وہ [illegible] بند کر دیں اور ایسے لوگوں کا [illegible] جو [illegible] منکرات پر عمل [illegible] رہے ہیں اور [illegible] اسلام میں اسلام سے معاملات میں [illegible] کام لے رہے ہیں۔

([illegible] ۱۹۸۱ء [illegible] ۱۹۸۱ء)

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر جلوس نکالنا

کسی عظیم المرتبت شخصیت کی آمد پر جلوس نکالنا عرف عام سے ثابت ہے۔ جس سے آنے والے کی تعظیم و توقیر اور اس سے اپنی والہانہ محبت کا اظہار کرنا مقصود ہوتا ہے۔

- حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (متوفی ۱۰۵۲ھ) [illegible] فرماتے ہیں
جب انصار و مہاجرین نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہجرت کی خبر سنی تو روزانہ مدینہ منورہ کی چوٹیوں پر آتے اور [illegible] جمال محمدی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طلوع کے منتظر رہتے، جب سورج گرم ہو جاتا اور دھوپ سخت ہو جاتی تو گھروں کو لوٹ جاتے تھے۔ اچانک ایک یہودی نے جو اس مقام پر کھڑا تھا ایک جماعت [illegible] نظر پڑی اس نے چلا کر کہا حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں [illegible] قریب ہی تھے [illegible] آ رہے ہیں تمہارے

مقصود۔ تمام مسلمان اپنے اپنے ہتھیار سے لیس ہو کر سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے استقبال کیلئے نکل پڑے۔ انہوں نے "ظاہرِ حرہ" (کے مقام پر) ملاقات کی۔ مرحبا اہلاً و سہلاً کہتے ہوئے مبارک بادی و خوشی و مسرت کا اظہار کرنے لگے۔ اس کا ہر جوان بچہ عورت و مرد اور چھوٹا بڑا کہنے لگا "جآء رسول اللہ و جآء نبی اللہ" اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لے آئے اور اللہ جل جلالہ کے نبی نے قدوم میمنت لزوم فرمایا۔ اور اپنی عادت کے مطابق خوشی و مسرت میں اچھلنے لگے۔

مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہجرت کے موقع پر حضرت بریدہ اسلمی اور ان کے قبیلے کے ستر افراد نے اسلام قبول کیا۔ حضرت بریدہ نے عرض کیا یا رسول اللہ مدینہ منورہ میں داخل ہوتے وقت آپ کے ساتھ ایک جھنڈا ہونا چاہیئے۔ اس کے بعد حضرت بریدہ اسلمی رضی اللہ عنہ نے اپنے سر سے عمامہ اتار کر نیزے پر باندھا اور سرورِ انبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آگے آگے چلنے لگے۔

آمدِ مدینہ منورہ کے موقع پر قبیلہ بنو نجار کی بچیوں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری کی خوشی و شادمانی میں دف بجاتی اور گاتی ہوئی نکل آئیں۔

نحن جوار من بنی النجار

یا حبذا محمدا من جار

نیز قبائل انصار کی پردہ نشین عورتیں اپنے اپنے گھروں کی چھتوں، دروازوں اور گلیوں میں کھڑے ہو کر یہ تہنیت گانے لگیں۔

طلع البدر علینا	من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا	ما دعا للہ داع

1 حضرت بریدہ رضی اللہ عنہ نے زمانہ ہجرت میں مشرف با سلام ہوئے سولہ غزوات میں سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ شرکت کی ۶۳ھ میں وصال فرمایا (الاصابہ صفحہ نمبر ۱۴۲ جلد اول) (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اس زمانہ میں تحویا نوسال کا تھا۔ آپ کی آمد سے در و دیوار ایسے منور و روشن ہو گئے جس طرح آفتاب طلوع کے وقت کرتا ہے (مدارج النبوۃ حصہ دوم صفحہ نمبر ۱۰۵، ۱۰۶ (اردو) طبع ۲۰۰۴ کراچی)

حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہجرت فرما کر مدینہ منورہ میں داخل ہوئے۔

"فصعد الرجال والنساء فوق البیوت وتفرق الغلمان والخدم فی الطرق ینادون یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ"۔ (مسلم شریف جلد ۲ صفحہ نمبر ۴۱۹ طبع کراچی)

ترجمہ: "تو عورتیں اور مرد گھروں کی چھتوں پر چڑھ گئے اور بچے اور غلام گلی کوچوں میں متفرق ہو گئے اور نعرے لگاتے پھرتے تھے یا محمد یا رسول اللہ یا محمد یا رسول اللہ"۔

- حنیف احمد الشتفی (غیر مقلد وہابی) لکھتے ہیں۔

مرفوع: جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہو خواہ وہ آپ کا فرمان ہو یا آپکا اسوۂ عمل ہو یا آپکے سامنے وہ کام کیا گیا ہو اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے سکوت فرمایا۔ (تفہیم تذکرۃ الحفاظ (اردو) از علامہ ذہبی (م ۷۴۸ھ) صفحہ نمبر ۲۲ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۸ء)

- مولوی سلطان محمود آف جلالپور پیر والہ (شجاع آباد) غیر مقلد وہابی لکھتا ہے

المرفوع: جو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف منسوب ہو۔

اس کی تین قسمیں ہیں۔

قولی: جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول ہو۔

فعلی: جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فعل ہو۔

تقریری: وہ قول جو آپ کے سامنے کہا گیا ہو یا وہ فعل جو آپ کی موجودگی میں کیا گیا ہو اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس پر انکار منقول نہ ہو۔

(اصطلاحات المحدثین از مولوی سلطان محمود صفحہ نمبر ۹ طبع ملتان ۱۹۸۶ء)

- حافظ ابن حجر عسقلانی (متوفی ۸۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

المرفوع جو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے منقول ہو گا وہ صراحتاً یا حکماً (آپ کا) قول یا فعل یا تقریر ہے۔ اسے حدیث مرفوع کہا جاتا ہے۔ (تقریر سے وہ قول و فعل مراد ہے جو کہ آپ کے سامنے ادا ہوا آپ نے منع نہ فرمایا)۔
(شرح نخبہ صفحہ ۳۲ طبع ...)

معلوم ہوا کہ مدینہ منورہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد پر خوشی و محبت کے اظہار کیلئے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین و صحابیات کا ... آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا صحابہ کرام کے اس فعل پر خاموشی اختیار فرمانا یہ ثابت کرتا ہے کہ قیامت تک جو مسلمان بھی کسی خوشی و مسرت یا کسی نعمت کے حصول کے موقع پر حدود شرعیہ کے اندر رہ کر جلوس نکالیں گے وہ جائز ہو گا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ کی کون سی نعمت ہو سکتی ہے جب آپ کی آمد کے موقع پر مسرت و اظہار کیا ... مشروع قرار پائے گا

اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعظیم و توقیر کا حکم دیا ہے

رب العزت ارشاد فرماتا ہے

۱۔ "وتعزروہ وتوقروہ"۔ (سورۃ فتح آیت نمبر ۹)

ترجمہ "اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو"۔

۲۔ "لقد من اللہ علی المؤمنین اذ بعث فیھم رسولا من انفسھم"۔ (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۶۴)

ترجمہ "بے شک اللہ تعالیٰ کا اہل ایمان پر احسان ہوا کہ ان میں ان کا رسول بھیجا"۔

اس آیت مبارکہ میں آپ کی بعثت پر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان عظیم جتا رہا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے کسی بھی اپنی نعمت پر احسان نہیں جتلایا۔ اس سے ثابت ہوا کہ آپ اللہ تعالیٰ کی سب نعمتوں سے بڑی نعمت بلکہ ہر نعمت کے حصول کیلئے وسیلہ عظمیٰ ہیں

۳۔ "الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا"۔ (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۲۸)

ترجمہ "وہ لوگ کہ جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو کفر کرکے تبدیل کر ڈالا"

حضرت عطاء بن یسار تابعی (متوفی ۱۰۳ھ) نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے اس آیت کے تحت فرمایا "الذین" سے مراد قریش اور نعمت سے مراد محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ (تفسیر درمنثور صفحہ ۸۵ جلد ۴ طبع ایران از امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)

۴۔ "یعرفون نعمت اللہ ثم ینکرونھا"۔ (سورۃ نحل آیت نمبر ۸۳)

ترجمہ "اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کو جاننے پہچاننے کے باوجود منکر ہو جاتے ہیں"۔

حضرت سدی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ نعمت اللہ سے حضور مراد ہیں یعنی کفار اپنے معجزات دیکھ کر آپ کو پہچانتے ہیں پھر عناداً انکار کرتے ہیں۔ (تفسیر درمنثور صفحہ ۱۲۴ جلد ۴ طبع ایران از امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)

(ف) ان کا پورا نام ہے اسماعیل بن عبدالرحمن سدی (متوفی ۱۲۷ھ) رحمۃ اللہ علیہ
(تاریخ تفسیر صفحہ نمبر ۹۶ طبع لاہور از ...)

پیر صاحب معانی القرآن معروف بہ تفسیر الزجاج (شیخ ابو اسحٰق ابراہیم بن سری (متوفی ۳۱۰ھ) نے بھی نعمت اللہ سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس کو ہی لیا ہے

- عن ابی ہریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انما انا رحمۃ مھداۃ (تذکرۃ الحفاظ از علامہ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) صفحہ ۷۷۵ جلد ۳)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدیہ کے طور پر رحمت ہوں"۔

علامہ ذہبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے یہ حدیث پاک ایک دوسری سند کے ساتھ زیادہ بن یحییٰ کے واسطہ سے بھی ملی ہے۔ اس میں انہوں نے "یا ایھا الناس" کا اضافہ کیا ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ از علامہ ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) صفحہ ۷۷۵ جلد ۳)

ان آیات قرآنیہ اور حدیث مبارکہ سے ثابت ہوا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم، اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی سب سے بڑی نعمت ورحمت ہیں۔

اور رب العزت ارشاد فرماتا ہے

"واما بنعمة ربك فحدث" ۔ (سورۃ الضحیٰ آیت نمبر ۱۱)

ترجمہ "اور اپنے رب کی نعمت کا خوب چرچا کرو"

عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر جلوس نکالنا فقط اللہ تعالیٰ کی نعمت عظمیٰ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چرچا کرنا مقصود ہے۔ اور لوگوں کو اس میں شمولیت کر کے حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اپنی محبت، عقیدت کا اظہار اور خداوند قدوس کے احسان کا شکریہ ادا کرنا ہے۔

مدینہ منورہ میں محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد

- امام زہری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں تشریف فرما ہوئے۔

(الوفا باحوال المصطفیٰ صفحہ نمبر [illegible] محدث ابن جوزی)

- امام نووی شارح مسلم علیہ الرحمۃ نے کتاب سیر میں روضہ سے ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں تشریف لانے پر جزم کیا ہے۔ (مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۶۰ جلد ۲ مطبوعہ کراچی)
- مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام دو شنبہ (پیر) کے روز ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ پہنچے۔ (نشر الطیب صفحہ نمبر ۱۱۱ مطبوعہ لاہور)

اوراق گذشتہ میں ہم ثابت کر چکے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے سرکار دو عالم کی آمد پر فرحت ومحبت میں جلوس نکالا اور یا محمد یا رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نعرے بلند کئے جیسا کہ صحیح مسلم میں منقول ہے۔

اگر مرتبین نصاب کے قول کے مطابق موجودہ اسلامی مدارس "بدعت" کی نقل ہیں تو ہم ببانگ دہل کہتے ہیں کہ موجودہ زمانے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آمد جس رنگ و بو میں تشریف آوری پر جلوس نکالنا ۱۲ ربیع الاول کو مدینہ منورہ میں آپ کی آمد پر صحابہ کرام کے جلوس نکالنے کی نقل ہے۔

اس لئے عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے موقع پر جلوس نکالنے کو شرک و بدعت سے تعبیر کرنا سراسر جہالت اور بدبختی ہے۔ اور مسلمانوں کو دینی برکتوں سے محروم رکھنے کا باعث ہے۔

- شیخ محمد رضا سابق مدیر مکتبہ جامعہ فواد قاہرہ (مصر) لکھتے ہیں

شاہ اربل سلطان مظفر ابو سعید نہایت متقی، جواں مرد، شیر دل، فیاض، بہت ذیرک، دانا اور منصف مزاج تھا۔ (محمد رسول اللہ)

- محدث ابن جوزی لکھتے ہیں۔ شاہ مظفر ابو سعید ذیرک، دانا، بہادر، وزیرا سیدار تھا۔ دانشور اور عدل گستر تھا۔ اس کا عہد حکومت کافی طویل ہوا یہاں تک کہ اس نے ۶۳۰ھ میں اس حالت میں وفات پائی کہ اس نے عکہ کے شہر میں جسے مسیحیوں نے قبضہ کر رکھا تھا اس کا محاصرہ کیا ہوا تھا اس کا ظاہر و باطن بہت ہی پسندیدہ تھا۔ (محمد رسول اللہ)

الزام: اربل کا سلطان بے دین تھا تاریخ ابن خلکان میں اور امام محمد بن محمد مالکی لکھتے ہیں کہ (میلاد کرنا) ایک بے دین کی ایجاد ہے۔ (انصاف صفحہ نمبر ۹۵)

جواب: سلطان مظفر ابو سعید ایک متقی، پارسا، مرد مجاہد اور منصف مزاج جیسے صفات والے مسلمان تھے انہیں بے دین کہنے والے خود بے دین ہیں۔

- امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں۔

میلاد شریف کو مروجہ اہتمام کے ساتھ منعقد کرنے کی ابتداء (بادشاہ وقت میں) اربل کے حکمران سلطان مظفر نے کی ..... اس کا شمار عظیم مرتبت سلاطین اور بڑے امراء میں ہوتا ہے اس نے کئی اور نیک کارنامے انجام دیئے اور یادگاریں قائم

کیں کو دنا سلطان کے دامن میں جامع مظفری تعمیر کرائی۔

• ابن کثیر اس کے بارے میں لکھتے ہیں

سلطان مظفر ربیع الاول کے مہینے میں میلاد شریف کا نہایت شان و شوکت اور تزک و احتشام سے اہتمام کرتا تھا اس سلسلہ میں ایک عظیم الشان جشن منعقد کرتا تھا وہ نیک دل، بیدار مغز، دلیر، بہادر، زیرک، عالم اور عادل حکمران تھا اللہ تعالیٰ اس پر رحمت کرے اس کی وفات ۶۳۰ھ میں شہر عکا میں ہوئی اس وقت اس نے فرنگیوں کا محاصرہ کر رکھا تھا مختصر یہ کہ نہایت نیک سیرت اور پاک طینت آدمی تھا۔

(حسن المقصد فی عمل المولد صفحہ نمبر ۴۲،۴۴ مترجم مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۳ء)

• علامہ قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش کے مہینے میں اہل اسلام ہمیشہ سے محفلیں منعقد کرتے چلے آئے ہیں اور خوشی کے ساتھ کھانے پکاتے رہے اور دعوت طعام کرتے رہے اور ان راتوں میں انواع و اقسام کی خیرات کرتے رہے اور سرور ظاہر کرتے چلے آرہے ہیں اور نیک کاموں میں ہمیشہ زیادتی کرتے رہے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مولد کریم کی قرأت کا اہتمام خاص کرتے رہے ہیں جس کی برکتوں سے ان پر اللہ تعالیٰ کا فضل ظاہر ہوتا رہا ہے اور اس کے خواص سے یہ امر مجرب ہے کہ انعقاد محفل اس سال میں موجب امن و امان ہوتا ہے اور ہر مقصود و مراد پانے کیلئے جلد آنے والی خوشخبری ہوتی ہے پس اللہ تعالیٰ اس شخص پر بہت رحمتیں فرمائے جس نے ماہ مبارک کی ہر رات کو عید بنالیا تاکہ یہ عید میلاد سخت ترین علت و مصیبت ہو جائے اس شخص پر جس کے دل میں مرض و عناد ہے اور علامہ ابن الحاج نے مدخل میں طویل کلام کیا ہے ان چیزوں کے انکار میں جو لوگوں نے بدعتیں اور نفسانی خواہشیں پیدا کردی ہیں اور آلات محرمہ کے ساتھ مولد شریف میں ان کو شامل کردیا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو ان کے مقصد جمیل پر ثواب دے اور ہمیں سنت کی راہ پر چلائے بے شک وہ ہمیں کافی ہے اور بہت اچھا وکیل ہے۔ (مواہب اللدنیہ جلد اول صفحہ نمبر ۲۷ مطبوعہ مصر)

• علامہ ابن امیر الحاج مالکی اور دیگر علماء کی عبارت کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۹۶)

علامہ ابن الحاج نے مدخل میں جو انکار کیا ہے وہ اصل محفل میلاد پر نہیں بلکہ ان بدعات اور نفسانی خواہشات پر ہے جو لوگوں نے محافل میلاد میں شامل کردی تھیں اور آلات محرمہ کے ساتھ گانا بجانا میلاد شریف کی محفلوں میں شامل کردیا گیا تھا۔ یہ منکرات ہیں صاحب مدخل نے انکار ان پر کیا ہے اور ایسے ناجائز امور پر ہر مسلمان انکار کرتا ہے صاحب مدخل کی عبارت سے دھوکہ دینے والوں کو معلوم ہونا چاہئے کہ امام قسطلانی نے ان کا یہ حصہ بھی توڑ پھوڑ کر رکھ دیا ہے اور محفل میلاد منعقد کرنے والوں کو مسلمان قرار دیا ہے انہیں بدعتی اور جہنمی کہنے والے خود بدعتی اور جہنمی ہیں۔

• حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا جس نے اپنے بھائی کو کافر کہا تو وہ کفر اسی کی طرف لوٹ آتا ہے۔

(موطا امام مالک صفحہ نمبر ۷۷۳ طبع کراچی)

• علامہ جلال الدین سیوطی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں ابن الحاج کے مذکورہ کلام کا حاصل یہ ہے کہ انہوں نے میلاد کی مذمت نہیں کی بلکہ ان چیزوں کی مذمت کی ہے جو شرعاً حرام و مکروہ ہیں ان کے آغاز کلام سے واضح ہے کہ اس ماہ مقدس کو خصوصیت دی جائے اور اس کی تعظیم و تکریم کی جائے اس میں زیادہ سے زیادہ نیک کام کئے جائیں جیسے عبادات و خیرات و صدقات اور کئی دوسری نیکیاں کی جائیں۔ میلاد شریف منانے کا یہی وہ طریقہ ہے جسے انہوں نے مستحسن قرار دیا ہے۔ کیونکہ اس میں تلاوت قرآن مجید اور دعوت طعام کے سوا کچھ نہیں ہوتا اور یہ خیر و ثواب کا کام ہے۔ جہاں تک ان کے اس قول کا تعلق ہے کہ یہ بدعت ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے الخ

(حسن المقصد فی عمل المولد، سیوطی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ نمبر ۳۸ مطبوعہ راولپنڈی ۱۹۸۳ء)

● امام ابن دحیہ کلبی اندلسی علیہ الرحمۃ

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں: آپ کی کنیت ابو الخطاب اور نام عمر بن حسن بن علی ہے اندلس کے رہنے والے بلند پایہ حافظ حدیث اور نامور عالم ہیں، آپ کو علم حدیث میں بصیرت تامہ حاصل تھی علم لغت سے حصہ وافر پایا۔ ادب اور دیگر علوم و فنون سے بھی بہرہ مند تھے۔ آپ نے مصر میں بوصیری اور اس طبقہ کے دوسرے اہل علم سے حدیث کا سماع کیا۔ واسط میں میدانی سے مسند امام احمد اور صحیح مسلم کی پوری مجم طبرانی کا سماع کیا، ۶۰۰ھ میں موطا امام مالک پڑھایا جس کو مشہور محدث ابو عمرو بن صلاح نے بھی ان سے سنا۔ علامہ ذہبی فرماتے ہیں میں نے حافظ شرف الدین دمیاطی سے سنا ہے جن کو ان کی طرف سے اجازت حاصل تھی، ان سے روایت کرنے والے تین علماء ہیں جن کی ہے۔ (تذکرۃ الحفاظ صفحہ ۱۴۲۰، ۱۴۲۱ جلد ۴ (تلخیص) طبع لاہور)

امام سیوطی نے حافظ ابو الخطاب ابن دحیہ کے حالات زندگی میں لکھا ہے

وہ جید علماء اور مشاہیر فضلاء میں سے تھے۔ مغرب سے شام و عراق آئے راستہ میں ۶۰۴ھ میں اربل کے علاقہ سے گزرے، ان کے عہد میں ملک معظم مظفر الدین بن زین الدین کو دیکھا کہ وہ میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم منانے کا اہتمام کرتا ہے تو اس کے لیے کتاب التنویر فی مولد البشیر النذیر لکھی اور خود سے پڑھ کر سنائی۔ ہم خاکسار کہتے ہیں ہم نے اس کتاب کو سلطان کے ہاں چھ نشستوں میں سنا ہے۔
(حسن المقصد فی عمل المولد سیوطی صفحہ نمبر ۴۲)

یہ ہم عصر علماء کی جرح تحقیق ثابت نہیں ہوتی ممکن ہے کہ بڑھاپے میں کمزوری حافظہ کی وجہ سے یہ کوتاہیاں ہوئی ہوں۔ (واللہ اعلم) (اور جب احتمال آگیا تو استدلال باطل)

● حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی

اگر کسی (نیک) عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہیے نہ کہ اصل عمل سے انکار کیا جائے ایسے امور سے منع کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا

ہے۔ (شمائم امدادیہ صفحہ نمبر ۶۸)

● علامہ شامی کی عبارت میں تحریف

قارئین کرام! اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔ علامہ شامی نے مجلس میلاد شریف کو حرام نہیں کہا بلکہ جس محفل میں گانے باجے اور خرافات ہوں اور اس کو لوگ میلاد کہیں اور ثواب سمجھیں اس کو منع فرمایا ہے چنانچہ اسی بحث میں فرماتے ہیں

واقبح منہ النذر بقراءۃ المولد فی المنابر مع اشتمالہ علی الغناء واللعب وایھاب ثواب ذلک الی حضرۃ المصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)۔ (شامی جلد ۲ کتاب الصوم بحث نذر اموات)

اس سے بھی بری بات منبروں میں مولود پڑھنے کی نذر ماننا ہے، باوجود یہ کہ اس مولود میں گانے اور کھیل کود ہوتے ہیں اس کا ثواب حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ہدیہ کرنا۔ بے شک اہل سنت اس قسم کے میلاد کو اچھا نہیں کہتے۔

● حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ اور محفل میلاد
(انصاف صفحہ نمبر ۴۹۲ کا جواب)

موصوف محفل میلاد کو جائز قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

"مجلس میلاد شریف میں اگر اچھی آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کی جائے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی نعت شریف، صحابہ کرام، اہل بیت عظام اور اولیاء کرام کی منقبت پڑھی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں"۔ ناجائز تو یہ ہے کہ قرآن کریم کے حروف میں تغیر کیا جائے، موسیقی کے قواعد کی پابندی کی جائے تالیاں بجائی جائیں۔ (مکتوبات جلد ۳ صفحہ نمبر ۱۱۶ مکتوب نمبر ۷۲)

معلوم ہوا کہ حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے میلاد کو جائز قرار دیا ہے ہاں ایسی محفل کو منع کیا ہے جس میں تالیاں بجائی جائیں اور قرآن کے حروف میں تغیر کیا جائے۔ اہل سنت بھی ایسی محافل میلاد کے قائل نہیں۔ مخالفین نے صاف صفحہ

نمبر ۹۶ پر جو مکتوب نقل کیا اس کا بھی یہی مفہوم ہے۔

• مرزا حسام الدین نے ایک نامور بزرگ کے صاحبزادہ کے متعلق آپ کو لکھا کہ انہوں نے محفل میلاد میں غیر شرعی افعال کو جگہ دے دی ہے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کے بارے میں مرزا صاحب کو ایک طویل مکتوب تحریر فرمایا جس میں ایک حصہ یہ بھی لکھا۔ آپ نظر انصاف سے کام لیں کہ بالفرض حضرت ایشاں قدس سرہ اس وقت دنیا میں زندہ ہوتے اور مجلس اور اجتماع ان کی موجودگی میں منعقد ہوتا تو حضرت قدس سرہ اس سے راضی ہوتے اور اس اجتماع کو پسند کرتے الخ

(مکتوبات شریف، دفتر اول حصہ پنجم مکتوب نمبر ۲۷۳)

یاد رہے اس مکتوب میں حضرت ایشاں قدس سرہ سے مراد صاحبزادہ صاحب کے والد حضور ہیں حضرت ایشاں سے مراد حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات مقدسہ کو لینا، مرتبہ انصاف کی سراسر بددیانتی اور حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ پر بہتان عظیم ہے۔

اور مخالفین کا یہ کہنا کہ مجدد صاحب بدعت کو حسن نہیں مانتے تو یہ بھی کج فہمی کا نتیجہ ہے۔ کیونکہ مجدد صاحب کا مطلب تو یہ تھا کہ جو بدعت حسن ہو اس کو سنت کہنا چاہیئے کیونکہ وہ کسی سنت کے رافع نہیں بلکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان "من سن فی الاسلام سنۃ" (رواہ مسلم) کے تحت سنت قرار پائے گی۔

نیز بعرض تفہیم یوں بھی کہا جاسکتا ہے کہ فقہاء کرام کے اقوال اور حضرت عمر فاروق وحضرت ابراہیم نخعی (تابعی) رضی اللہ عنہم کے مقابلہ میں مجدد الف ثانی کا قول قابل قبول نہ ہوگا۔ کیونکہ تمام فقہاء کرام، خلیفہ ثانی حضرت عمر فاروق اور حضرت ابراہیم نخعی نے بدعت کی ایک قسم کو حسن قرار دیا ہے۔ جیسا کہ کتب حدیث وفقہ میں مذکور ہے۔ نمبر ۱ حسنہ نمبر ۲ سیئہ۔

بدعت حسنہ اس نیک کام کو کہتے ہیں جو صحابہ وتابعین کے زمانہ میں (جیسے

تراویح باجماعت کا، بیس رکعات اور مسئلہ تثویب وغیرہ) یا اس کے بعد پیدا ہوا ہو مگر وہ کسی سنت کو رفع نہ کرے اور اس کی اصل کتاب وسنت میں موجود ہو۔

• ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

یعنی جو شخص نئی بات اسلام میں پیدا کرتا ہے اپنی عقل اور مرضی سے جس کی دلیل قرآن وحدیث سے نہیں ملتی۔ دلیل ظاہری۔ دلیل خفی۔ دلیل لفظی نہ دلیل مستنبطی ہو وہ کام مراد ہے (مرقات المفاتیح)

اور بدعت سیئہ وہ ہے جو سنت کی رافع ہو۔ اور جو مجدد الف ثانی علیہ الرحمۃ نے محفل میلاد کو مستحسن قرار دیا ہے جبکہ اس میں امور شرعیہ مفقود ہوں۔

مخالفین نے "رسالہ صفحہ نمبر ۱۲" پر حضرت مجدد ثانی علیہ الرحمۃ کا جو قول نقل کیا ہے وہ بدعت سیئہ کے متعلق ہے جو ہمارے خلاف نہیں کیونکہ آپ فرماتے ہیں "جو چیز دین میں نئی نکالی گئی ہو" اور اس کو ضروریات دین سے سمجھا جائے واقعی وہ بدعت سیئہ ہوگی۔

• علماء اہل سنت وجماعت کی تفسیر کی عبارات

۱۔ تفسیر ابن جریر از ابو جعفر بن جریر (م ۳۱۰ھ)۔ (جامع البیان)
۲۔ تفسیر یاقوت التاویل از امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ)
۳۔ تفسیر معالم التنزیل محی السنۃ ابو محمد حسین بن مسعود البغوی (م ۵۱۶ھ)۔
۴۔ ابو الغرار شیخ بن العربی (م ۵۴۳ھ)۔ (احکام القرآن)
۵۔ تفسیر رازی از امام فخر الدین ابو عبداللہ محمد بن عمر بن الحسین الرازی (م ۶۰۶ھ) (تفسیر کبیر)۔
۶۔ تفسیر بیضاوی از ابو سعید ناصر الدین عبد اللہ بن عمر البیضاوی (م ۶۸۵ھ)
۷۔ تفسیر خازن از علاؤ الدین بن علی بن محمد بغدادی (م ۷۲۵ھ)۔
۸۔ تفسیر در منثور از امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ)۔

٩۔ تفسیر ارشاد العقل السلیم از مفتی ابو السعود (م ٩٨٢ھ)۔

١٠۔ تفسیر نظامی از شیخ نظام الدین م (١٠٣٣ھ)۔

١١۔ تفسیر جمل تفسیر جلالین پر حاشیہ (م ١٢٠٤ھ)۔

١٢۔ تفسیر ابن الاثیر از ابو السعادات مبارک بن محمد بن اثیر جزری (م ٦٠٦ھ)۔

١٣۔ عرائس البیان فی حقائق القرآن از ابو محمد روزبہان ابی نصر بقلی شیرازی (م ٦٠٦ھ)۔

١٤۔ تفسیر قرطبی از ابو عبد اللہ محمد بن احمد بن ابی بکر قرطبی (م ٦٧١ھ)۔ (الجامع الاحکام القرآن)

١٥۔ تفسیر مدارک التنزیل از امام ابو البرکات عبد اللہ حافظ الدین نسفی (م ٧١٠ھ)۔

١٦۔ تفسیر فتوح الغیب عن قناع الریب از شیخ شرف حسن بن محمد مشہور بہ طیبی (م ٧٤٣ھ)۔

١٧۔ البحر المحیط از ابو حیان محمد بن یوسف اندلسی (م ٧٤٥ھ)۔

١٨۔ تفسیر خواجہ پارسا از خواجہ محمد پارسا بن محمود بخاری (م ٨٢٢ھ)۔

١٩۔ احکام بیان از حافظ ابن حجر عسقلانی (م ٨٥٢ھ)۔

٢٠۔ تفسیر جلالین از جلال الدین محلی (م ٨٦٤ھ)، جلال الدین سیوطی (م ٩١١ھ)۔

٢١۔ تفسیر فتح الرحمن از قاضی زکریا بن محمد انصاری (م ٩٢٦ھ)۔

٢٢۔ تفسیر ملا علی قاری از نور الدین علی بن سلطان (م ١٠١٤ھ)۔

٢٣۔ تفسیر احمدی از ملا جیون امیٹھوی (م ١١٣٠ھ)۔

٢٤۔ تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ١٢٢٥ھ)۔

٢٥۔ تفسیر رؤفی از شاہ رؤف احمد (مطبوعہ ١٢٤٨ھ)۔

٢٦۔ تفسیر روح المعانی از محمود آلوسی بغدادی (م ١٢٧٠ھ)۔

٢٧۔ خزائن العرفان از علامہ سید محمد نعیم الدین مراد آبادی (م ١٣٦٧ھ)۔

٢٨۔ تفسیر ضیاء القرآن از پیر کرم شاہ الازہری۔

٢٩۔ تفسیر نعیمی از مولانا مفتی احمد یار خان گجراتی (م ١٣٩١ھ)۔ (نور العرفان)

٣٠۔ التبیان از علامہ سید احمد سعید کاظمی (م ١٤٠٦ھ) پارہ اول

٣١۔ تبیان القرآن از مولانا غلام رسول سعیدی۔

● دیوبندی تبلیغی جماعت اور مفتی سعودی عرب کا فتویٰ

ویقول السائل هل النصيحة الخروج معهم داخل البلاد السعودية او خارجها ام لا؟

والجواب: ان اقول: جماعة التبليغ هم جماعة بدعة وضلالة، وقد ذكر العلماء العارفون بجماعة التبليغ كثيرا مما هم عليه من البدع والخرافات والضلالات والمنكرات وفساد العقيدة، ولا سيما في توحيد الالوهية۔ سائل نے یہ پوچھا ہے کہ آپ مجھے اس بارے میں کیا نصیحت فرماتے ہیں کہ میں اس جماعت کے ساتھ مملکت عربیہ سعودیہ اور اس کے باہر جا سکتا ہوں یا نہیں میرا جواب یہ ہے کہ تبلیغی جماعت گمراہ اور بدعتی جماعت ہے۔ ان لوگوں کے حالات سے واقف علماء نے ان کی بدعات خرافات وضلالات اور منکرات وفساد عقیدہ کے بارے میں بہت کچھ ذکر کیا ہے۔ خاص کر توحید الوہیت کے باب میں (القول البلیغ صفحہ نمبر ٣٠، طبع ریاض ١٩٩٣ء) تالیف حمود بن عبد اللہ التویجری الطبعة الاولى ١٤١٤ھ/١٩٩٣ء المملكة العربية السعودية۔

مولوی محمد جونا گڑھی اہلحدیث کے ترجمہ قرآن کے علاوہ تمام دیگر تراجم قرآن کریم سعودی عرب میں سمندر برد کر دیے گئے

٢٠ جون ٢٠٠٦ء میں ہمارے دوست کاشف علی سکنہ خانیوال عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کیلئے سعودی عرب گئے۔ واپسی پر راقم الحروف کو بتایا کہ ترجمہ قرآن اردو

مولوی محمود الحسن دیوبندی حاشیہ مولوی شبیر احمد عثمانی اور دیگر اسی قسم کے تراجم کو سعودی حکومت نے ممنوع قرار دے دیا۔ فقط مولوی محمد جوناگڑھی کے ترجمہ قرآن کے پڑھنے کی اجازت ہوگی۔

- ترجمہ کنز الایمان (قرآن کریم) اور ہفت روزہ الاعتصام (اہلحدیث) لاہور

فاضل بریلوی (شاہ احمد رضا خان صاحب) ترجمہ اور ترجمانی کی درمیانی راہ اختیار کی اور اس کی بڑی توجہ اس امر پر تھی کہ قرآن مجید کے ان بعض الفاظ کو جو عربی اور اردو زبان میں مختلف مفہوم رکھتے ہیں کا یہ ترجمہ کیا جائے کہ غیر مسلم ان پر جو اعتراض کرتے ہیں اس کی نوبت نہ آئے چنانچہ بعض الفاظ کے ترجمہ کی حد تک وہ کامیاب بھی رہے ہیں۔ (بحوالہ ہفت روزہ الاعتصام، اہلحدیث لاہور ۲۲ ستمبر ۱۹۸۹ء)

- دیوبندی مکتبہ فکر کے ترجمان ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی اور ترجمہ

کنز الایمان مولانا احمد رضا خان بریلوی کے ترجمہ (قرآن) کو ایک اہم مقام حاصل ہے۔ (ماہنامہ تعلیم القرآن راولپنڈی، جون ۱۹۶۳ء)

- علامہ محمد خالد بخش مدنی فاضل مدینہ یونیورسٹی (سعودی عرب)

اعلیٰ حضرت کے ترجمہ قرآن کنز الایمان کی امتیازی شان کا پتہ اس وقت چلتا ہے، جب موجودہ دور کے دوسرے تراجم سے کنز الایمان کا تقابلی جائزہ لیا جائے۔ اس کی مقبولیت کا اندازہ دارالعلوم دیوبند کے سرپرست مولانا اشرف علی تھانوی کے اس بیان سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ قرآن کریم کی معرفت اس زمانہ میں کسی کو حاصل ہے تو وہ مولانا احمد رضا خان ہیں۔ (معارف رضا شمارہ ۹، صفحہ نمبر ۱۳۹، طبع ۱۹۸۹ء)

- <u>کنز الایمان ایک اہلحدیث کی نظر میں</u>

(علامہ سعید بن عزیز یوسف زئی، امیر جمعیت برادران اہلحدیث پاکستان)

اب آیئے اصل مضمون کی طرف جو کنز الایمان کے بارے میں ہے کہ ہمارا اس بارے میں کیا نظریہ ہے۔ میں نہایت وضاحت کے ساتھ کہوں گا کہ الم سے لے

کر والناس تک ہم نے کنز الایمان میں نہ تو کوئی تحریف پائی ہے اور نہ ہی ترجمہ میں کسی قسم کی غلط بیانی کو پایا ہے۔ نہ ہی کسی بدعت اور شرک کے کرنے کا جواز پایا ہے۔ بلکہ یہ ایک ایسا ترجمہ قرآن مجید ہے کہ جس میں پہلی بار اس بات کا خاص خیال رکھا گیا ہے کہ جب ذات باری تعالیٰ کیلئے بیان کی جانے والی آیتوں کا ترجمہ کیا گیا ہے تو بوقت ترجمہ اس کی جبروت، سطوت، تقدس، عظمت و کبریائی کو ملحوظ خاطر رکھا گیا ہے جبکہ دیگر تراجم خواہ وہ اہلحدیث سمیت کسی بھی مکتب فکر کے علماء کے ہوں ان میں یہ بات نظر نہیں آتی ہے۔ اسی طرح وہ آیتیں جن کا تعلق محبوب خدا شفیع روز جزا وسیلہ روز محشر امام الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے یا جن میں آپ سے خطاب کیا گیا ہے، تو بوقت ترجمہ مولانا احمد رضا خان صاحب نے یہاں بھی دوسروں کی طرح صرف لفظی اور لغوی ترجمہ سے کام نہیں چلایا ہے۔ بلکہ صاحب وما ینطق عن الہویٰ اور ورفعنا لک ذکرک کے مقام عالی شان کو ہر جگہ ملحوظ خاطر رکھا ہے، یہ ایک ایسی خوبی ہے جو کہ دیگر تراجم میں بالکل ہی ناپید ہے۔

(معارف رضا، ۱۹۸۹ء، الاعتصام ستمبر ۱۹۸۹ء)

- پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد صاحب لکھتے ہیں

لندن یونیورسٹی کے شعبہ دینیات کے صدر پروفیسر ڈاکٹر حنیف اختر فاطمی نے ایک بڑا کام کیا۔ ۱۹۷۸ء میں امام احمد رضا کے ترجمہ قرآن کو انگریزی میں منتقل کیا یہ کام انہوں نے کویت یونیورسٹی سے وابستگی کے زمانہ قیام میں کیا تھا۔ یہ ترجمہ لاہور اور انگلستان سے شائع ہو چکا ہے۔ پروفیسر موصوف ۱۹۸۰ء میں پاکستان آئے کراچی میں راقم کی ان سے ملاقات ہوئی۔ دوران گفتگو انہوں نے فرمایا کہ جب میں ترجمہ مکمل کر چکا تو ایک عیسائی فاضل سے ملاقات ہوئی اس نے کہا کہ میں اسلام کا مطالعہ کر رہا ہوں، قرآن کریم کے بہت سے انگریزی تراجم دیکھے مگر دل کو اطمینان نہیں ہوا، پروفیسر صاحب نے جواباً فرمایا: میں نے ایک ترجمہ کیا ہے اس کو بھی پڑھ لیں۔ چنانچہ مسودہ اس کو دے دیا گیا، جب وہ عیسائی فاضل ترجمہ پڑھ چکا تو متاثر ہو کر

مشرف باسلام ہو گیا۔ (امام احمد رضا اور عالمی جامعات از پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد)

الزام: "مرتبین انصاف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"بریلوی اعلیٰ حضرت کے ترجمہ میں تحریف"

"ویکون الرسول علیکم شہیدا"۔ (البقرہ، پ ۲)

ترجمہ: "اور یہ رسول تمہارے نگہبان اور گواہ ہیں"۔

اور تفسیر نعیمی (حاشیہ) میں اس کی شرح یہ کی گئی ہے۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بکرم الٰہی نور نبوت سے ہر شخص کا حال اور اس کی حقیقت ایمان اور نیک اعمال و بد اور اخلاص و نفاق سب پر مطلع ہیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۰)

الجواب: سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

"ویکون الرسول علیکم شہیدا"۔ یعنی باشد رسول شما بر شما گواہ زیرا کہ او مطلع است بنور نبوت بر رتبہ ہر متدین بدین خود کہ در کدام درجہ از دین من رسیدہ و حقیقت ایمان او چیست و حجابے کہ بداں از ترقی محجوب ماندہ است کدام است پس او مے شناسد گناہان شمار او درجات ایمان شمار او اعمال نیک و بد شمارا و اخلاص و نفاق شمارا۔ (تفسیر عزیزی جلد اول زیر آیت ویکون الرسول الخ)

ترجمہ: "تمہارا رسول تم پر گواہی دے گا کیونکہ وہ جانتے ہیں اپنی نبوت کے نور سے اپنے دین کے ہر ماننے والے کے رتبہ کو کہ میرے دین میں اس کا کیا درجہ ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور وہ کون سا پردہ ہے جس سے اس کی ترقی رکی ہوئی ہے۔ پس وہ تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں، تمہارے ایمان کے درجوں کو تمہارے نیک و بد سارے اعمال کو اور تمہارے اخلاص اور ایمان کو بھی خوب جانتے ہیں"۔

● مولوی سرفراز خاں گکھڑوی دیوبندی لکھتے ہیں:

بے شک مسلک دیوبند سے وابستہ جملہ حضرات، حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کو اپنا روحانی پیشوا تسلیم کرتے ہیں اور اس پر فخر بھی کرتے ہیں، علمائے دیوبند

حضرات کیلئے حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب کا فیصلہ حکم آخر کی حیثیت رکھتا ہے۔

(اتمام البرہان از محمد سرفراز گکھڑوی حصہ اول ص ۱۲۸ مطبوعہ گوجرانوالہ ۱۹۸۱ء)

● مرتبین انصاف خوف محشر کو پیش نظر رکھتے ہوئے جواب دیں کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی محرف قرآن تھے۔

(اعوذ باللہ من ذالک)

اعتراض: جب تک اللہ تعالیٰ نے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا علم نہ بتایا تو کسی کو بھی پتہ نہ چل سکا (انصاف صفحہ نمبر ۱۰۲)

جواب نمبر ۱: اہل سنت کا عقیدہ ہے کہ جس روز سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حبیب امام الانبیاء نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نکاح میں آئیں اسی روز سے رب ذوالجلال نے آپ کو ان کی پاکدامنی اور پاکیزگی کا علم عطا فرما دیا تھا۔

کیونکہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے نکاح ہونا تقدیر الٰہی میں لکھا جا چکا تھا اور اللہ تعالیٰ کے انتخاب میں کسی قسم کا نقص ہونا امر محال ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تین راتوں تک تو مجھ کو خواب میں دکھلائی گئی۔ فرشتہ ریشمی کپڑے کے ٹکڑے میں تیری تصویر لاتا رہا۔ فرمایا یہ آپ کی بیوی ہے۔ میں نے تیرے چہرے سے کپڑا اٹھایا وہ تو ہی تھی۔ میں نے کہا اگر اللہ تعالیٰ کی طرف سے امر مقدر ہے تو ہو کر رہے گا۔ (۱) (مسلم، کتاب الفضائل صفحہ ۸ حصہ ۶)

(۲) (مشکوٰۃ باب مناقب ازواج النبی صلی اللہ علیہ وسلم)

جواب نمبر ۲: تفسیر کبیر میں امام فخر الدین رازی (م ۶۰۶ھ) رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درج ذیل حدیث نقل کی ہے۔

ما بغت امرأۃ نبی قط

ترجمہ: "کسی نبی کی بیوی نے کبھی بے حیائی کا کام نہیں کیا"۔

یہ بات حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اپنی طرف سے نہیں کہہ سکتے بلکہ یقیناً حضور علیہ السلام سے سن کر فرما رہے ہیں لہذا یہ حدیث حکماً مرفوع ہوگی۔

اس حدیث مبارکہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک ایسے امر کا بیان فرمایا جو لوازمات نبوت سے ہے اور وہ یہ کہ کسی نبی کی بیوی بدکار نہیں ہو سکتی۔ اس لئے مخالفین کا یہ کہنا کہ وحی نازل ہونے سے پہلے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا علم نہ تھا۔ ارتداد و گمراہی ہے۔

<u>جواب نمبر ۳:</u> وحی نازل ہونے سے قبل امام الانبیاء سرور دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لے گئے اور منبر پر کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:

یا معشر المسلمین من یعذرنی من رجل قد بلغنی اذاہ فی اہل بیتی فواللہ ما علمت علی اہلی الا خیرا

(مسلم کتاب التوبہ صفحہ ۳۶۳ حصہ ۲)

"اے گروہ مسلمانان! اس شخص کے بارے میں مجھے کون معذور رکھتا ہے جس کی اذیت رسانی میرے اہل خانہ کے بارے میں مجھ تک پہنچی ہے۔ بخدا میں اپنے اہل کیلئے خیر کے بغیر کچھ نہیں جانتا"۔

نیز اسامہ بن زید نے کہا یا رسول اللہ! آپ کی بیوی ہے اور ہم تو سوائے بھلائی کے اور کوئی بات نہیں جانتے۔ حضرت بریرہ (لونڈی) جو کہ حضرت عائشہ کے پاس رہتی تھی۔ آپ ﷺ نے اس کو بلایا اور ارشاد فرمایا اے بریرہ تو نے کبھی عائشہ رضی اللہ عنہا سے کوئی بات ایسی دیکھی ہے جس سے تجھ کو ان کی پاکدامنی میں شک پڑے۔ بریرہ نے کہا قسم اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا میں نے اگر کوئی کام دیکھتی کبھی تو میں عیب بیان کرتی۔ (مسلم کتاب التوبہ صفحہ ۳۶۶ حصہ ۲) منکرین کیلئے لمحہ فکریہ۔ جب حضرت بریرہ رضی اللہ عنہا خصوصاً حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کی شہادت دے رہی ہے تو پھر یہ کہنا کہ رحمت عالم ﷺ کو وحی نازل ہونے سے پہلے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا علم نہیں تھا انتہائی ظلم عظیم ہے۔ بقیہ اگلے صفحہ پر

اگر حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے قسم کھانے کے باوجود جو شخص یہ کہے کہ آپ کو وحی نازل ہونے سے قبل حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا علم نہ تھا تو وہ اپنے ایمان کی خیر منائے۔

● علامہ پیر محمد کرم شاہ الازہری کا بصیرت افروز بیان:

آج کل بھی بعض لوگ بڑے سوقیانہ انداز میں اس واقعہ کو عام جلسوں میں

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ مجھے منافقین کے جھوٹا ہونے کا یقین ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس بات سے محفوظ رکھا ہے کہ آپ کے جسم پر مکھی بیٹھے کیونکہ مکھی نجاست پر بیٹھتی ہے اور نجاست سے آلودہ ہوتی ہے تو جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس معمولی نجاست سے بھی محفوظ رکھا ہے تو کیا آپ کو اس فاحشہ کے ساتھ ملوث ہونے والی عورت سے محفوظ نہیں رکھے گا؟ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا اللہ تعالیٰ نے آپ کے سائے کو زمین پر پڑنے سے محفوظ کیا ہے تاکہ کسی انسان کا اس سایہ پر قدم نہ پڑے تو جب کسی شخص کیلئے آپ کے سایہ پر قدم رکھنا ممکن نہیں ہے تو کسی شخص کیلئے آپ کی زوجہ کی عزت کو پامال کرنا کس طرح ممکن ہوگا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے عرض کی اللہ تعالیٰ نے جبرئیل کو بھیج کر آپ کو خبر دی کہ آپ کے نعلین میں گندی چیز ہے اور آپ کو یہ حکم دیا کہ آپ اپنے پاؤں سے نعلین اتار دیں تاکہ آپ کے پاؤں مبارک میں وہ گندی چیز نہ لگے تو اگر بالفرض آپ کی زوجہ اس فاحشہ سے ملوث ہوتی تو ضرور اللہ تعالیٰ آپ کو اس سے الگ ہونے کا حکم صادر فرماتا۔ حضرت ابو ایوب انصاری نے اپنی بیوی سے کہا کیا تم کو اس چیز کی خبر ہے؟ ان کی بیوی نے کہا یہ بتاؤ کہ اگر تم حضرت صفوان بن معطل کی جگہ ہوتے تو کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم محترم کے ساتھ کسی فاحشہ کا ارتکاب کر سکتے تھے؟ انہوں نے کہا ہرگز نہیں انہوں نے کہا کہ اگر میں حضرت عائشہ کی جگہ ہوتی تو کبھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ خیانت کا ارادہ نہ کرتی اور حضرت عائشہ مجھ سے افضل ہیں اور حضرت صفوان تم سے افضل ہیں تو ان کے متعلق اس فاحشہ کا تصور کیسے ہو سکتا ہے۔ (مدارک التنزیل صفحہ نمبر ۲۳۳ جلد ۳ طبع دار الکتب العربیہ پشاور) (ابو انجیل چشتی غفرلہ)

بیان کرتے ہیں اور اپنے نبی پاک کی بے علمی ثابت کرنے کیلئے عجیب و غریب موشگافیاں کرتے ہیں کہ اگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو علم ہوتا تو رنجیدہ خاطر کیوں ہوتے، اگر علم ہوتا تو صاف الفاظ میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی برأت کا اعلان کیوں نہ کر دیتے وغیرہ۔ جنہیں سن کر دل درد سے بھر جاتا ہے اور کلیجہ شق ہونے لگتا ہے اور یہ سمجھ نہیں آتی کہ یہ صاحب جو سارا زور بیان اور قوت استدلال اپنے نبی کی بے علمی ثابت کرنے کیلئے صرف کر رہے ہیں ان کا اس نبی سے قلبی تعلق ہے کہ نہیں، اگر تعلق بھی ہوتا تو وہ ایسا کہنے کی جرأت نہ کرتے وہ خود سوچیں اگر ان کی بہو بیٹی پر بہتان لگایا جائے یا خود ان کی اپنی ذات کو ہدف بنایا جائے اگرچہ انہیں اپنی پاکدامنی کا حق و یقین بھی ہو تو کیا ان کا جگر چھلنی نہیں ہو جائے گا نزول وحی میں تاخیر کی جو حکمتیں ہیں ان کا آپ کیا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ ابتلا میں شدت اس کی مدت میں طوالت اور ہمہ صبر و استقامت کا مظاہرہ ان تمام امور میں بھی لطف ہے اس کی قدر و منزلت اہل محبت ہی جانتے ہیں۔ (تفسیر ضیاء القرآن صفحہ ۲۰۰ جلد ۳ طبع لاہور)

علامہ سید احمد سعید کاظمی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں، ایک مہینہ یا اس سے زائد تک اس معاملہ کے طول دینے کی حکمت بھی یہی تھی کہ اگر جلدی سے معاملہ ختم کر دیا جاتا تو لوگوں کے دلوں میں شکوک و شبہات رہ جاتے۔ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے حکمت الٰہی کے مطابق معاملہ کو طول دیا کہ جس طرح چاہو اس طویل عرصہ میں واقعات کی چھان بین کر لو جب کوئی برائی موجود ہی نہیں تو ظاہر کہاں سے ہوگی۔

نیز فرماتے ہیں

سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا علم تھا مگر ان حکمتوں کے پیش نظر بے توجہی اور تحقیق و تفتیش کر لی گئی اور معاملہ کو طول دیا گیا تاکہ حضرت صدیقہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی ہر طریقہ سے ظاہر ہو جائے، اسی حکمت کے تحت ان کی برأت قرآن مجید میں تاخیر سے نازل ہوئی۔ (مقالات کاظمی صفحہ ۱۲۷ جلد دوم)

● حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں:

منکرین علم غیب رسول کا اس واقعہ افک سے (یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے واقعہ) سے دلیل پکڑنا سراسر غلط ہے۔ انبیاء و اولیاء جس طرف بھی نظر کرتے ہیں، دریافت و ادراک غیبیات کا ان کو ہوتا ہے۔ (شمائم امدادیہ صفحہ)

اعتراض: حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام تمام امت کے احوال سے واقف ہیں تو اس کے بعد جو سورتیں اتریں اور ان میں ایسے واقعات پیش آئے کہ آپ کو ان کا علم نہ تھا۔

۱۔ سورۃ منافقین اتری جس میں منافقین کے مکر و جھوٹ کا ذکر ہے وغیرہ۔
(انصاف صفحہ نمبر ۱۰۳)

۲۔ (بعض احوال کو) آیت سے آپکو صورت حال سے آگاہ کیا گیا (تلخیص)۔
(انصاف صفحہ نمبر ۱۰۳)

الجواب نمبر ۱: کیونکہ اہل سنت و جماعت جمیع ما کان و ما یکون کے علوم کے حصول تدریجی کے نزول قرآن کی تکمیل کے بعد کے قائل ہیں اس لئے ( ) یہ آیت بھی ہمارے خلاف نہیں کیونکہ نزول قرآن کی تکمیل سے قبل کی نفی ہے بعد کی نہیں۔ (۲) نفی کل جمیع ما کان و ما یکون کی ہے جس کے حصول کے بھی قبل از نزول آیت منقولہ کے ہم بھی قائل نہیں۔

الجواب نمبر ۲: علم کے باوجود اللہ تعالیٰ کسی حکمت و مصلحت کی بنا پر کسی امر خاص کی طرف سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی توجہ ہٹا دیتا ہے۔ (خواہ اسے ہم سمجھیں یا نہ سمجھیں) حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام پر ذہول و نسیان کا طاری ہونا ہمارے نزدیک جائز ہے۔

● حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"انی لا انسی او انسی لاسن"۔ (موطا امام مالک صفحہ نمبر ۸۲ طبع کراچی)

ترجمہ: "مجھ کو نسیان نہیں ہوتا لیکن نسیان کرا دیا جاتا ہے تاکہ اس کے متعلق احکام سنت پا جائیں"۔

● قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) فرماتے ہیں:

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نسیان وسہو کی حالت افادہ علم اور بیان

کا سبب ہوتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا میں خود بھولتا ہوں

بھلایا جاتا ہوں تا کہ وہ تمہارے لئے سنت بن جائے بلکہ ایک روایت میں یوں آیا

کہ میں خود نہیں بھولتا مگر بھلایا جاتا ہوں۔ تا کہ اسے سنت بناؤں۔

آپ کو سہو پر ثبات نہیں رہتا بلکہ فوراً محسوس ہو جاتا ہے تا کہ اشتباہ جاتا

اور حکمت کا فائدہ ظاہر ہو۔ (الشفا مع (اردو) صفحہ نمبر ۲۰۳ جلد دوم)

- امام مجد الدین محمد بن یعقوب فیروز آبادی صاحب قاموس (م ۸۱۷ھ)

فرماتے ہیں:

آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے امت مسلمہ پر دیگر احسانات کے علاوہ

نماز میں کا ہے گاہے سہو ونسیان بھی ایک احسان ہے جو تشریع کی خاطر معرض وجود میں

آیا۔ الخ (سفر السعادت صفحہ نمبر ۲۴۳ طبع لاہور)

یاد رہے کہ یہ شان اللہ تعالیٰ ہی کی ہے کہ ذہول ونسیان وعدم توجہ وغیرہ

پاک ہے، حضرت زید بن ارقم کے واقعہ کا تعلق بھی عدم توجہ کا باعث ہے۔ نیز

اعتراض ہم پر کرتے ہو حضرت شاہ عبد العزیز محدث دہلوی پر بھی تو کرو۔ ہم کو

ہو اور انہیں اپنا پیشوا مانتے ہو۔

(ماجو ابکم فہو جوابنا)

اعتراض: آپ نے پہلے اوپر شہد حرام فرمایا، سورۃ اتری تب اصل حال کا آپ

ہوا۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۰۲)

الجواب:

واقعہ شہد اور اس کا پس منظر

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

یا ایھا النبی لم تحرم ما احل اللہ لک تبتغی مرضات ازواجک

"اے نبی (مکرم) آپ کیوں حرام کرتے ہیں اس چیز کو جسے اللہ تعالیٰ

آپ کیلئے حلال کر دیا ہے۔ (کیا یوں) آپ اپنی بیویوں کی خوشنودی چاہتے ہیں"۔

صاحب تفسیر کشاف زمخشری معتزلی (م ۵۳۸ھ) اور اس کے پیروکاروں

نے اس مقام پر ایسی باتیں لکھیں ہیں جن سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے دامن

عصمت پر حرف آتا ہے۔ آپ ائمہ اہل سنت کی تفسیر ملاحظہ فرمائیں جن کو اللہ تعالیٰ

نے حق بینی اور محبت مصطفوی دونوں نعمتوں سے مالا مال فرمایا ہے۔

اس سورۃ کے شان نزول کے بارے میں دو روایات مروی ہیں مگر مفسرین

کرام نے درج ذیل روایت کو قوی قرار دیا ہے۔

سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت مبارکہ تھی کہ نماز عصر کے بعد ازواج

مطہرات کے حجروں میں تشریف لے جاتے اور تھوڑا تھوڑا وقت ہر رفیقہ حیات کے

پاس تشریف رکھتے ایک بار ام المومنین حضرت زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی خدمت

میں کسی نے شہد تحفۃً بھیجا۔ حضور علیہ السلام جب ان کے کاشانہ اقدس میں رونق افروز

ہوتے تو وہ بڑے اہتمام سے شہد پیش کرتیں۔ حضور کو طبعی طور پر شہد بہت پسند تھا اس

لئے شوق فرماتے۔ اس طرح حضرت زینب کے ہاں معمول سے زیادہ قیام ہو جاتا۔

حضرت زینب کی مسرت کی حد نہ تھی۔ انہیں اللہ کے محبوب اور اپنے سرتاج کے روئے

زیبا کے دیدار کا زیادہ موقع ملتا لیکن جن امہات المومنین کے حصہ سے یہ لمحے صرف

ہوتے ان کیلئے یہ صورت حال ناقابل برداشت ہوتی گئی۔ محبت جتنی زیادہ ہوتی ہے

رقابت کا جذبہ اتنا ہی قوی ہوتا ہے۔ آخر حضرت عائشہ اور حضرت حفصہ رضی اللہ تعالیٰ

عنہما سے ضبط نہ ہو سکا انہوں نے آپس میں یہ طے کیا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام

حضرت زینب کے پاس سے اٹھ کر ان میں سے جس کے ہاں آئیں اور یہ کہے کہ حضور!

آپ کے دہن مبارک سے مغافیر کی بو آ رہی ہے کیا حضور نے مغافیر تناول فرمایا ہے؟

(مغافیر عرفط درخت کی گوند ہے جس میں خفیف سی بد بو ہوتی ہے) انہیں علم تھا کہ

حضور اپنی نفاست مزاج کے باعث بدبو سخت ناپسند کرتے ہیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم

1۔ الماس درج التحریر صفحہ ۱۳۰ از تاج الدین کی رحمۃ اللہ علیہ۔ (ابو تحلیل فیصی عفرلہ)

نے فرمایا میں نے مغافیر تو نہیں کھایا بلکہ زینب کے ہاں شہد نوش کیا ہے اس کے بعد میں شہد نہیں پیوں گا۔ تم کسی سے اس کا ذکر نہ کرنا۔ "فلن اعود له فقد حلفت لا تخبري بذلك احدا" اس وقت یہ آیتیں نازل ہوئی۔

- امام ابن جریر طبری اپنی تفسیر میں اپنی رائے ان الفاظ میں تحریر کرتے ہیں

یعنی میرے نزدیک صحیح قول یہ ہے کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اوپر ایک ایسی چیز کو حرام کر دیا جس کو اللہ تعالیٰ نے آپ کیلئے حلال کیا تھا۔

- صحیح مسلم کی شرح میں امام نووی کہتے ہیں

کہ درست بات یہ ہے کہ یہ آیت شہد کے قصہ میں نازل ہوئی ہے۔

- علامہ ابی حیان اندلسی اپنی تفسیر "البحر المحیط" میں تحریر فرماتے ہیں۔

"یایها النبی ندائه اقبال و تشریف" یعنی اللہ تعالیٰ نے یایها النبی سے خطاب فرما کر اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنی طرف متوجہ کیا اور شرف عطا فرمایا ہے۔ لم تحرم سؤال تلطف یعنی از راہ لطف و محبت دریافت کیا ہے کہ اے حبیب! آپ نے ایسا کیوں کیا۔ اس کا قرینہ یہ ہے کہ پہلے بڑے احترام سے خطاب فرمایا، پھر سوال کیا جس طرح عفا الله عنك لم اذنت لهم میں ہے۔ پھر فرماتے ہیں تحریم سے مراد تحریم شرعی نہیں یعنی جس طرح وحی نازل ہونے سے کسی چیز کو جو پہلے حلال تھی حرام کر دیا جاتا ہے۔ اور اس کے بارے میں یہ اعتقاد رکھنا ضروری ہوتا ہے کہ یہ حرام ہے بلکہ یہاں تحریم سے مراد امتناع ہے۔ یعنی کسی چیز کے استعمال سے رک جانا۔ جیسے کوئی شخص کسی حلال اور مباح چیز کے استعمال کرنے سے اپنے آپ کو باز رکھ لیتا ہے اور کبھی یہ امتناع کسی کی دلجوئی کیلئے ہوتا ہے جس کی خوشنودی مطلوب ہوتی ہے۔ آخر میں لکھتے ہیں کہ ہم زمخشری کی عبارت نقل کرنے سے دانستہ گریز کر رہے ہیں کیونکہ اس نے ایسی باتیں لکھی ہیں جو عصمت نبوت کے لائق نہیں۔

علامہ آلوسی نے بھی تحریم کا مفہوم امتناع ہی بیان کیا ہے وہ مراد بالتحریم الامتناع (روح المعانی) مطلب یہ ہے کہ آپ ایک حلال چیز کو استعمال کرنے سے کیوں اجتناب کرتے ہیں۔

والله غفور رحيم

ترجمہ۔ "اور اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے"۔

علامہ آلوسی اس کی تفسیر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

فيه تعظيم لشانه صلى الله عليه وسلم لان ترك الاولى بالنسبة الى مقامه السامى الكريم يعد كالذنب وان لم يكن فى نفسه كذلك یعنی اگر چہ آپ سے کسی گناہ کا ارتکاب نہیں ہوا بلکہ ایک ترک اولیٰ کا ارتکاب ہوا لیکن آپ کی شان اور آپ کے مقام کے پیش نظر یہ بھی مناسب نہ تھا [illegible] ہم نے معاف کر دیا۔ مزید فرماتے ہیں کہ آیت میں جو عتاب ہے وہ کسی ناراضگی کی وجہ سے نہیں بلکہ مزید محبت کی وجہ سے ہے۔ اللہ تعالیٰ کو آپ کی ہر ہر ادا کا خیال ہے۔ [illegible] آئینہ نبوت پر ادنیٰ سا غبار بھی پڑے۔ زمخشری کے متعلق لکھتے ہیں اس کا قلم حسب عادت یہاں بھی پھسل گیا ہے اس نے تحریم سے مراد تحریم شرعی لی ہے۔ جو گناہ ہے اور غفور میں اسی گناہ کی معافی کی طرف اشارہ ہے۔

آلوسی کہتے ہیں کہ اس [illegible] سے یہاں زمخشری نے جو کچھ [illegible] کی تنقید کا حاصل یہ ہے کہ زمخشری نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حق میں جو کچھ لکھا ہے وہ اس کا [illegible] ہوا افترا ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اس سے بری ہے کیونکہ حلال کی تحریم کی دو صورتیں ہیں۔ ایک یہ کہ کسی حلال چیز کو حرام عقیدۃً کر دیا جائے یہ ممنوع ہے بلکہ کفر ہے۔ اور نبی معصوم سے اس کا صدور ممکن نہیں۔ دوسری صورت یہ ہے کہ حرام کو حلال ہی سمجھا جائے لیکن اس کے استعمال سے

۱ [illegible] قاضی ناصر الدین محمد بن منصور [illegible] الاسکندری [illegible] کشاف پر ایک جامع حاشیہ الانصاف کے نام سے لکھا ہے (تاریخ تفسیر و مفسرین صفحہ ۳۳۸)

اجتناب کیا جائے اور ایسا کرنا مباح اور حلال ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریم کی بھی صورت تھی۔

اللہ تعالیٰ کے عتاب کی وجہ یہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنی ازواج کی خوشنودی کیلئے اپنے اوپر پابندی عائد کرلی۔ جس سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو تکلیف اور مشقت کا سامنا کرنا پڑا۔ اللہ تعالیٰ کو ہرگز یہ گوارہ نہیں کہ اس کے محبوب کو تکلیف پہنچے، اس لئے فرمایا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ آپ کو بنی ازواج کی خوشنودی مطلوب ہے اور مجھے آپ کا آرام اور آپ کی راحت مرغوب ہے۔ میں نا روا پابندیوں کی اجازت میں آپ کو کیونکر دے سکتا ہوں۔

قد فرض اللہ لکم تحلۃ ایمانکم

ترجمہ "بے شک اللہ تعالیٰ نے مقرر کر دیا تمہارے لئے تمہاری قسموں کی گرہ کھولنے کا طریقہ یعنی کفارہ"۔

یعنی اللہ نے وہ چیز بیان کردی جس سے تمہاری قسموں کی گرہ کھل جاتی ہے یعنی کفارہ۔ یعنی قسم کھا کر جو گرہ تم نے ڈال دی تھی اس کے کھولنے کا طریقہ تمہیں بتا دیا کہ کفارہ ادا کرو اور پابندی سے آزاد ہو جاؤ۔

ان تتوبا الی اللہ فقد صغت قلوبکما

"اگر تم دونوں اللہ کے حضور توبہ کرلو اور تمہارے دل بھی (توبہ کی طرف) مائل ہو چکے ہیں۔ (تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے)۔

علامہ آلوسی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

(اے امہات المومنین) تم پر واجب تو یہ تھا کہ ہر بات میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی موافقت کرتیں۔ جو چیز حضور کو پسند ہوتی تم بھی اس کو پسند کرتیں، جو چیز حضور کو ناپسند ہوتی تم بھی اسے ناپسند کرتیں۔ لیکن تم نے ایسا نہ کیا تمہارے لئے یہ کسی طرح مناسب نہ تھا۔ اس لئے اس فروگزاشت سے جتنی جلد توبہ کرو گی تمہارے لئے اتنا ہی بہتر ہوگا۔ (ماخوذ تفسیر ضیاء القرآن جلد پنجم ملخصاً)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

ازواج مطہرات نے ایک ایسی بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کی جو واقعہ کے خلاف تھی یعنی حضور کے دہن پاک سے مغافیر کی بو تو نہیں آتی تھی تو انہوں نے ایسی بات کہی۔ اور حدیث مبارکہ میں ہے کہ حضور پرنور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "جس نے میری ذات کی طرف وہ بات منسوب کی جو واقعی مجھ میں نہیں ہے اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانا دوزخ میں بنالے

قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من کذب علی متعمدا فلیتبوا مقعدہ من النار (سنن ابن ماجہ صفحہ ۳ جلد اول)

- غزالی زماں رازی دوراں علامہ سید احمد سعید کاظمی نور اللہ مرقدہ اس شبہ کے جواب میں فرماتے ہیں میرے نزدیک اس کا صحیح جواب یہ ہے کہ کیونکہ عرفت کے پودے جس کا وہ گوند مغفور کہلاتا ہے عرب میں بکثرت ہوتے تھے۔ اور آپ کو معلوم ہے کہ جو درخت کسی جگہ ہوں شہد کی مکھیاں اسی درخت کی پتیوں کا عرق چوستی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ مختلف علاقوں کے شہد کا مزا بھی مختلف ہوتا ہے۔ بلکہ آپ اس ایک ہی جگہ کو لیجئے۔ مکھیوں کا جو ایک گھر بنا ہوتا ہے اگر وہ کسی پھلواری میں ہو اس کی لذت اور خوشبو بالکل الگ ہوگی اور اگر وہ کسی آم یا کینوؤں کے باغ میں ہوگا تو اس کے شہد کی لذت اور خوشبو اوروں سے مختلف ہوگی۔ یہ ایک حقیقت ہے جس کا کوئی انکار نہیں کرسکتا۔ کیونکہ حجاز مقدس میں عرفت کے پودے کثرت سے ہوتے تھے اور جب شہد کی مکھیاں وہ رس چوستی تھیں تو اس کے شہد سے مغفور کی خوشبو آتی تھی یہی بات حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے وہ مغفور نہیں کھایا۔ لیکن یہ تو ہوسکتا ہے کہ شہد کی مکھی عرفت کے پودے پر جا کر بیٹھی اور وہاں اس نے اس کے پتے کا رس چوسا تو اس کا اثر تو شہد میں آتا ہو۔ اور جب شہد آپ نے تناول فرمایا تو خفیف سے خفیف اثر شہد میں آیا ہوگا اتنا ہی اثر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دہن پاک

سے محسوس ہو ہوگا۔ کہ سوال کا صحیح جواب ہے کہ اس میں یہ بات واقعہ کے خلاف نہ تھی اور ازواج مطہرات اس بات سے پاک ہیں کہ وہ خلاف واقعہ بات حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مقدسہ کی طرف منسوب کریں۔

(بیان العظیم فی تفسیر سورۃ التحریم صفحہ [illegible] مطبع [illegible])

آیت نمبر ۲ "قل لا اقول لکم عندی خزائن اللہ ولا اعلم الغیب ولا اقول لکم انی ملک"۔ (سورۃ الانعام آیت نمبر ۵۰)

ترجمہ "فرما دیجئے میں تم سے نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں جانتا ہوں غیب اور نہ میں یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں"۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے آپ سے تین باتوں کا اعلان کروایا۔

۱۔ میرے قبضے میں اللہ کے خزانے نہیں۔

۲۔ میں غیب نہیں رکھتا۔

۳۔ میں فرشتہ (نوری) نہیں ہوں۔

۴۔ مولوی احمد رضا نے لا اعلم الغیب کا ترجمہ اس طرح کیا ہے

"اور نہ میں یوں کہوں کہ آپ غیب جان لیتا ہوں (یہ تحریف ہے)۔"

(اسباق صفحہ ۱۰۲، ۱۰۳)

الجواب: لغت عرب میں ترجمہ کا لفظ دو معانی کیلئے بولا جاتا ہے۔

۱۔ کلام کو ایک زبان سے دوسری زبان میں نقل کرنے کو ترجمہ کہتے ہیں۔

۲۔ ترجمہ کا دوسرا مفہوم یہ ہے کہ کلام کا مطلب و مقصود دوسری زبان میں پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دیا جائے۔

- صاحب تاج العروس لکھتے ہیں

کسی زبان کی تشریح و توضیح کرنے والے کو "ترجمان" کہتے ہیں۔ کلام کو دوسری زبان میں واضح کرنے کا نام ترجمہ ہے۔ مشہور لغوی جوہری کا قول ہے کہ کلام کو

ایک زبان سے دوسری زبان میں منتقل کرنے کو ترجمہ کہتے ہیں۔ (تاج العروس جلد ۸)

ترجمہ کی دو قسمیں ہیں (۱) لفظی ترجمہ (۲) تفسیری ترجمہ۔

- لفظی ترجمہ کے معنی یہ ہیں کہ کلام کو ایک زبان سے دوسری زبان میں اسی نظم و ترتیب کے ساتھ منتقل کر دیا جائے، جیسے کہ وہ پہلے ہے اس کے ساتھ ساتھ اصل کلام کے معنی و مفہوم کو بھی پورے طور پر ادا کر دیا جائے اور اس میں کوئی تبدیلی واقع نہ ہو۔
- تفسیری ترجمہ سے مراد یہ ہے کہ ایک کلام کا مطلب دوسری زبان میں مکمل طور پر بیان کر دیا جائے اس میں ہو بہو نظم و ترتیب اور کلام کے اصل تمام معانی کا قائم رکھنا ضروری نہیں۔ (تاریخ تفسیر و مفسرین صفحہ نمبر ۲۲)

اور یہ عام لوگوں کی آسانی کیلئے کیا جاتا ہے تاکہ وہ کسی تذبذب کا شکار نہ ہو جائیں۔

- قاضی ثناء اللہ پانی پتی (متوفی ۱۲۲۵ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

"یعنی اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی غیب نہیں جان سکتا مگر اسکے بتلانے سے جان سکتا ہے"۔

آخر میں اپنی رائے کا اظہار کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ یعنی میں کہتا ہوں کہ مقصد عبارت یوں ہے کہ زمین و آسمان کی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی تعلیم اور سکھانے کے بغیر غیب نہیں جان سکتی۔ (تفسیر مظہری سورۃ نمل مع [illegible])

- علامہ سید محمود آلوسی (متوفی ۱۲۷۰ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ "حق بات یہ ہے کہ جس طرح غیب کی نفی کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے سوا اسے کوئی نہیں جانتا اس سے مراد یہ ہے کہ کوئی شخص خود بخود نہیں جان سکتا۔" (۱) (روح المعانی صفحہ نمبر [illegible] جلد ۲)
(۲) (ضیاء القرآن ۶۸۳ جلد ۲ طبع لاہور)

مولانا احمد رضا خاں بریلوی نے زیر بحث آیت میں تفسیری ترجمہ کیا ہے جس کو تحریف سے تعبیر کرنا جہالت ہے۔ اور حقیقت تحریف سے لاعلمی کی روشن دلیل ہے۔

(نوٹ) باقی حضرات کا جواب ہم اوراق گزشتہ میں دے چکے ہیں

آیت نمبر ۳:

اس کے علاوہ درج ذیل آیات نقل کی ہیں۔

۲۔ قل لا املک لنفسی نفعاً ولا ضراً الا ماشاء اللہ ولو کنت علم الغیب لاستکثرت من الخیر ۔الخ (سورۃ الاعراف صفحہ نمبر ۱۸۸)

۳۔ قل انی لا املک لکم ضراً ولا رشداً۔

۴۔ وما اکثر الناس ولو حرصت بمومنین۔ (سورہ یوسف آیت نمبر ۱۰۳)

۵۔ انک لا تہدی من احببت ولکن اللہ یہدی من یشاء۔

مصنف صفحہ نمبر ۵۹۶ "مرتب انصاف" لکھتے ہیں۔ ان آیات کے برعکس بریلوی فرقہ عقیدہ رکھتا ہے کہ دنیا و آخرت کی تمام امور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قبضہ میں ہیں، جنت و دوزخ حضور کے قبضہ میں ہیں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۶۰۲)

جواب نمبر ۱: ان نصوص مذکورہ کا مفاد علم غیب حقیقی کا اختصاص بحق سبحانہ وتعالیٰ ہے۔ (اعلاء کلمۃ اللہ، صفحہ نمبر ۲۸۲ مطبوعہ راولپنڈی ۱۳۹۵ھ)

جواب نمبر ۲: ان آیات بینات میں حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ذات مقدسہ سے الوہیت کی نفی فرمارہے ہیں کہ میں خدا نہیں کیونکہ خدا وہ ہے جس کی قدرت کامل اور اختیار مستقل ہے جو چاہے کر سکتا ہے نہ کسی کام سے اسے کوئی روک سکتا ہے اور اسے کسی کام پر کوئی مجبور کر سکتا ہے اور مجھ میں یہ اوصاف نہیں پائے جاتے۔ میرے پاس جو کچھ ہے میرے رب کا عطیہ ہے اور میرا اختیار اسی کا عنایت فرمودہ ہے۔ لا املک کے کلمات سے اپنے اختیار کامل کی نفی فرمائی اور "الا ماشاء اللہ" اس عطائی کا ذکر فرما کر دور کر دیا کہ کوئی نادان ان سے یہ نہ سمجھے کہ حضور کو نفع و نقصان کا کچھ اختیار ہی نہیں۔ فرمایا مجھے اختیار ہے اور یہ اختیار اتنا ہی ہے جتنا میرے رب کریم نے مجھے عطا فرمایا ہے اب رہی یہ بات کہ کتنا عطا فرمایا ہے تو انسانی عقل کا کوئی پیمانہ اور کوئی مقدار اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔

الجواب نمبر ۳: صاحب تفسیر خازن علاؤ الدین بن علی (م ۷۴۱ھ) لکھتے ہیں کہ امور غیبیہ کی خبر دینا تو حضور علیہ الصلوۃ والسلام کے اعظم معجزات سے ہے تو یہاں اس کی نفی کیوں کی جا رہی ہے خود ہی جواب دیتے ہیں کہ حضور کا فرمانا برسبیل تواضع و انکسار اور ادب تھا اس صورت میں آیت کا مفہوم یہ ہوگا کہ جب تک اللہ تعالیٰ مجھے مطلع نہ کرے میں غیب نہیں جان سکتا۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ حضور کا یہ ارشاد اس وقت ہو جب غیب پر آگہی نہیں بخشی گئی تھی اور جب آگاہ فرما دیا تو ارشاد فرمایا "فلا یظہر علی غیبہ احداً الا من ارتضی من رسول" الخ (تفسیر خازن پ ۹ صفحہ ۱۱۲ ب ۱)

الجواب نمبر ۴: اگر اس آیت کے الفاظ میں غور کیا جائے تو علامہ خازن کی تحقیق بالکل درست معلوم ہوتی ہے۔ کیونکہ یہاں حرف شرط میں سے لو استعمال ہوا ہے اور علامہ جمال الدین ابن ہشام نے مغنی اللبیب (جلد اول صفحہ نمبر ۲۰۶) میں اس پر طویل بحث کی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ

لو تین امور پر دلالت کرتا ہے۔

۱۔ شرط کو سبب اور جزا کو مسبب بناتا ہے۔

۲۔ دونوں کا تحقق زمانہ ماضی میں ہوتا ہے۔

۳۔ سبب ممتنع ہوتا ہے۔

اس تحقیق کو ذہن نشین کر لینے کے بعد آیت میں غور کیجئے کہ یہاں علم غیب سے مراد علم ذاتی جو قدرت ذاتی کو مستلزم ہے نہ لیا جائے تو سبب نہیں بن سکتا۔ کیونکہ صرف علم، خیر کثیر جمع کر لینے اور دفع ضرر کو دور کرنے کا سبب نہیں ہوا کرتا کیونکہ کسی تکلیف کے وقوع کا علم از وقت ہو جاتا ہے لیکن انسان اس سے بچ نہیں سکتا۔ موٹی سی بات ہے کسی شخص کو عدالت عالیہ سے پھانسی کا حکم ہو جائے تو وہ یہ جانتے ہوئے کہ مجھے پھانسی دے دی جائے گی اپنے آپ کو نہیں بچا سکتا۔ اس لئے حصول خیر اور دفع ضرر کا سبب علم ذاتی ہی ہو سکتا ہے جو قدرت ذاتی کو مستلزم ہے۔ تب ہی "لو" شرط اور

جزء میں سببیت کا علاقہ پیدا کرسکتا ہے جو اس کا پہلا خاصہ ہے اس کا دوسرا خاصہ فعل کو
زمانہ ماضی کے ساتھ مخصوص کرتا ہے اور زمانہ ماضی میں کسی چیز کی نفی اس امر کو مستلزم
نہیں کہ آئندہ بھی یہ سلب پایا جائے۔ اور لو کا تیسرا خاصہ یہ ہے کہ وہ سبب سے مستثنیٰ کے سلب
پر دلالت کرتا ہے اور علم غیب جس کا حصول ممتنع ہے وہ علم غیب ذاتی ہی ہے اللہ تعالیٰ
کے بتانے سے کسی غیب کو جان لینا کسی کے نزدیک بھی ممتنع نہیں بلکہ سب اس کے
قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے مطلع کر دینے سے علم غیب حاصل ہو جاتا ہے۔ اب لو کے ساتھ
علم غیب کی نفی کی جا رہی ہے وہ وہ ہے جس کا حصول ممتنع ہے وہ علم غیب ذاتی ہے۔
سے آیت زیر بحث سے علم غیب عطائی کی نفی نہیں ہوتی اور ہم بھی معتقد ہیں کہ
حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ سے غیب کا علم حاصل تھا۔

(تفسیر تبیان القرآن جلد ۴ صفحہ [illegible])

- اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہدایت کا تعلق "حب"
سے نہیں بلکہ میری مشیت سے ہے اور میری اور تیری مشیت میں اختلاف نہیں
(کیونکہ [illegible]) اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اذن کے تحت ہوتے ہیں اور ایک لمحہ
کیلئے بھی ذات کبریا سے مستغنی نہیں ہوتے۔

کیونکہ ہدایت کا تعلق مشیت سے ہے اور مشیت اس کی ہے جو خالق ہدایت
ہے اور جو مشیت خالق ہدایت کی ہوگی وہی مشیت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی
ہوگی۔ تو "انک لا تہدی" کے معنی اظہر من الشمس ہیں کہ جسے اللہ تعالیٰ ازل سے جانتا
ہے ہدایت قبول کرے گا آپ اس کیلئے ہدایت پانے کی صورت پیدا کر دیتے ہیں۔ اور حضور
علیہ السلام کا اپنے چچا ابو طالب کو بار بار اسلام کی دعوت دینا تقاضائے رحمۃ للعالمین تھا اللہ
تعالیٰ فرماتا ہے

"انک لتهدی الی صراط مستقیم"۔ (الشوریٰ آیت نمبر ۵۲)

ترجمہ "(اے حبیب) بے شک آپ ضرور سیدھی راہ کی طرف ہدایت فرماتے

ہیں"

آیت نمبر ۴۴: "وما علمناه الشعر وما ینبغی له" (سورہ یٰس آیت نمبر ۶۹)

ترجمہ "ہم نے اس رسول کو شعر نہیں سکھایا اور نہ ہی یہ ان کے مناسب ہے"

اعتراض جب من گھڑت عقیدہ ماکان وما یکون کی نفی بریلوی اعلیٰ حضرت
نے دیکھی تو ترجمہ یوں کیا "اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا" تو اس سے بھی علم ماکان
وما یکون کی نفی ہو گئی۔ آیت میں اس بات کی نفی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ
والسلام کو شعر کا علم نہیں دیا۔ (مسالک صفحہ نمبر ۲۰۶)

جواب بہت سے مفسرین نے یہ سمجھا ہے کہ کفار مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم پر شعر یعنی منظوم اور مقفّیٰ کلام بنانے کی تہمت لگائی تھی حتیٰ کہ وہ قرآن کریم میں ہر
آیت کی تاویل کرنے لگے جس میں وزن پایا جاتا تھا جیسے [illegible]
اور آیات اور تبت یدا ابی لہب وتب۔ لیکن بعض محقق لوگوں نے کہا ہے کہ ان سے
ان کا مقصد منظوم اور مقفّیٰ کلام بنانے کی تہمت لگانا نہیں تھا کیونکہ یہ ظاہر ہے کہ قرآن
اسلوب شعری سے مبرا ہے اور اس حقیقت کو عوام عجمی بھی سمجھ سکتے ہیں پھر فصحائے عرب کا
کیا ذکر ہے بلکہ وہ آپ پر (نعوذ باللہ) جھوٹ کی تہمت لگاتے تھے کیونکہ عربی زبان
میں شعر بمعنی کذب اور شاعر بمعنی کاذب استعمال ہوتا ہے حتیٰ کہ جھوٹے دلائل کو ادلہ
شعریہ کہا جاتا ہے اس لئے قرآن کریم نے شعراء کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا اور
شاعروں کی پیروی گمراہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ (یعنی وہ شاعر جن کا کلام قرآن و سنت
کے خلاف ہو)۔ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۲۷۱ مطبوعہ لاہور [illegible])

- علامہ اسماعیل حقی صاحب تفسیر روح البیان لکھتے ہیں

اور تحقیقی بات یہ ہے کہ قرآن کریم کے فرمان "وما ینبغی له" کا مطلب یہ
ہے کہ منصب نبوت کے اعتبار سے شعر کہنا آپ کے مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ معلم عن
اللہ سوا حق کے کچھ نہیں کہتا اور یہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فی نفسہ شعر گوئی پر قادر ہونے
کے منافی نہیں۔ اور اس کی دلیل یہ ہے کہ آپ شعر کی اچھائی اور برائی کو جانتے تھے اور اس

کے وزن اور قافیہ وغیرہ سے واقف تھے اور جو نظم کرنے کو جانتا ہو وہ اس پر قادر کیسے نہیں ہوسکتا کہ ان ہی مسائل اور احکام کو نظم کی شکل میں بیان کرے۔ لیکن قدرت اس باب میں فعلیت کو مستلزم نہیں ہے تاکہ احکام شرعیہ لفظ شعر اور شاعری کے اطلاق سے محفوظ رہیں۔ کیونکہ یہ لفظ کذب اور تخیلات کا وہم پیدا کرتا ہے۔ (روح البیان جلد ۳)

اب اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا ترجمہ "اور ہم نے ان کو شعر کہنا نہ سکھایا"۔ بالکل درست اور صحیح ہے۔

● تفسیر مدارک میں اس آیت کے تحت ہے: ہم نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کو شعر کہنا نہ سکھایا، ہم نے ان کو قرآن کی تعلیم دی شعر نہ سکھایا مطلب یہ ہے کہ قرآن کریم شعر نہیں۔

● تفسیر خازن میں ہے: جب کہ اس کی تردید فرمادی کہ قرآن کریم شعر ہی سے ہو تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں ہے وہ مگر نصیحت اور روشن قرآن۔ یہ تفسیر خازن میں ہے کہا گیا ہے کہ کفار قریش نے کہا تھا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام شاعر ہیں اور وہ جو کچھ کہتے ہیں (قرآن) وہ شعر ہے اس تکذیب کیلئے رب تعالیٰ نے یہ آیت اتاری۔

اس لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کا ترجمہ "اور ہم نے ان کو شعر نہ سکھایا" مندرجہ بالا حقائق کی روشنی میں بالکل صحیح و درست ہے۔ اور یہ تفسیری ترجمہ ہے جس پر ہم نے اوراق گزشتہ میں تفصیلاً گفتگو تحریر کردی ہے۔ اس لئے اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ کے ترجمہ کو تحریف سے تعبیر کرنا سراسر جہالت ہے۔

● اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۱۰۵)

آپ ان لوگوں کا رد فرمار ہے ہیں جن کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نبیوں ولیوں کو اپنے کل اختیارات سونپ دیئے ہیں وہ جو چاہیں کریں، خدا وند تعالیٰ معطل

ہو چکا ہے۔ نعوذ باللہ۔ (خلاصہ) ۱ے

● اہل سنت و جماعت کا عقیدہ

● حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مالک دو جہان ہونے کا نہ تو یہ مطلب ہے کہ رب تعالیٰ کسی چیز کا مالک نہ رہا اور نہ یہ مطلب ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم رب تعالیٰ کی مثل مالک ہیں جس سے لازم آئے کہ عالم کے وہ مستقل مالک ہیں بلکہ رب تعالیٰ کی ملکیت حقیقی قدیم ازلی ابدی اور ذاتی ہے۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت عطائی حادث ہے جیسے دنیوی بادشاہ اپنی سلطنت کے مالک ہیں ہم لوگ اپنے گھر بار کے مالک ہیں، حضرت سلیمان علیہ السلام روئے زمین کے مالک ہوئے اس کا مطلب یہ نہیں کہ رب تعالیٰ ان چیزوں کا مالک نہ رہا، بلکہ وہ حقیقی مالک ہے ہماری ملکیت عارضی ہے، اس کی ملکیت ذاتی ہے ہماری عطائی ہے اسی طرح حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ملکیت خدا تعالیٰ کی نسبت سے ہے۔

۱ے حضرت ملفوظات مہریہ کے مرتب فیض الدین لکھتے ہیں اس مجموعہ میں جو ملفوظ درج ہیں ان میں اس امر کا التزام کیا گیا ہے کہ حضرت قبلہ عالم کے وصال کے بعد آپ کا ایک ملفوظ بھی درج ہوا ہے جس کا باعث یہ ہوا کہ حضرت صاحب مرحوم مغفور اس کے راوی تھے اور وہ اصرار کرتے تھے کہ ملفوظ شریف ضرور درج کیا جائے۔ ملاحظہ ہو ملفوظات مہریہ صفحہ نمبر ۱۴۷۔ اور حضرت پیر سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا عقیدہ بتانا کیسے درست ہوسکتا ہے۔ یہ حضرت قدس سرہ کے ہاتھ کا لکھا ہوا ہے اور اس عبارت کا حضرت کی تصنیف میں کہیں نام و نشان نہیں یہی وجہ ہے کہ دوسرے ایڈیشن میں اس پورے ملفوظ کو خارج کروا دیا گیا۔ اگر سید مہر علی شاہ کا یہی عقیدہ ہوتا تو ان کے جانشین حضرت بابو جی سرکار اس عبارت کو خارج کرتے؟ اس عبارت سے سید مہر علی شاہ رحمۃ اللہ کا دامن پاک ہے۔ حضرت سید مہر علی شاہ علیہ الرحمۃ کے ملفوظات شریف لکھنا ہر کس و ناکس کا کام نہیں اس کیلئے قوت علم کا ہونا ضروری ہے۔ یہی وجہ ہے کہ سامنے بیٹھ کے لکھوا دیا ہاں اگر ملفوظ حضرت کو تحریر کرکے دکھایا جاتا آپ تصحیح کرتے تو پھر تب یہ اعتراض درست ہوتا جیسے تھا بابو جی کی سوانح اور ملفوظات بابو جی کے مصدقہ ہیں (خلیل)

- نیز اللہ تعالیٰ جو کسی مخلوق کو کوئی کمال عطا فرماتا ہے تو اس سے متصف ہونا [illegible] مومن ہونے کیلئے کافی نہیں کہ یہ کمال اللہ تعالیٰ کا دیا ہوا ہے یہ بات تو مشرکین بھی اپنے معبودوں کے حق میں تسلیم کرتے تھے۔ بلکہ مومن ہونے کیلئے ضروری ہے کہ عطائے خداوندی کا عقیدہ رکھتے ہوئے یہ اعتقاد بھی رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے جو کمال کسی مخلوق کو عطا فرمایا ہے وہ عطا کے بعد بھی حکم خداوندی اور مشیت ایزدی کے ماتحت ہے ہر آن اللہ تعالیٰ کی مشیت اس کے متعلق ہے اور اس بندے کا ایک آن بھی اللہ تعالیٰ سے بے نیاز اور مستغنی ہونا قطعاً محال ہے۔
- محبوبیت وشفاعت جو کہ تمام معبودان باطل میں خواص بشر کیلئے ثابت کی گئی ہے اس کو یہ منصب خیال کرنا کہ جس سے وہ خود مختار بن کر تصرفات [illegible] (معاذ اللہ) مزاحمت سے روک سکے شرک ہے اور رضائے الٰہی اور اس کی عبادت موقوف سمجھنا [illegible] اور اس میں در حقیقت منافات نہیں ظہور ماننا عین توحید ہے۔
- حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اللہ تعالیٰ کے اذن سے قاسم خزائن ماننا ان مسائل میں سے ہے کہ جن کا تعلق عظمت نبوت ورسالت سے ہے حیرت ہے ان لوگوں پر جو ان مسائل کو شرکیہ قرار دیتے ہیں۔ قرآن وحدیث سے واضح طور پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قاسم نعماء الٰہیہ ہونا ثابت ہے۔ اس عقیدہ کو شرک کہنے والے یہ بات بھی نہیں سمجھتے کہ عطاء الٰہی اور حکم خداوندی کے ساتھ شرک کا تصور ہی نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ اپنے خزائن نعمت اپنے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عطا فرمانے اور ان میں اپنی حکمتوں کے مطابق تصرف کا اذن دینے پر قادر ہے اور ہر مقدور ممکن ہے اور ممکن کا اعتقاد کسی حال میں شرک نہیں ہوسکتا شرک جب ہی ہوگا کہ ان امور میں محال ذاتی کا اعتقاد ہو جیسا کہ عطاء الوہیت ممتنع عقلی اور محال بالذات ہے لیکن نعمتوں کے تقسیم کرنے کا اذن دینا تو محال نہیں بلکہ امر واقع ہے بلکہ شاہد ہے

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اختیارات کی نفی جن دلائل سے لوگ ثابت کرنے کی سعی مذموم کرتے ہیں انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ ان سب کا مفاد صرف یہ ہے

کہ حکم خداوندی کے خلاف اور مشیت ایزدی کے منافی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے تصرف کا کوئی حق یا تصرف نہیں ہے ورنہ عطاء الٰہی سے کل تصرفات حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے حاصل و ثابت ہیں

- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا (بروز محشر) کرامت اور جنت کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین)
- حضرت ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ حدیث بالا کی شرح کرتے ہوئے فرماتے ہیں

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو چاہیں کہ حکم معلق ہو یا اس سے مستفاد ہوتا ہے کہ اللہ جل جلالہ نے حضور کو حق بخشا ہے جو کچھ چاہیں عطا فرمائیں۔ [illegible] امام سبکی وغیرہ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خصوصیات کا ذکر کیا ہے کہ جنت کی زمین اللہ عزوجل نے حضور کی جاگیر کر دی ہے ان میں سے جو چاہیں جس کیلئے چاہیں بخش دیں۔ (مرقات شرح مشکوٰۃ جلد ۵ صفحہ ۳۳۴ طبع ملتان)

شیخ محقق حضرت شاہ عبدالحق محدث دہلوی لکھتے ہیں [illegible] سے [illegible] آپ [illegible] جس کو چاہیں [illegible] عطا فرمائیں [illegible] (اشعۃ اللمعات جلد [illegible] طبع [illegible])

[illegible] صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] مطلقاً [illegible] کی [illegible] کے ساتھ [illegible] سے معلوم ہوتا ہے کہ تمام امور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] جس کو چاہتے ہیں [illegible] کے اذن سے عطا فرماتے ہیں۔ (اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ جلد [illegible] طبع ملتان)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں بعض اولیاء اللہ سے بھی کرتے ہیں [illegible] یا حالت حیات [illegible] عطا ہوتی تھی [illegible] حضرت صاحب [illegible] کی [illegible] ہے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث [illegible] کہ یہ بھی اس دولت سے مشرف تھے اور صاحب تصرف ہے۔ (الانفاسات [illegible] صفحہ [illegible] جلد ۹ طبع ملتان [illegible])

- علامہ ابن حجر مکی (م ۹۷۳ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں

بے شک نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم کے خزانے اور اپنی نعمتوں کے خوان حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دست قدرت کے فرمانبردار اور حضور کے زیر حکم و ارادہ و اختیار کر دیئے ہیں جسے چاہیں عطا فرمائیں اور جسے چاہیں نہیں دیتے۔ (الجوہر المنظم صفحہ نمبر ۴۲)

<u>آیت نمبر ۵:</u> یاایہا النبی: اس کا ترجمہ یوں کیا ہے۔

"اے غیب کی خبریں بتانے والے"۔ (احسن صفحہ نمبر ۱۰۶)

<u>الجواب:</u>

<u>نبی اور رسول کی تعریف</u>

نبی اور رسول وہ انسان ہے جسے اللہ تعالیٰ نے تبلیغ احکام کیلئے مخلوق کی طرف مبعوث فرمایا۔ (شرح عقائد نسفی)

احکام عملی ہوں، جیسے عبادات و معاملات وغیرہ یا اعتقادی مثلاً مرنے کے بعد اٹھنا، فرشتوں، جنت، دوزخ، پر یقین رکھنا اور وہ تمام امور جو لوگوں سے غائب ہیں جن کی تبلیغ کیلئے نبی مبعوث ہوتا ہے اور ان سب امور غیبیہ کی انہیں خبر دیتا ہے اس تعریف سے ظاہر ہو گیا کہ غیب کی خبریں دینے والے کو نبی اور رسول کہتے ہیں۔

- امام نسفی "بالغیب" کے تحت لکھتے ہیں یعنی غیب سے مراد ہر وہ چیز ہے جو لوگوں سے غائب ہو جن کی خبر نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کو دی ہو، مرنے کے بعد اٹھنا، حشر و نشر، حساب اور اس کے علاوہ۔ (تفسیر مدارک جلد اول)

- امام قرطبی نے "الذین یؤمنون بالغیب" میں لفظ غیب کی تفسیر میں متعدد اقوال نقل کرتے ہوئے فرمایا ایک قول یہ ہے کہ یہاں الغیب سے مراد قرآن میں مذکورہ غیوب ہیں۔ دوسرے علماء نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دی ہوئی غیب کی وہ سب خبریں مراد ہیں جو انسانی عقلوں سے بالاتر ہیں، جیسے علامات قیامت، عذاب قبر، حشر و نشر، پل صراط، میزان، جنت اور دوزخ۔

تمام اقوال کے بعد ابن عطیہ کا یہ کلمہ نقل فرماتے ہیں یعنی ان تمام اقوال میں کوئی تعارض نہیں بلکہ ان سب چیزوں کو غیب کہا جاتا ہے۔

(الجامع الاحکام القرآن صفحہ نمبر ۱۶۳ جلد اول طبع ایران ۱۳۸۷ھ)

- جلالین میں ہے (الغیب) یعنی غیب ہر وہ چیز ہے جو لوگوں سے غائب ہے جیسے مرنے کے بعد اٹھنا اور جنت و دوزخ۔ الخ

- امام لغت صاحب قاموس فرماتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف سے خبر دینے والے کو نبی کہتے ہیں۔

- امام راغب اصفہانی لکھتے ہیں نبوۃ اللہ تعالیٰ اور اس کے ذوی العقول بندوں کے درمیان سفارت کا نام ہے جو ان کے تمام دنیوی و اخروی امور سے ہر قسم کی خرابی دور کرنے کے لئے ہوتی ہے اور اس کو نبی اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ ایسی خبریں دیتا ہے جن کی وجہ سے پاکیزہ عقول کو تسکین و طمانیت حاصل ہوتی ہے۔

(مفردات القرآن صفحہ نمبر ۲۳ ۱۰، مطبوعہ لاہور)

- صاحب لسان العرب اور صاحب تاج العروس فرماتے ہیں یعنی فراء نے کہا کہ نبی وہ ہے جس نے اللہ کی طرف سے خبر دی (اس کا ہمزہ متروک ہو گیا)۔ الخ

(لسان العرب جلد اول و تاج العروس جلد اول)

اس سے معلوم ہو کہ نبی اس مقدس انسان کو کہتے ہیں جو مبعوث من اللہ ہو، غیب کی خبریں دینے والا بلند رتبہ ہو۔ اعلیٰ حضرت رحمۃ اللہ علیہ لفظ نبی کا ترجمہ کرتے ہوئے جہاں بھی غیب کی خبریں دینے والا رقم فرمایا ہے تو اس معنی کی رو سے ہے اور اس معنی کے پیش نظر اعلیٰ حضرت کا ترجمہ یقیناً صحیح ہے۔

<u>آیت نمبر ۶:</u> "قل انما انا بشر مثلکم"۔ (سورہ کہف آیت نمبر ۱۱۰)

اس کا ترجمہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے یہ کیا ہے۔

<u>ترجمہ:</u> "آپ کہہ دیں میں ظاہری صورت میں تم جیسا بشر ہوں"۔

<u>اعتراض:</u> یہ ظاہر صورت میں الفاظ رضا کے حوالے بتائیں قرآن کے کس لفظ کا

ترجمہ ہے۔ موجودہ بریلویت، انبیاء علیہم السلام کو بشر کہنے والوں کو کافر قرار دیتی ہے۔

الخ (انصاف صفحہ نمبر ۱۰۷)

الجواب۔ امام راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

البشرۃ کے معنی انسان کی جلد کی اوپر کی سطح اور ادمۃ کے معنی باطنی سطح کے ہیں عام ادباء کا یہی قول ہے۔ بشرۃ کی جمع بشر وابشار آتی ہے اور اسی سے انسان کو بشر کہا جاتا ہے کہ اس کی جلد بالوں سے صاف ہوتی ہے اس کے برعکس دیگر حیوانات کی کھال پر اون یا بال یا پشم ہوتی ہے قرآن کریم میں جہاں کہیں انسان کی جسمانی بناوٹ اور ظاہری جسم کا لحاظ کیا ہے تو ایسے موقع پر خاص کر اسے بشر کہا گیا ہے۔ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۴۹ مطبوعہ لاہور ۱۹۷۱ء)

مولانا احمد رضا بریلوی نے "قل انما انا بشر مثلکم" کا ترجمہ آپ کہہ دیں میں ظاہری صورت میں تم جیسا بشر ہوں۔ سوئی طور پر یہ ترجمہ کیا ہے۔ ور آپ کا باطنی مقام ما انسانی عقل و فہم سے بالا ہے۔

- قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

لیکن ان کی ارواح قدسیہ اور باطنی کیفیات انسانیت کی سب اعلیٰ درجہ کی صفات پر فائز ہوتی ہیں جو ملاء اعلیٰ سے متعلق ہوتی ہیں۔ الخ (شفاء جلد دوم صفحہ نمبر ۱۲۱)

الزام: موجودہ بریلویت انبیاء علیہم السلام کو بشر کہنے والوں کو کافر قرار دیتی ہے۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۰۷)

الجواب۔ نہ کسی کتاب کا حوالہ نہ صفحہ (یہ بہتان عظیم) اہل سنت و جماعت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بشریت کا انکار کرنے والے کو کافر کہتے ہیں۔ (فتاوی رضویہ) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نورانیت کا انکار کرنے والا گمراہ ہے۔

- علامہ راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ کفار انبیاء علیہم السلام کو کسر شان کیلئے ان کو بشر کہہ کر پکارتے تھے جیسا کہ ان ہذا الا قول البشر۔ (مفردات صفحہ نمبر ۹۲)

اس لئے علمائے اہل سنت فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خیر البشر، افضل البشر اور اکمل البشر کہہ کر یاد کرنا چاہیے۔

- **ایک حدیث اور اس کا مفہوم**

"مرتبین انصاف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا مجھ پر دوزخ پیش کی گئی جو میرے اور تمہارے درمیان تھی، یہاں تک کہ اس کی آگ کی روشنی میں میں نے اپنا اور تمہارا سایہ دیکھا"

نیز سایہ رسول کا ذکر (طبقات ابن سعد صفحہ نمبر ۲۸، مستدرک حاکم جلد ۴ صفحہ نمبر ۴۵۶، مسند احمد صفحہ نمبر ۳۳۶ جلد ۶، مجمع الزوائد جلد ۴ صفحہ نمبر ۳۲۳ میں بھی ہے)۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۱۱)

الجواب۔ "مرتبین انصاف" نے حدیث تو نقل کردی مگر اس کا حوالہ نہیں دیا۔ معلوم ہوتا ہے کسی دوسری کتاب سے نقل کی گئی ہے۔ مکمل حدیث مع حوالہ درج ذیل ہے

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں ایک دن صبح کی نماز پڑھائی۔ پھر حضور نے اپنا مبارک ہاتھ بڑھایا پھر اسے پیچھے ہٹالیا۔ سلام پھیرنے کے بعد حضور سے عرض کیا گیا، یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آج اس نماز میں آپ نے وہ کام کیا جو اس کے علاوہ کسی دوسری نماز میں آپ نے کبھی نہیں کیا تھا (یعنی ہاتھ بڑھا کر پیچھے ہٹانا) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں نے جنت دیکھی اور اس میں انگور کی بیل کے خوشے دیکھے جو بہت قریب تھے ان کے دانے کدو کی طرح (بڑے) میں نے ان سے لینا چاہا تو میری طرف وحی کی گئی کہ محبوب آپ آگے نہ بڑھیں چنانچہ میں فوراً پیچھے ہٹ گیا۔ پھر میں نے اپنے اور تمہارے درمیان نار (دوزخ) کو دیکھا، یہاں تک کہ میں نے اپنے ظل اور تمہارے ظل کو ملاحظہ کیا الخ (حادی الارواح از ابن قیم جوزی (م ۷۵۱ھ) صفحہ نمبر ۱۳۳ مطبوعہ مصر)

اس حدیث مبارکہ میں ظل بمعنی سایہ نہیں جو کہ روشنی میں کسی جسم کا ہوتا ہے۔ بلکہ یہاں ظل بمعنی شخص اور جسم و بدن کے ہیں۔

- صاحب قاموس ظل کے مختلف معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں ہر چیز کے شخص اور بدن کو بھی ظل کہا جاتا ہے۔الخ (القاموس المحیط جلد ۳)
- مجمع البحار الانوار میں علامہ محمد طاہر پٹنی "حرف ظ" میں ظل کے معنی جسم کے ذکر کرتے ہیں وظلھم و شخصھم یعنی سایہ سے ظل سے ان کے روشنی میں یعنی اجسام مراد ہیں۔

سایہ ہمیشہ روشنی میں ہوتا ہے اور دوزخ کی سخت زیادتی آگ کی طرح روشن نہیں بلکہ وہ سیاہ اور تاریک ہے۔(مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۵۰۲) [1]

اس لئے یہاں ظل بمعنی سایہ نہیں، کیونکہ اندھیرے میں کسی کا سایہ نہیں ہوتا۔ آپ کے فرمان عالی سے ثابت ہوتا ہے کہ میں نے اپنی اور تمہاری ذات کو دیکھ

- نیز اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

"لا یرون فیھا شمساً ولا زمھریرا "۔(سورۃ الدھر آیت نمبر ۱۳)

ترجمہ "نہ اس میں سورج کی گرمی ہوگی نہ ٹھٹھر کی سردی"۔

یعنی وہاں خوشگوار موسم ہوگا جیسے طلوع اور غروب کے وقت ہوتا ہے۔

(تفسیر ضیاء القرآن)

اور اس وقت عام انسانوں کا بھی سایہ نہیں ہوتا تو حدیث مبارکہ کے الفاظ ظلی و ظلکم سے مراد حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات اقدس اور صحابہ کرام کی ذوات عالیہ مراد ہیں۔

- اکابر گرامی علماء سلف و خلف جو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جسمانی سایہ کے قائل نہ تھے

[1] تفسیر ابن کثیر صفحہ نمبر ۸۲۷ جلد ۲ روح المعانی الدین ابن کثیر مطبوعہ مکتبہ قدوسیہ لاہور (ابو عیسیٰ نعیمی غفرلہ)

۱۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (شہادت ۳۵ھ) تفسیر مدارک مطبوعہ مصر جلد ۲ صفحہ ۱۰۳۔

۲۔ حضرت امام عبداللہ محمد الحکیم الترمذی (م ۲۵۵ھ) نوادر الاصول صفحہ ۳۱۸۔

۳۔ حضرت قاضی عیاض مالکی اندلسی (م ۵۴۴ھ) شفا شریف صفحہ نمبر ۲۴۲ جلد اوّل

۴۔ حضرت امام راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) مفردات القرآن۔

۵۔ حضرت برہان الدین حلبی (م ۱۰۴۴ھ) سیرت حلبیہ۔

۶۔ حضرت امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) خصائص کبریٰ صفحہ نمبر ۶۸ جلد اوّل۔

۷۔ حضرت علامہ محمد طاہر پٹنی (م ۹۸۶ھ) مجمع بحار الانوار۔

۸۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) مدارج النبوۃ صفحہ نمبر ۸ جلد اوّل، صفحہ نمبر ۲۱ جلد ۲۔

۹۔ حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) مشکوٰۃ الانوار۔

۱۰۔ حضرت علامہ ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ) افضل القریٰ صفحہ نمبر ۲۰۷۔

۱۱۔ حضرت مجدد الف ثانی (م ۱۰۳۴ھ) مکتوبات امام ربانی صفحہ نمبر ۱۸۷ جلد ۳۔

۱۲۔ حضرت علامہ شہاب الدین خفاجی (م ۱۰۶۹ھ) نسیم الریاض صفحہ نمبر ۲۸۲ جلد ۳۔

۱۳۔ حضرت علامہ قسطلانی (م ۹۲۳ھ) مواہب اللدنیہ جلد اوّل۔

۱۴۔ حضرت شیخ عبدالباقی زرقانی (م ۱۱۲۲ھ) زرقانی شرح مواہب جلد ۴ صفحہ نمبر ۲۲۰۔

۱۵۔ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) تفسیر عزیزی پارہ ۳۰ صفحہ نمبر ۲۱۹۔

۱۶۔ حضرت مولانا روم (م ۶۷۲ھ) مثنوی دفتر پنجم۔

۱۷۔ حضرت مولانا بحرالعلوم فرنگی محلی (م ۱۲۲۵ھ) شرح مثنوی دفتر پنجم

۱۸۔ حضرت علامہ حسین بن دیار بکری (م ۹۶۶ھ) کتاب الخمیس [illegible] الرابع۔

۱۹۔ حضرت مفتی عنایت احمد کاکوروی (م ۱۲۷۹ھ) تواریخ حبیب الٰہ صفحہ نمبر ۱۳۷۔

• طائفہ دیوبندیت کے گھر کی شہادتیں

۱۔ مولوی رشید احمد گنگوہی لکھتے ہیں

حق تعالیٰ نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو نور فرمایا اور تواتر سے ثابت ہوا کہ آنحضرت ﷺ سایہ نہ رکھتے تھے (امداد السلوک صفحہ نمبر ۱۰۱ طبع لاہور)

۲۔ مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں۔

ہمارے حضور (ﷺ) سر تا پا نور ہی نور تھے حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں ظلمت نام کو بھی نہ تھی اس لئے آپ کا سایہ نہ تھا (شکر نعمت صفحہ نمبر ۳۹ مطبوعہ کراچی)

۳۔ مولوی عابد میاں (دیوبندی) اپنی تصنیف "رحمۃ للعالمین" میں لکھتے ہیں

آنحضرت ﷺ کا جسم مبارک نورانی تھا جس وقت آپ دھوپ اور چاندنی رات میں آمد و رفت فرماتے تو مطلقاً سایہ ظاہر نہ ہوتا تھا۔ (رحمۃ للعالمین صفحہ ۲۵ مطبوعہ دہلی)

اس کتاب پر مندرجہ ذیل اکابر دیوبند کی تقاریظ اور تائیدات درج ہیں۔

(۱) مفتی کفایت اللہ دہلوی۔ (۲) مولوی انور شاہ کشمیری (۳) مولوی احمد حسین۔ (۴) مولوی شبیر احمد عثمانی۔ (۵) مولوی حبیب الرحمن۔ (۶) مولوی عزیز گل۔ (۷) مولوی عبدالشکور لکھنوی۔ (۸) مولوی احمد سعید دیوبندی۔

• فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

سوال: وہ حدیث کون سی ہے جس میں یہ ہے کہ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا

سایہ زمین پر واقع نہیں ہوتا تھا؟

الجواب: امام سیوطی نے خصائص کبریٰ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سایہ زمین پر واقع نہ ہونے کے بارے میں یہ حدیث نقل فرمائی ہے۔ اخرج الحکیم الترمذی عن ذکوان ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لم یکن یری له ظل فی الشمس ولا القمر۔ تواریخ حبیب الٰہ میں مفتی عنایت صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں کہ آپ کا بدن نور تھا اس وجہ سے آپ کا سایہ نہ تھا

(فتاویٰ دارالعلوم دیوبند صفحہ نمبر ۱۲۲، ۱۱۳ اشاعت اول کراچی ۱۹۷۶ء)

نیز طبقات ابن سعد، مستدرک حاکم، مسند احمد، مجمع الزوائد میں مندرجہ احادیث کا بھی یہی جواب ہے کہ وہاں مثل کے معنی شخص (ذات) اور جسم کے ہیں۔

• مرتب اصلاح "درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"تفسیر عیسیٰ کی ایک جھلک"

"ایاک نعبد و ایاک نستعین" پر لکھتے ہیں۔

اس آیت سے یہ کہنا کہ انبیاء و اولیاء سے مدد چاہنا شرک ہے۔ عقیدہ باطل ہے کیونکہ مقربان حق کی امداد امداد الٰہی ہے۔ مستعانت بالغیر نہیں ہے (اصلاح صفحہ نمبر ۱۱۱)

الجواب: سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

اور اگر توجہ محض اللہ کی طرف ہو اور اسے اللہ تعالیٰ کی مدد کا مظہر جانے اور اللہ تعالیٰ کی حکمت اور کارخانہ سبب پر نظر کرتے ہوئے کسی غیر سے ظاہر مستعانت کرے تو یہ دور معرفت سے دور نہ ہوگا اور شریعت میں جائز اور روا ہے اس قسم کی مستعانت انبیاء و اولیاء سے غیر سے نہیں ہے۔ در حقیقت مستعانت کی یہ قسم غیر سے نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے ہے۔ (تفسیر عزیزی، پارہ اول (فارسی) جلد اول صفحہ نمبر ۸ مطبوعہ دہلی)

• مولوی شبیر احمد عثمانی دیوبندی زیر بحث آیت کے تحت لکھتے ہیں۔

اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اس کی ذات پاک کے سوا کسی سے

حقیقت میں مدد مانگنی بالکل جائز نہیں۔ ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کریں تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔ (ترجمہ محمود الحسن حاشیہ شبیر احمد عثمانی حاشیہ نمبر ۵)

([illegible])

- حضرت شاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت جو مصنف نے صفحہ نمبر [illegible] پر نقل کی ہے یہ ناقص عبارت ہے اس کا جواب ہم اوراق گذشتہ پر دے چکے ہیں۔
- [illegible] لکھتے ہیں، ومما رزقنھم ینفقون کی تفسیر میں مولانا نعیم الدین لکھتے ہیں

__مسئلہ:__ تیجہ، گیارہویں، چالیسواں بھی اس میں داخل ہیں۔

الجواب: سورہ بقرہ کی ابتداء میں اللہ تعالیٰ نے مومنین کی چند صفات کا ذکر فرمایا ہے جن میں سے ایک صفت یہ ہے "**ومما رزقنھم ینفقون**" "اور ہمارے دیئے ہوئے رزق میں سے خرچ کرتے ہیں" چونکہ گیارہویں، تیجہ، چالیسواں وغیرہ اموات مسلمین کو ایصال ثواب کرنے کے مختلف نام ہیں جن کی اصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دیئے ہوئے رزق میں سے کچھ خیرات کر کے اس کا ثواب اموات کو بخشا جاتا ہے یا نفلی حصول ثواب کیلئے مال خرچ کیا جاتا ہے تو اس میں کون سی بات ناجائز، حرام اور شرک ہے۔

- "**ومن اهل المدينة مردوا على النفاق لاتعلمهم نحن نعلمهم**"۔

ترجمہ: "اور کچھ مدینہ والے، ان کی خو ہو گئی ہے نفاق کی تم انہیں نہیں جانتے ہم انہیں جانتے ہیں"۔ (مصنف صفحہ نمبر ۱۲ [illegible] ب)

مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی اس کے حاشیہ میں لکھتے ہیں

اس کے معنی یا تو یہ ہیں کہ ایسا جاننا جس کا اثر انہیں معلوم ہو وہ ہمارا جاننا ہے کہ ہم انہیں عذاب کریں گے یا حضور سے منافقین کے حال جاننے کی نفی باعتبار ما سبق کے ہے اور اس کا علم بعد کو دیا۔ جیسا کہ دوسری آیت میں فرمایا ولتعرفنهم فی

لحن القول۔ (جمل) کلبی اور سدی نے کہا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روز جمعہ خطبہ کیلئے قیام کر کے نام بنام فرمایا نکل اے فلاں تو منافق ہے نکل اے فلاں تو منافق ہے تو مسجد سے چند لوگوں کو رسوا کر کے نکالا۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ حضور کو اس کے بعد منافقین کے حال کا علم عطا فرمایا گیا۔ (کنز الایمان صفحہ نمبر ۳۲۵ ص ۳۲۲)

خط کشیدہ الفاظ حاشیہ کے ہیں جس میں علم خداوندی کا بیان ہے۔ نیز مترجم مصنف کا یہ کہنا قرآن کریم نے کن الفاظ کا یہ معنی ہے جہت کے [illegible] نہیں کیں۔ (یہاں پر تفسیری مفہوم بیان کیا گیا ہے)۔

- اذان سے قبل یا بعد درود شریف پڑھنا مستحسن ہے

(مصنف صفحہ ۱۰۲ [illegible] ب)

علامہ طحاوی (م ۳۲۱ھ [illegible]) فرماتے ہیں صلوٰۃ و سلام کے مستحب یا مکروہ یا بدعت یا مشروع ہونے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ اس کے مستحب [illegible]

[illegible]

[illegible] الروض الانف [illegible] جامع التفسیر [illegible] ملتان

[illegible] نے منافقین [illegible] ملاحظہ ہو تفسیر [illegible]

[illegible] جامع الاحکام القرآن [illegible] بیروت [illegible] تفسیر کبیر

[illegible] التراث العربی بیروت [illegible] تفسیر القرآن صفحہ ۱۸۷

[illegible] تفسیر سمرقندی [illegible] کشاف صفحہ ۲۹۱ جلد ۲

[illegible] کے علاوہ [illegible] اور بھی کئی حوالہ جات ہیں طوالت کے خوف سے نہیں

لکھے۔ (ابو الخلیل [illegible])

ہونے پر "والعصر فجر" (تنگی کرو) کے قرب الٰہی سے استدلال کیا گیا ہے۔ یہ بات معلوم ہے کہ صلوٰۃ وسلام اجل قربات سے ہے۔ خصوصاً احادیث میں اس پر برانگیختہ کرنے سے متعلق کثرت سے وارد ہیں۔ (خصوصاً اذان کے بعد) ... کے آخری تیسرے حصہ میں اور فجر کے قرب میں صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا ذکر تاکید کے ساتھ گزر ہے۔ درست بات یہ ہے کہ یہ بدعت حسنہ ہے، صلوٰۃ وسلام پڑھنے والے کو اس کی حسن نیت کی وجہ سے اجر دیا جائے گا۔ (القول البدیع صفحہ نمبر ۳۳۱ مترجم مطبوعہ ۱۹۹۸ء)

بوقت اذان حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اسم گرامی سن کر انگوٹھے

چوم کر آنکھوں سے لگانا اور درود شریف پڑھنا

(سوال صفحہ نمبر ... کا جواب)

- علامہ شیخ احمد طحطاوی (م ۱۲۳۳ھ) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

قہستانی نے کنز العباد سے ذکر کیا ہے کہ مستحب ہے کہ اشہد ان محمدا رسول اللہ جب موذن پہلی بار کہے تو (سننے والا) کہے صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری بار اشہد ان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت (سننے والا) کہے قرۃ عینی بک یا رسول اللہ، اللھم متعنی بالسمع والبصر اپنے دونوں انگوٹھوں کو دونوں آنکھوں پر رکھ کر پڑھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنت میں اس کے قائد ہوں گے اور دیلمی نے فردوس میں ذکر کیا ہے حضرت ابوبکر صدیق کی حدیث سے مرفوعاً دونوں ہاتھوں کی دونوں انگلیوں کے پوروں کا بوسہ دے کر آنکھوں پر ملنا موذن کے اشہد ان محمد رسول اللہ کہنے کے وقت ... ان سے ... صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے کتاب جواز، کراہت اور بدعت ہونے میں علماء مختلف ہے ... مستحب ... بدعت حسنہ قرار دیا ہے ... ملاحظہ ہو ... [illegible] صفحہ نمبر ۳۶۲ ... طبع ... ۳۷۶ ... حاشیۃ الطحطاوی ... صفحہ نمبر ۱۱۲ طبع مصر ۱۳۵۶ھ ... فتاویٰ ... صفحہ نمبر ... جلد اول ... جلد ... ردالمحتار صفحہ نمبر ۱۸۹ جلد اول (ابو الجلیل لیفٹی ...)

تو اس کو میری شفاعت مل گئی ہے۔ (... الصغیر ... صفحہ نمبر ۱۱۱ مطبوعہ کراچی)

- ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جان لو کہ بے شک اذان کی پہلی شہادت کے سننے پر صلی اللہ علیک یا رسول اللہ اور دوسری شہادت کے سننے پر قرۃ عینی بک یا رسول اللہ، مستحب ہے پھر اپنے انگوٹھوں کے ناخن (چوم کر) اپنی آنکھوں پر رکھے اور کہے اللھم متعنی بالسمع والبصر تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا کرنے والے کو اپنے پیچھے جنت میں لے جائیں گے۔ (شرح ... شرح نقایہ باب الاذان)

یہ روایت ہیں یعنی حضرت صدیق اکبر کی روایت سے اس فعل کا ثبوت ملتا ہے اور کافی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ تم پر لازم ہے میری سنت اور میرے خلفائے راشدین کی سنت۔ (موضوعات کبیر صفحہ نمبر ... مطبوعہ کراچی)

- مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی (م ۱۳۰۴ھ) فرنگی محلی لکھتے ہیں:

بعض فقہاء مستحب ... [illegible] ... اور مستحب فاعل ... تارک ... علامت ... تشنیع ... رموزی ... ان یستحب ... متعلق ... من الشہادۃ صلی اللہ علیک یا رسول اللہ ... قرۃ عینی بک یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ... اللھم متعنی بالسمع والبصر ... ظفر الیدین علی العینین فانہ صلی اللہ علیہ وسلم ... الجنۃ ... کنز العباد ... (مجموعہ فتاویٰ صفحہ نمبر ... حصہ سوم طبع لکھنؤ ۱۹۳۵ء)

مولوی عبدالحی لکھنوی حنفی لکھتے ہیں: آپ کی تصانیف ... صدی ... ہونے تک پہنچا دیا ہے۔ (الفوائد البہیہ صفحہ نمبر ۹ مطبوعہ کراچی) (ابو جلیل ...)

مولوی عبدالشکور لکھنوی دیوبندی لکھتے ہیں: بعض احادیث اس مضمون کی وارد ہوئی ہیں ... اس میں ... صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نام گرامی سن کر انگوٹھوں کو چومنا چاہئے ... ان حدیث اس قبیل ... محدثین کے نزدیک صحت کو نہیں پہنچتی سب ضعیف ہیں ان ضعیف حدیث پر عمل جائز ہے ... علم الفقہ صفحہ نمبر ... جلد ... طبع کراچی) (ابو جلیل ...)

لا یصح کا مفہوم

حدیث کی تین مشہور قسمیں ہیں۔(۱) صحیح۔(۲) حسن۔(۳) ضعیف۔

اور محدثین کرام کا کسی حدیث کے متعلق "لا یصح" کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس حدیث میں "صحیح حدیث" کے وصف نہیں پائے جاتے اس سے اس حدیث کے حسن یا ضعیف ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔

- ابن حجر مکی (م ۹۷۴ھ) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

کسی حدیث کا یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ صحیح نہ تھی۔ اس سے اس کے حسن ہونے کی نفی نہیں ہوتی اور حسن سے حجت پکڑی جا سکتی ہے۔(الصواعق المحرقہ (اردو) صفحہ نمبر ۲۹۱ طبع لاہور)

- حافظ ابن حجر عسقلانی (م ۸۵۲ھ) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

نفی الصحۃ لاینفی الحسن (تعقبات کتاب الاذکار از علامہ سیوطی)

نیز لکھتے ہیں

حسن حدیث گو رتبہ میں کم ہے صحیح حدیث سے۔ تاہم قابل احتجاج ہونے میں اس کی شریک ہے۔(شرح نخبۃ الفکر صفحہ نمبر ۹۱ طبع کراچی)

- ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ رحمۃ فرماتے ہیں

لایلزم من عدم صحتہ وجود وضعہ

(الموضوعات الکبریٰ صفحہ نمبر ۶۹ طبع کراچی)

لایصح لاینافی الضعف والحسن یعنی کسی حدیث کو لایصح کہنے سے اس حدیث کے حسن یا ضعیف ہونے کی نفی نہیں ہوتی۔ (ایضاً صفحہ نمبر ۲۳۶)

- علامہ عبد الباقی زرقانی (م ۱۱۲۲ھ) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں

نفی الصحیح لاینافی الحسن عالم۔(رفیق علم ماہنامہ مارچ ۳۰ رجب ۱۹۹۰ء)

- علامہ لکھنوی (م ۱۳۰۴ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں یعنی کبھی حدیث صحیح نہیں ہوتی اور پھر وہ قابل حجت ہے کیونکہ حسن کا درجہ صحیح اور ضعیف کے درمیان ہے۔

- شارح ابو داؤد لکھتے ہیں امام ابو داؤد کا یہ کہنا کہ یہ حدیث صحیح نہیں ہے اس سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ ضعیف ہے بلکہ لازم آئے گا کہ وہ حسن ہے۔

(بذل المجہود از خلیل احمد انبیٹھوی صفحہ نمبر ۲۱)

- امام محمد بن امیر الحاج حلبی (م ۸۷۹ھ) لکھتے ہیں، اصطلاح حدیث کی رو سے صحت کی نفی حسن ہونے ثبوت کی نفی نہیں۔(حلیہ شرح منیہ)

لہٰذا حدیث حضرت صدیق کبر پر بھی محدثین کا لایصح کہنے سے موضوع قرار نہیں پائے گی بلکہ یہ حدیث حسن اور ضعیف ہوگی۔

ضعیف حدیث کا حکم

تمام محدثین فضائل میں حدیث ضعیف قابل قبول ہے تو مذکورہ جات ملاحظہ ہوں۔

۱۔ الموضوعات الکبریٰ ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) صفحہ نمبر ۱۳ طبع کراچی

۲۔ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) صفحہ نمبر ۸۳ جلد ۲ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان۔

۳۔ مقدمہ مشکوٰۃ از شیخ عبد الحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) صفحہ نمبر ۹ طبع لاہور۔

۴۔ قوت القلوب از امام ابو طالب محمد بن علی المکی (م ۳۸۶ھ) صفحہ نمبر ۳۸۳ جلد اول۔

۵۔ مقدمہ ابن صلاح از امام ابی عمرو عثمان بن عبد الرحمن (م ۶۴۳ھ) صفحہ نمبر ۳۹ طبع ملتان۔

۶۔ تدریب الراوی از امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) صفحہ نمبر ۲۹۸ جلد اول طبع لاہور۔

۷۔ کتاب الاذکار از محدث ابو زکریا یحییٰ بن شرف نووی شافعی (م ۶۷۶ھ) صفحہ نمبر ۳۸ جلد اول طبع کراچی۔

۸۔ القول البدیع از علامہ سخاوی (م ۹۰۲ھ) صفحہ نمبر ۲۵۸ طبع سیالکوٹ۔

۹۔ حدیث ضعیف در فضائل اعمال معمول بہا ست۔

(مسک الختام شرح بلوغ المرام از نواب صدیق حسن خان غیر مقلد (م ۱۳۰۷ھ) صفحہ نمبر ۲۷۵ جلد اول)۔

۱۰۔ ضعیف حدیث پر بھی فضائل و اعمال میں عمل کرنا درست ہے۔

(فتاوی دار العلوم دیوبند صفحہ [illegible] جلد [illegible] مطبوعہ کراچی)

۱۰۰۰۰ روپے کا نقد انعام

مرتب صاحب لکھتے ہیں [illegible] حدیثیں جن میں انگوٹھے چومنے اور آنکھوں پر لگانے [illegible] موضوعات [illegible] (قسم مثال [illegible] صفحہ ۱۱۳) [illegible] کی اگر مرتب صاحب [illegible] ثابت کر دیں تو [illegible] مبلغ ۱۰۰۰۰ روپے نقد انعام حاصل کریں۔ (ادارہ [illegible])

مفتی محمد تقی عثمانی دیوبندی لکھتے ہیں [illegible] شخص [illegible] محبت کا داعیہ پیدا ہو [illegible] تو [illegible] گناہ اور بدعت کی بات نہیں (بدعت ایک گمراہی صفحہ [illegible] طبع لاہور)

الحمد للہ [illegible] محبت میں [illegible] نام اقدس [illegible] سنتے ہیں [illegible] محبت کا داعیہ پیدا ہو [illegible] بدعت [illegible] محبت [illegible] داعیہ پیدا نہیں ہوتا [illegible] اعتراف کر لیا [illegible] ملاحظہ ہوں [illegible] جلد اول [illegible] فتاوی دار العلوم دیوبند صفحہ [illegible] بدعت ایک گمراہی صفحہ [illegible] مفتی تقی عثمانی دیوبندی۔ (ابو کلیم [illegible] غفرلہ)

جنازہ کے ساتھ بلند آواز سے ذکر کرنا

فقہاء کرام نے جنازہ کے پیچھے بلند آواز سے ذکر کرنا بدعت فرمایا۔

(صاف [illegible] صفحہ ۱۱۳)

جواب: مرتب اصول فقہ سے نا واقف ہیں۔ عادت اور تقاضوں کے پیش نظر فتوی میں تبدیلی ہو جانا ایک امر واقعہ ہے۔ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ فقیہ ابو اللیث سمرقندی سے نقل فرماتے ہیں کہ پہلے میں تین باتوں کی ممانعت کا فتوی دیا کرتا تھا اور اب ان کے اثبات کا فتوی دیتا ہوں۔ پہلے میں فتوی دیتا تھا کہ تعلیم قرآن پر اجرت لینا حلال نہیں اسی طرح فتوی دیتا تھا کہ عالم کیلئے جائز نہیں کہ وہ سلطان [illegible] کی صحبت اختیار کرے اور عالم [illegible] وعظ [illegible] اب [illegible] کی وجہ سے میں نے ان سے رجوع کر لیا ہے۔

(رسائل ابن عابدین جلد اول صفحہ نمبر ۱۵۷ مطبوعہ لاہور)

- علامہ عبد الوہاب شعرانی رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ سیدی علی خواص بھی ذکر فرماتے ہیں کہ جب معلوم ہو کہ جنازے کے ساتھ چلنے والے [illegible] نہیں چھوڑتے اور دنیاوی باتوں میں مشغول ہیں تو مناسب ہے کہ [illegible] پڑھنے کا حکم دیں کیونکہ کلمہ پڑھنا [illegible] سے افضل ہے اور فقیہ عالم کو مناسب نہیں کہ اس کا انکار کرے [illegible] جس وقت بھی چاہیں [illegible] ان کو [illegible] ہے۔ ([illegible] شعرانی)

- علامہ عبد الحی لکھنوی حنفی علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں (زمانہ کے حالات کے پیش نظر) بعض مشائخ نے جنازے کے آگے اور پیچھے بلند آواز سے ذکر کرنے کو جائز فرمایا تاکہ [illegible] میت [illegible] غفلت [illegible] دنیا کی محبت دور ہو۔ ([illegible])

● علامہ شعرانی اپنی کتاب عہود المشائخ میں فرماتے ہیں لوگوں کا جنازے کے آگے کلمہ طیبہ پڑھنا یا جنازے کے آگے کسی کا قرآن پڑھنا، جو شخص اس کو حرام کہے وہ شریعت کے سمجھنے سے قاصر ہے [illegible] اگر تم آج کل کے لوگوں کی غالب حالت میں غور کرو تو تم ان کو جنازے کے ساتھ ساتھ دنیاوی قصوں میں مشغول پاؤ گے [illegible] اس میت سے عبرت نہیں پکڑتے اور جو کچھ ہو چکا اس سے غافل ہیں بلکہ ہم نے تو بہت سے لوگوں کو ہنستے ہوئے دیکھا ہے الخ

چونکہ پہلے زمانہ میں مسلمانوں کی یہ حالت نہ تھی اس لئے فقہاء نے [illegible] حالت کے پیش نظر جنازے کے ساتھ ذکر بالجہر کو منع فرمایا لیکن اس زمانہ میں [illegible] کے ناجائز ہونے کا حکم دینا درست نہیں بلکہ جائز ہونے ہی کا حکم کرنا چاہیے۔

● مدینہ منورہ میں قاری فتح محمد پانی پتی مہاجر مدنی کا جنازہ لے جاتے وقت کلمہ بالجہر پڑھا گیا۔

مرتبین انصاف کیلئے لمحہ فکریہ!

نماز ظہر کے بعد امام حرم نبوی شریف علی عبد الرحمٰن الحذیفی مدظلہ نے نماز جنازہ پڑھائی [illegible] کو ملاقات کر گئے تھے۔ نماز کے بعد جنازہ مسجد سے باہر [illegible] تو ہاتھوں پر سروں سے اونچا اٹھایا گیا، کندھوں پر آنے نہیں دیا۔ پیچھے گروہ [illegible] اور ہر طرف کی آوازیں تھیں۔ لا الہ الا اللہ [illegible] لا الہ [illegible] کا ورد تھا، ہزاروں عربوں، عجمیوں کا مجمع مستانہ وار جنت البقیع تک ساتھ گیا ہے الخ

(ماہنامہ الخیر ملتان صفحہ نمبر [illegible] جلد [illegible] شمارہ [illegible] شعبان المعظم [illegible] ۱۹۸[illegible])

۱ مولوی شفیق احمد قاسمی، مولوی محمد عرفان پانی پتی کے حالات میں لکھتے ہیں [illegible] مدینہ کی گلی کوچے [illegible] سے بھر چکے تھے مجمع کثیر ہونے کی بنا پر [illegible] جنازہ [illegible] کے [illegible] ہاتھوں ہاتھ [illegible] میں جاتی [illegible] سے قبرستان بقیع کی طرف [illegible] [illegible] کی صدا [illegible] گونج رہی تھیں۔ (حضرت مولانا محمد عرفان پانی پتی کی آخری تقریر اور مختصر حالات زندگی صفحہ نمبر ۲۵ طبع [illegible] ادارہ نشر التوحید ملتان) (از ابو مجلس جمیل مظفر)

کیا یہ منافقت نہیں؟ کیا یہ بدعت کا ارتکاب نہیں۔
پاکستان میں بدعت، مدینہ منورہ اور ہندوستان میں جائز۔
(ماعو جوابکم فهو جوابنا)
بقول "مرتبین انصاف" کیا یہ صریح حدیث کی مخالفت نہیں؟
(انصاف صفحہ نمبر ۱۱۴)

● **مسئلہ قوالی اور اہل سنت کا موقف**

قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) علیہ الرحمہ فرماتے ہیں۔
صوفیاء کرام نے غنا اپنے سماع کیلئے چند شرطیں مقرر کی ہیں۔

۱۔ سننے والے کا دل ذکر الٰہی سے مطمئن ہو اور اس کی یاد میں مشغول ہو، کسی غیر کی طرف التفات نہ ہو
۲۔ گانے والا اہل شہوت نہ ہو، عورت یا نو خیز لڑکا نہ ہو۔
۳۔ محفل سماع اغیار سے خالی ہو۔
۴۔ نماز اور دیگر عبادات کی ادائیگی کا وقت بھی نہ ہو۔

جب یہ شرائط پائی جائیں تو سماع جائز بلکہ مستحب ہے۔ کیونکہ سماع کی یہ تاثیر ہے کہ دل میں محبت کا جو جذبہ مخفی اور چھپا ہوا ہوتا ہے۔ سماع اس محبت کی آگ کو بھڑکا دیتا ہے۔ جن لوگوں کے دل میں عورتوں کا عشق پایا ہوتا ہے ان کیلئے سماع حرام ہے کیونکہ وہ نفس کو برائی پر بھڑکاتا ہے لیکن جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ کی محبت جاگزین ہوتی ہے سماع ان کے ذوق و شوق میں اضافہ کا موجب ہوتا ہے ان کیلئے سماع مستحب ہے۔

قرآن کریم میں "لھو الحدیث" کو حرام کہا گیا ہے اور صوفیاء کا سماع "لھو الحدیث" کے زمرے میں نہیں ہے۔ وہ احادیث جن سے غنا کی حرمت ثابت ہوتی ہے وہ بھی مخصوص یا مجمل ہیں۔ کیونکہ ایسی احادیث بھی ہیں جن سے غنا کا مباح اور جائز ہونا ثابت ہوتا ہے۔ دونوں قسم کی احادیث میں تطبیق اس طرح کریں گے کہ

جو غنا فسق وفجور کا محرک ہو وہ حرام ہے اور جو یاد الٰہی کی تحریک کا سبب ہو وہ جائز ہے۔

(تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۲۴۸ جلد ۵ مصنف قاضی ثناء اللہ پانی پتی)

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، سماع صوفیاء کے لئے لوازم ضروریہ سے نہیں۔ اور سے خواجہ نے بھی فرمایا کہ سماع اہل اللہ کیلئے مقصود بالذات نہیں لیکن سماع سے انکار بھی نہ کرنا چاہیے کیونکہ بہت سے اکابر اہل سماع گزرے ہیں اور ان کا مقصود ہو حد درجہ تک پہنچا ہوا ہے سماع کے بارے میں شاہ نقشبند بھی فرماتے ہیں۔۔ ایں کار نے کنیم۔ انکار ہم نے کنیم پھر اور کسی سے کہنے کی کیا حاجت ہے اصل طریقہ یہ ہیں ہے اور حد سے ہی یہ فرائد وقف ہوتے ہیں۔ بس صاف دارست چلنا چاہیے (ملفوظات مہریہ صفحہ نمبر ۸۸ مطبوعہ اشاعت گولڑہ شریف ۱۹۸۶ء)

ہمارے مولانا احمد رضا بریلوی بھی اس سماع کے خلاف ہیں جو انسان کو برائی کی طرف لے جائے۔ اہل سماع اہل اللہ کے خلاف نہیں۔

- <u>مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوی کا رد</u>

سوال: محرم میں عشرہ وغیرہ کے روز شہادت کا بیان کرنا روایات صحیحہ یا بعض ضعیفہ بھی اور سبیل لگانا چندہ دینا اور شربت دودھ بچوں کو پلانا درست ہے یا نہیں؟

جواب: محرم میں ذکر شہادت حسین علیہ السلام کرنا اگرچہ روایات صحیحہ ہوں یا سبیل لگانا شربت پلانا چندہ سبیل اور شربت میں دینا سب ناجائز اور حرام ہے روافض کی وجہ سے حرام ہے۔ (فتاوی رشیدیہ صفحہ نمبر ۱۳۹، ۴۳۵ مصنف گنگوہی)

جواب: اہل سنت کے مسلک میں روایات صحیحہ کے ساتھ محرم وغیرہ میں حضرات حسنین علیہما السلام کا ذکر شہادت باعث رحمت وبرکت ہے اسی طرح شہداء کرام کو ایصال ثواب کیلئے شربت دودھ وغیرہ پلانا سب جائز اور مستحسن ہے۔ محض روافض کی آڑ لے کر ان امور مستحسنہ کو ناجائز وحرام کہنا مسلمانوں کو حصول خیر وبرکت سے محروم کرنا ہے۔

<u>فتوی مذکورہ پر مولانا رحمت اللہ کیرانوی کی تنقید</u>

حضرات علمائے دیوبندی تحریر وتقریر بطریق تواتر مجھ تک پہنچی کہ تمام افسوس سے کچھ کہنا پڑا چپ رہنا خلاف دیانت سمجھا گیا۔ سوچتا ہوں کہ میں جناب مولوی رشید احمد کو رشید سمجھتا تھا مگر میرے گمان کے خلاف کچھ اور ہی نکلے جس طرف گئے اس طرف ایسا تعصب برتا کہ اس میں ان کی تحریر وتقریر دیکھنے سے روشن ہوتا ہے پھر حضرت مولوی رشید احمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نواسے کی طرف متوجہ ہوئے اور ان کی شہادت کے بیان کو بڑی شدت سے محرم کے دنوں میں گو کیسی ہی روایت صحیحہ سے ہو منع فرمایا۔ حالانکہ شاہ ولی اللہ صاحب سے لے کر جناب مولانا محمد اسحاق مرحوم تک عادت تھی کہ عشرہ کے دن شاہ ولی کے پاس روایات صحیحہ سے یہی حال شہادت بیان کرتے تھے میں نے خود تجربہ کیا کہ جب ہندوستان میں تھا اور عاشورہ کے دن حال شہادت بیان کرتا تھا مجلس میں کم از کم ہوتا تو دو دو سو آدمی سے زیادہ ہوتے تھے اور اس بیان شہادت میں تعزیوں کے بنانے کی برائی اور جو رسوم اور بدعات تعزیوں کے سامنے کی جاتی تھیں ان کی برائی بیان کرتا تھا الخ

(تقدیس الوکیل عن توہین الرشید والخلیل صفحہ نمبر ۱۵، ۲۱۴۔ ۱۹۸۲ء

طبع لاہور (مکتبہ اشاعت علوم علامہ غلام دستگیر قصوری)

- قطب دوراں حضرت پیر مہر علی شاہ نور اللہ مرقدہ نے فرمایا سچے حالات اور واقعات اہل محبت وعظمت کی زبان سے سننا اچھی بات ہے اور مجلس میں وعظ ہو اور ہو تو وہ عزا کی صورت ہو جاتی ہے۔ بشرطیکہ اس مجلس میں ایسی باتیں نہ ہوں جیسے منہ پر طمانچے مارنا گریبان پھاڑنا وغیرہ (ملفوظات مہریہ صفحہ نمبر ۹۵، ۹۷ طبع لاہور ۱۹۸۶ء)

<u>تبصرہ</u>: علماء ومشائخ اور صوفیاء جواپنے اپنے دور میں مسلمانوں کے پیشوا اور رہنما وغیرہ جیسے زیادہ معتبر ہیں یا تنہا مولوی گنگوہی کا کہنا ہی حق ہے یا حرام یہ ایک الگ بات ہے۔ علماء اہل سنت مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوی پر جو تنقید کرتے ہیں اس کا حاصل یہ ہے کہ جب محض روافض کی آڑ لے کر حسنین رضی اللہ عنہما اور ان کے ماتم کے

شربت کو حرام کہا گیا ہے اور اس کے مقابل بحیرہ بالخصوص آنکھیں بند کر کے ہندوؤں کے مشرکانہ تہواروں ہولی اور دیوالی کی پوری کو پوری کو حلال قرار دیا گیا ہے۔ یہ اہل بیت رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ساتھ بدترین دشمنی کی دلیل ہے اور پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی علیہ الرحمۃ کے فتوی کو دلیل بنانا قیاس مع الفارق ہے۔

• مرتبین انصاف نے کفار کے مال کے پاک ہونے کی دلیل جو عبدالرزاق سے پیش کی ہے اس کا تعلق مال غنیمت سے ہے جس کو مولوی رشید احمد گنگوہی کے فتوی کی حمایت میں پیش کرنا انتہائی جہالت اور بے وقوفی ہے۔

• اعلیٰ حضرت فاضل بریلوی کے فتوی میں تحریف

(انصاف صفحہ نمبر 113 کا جواب)

سوال: طوائف جس کی آمدنی صرف حرام پر ہے اس کے یہاں میلاد شریف پڑھنا اور اس کی اسی حرام آمدنی کی منگائی ہوئی شیرینی پر فاتحہ پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: اس مال کی شیرینی پر فاتحہ کرنا حرام ہے مگر جبکہ اس نے مال بدل کر مجلس کی ہو اور یہ لوگ جب کوئی چیز کار خیر کرنا چاہتے ہیں تو ایسا ہی کرتے ہیں اور اس کیلئے کوئی شہادت کی ضرورت نہیں اگر وہ کہے کہ میں نے قرض لے کر یہ مجلس کی ہے اور وہ قرض اپنے مال حرام سے ادا کیا تو اس کا قول مقبول ہوگا۔ کما نص علیہ فی ہندیہ وغیرہا۔ بلکہ اگر شیرینی اپنے مال حرام سے خریدی اور خریدنے میں اس پر عقد و نقد جمع نہ ہوئے یعنی حرام روپیہ دکھا کر اس کے بدلے خریدی یا حرام روپیہ پیشگی دے دیا اور ایسا نہ ہوا تو مذہب مفتی بہ پر وہ شیرینی بھی حرام نہ ہوگی۔ جو شیرینی اس نے خاص اجرت زنا یا غنا کی یا اس کے کسی آشنا نے تحفہ میں بھیجی یا اس کی خریداری میں عقد و نقد مال حرام پر جمع ہوئے وہ شیرینی حرام ہے اور اس پر فاتحہ حرام ہے یہ حکم تو شیرینی و فاتحہ کا ہوا مگر اس کے یہاں جانا اگرچہ مجلس شریف پڑھنے کیلئے ہو، معصیت یا مظنہ معصیت یا تہمت یا مظنہ تہمت سے خالی نہیں اور ان سب سے بچنے کا حکم حدیث شریف میں ہے۔ من کان یؤمن باللہ والیوم الآخر فلا یقفن مواقع التہم (ترجمہ) جو اللہ عزوجل

اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتا ہو وہ ہرگز تہمت کی جگہ کھڑا نہ ہو۔

اوّل تو اس کی چوکی اور فرش اور مقامی چیزیں اکثر حرمت و خباثت پر ہے جو اہل تقویٰ نہیں ان سے ان کے ساتھ قرب آئے اور یہ دونوں کا قرب ہے۔ اور جو اہل تقویٰ ہے اس کیلئے وہ لوہار کی بھٹی ہے کہ کپڑے جلے نہیں تو دھواں ضرور پہنچے گا۔ نفس پر اعتماد کرنا اور شیطان کو دور سمجھنا احمق کا کام ہے ومن وقع حول الحمی اوشک ان یقع فیہ "جو رمنے کے گرد چرے گا کبھی اس میں بھی جا پڑے گا۔"

(احکام شریعت حصہ سوم صفحہ نمبر 213، 214)

سوال مذکورہ کا جواب مولانا احمد رضا بریلوی نے حدیث شریف اور فقہ کی کتاب سے دیا ہے۔ مرتبین انصاف نے سوال مذکورہ کے جواب کا آخری حصہ نقل کر کے اس پر جاہلانہ تبصرہ کیا ہے جو سراسر کذب بیانی اور جہل و فریب کا مشتمل ہے

• مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی کا فتوی

مال حرام سے امور خیر کرنا اور کھانا پینا اور اس کو تصرف میں لانا سب حرام ہے اگر اس مال کو امور حرام میں صرف کرے گی تو دوہرا گنہگار ہوگی۔ اس طاعت کو لازم ہے کہ کسی سے روپیہ قرض لے کر اس مال سے ادا کرے اور جس قدر اس کے پاس مال حرام ہے اسی قدر قرض لے کر سب امور خیر کرے اور اس قرض کا ادا اسی مال حرام سے کردے۔ (مجموعہ فتاویٰ جلد دوم طبع لکھنؤ 1325ھ)

• فاضل بریلوی کے فتوی میں تحریف

(انصاف صفحہ نمبر 115)

عرض: کافر جو ہولی اور دیوالی میں مٹھائی تقسیم کرتے ہیں مسلمانوں کو لینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اس روز نہ لے ہاں اگر دوسرے روز دے تو لے لے نہ یہ سمجھ کر کہ ان کے تہوار کی مٹھائی ہے بلکہ مال موذی بے عاری سمجھے۔

(ملفوظات حصہ اول صفحہ نمبر 103 طبع لاہور)

قارئین کرام! امام احمد رضا کی عبارت مذکورہ کا بغور مطالعہ کریں تو آپ پر یہ بات واضح ہو جائے گی کہ عبارت مذکورہ کے ایک ایک لفظ سے مولانا کی سلامت روی، غیرت ایمانی، حمیت دینی اور ہنود و مشرکین کی تہوار اور مشرکانہ رسوم سے پرہیزگاری کا پتہ چلتا ہے۔

● **مولوی عبدالحی لکھنوی حنفی کا فتویٰ**

استفتاء۔ چہ می فرمایند علمائے دین اندریں مسئلہ کہ ہنود اشیاء در روز عید خود پیش مسلمان می آرند بطور مسرت برسم ارمغانی چنانچہ تیشکر بروز دیوالی و شیرینی بروز ... آن مستعمل جائز است یا نہ۔ بینوا توجروا

ھو المصوب: واقعی خوردن چیزے کہ ہنود بروز عید ہائے خود برضائی خود پیشکش می آرند جائز است لیکن بہتر آنست کہ در آں روز از ایشاں قبول نکند تا ارتکاب موافقت جناب شود و در فتح ولی گوید: لا ینبغی للمؤمنین ان یقبل ھدیۃ کافر فی یوم عیدھم ولو قبل لا یعطیھم ولا یرسل الیھم شیئا۔ حررہ محمد عبدالحی عفی عنہ۔ (مجموعۃ الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ نمبر ۱۷۱ مطبوعہ لکھنؤ ۱۳۲۵ھ)

ترجمہ: "مومن کیلئے مناسب نہیں کہ کافروں سے ان کی عید والے دن تحفہ قبول کرے۔ اور اگر قبول کریں تو انہیں واپسی میں کچھ نہ دیں اور نہ ان کی طرف کچھ بھیجیں"۔

رنڈی کو مکان کرایہ پر دینے کا مسئلہ

(انصاف صفحہ نمبر ۲۶)

عرض: رنڈی کو مکان کرایہ پر دینا جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: اس کا اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں ہے۔ باقی وہاں اس کا زنا کرنا یہ اس کا فعل ہے اس کے واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت صفحہ نمبر ۴۰ جلد ۳)

الجواب: "مرتبین انصاف" نے ملفوظات کی عبارت نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا ہے۔

اصل عبارت ملاحظہ ہو۔

ارشاد: اس کا اس مکان میں رہنا کوئی گناہ نہیں، برے کے واسطے مکان کرایہ پر دینا کوئی گناہ نہیں۔ باقی وہاں اس کا زنا کرنا یہ اس کا فعل ہے اس کے واسطے مکان کرایہ پر نہیں دیا گیا۔ (خط کشیدہ الفاظ شیر مادر سمجھ کر ہڑپ کر گئے ہیں)

نیز مؤلف مولانا مفتی محمد مصطفیٰ رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ نے حاشیہ پر اس کی وضاحت بھی کردی ہے۔

اگر رنڈی کے پاس سوا اس ناپاک کمائی کے اور مال نہیں جس سے کرایہ ادا کرے تو وہ مال رنڈی سے نہ لینا چاہئے اور اگر اور ہو خواہ یوں کہ مال حلال قرض لے کر دے تو حرج نہیں۔ ۱۲ مؤلف غفرلہ۔ (ملفوظات صفحہ نمبر ۴۸ جلد ۳ حاشیہ)

● **مسئلہ زاغ معروف اور علمائے دیوبند**

(انصاف صفحہ نمبر ۲۸ تا ب)

علماء دیوبند کے پیشواؤں کے نزدیک زاغ معروف (مشہور کوا جو عام طور پر پایا جاتا ہے) کھانا ثواب ہے۔

مسئلہ: جس جگہ زاغ معروف کو اکثر حرام جانتے ہوں اور کھانے والوں کو برا کہتے ہوں تو ایسی جگہ اس کو کھانے والے کو کچھ ثواب ہوگا یا نہ؟ ثواب ہوگا یا عذاب؟

الجواب: ثواب ہوگا۔ فقط رشید احمد (فتاویٰ رشیدیہ صفحہ ۵۹۵ طبع کراچی)

تبصرہ: ہمارے دیار میں مشہور کوا یہی ہے جو عام طور پر پایا جاتا ہے۔ کسی تعلیم یافتہ یا جاہل سے بھی پوچھیں کہ مشہور کوا کون سا ہے تو وہ فوراً اسی کوا کی طرف اشارہ کریں گے جو عام طور پر ہمارے ہاں پایا جاتا ہے۔

نیز کچھ عرصہ پہلے بعض دیوبندی علماء کا اسی کوؤں کو جو ہمارے ہاں پائے جاتے ہیں ذبح کر کے کھانا اس بات کی بین دلیل ہے کہ زاغ معروف اس کوے کے سوا کسی کو نہیں کہتے اور مرتبین انصاف نے جس کوا کو حلال لکھا ہے اس کو اکثر لوگ جانتے ہی نہیں پھر وہ زاغ معروف کیسے بن گیا۔

● سعودی عرب (۰ اگست [illegible] نامہ نگار) یہاں جمعیۃ العلمائے اسلام [illegible]
گروپ سے تعلق رکھنے والے معتقد علمائے کرام نے کوے کے گوشت کو حلال قرار دیا
ہے اور اپنے فتوے پر عمل کرتے ہوئے کوؤں کے گوشت سے اپنے کام و دہن کی تواضع
بھی کی۔ یہ علمائے کرام مدرسہ جامعہ حبیبیہ حبیب گنج میں جمع تھے۔ جس میں جمعیت علماء
اسلام [illegible] قاری محمد صدیق
جھنگ والے اور حافظ محمد [illegible] بھی شامل تھے۔ ان علماء کا متفقہ فیصلہ تھا کہ کوے کا
گوشت حلال ہے اور کوے کا ذبیحہ [illegible] میں کوئی حرج نہیں۔ انہوں نے اپنے اس
فتوے پر اس طرح عمل کیا کہ کوے کے گوشت کی ایک دعوت میں اس سے لطف اندوز
ہوئے ہیں (روزنامہ [illegible])

● اہل سنت کا مذہب

اہل سنت کا مذہب یہ ہے کہ پاک غذا پاک لوگوں کیلئے ہے اور خبیث اور
ناپاک غذا الخبیثین اور ناپاکوں کیلئے۔ کوا (مشہور) حرام اور خبیث ہے جس کا کھانا
مومنین کیلئے جائز نہیں [illegible] حرام خور [illegible] آخرت کے سزاوار ہیں۔

مولوی عاشق الٰہی میرٹھی لکھتے ہیں کہ مولوی [illegible] بیان فرماتے ہیں کہ عرصہ ۱۲۰ سال کا ہوا
میں [illegible] میں مشغول تھا [illegible] میں خیال پیدا ہوا کہ یہ
کوا ہے جسکو عام آدمی [illegible] سمجھے ہوئے ہیں حضرت (دیوبند) کے نزدیک تو حلال ہے مگر
اپنے خیال کی تصدیق کو گنگوہ [illegible] پوچھوں۔ چنانچہ جب حاضر آستانہ ہوا تو اتفاق سے مجلس
شریف میں ایک شخص نے کہا کہ کوے [illegible] بہت نقصان پہنچاتے ہیں مگر [illegible]
میں تو اس کوے کو حلال لکھا ہے حضرت [illegible] (یعنی رشید احمد) میری اس تقریر کو سن کر
مسکرائے اور [illegible] کھانا شروع کر دو [illegible] (تذکرۃ الرشید [illegible]
ص ۱۹۸) رشید احمد گنگوہی کا [illegible] رشید احمد [illegible] سے [illegible]
(تذکرہ [illegible]) اس مہنگائی کے دور میں گوشت کے شوقین دیوبندی علماء [illegible]
[illegible] کا فتوی بہت مفید ہے [illegible] (ابو الجلیل فیضی غفرلہ)

حاشیہ تفسیر نعیمی سورہ توبہ (پ ۱۱) صفحہ نمبر ۲۹۷ کا جواب

مرتبیں [illegible] لکھتے ہیں سیدنا ابراہیم علیہ [illegible] کو مسلمان
جانتے وقت [illegible] اعلیٰ حضرت بریلوی کی تفسیر دیکھئے (یہ [illegible] جھوٹ ہے اعلیٰ
حضرت بریلوی نے فقط قرآن کریم کا ترجمہ کیا ہے [illegible]) [illegible]
مرتب ہوتے [illegible] میں یہ [illegible] پیش [illegible] ہے۔ ([illegible] اور
ابراہیم علیہ السلام کی مغفرت اپنے باپ کیلئے ایک مدت تک تھی جب [illegible] ہو گیا کہ وہ
اللہ تعالیٰ کا دشمن ہے تو آپ اس سے بیزار ہو گئے [illegible]

الجواب: جب [illegible] فوت ہو جائے تو زندوں پر [illegible] کا حق ہوتا ہے کہ وہ اس کیلئے
طلب مغفرت کرتے رہیں تاکہ [illegible] مستفید [illegible] پروردگار [illegible] میت کو بخش
دے [illegible] آیت کریمہ میں واضح طور پر بیان کر دیا گیا کہ مغفرت صرف ان کیلئے ہے
جن کا خاتمہ ایمان پر ہوا ہو۔ اور جو [illegible] کی حالت میں مرے ہوں ان کیلئے
مغفرت کا دروازہ بند کر دیا جاتا ہے اس سے اس آیت نے بتا دیا کہ جن کے متعلق
تمہیں علم ہو کہ وہ حالت کفر میں مرے ان کیلئے کسی قسم کی دعائے مغفرت نہ کرنی
چاہیے۔ اور وہ تمام آیات جن میں [illegible] اللہ تعالیٰ نے اس آیت سے نبی
رسول کو منع فرمایا ہے کہ وہ اپنے والدین کے حق میں دعائے مغفرت [illegible]
کا [illegible] یہاں پر نہیں ہوا تھا قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے [illegible] حاصل [illegible] کیا ہے
اور ثابت کیا ہے کہ اس قسم کی تمام روایات ضعیف اور معلول ہیں۔ اس نے قابل سند
نہیں اور علامہ پانی پتی نے حافظ ابن حجر شارح صحیح بخاری کا یہ قول بھی نقل کیا ہے۔ وقد
[illegible] (الطریق) [illegible] (مظہری)۔

● اس کے بعد قاضی ثناء اللہ پانی پتی (م ۱۲۲۵ھ) فرماتے ہیں
آیت [illegible] میں مرنے والے کافروں کیلئے دعائے مغفرت سے منع کر دیا
گیا تھا یہاں [illegible] حضرت خلیل علیہ

السلام نے آزر کیلئے مغفرت کی دعا کیوں کی۔ فرمایا اس کی وجہ یہ تھی کہ انہوں نے آزر سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس کیلئے استغفار کریں گے اور اس وقت آپ کا یہی خیال تھا کہ شاید اسے ایمان لانے کی توفیق عنایت ہو جائے (کیونکہ ہدایت کا خالق اللہ ہے) لیکن جب وہ کفر پر ہی مر گیا تو آپ اس سے بری الذمہ ہو گئے۔ لابیہ سے مراد آزر ہے جو کہ آپ کا چچا تھا۔ آپ کے والد کا نام تارخ تھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آباؤ اجداد میں کوئی کافر نہ تھا (ترجمہ) ابیہ سے مراد آزر ہے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا۔ آپ کے والد کا نام تارخ تھا نیز حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بسند صحیح مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا مجھے بنی آدم کے بہترین زمانہ میں مبعوث فرمایا گیا، اس لئے ناممکن ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے آباؤ اجداد میں کوئی کافر گزرا ہو۔ (تفسیر مظہری پارہ ۱۱ التوبہ ۹)

● حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر نہ تھا بلکہ تارخ تھا۔ (تفسیر ابن کثیر سورۃ انعام (مترجم) صفحہ نمبر [illegible] جلد ۲ مطبوعہ [illegible])

● مولوی ابوالکلام آزاد دیوبندی لکھتے ہیں:

یہاں باپ کا مقصود حقیقی باپ ہے یا چچا، جس نے بطور باپ کے پرورش کیا تھا تو زیادہ قوی یہی بات معلوم ہوتی ہے کہ آزر ان کا چچا تھا اور یہ معاملہ اس کے ساتھ پیش آیا تھا (ترجمان القرآن صفحہ نمبر ۴۲۹ جلد ۲)

نیز درج ذیل تفاسیر کا مطالعہ کریں۔

---

[۱] مولوی محمد ادریس کاندھلوی دیوبندی لکھتے ہیں تحقیق یہ ہے کہ آزر حضرت ابراہیم علیہ السلام کا چچا تھا اس کو مجازاً عرف کے طور پر باپ کہا گیا ہے اور آپ کے باپ کا نام تارخ ہے بعض محققین علماء جیسے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تمام آباء سے کفر کی نفی کی ہے یہی تحقیق ہے حضرت ابراہیم کے اس چچا پر باپ کا اطلاق اس لئے کیا گیا ہے کہ حضرت ابراہیم کا اختلاط اور الفت اپنے چچا کے ساتھ بہت زیادہ تھی۔ (خلاصہ) (التعلیق الصبیح صفحہ نمبر [illegible] جلد ۹ طبع لاہور) ([illegible])

۱۔ جامع البیان صفحہ نمبر ۳۲۶ جلد ۷۔

۲۔ تفسیر امام ابن ابی حاتم صفحہ نمبر ۱۳۲۵ جلد ۴۔

۳۔ تفسیر در منثور صفحہ نمبر ۳۰۰ جلد ۳۔

● حضرت ابراہیم علیہ السلام اور مہمان فرشتوں کا قصہ اور اسکا جواب

(اصلاف صفحہ نمبر ۱۴۱)

جواب نمبر۱: اس آیت میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر شریف کے آخر حصہ تک یعنی وصال مبارک تک علم ما کان وما یکون کے حصول کی نفی نہیں ہوتی۔ کی پہلے کی ہے جو ہمارا مدعا نہیں ہمارا دعوی حصول تدریجی ہے۔ جسکی تکمیل کے وصال کے قبل تک کا امکان رد نہیں کیا جاسکتا۔

جواب نمبر۲: حضرت ابراہیم علیہ السلام کی توجہ مکمل طور پر آنے والے مہمانوں کی طرف مبذول ہو چکی تھی اور آنے والوں کی ملکیت سے (فرشتہ ہونے) عدم توجہ کی وجہ سے ملکیت کا پتہ نہ چلا اور فوراً اس مہمان نوازی کے جذبے کے تحت بچھڑا بھون کر پیش کر دیا۔ اور انسانوں کی طرح میزبانی کے فرائض کی ادائیگی میں مشغول ہو گئے۔ نیز عدم توجہ کو عدم علم کی دلیل بنانا درست نہیں۔

جواب نمبر۳: انبیاء کرام کے حق میں نسیان و ذہول جائز ہے ہو سکتا ہے کہ باری تعالیٰ نے بربنائے حکمت ان پر نسیان یا ذہول طاری فرما دیا ہو جو مثبت علم ہے نافی علم ہرگز نہیں۔

● قصہ ہاروت و ماروت اور تفسیر نعیمی پر اعتراض کا جواب

(اصلاف صفحہ نمبر ۱۴۱)

قصہ ہاروت و ماروت (جیسا کہ تفسیر نعیمی میں ہے) کے متعلق حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں۔

"الغرض ہاروت و ماروت کا یہ قصہ تابعین میں سے بھی اکثر لوگوں نے

بیان کیا ہے جیسے مجاہد، سدی، حسن بصری، قتادہ، ابوالعالیہ، زہری، ربیع بن انس، مقاتل بن حیان وغیرہ وغیرہ رحمہ اللہ علیہم اور متقدمین اور متاخرین مفسرین نے بھی اپنی اپنی تفسیروں میں نقل کیا ہے لیکن اس کا زیادہ تر دارومدار بنی اسرائیل کی کتابوں پر ہے کوئی صحیح مرفوع متصل حدیث اس بات میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ثابت نہیں اور قرآن کریم میں اس قدر بسط و تفصیل ہے۔ پس ہمارا ایمان ہے کہ جس قدر قرآن میں ہے صحیح اور درست ہے اور حقیقت حال کا علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے (قرآن کریم کے ظاہری الفاظ) مسند احمد، ابن حبان، بیہقی وغیرہ کی مرفوع حدیث حضرت علی، حضرت ابن عباس، ابن مسعود وغیرہ کی موقوف روایت تابعین وغیرہ کی تفاسیر وغیرہ وغیرہ سے اس واقعہ کی بہت کچھ تقویت ہو جاتی ہے اس میں کوئی بات مخفی ہے اس میں کسی اصول دین کا خلاف ہے پھر ظاہر ہے کہ جو بات تاویلات اٹھانے کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔ (واللہ اعلم)۔

(فتح مبین) (تفسیر ابن کثیر جلد اول صفحہ ۱۳۸ جلد اول مطبوعہ ...)

اگر اس قصہ ہاروت و ماروت کو نقل کرنے کی بنا پر صاحب تفسیر بھی مورد طعن ہیں تو ذرا صحابہ و تابعین اور متقدمین و متاخرین مفسرین کے متعلق کیا فرمائیں گے جنہوں نے اس کو بیان کیا اور اپنی اپنی تفاسیر میں اس کو نقل کیا ہے۔

(ماهو جو تم کہتے ہو)

- "مرتبین رسالہ" ذیل کی عنوان کے تحت لکھتے ہیں

"تحریف کی مثال"

اس منافق جماعت نے ایک مسجد بنائی جسے قرآن مجید میں مسجد ضرار کہا گیا اور اپنے اس عقیدہ کی بنا پر کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مطلع علی الغیب نہیں ہیں، حضور کو اس مسجد میں نماز پڑھانے کی دعوت دی۔

یہ کہنا کہ منافقین نے اس عقیدہ کی بنا پر آپ مطلع علی الغیب نہیں ہیں اس وجہ سے نماز کی درخواست کی یہ سب لوگوں کی اختراعات ہیں الخ (رسالہ صفحہ ۱۲۲)

الجواب۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض و نلعب (سورۃ توبہ آیت ۶۵)

ترجمہ: "اے محبوب اگر تم ان سے پوچھو گے تو کہیں گے کہ ہم تو یونہی ہنسی کھیل میں تھے"۔

شان نزول

عن مجاهد انه قال في قوله تعالى ولئن سالتهم الخ قال قال رجل من المنافقين يحدثنا محمد ان ناقة فلان بوادي كذا وكذا وما يدريه بالغيب ... كفروا وكفروا وما يدري بالغيب۔

(تفسیر در منثور صفحہ نمبر ۲۵۴ جلد ۳ و تفسیر جامع البیان صفحہ نمبر ۱۰۵ جلد ۱۰)

معلوم ہوا کہ روایت ہے کہ اس آیت کے نزول کے بارے میں ایک منافق نے کہا کہ محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہم کو بتاتے ہیں کہ فلاں کی اونٹنی فلاں جنگل میں ہے بھلا ان کو غیب کی کیا خبر۔

معلوم ہوا کہ منافقین کا یہ عقیدہ تھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کی طرف سے مطلع علی الغیب نہیں، اس کو تو ارباب کی اختراعات کہنا جہالت کے سوا کچھ نہیں۔

نیز آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا، وہاں پر نماز پڑھنے کا وعدہ کرنا (اللہ تعالیٰ کی مشیت) نسیان اور عدم توجہ کی وجہ سے تھا کیونکہ یہ واقعہ آیت کے نزول کا سبب بنا تھا۔ جس سے ان کے فاسد ارادوں کا ظہور ہوا اور آپ کے علم میں مزید اضافہ فرما دیا گیا جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ اے محبوب تیری برکت سے وہاں کچھ ہی پڑھی تھوڑی سے ...

- ہاں منکرین آلائیں رب کی آیت کریمہ نخوض و نلعب کی تفسیر میں فرماتے ہیں

تفسیر ابن ابی حاتم صفحہ نمبر ۱۸۳۰ جلد ۶ تفسیر ... صفحہ نمبر ۳۶۵ جلد ۳ (ابو نعیم لکھنوی ...)

حضرت سدی نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جمعہ کے دن خطبہ دیا فرمایا نکل اے منافق۔ الحدیث

(تفسیر کبیر صفحہ نمبر ۱۳۱ جلد ۶)

• ابو سعود نے اپنی تفسیر میں اسی آیت کی تفسیر میں فرمایا:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ نے جمعہ کے دن کھڑے ہو کر خطبہ دیا اور فرمایا نکل اے منافق۔ (الحدیث)

۱۔ امام جلال الدین سیوطی نے اسی آیت کے تحت ابن عباس رضی اللہ عنہما کی روایت کا ذکر کیا ہے۔ (در منثور صفحہ نمبر ۲۷۳ جلد ۳ طبع لاہور)

نیز ملاحظہ ہوں۔

۲۔ تفسیر سراج المنیر۔

۳۔ تفسیر معالم التنزیل صفحہ نمبر ۲۷۲ جلد ۲۔

۴۔ تفسیر خازن صفحہ نمبر ۲۹ جلد ۲۔

۵۔ تفسیر ابن جریر صفحہ نمبر ۵ جز ۱۱۔

۶۔ تفسیر جمل۔

۷۔ تفسیر صاوی میں اسی آیت کے تحت سدی کی روایت ذکر کی گئی ہے۔ اس کے علاوہ بہت سے جلیل القدر علمائے فن نے بھی اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔

• دیوبندیوں کے مولوی شبیر احمد عثمانی نے اپنی تفسیر میں اس حدیث کو دو جگہ ذکر کیا ہے۔ ایک سورۃ محمد کی آیت نمبر ۳۰ پر ولتعرفنهم فی لحن القول کی تفسیر میں اور دوسری سورۃ التوبہ آیت نمبر لا تعلمهم نحن نعلمهم کی تفسیر میں لکھتے ہیں مثلاً ابن عباس رضی اللہ عنہ کی ایک روایت کے موافق حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جمعہ کے روز منبر پر کھڑے ہو کر تقریباً چھتیس (۳۶) آدمیوں کو نام بنام پکار کر فرمایا اخرج فانک منافق نکل کہ تو منافق

ہے مسجد سے نکل جا۔ (تفسیر عثمانی [illegible] حاشیہ نمبر ۵)

ایک شبہ اور اس کا ازالہ

اس حدیث کی سند پر ناقدین حدیث نے شدید جرح کی ہے۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

جیسے امام ترمذی نے اس سے اشارہ فرمایا کہ اس حدیث کو قول علماء سے قوت مل گئی اور بے شک متعدد آئمہ نے تصریح فرمائی ہے کہ اہل علم کی موافقت بھی صحت حدیث کی دلیل ہوتی ہے اگرچہ اس کیلئے کوئی سند قابل اعتماد نہ ہو۔

(التعقبات علی الموضوعات صفحہ نمبر ۱۱ مطبوعہ علوی انڈیا ۱۳۰۳ھ)

• حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا قول [illegible]
مسلک اہل سنت کے خلاف نہیں کیونکہ ہم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا [illegible] علم [illegible] آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے علم کو اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں [illegible] نسبت بھی نہیں [illegible] ہوتی ہے۔

• مرتبین انصاف لکھتے ہیں یہ روایت عیسائی پادریوں کی نقل ہے۔

(انصاف صفحہ نمبر ۱۲۳)

الجواب: یہ ایک [illegible]
[illegible] حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] بعید ہے کہ یہ شام کے [illegible] اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ان سواروں کو (صحابہ کرام نے [illegible]
[illegible] (ابواب الجلیل عیسیٰ [illegible] صفحہ نمبر ۲۲۱ جلد ۱ طبع بیروت ۱۴۱۵ھ)

الأعلی اکابر ہیں۔

- مولانا حسن جان سرہندی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ نے دیوبندیت کا یوں نقشہ کھینچا ہے۔

بظاہر (دیوبندیوں) کے خدوخال یہ ہیں کہ اگر ان کے ظاہر پر نظر کی جائے تو پکے مسلمان ہیں، اور باطنی خباثت پر اطلاع ہو تو بدتر از شیطان ہیں۔ بظاہر صلاح سے آراستہ ہیں ان کا لباس سفید و پاکیزہ ہے ریشیں دراز ہیں، تماشائی تقویٰ کے مجسمے ہیں ان کی زبان نرم و شیریں ہے مگر ان کا باطن امت مرحومہ پر طعن و طعن کی خباثت سے آلودہ ہے۔ (الاصول الاربعہ صفحہ نمبر ۱۸ مطبوعہ لاہور ۲۰۰۳ء)

- مرتبین انصاف درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں۔

"موجودہ بریلویت میں اقوال رضا کی مخالفت"۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۳۵)

الجواب نمبر ۱: بے شک جس عرس کی تقریب میں خلاف شرع افعال ہوں گے وہ ناجائز و حرام ہوگا خلاف شرع افعال کو روکنا چاہیے نہ کہ عرس کی صحیح محافل پر تنقید کی جائے۔

الجواب نمبر ۲: جو قوالی صوفیاء کرام کے شرائط کے مطابق ہوگی وہ درست و صحیح ہے۔ اور مولانا احمد رضا بریلوی بھی اس کے مخالف نہیں ہیں۔ (فتاوی رضویہ)

الجواب نمبر ۳: مولانا احمد رضا بریلوی نے مولوی اسماعیل دہلوی کی شہرت توبہ ہونے کی وجہ سے تکفیر نہیں کی، لیکن اب جو کوئی بھی اس کی کفریہ عبارات کو صحیح تسلیم کرے گا اس پر کفر کا حکم ہوگا۔

(نمبر ۴ تا ۶) بے شک مولانا احمد رضا بریلوی نے جو کچھ فرمایا ہے حق و درست ہے۔ مگر بعض جہلاء اس قسم کی خرافات میں مبتلا ہیں تو وہ خود جوابدہ ہوں گے۔ اہل سنت و جماعت ہرگز ہرگز ایسے افعال کو پسند نہیں کرتے۔ بعض جہلاء کے خلاف شرع حرکات کو مدنظر رکھتے ہوئے مذہب حقہ اہل سنت و جماعت پر طعن و تشنیع کرنا شیوۂ انصاف نہیں۔

بدعت ممنوعہ اور بدعت حسنہ

(انصاف صفحہ نمبر ۱۳۶ تا ۱۳۸ کا جواب)

- حضرت شیخ شہاب الدین سہروردی (م ۶۳۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

وہ بدعت ممنوع ہے جو کسی سنت کے خلاف ہو جس کا حکم دیا گیا ہو اور اگر ایسی صورت نہیں تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ (عوارف المعارف صفحہ نمبر ۲۲۸ مطبوعہ لاہور ۱۹۹۴ء)

- حجۃ الاسلام حضرت امام محمد غزالی (م ۵۰۵ھ) علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں۔

ہر ایک نو ایجاد بدعت کی ممانعت نہیں، بلکہ اس بدعت کی ہے جس کے مقابل کوئی سنت قائم ہو اور باوجود کسی امر شریعت کے موجود ہے کہ اس امر کو دور کردے بلکہ بعض حوال میں جب اسباب بدل جائیں بدعت کا ایجاد واجب ہو جاتا ہے۔ الخ (احیاء علوم الدین جلد ۲ صفحہ نمبر ۵ مطبوعہ لاہور)

- علامہ سید محمد علوی مالکی حسنی لکھتے ہیں۔

کچھ ایسے تو دور دور تنگ نظر حضرات بھی ہیں جو سلف الصالحین کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے ہوئے بہت ہی جاہلانہ وحشی پن اندھی عصبیت، بیمار و بنجر عقل و فہم اور تنگ دلی کے ساتھ سلفیت کی دعوت دیتے ہیں۔ ہر نئی چیز سے جنگ، ہر مفید اختراع سے نفرت و عداوت اور دعویٰ یہ کہ یہ تو بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ انواع بدعت میں ان کے یہاں کوئی فرق نہیں، حالانکہ روح شریعت اسلامی کا تقاضا ہے کہ انواع بدعت کے درمیان فرق و امتیاز رکھ کر یہ کہا جائے کہ کچھ بدعتیں حسنہ ہوتی ہیں اور کچھ سیئہ ہوتی ہیں یہی عقل و شعور اور فکر و نظر کا تقاضا ہے۔

اس سنت کے اسلاف میں جو علماء اصول ہیں ان کی بھی تحقیق ہے جیسے عز الدین بن عبد السلام، امام نووی، علامہ جلال الدین سیوطی، امام محلی، علامہ ابن حجر رحمہم اللہ علیہم، تعلیم۔ (اصلاح فکر و اعتقاد از علامہ محمد علوی مالکی صفحہ نمبر ۱۵۲، ۱۵۱ طبع لاہور ۱۹۹۹ء)

نیز فرماتے ہیں، بدعت ضلالہ وہ فعل ہے جو کسی اصول شرعی کے تحت داخل نہ ہو۔ (اگر کسی نئے کام کی اصل کتاب و سنت میں موجود ہو تو وہ کام بدعت حسنہ

کہلائے گا) (ایضاً صفحہ نمبر ۱۵۲)

• زمانہ صحابہ کرام سے بدعت حسنہ کی ایک مثال

حضرت عبدالرحمٰن نے بیان کیا کہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ساتھ رمضان کی رات میں مسجد کی طرف گیا وہاں لوگوں کو دیکھا کہ کوئی الگ نماز پڑھ رہا ہے اور کہیں ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے تو اس کے ساتھ کچھ لوگ نماز پڑھتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میرا خیال ہے کہ ان سب کو ایک ہی قاری پر متفق کر دوں۔ تو زیادہ بہتر ہو۔ پھر اس کا ارادہ کر کے ان کو ابی بن کعب رضی اللہ عنہ پر جمع کر دیا۔ پھر میں ان کے ساتھ دوسری رات میں نکلا، لوگ ایک قاری کے ساتھ نماز پڑھ رہے تھے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا یہ ایک اچھی بدعت ہے اور رات کا وہ حصہ یعنی آخری حصہ جس میں لوگ سو جاتے ہیں اس سے بہتر ہے جس میں کھڑے ہوتے ہیں۔ اور ابتدائی حصہ میں کھڑے ہوتے تھے۔

(صحیح بخاری کتاب الصوم (مترجم) صفحہ نمبر ۹۰۰ جلد اول مطبوعہ لاہور ۱۹۷۰ء)

• بدعت حسنہ پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کا اظہار خوشی

حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ رمضان کو اول رات میں گھر سے باہر نکلے اور مسجدوں میں قرآن پڑھتے سنا تو آپ نے فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قبر کو اللہ تعالیٰ روشن کرے کیونکہ انہوں نے ہماری مسجدوں کو قرآن کی روشنی دی۔ اور حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ سے بھی ایسی ہی روایت ہے۔ ایک دوسری روایت میں اس طرح آیا کہ ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ مسجدوں کے پاس سے گزرے اور ان میں قندیلیں روشن ہو رہی تھیں اور لوگ تراویح کی نماز پڑھ رہے تھے۔ اس کیفیت کو دیکھ کر فرمایا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جس طرح ہماری مسجدوں کو روشن کیا اس طرح اللہ تعالیٰ ان کی قبر کو روشن کرے

(تحفہ اثنا عشریہ صفحہ ۲۹۸ طبع لاہور ۱۳۹۴ھ)

• زمانہ تابعین سے بدعت حسنہ کی ایک مثال

حضرت حماد رضی اللہ عنہ نے حضرت ابراہیم (نخعی) سے تثویب کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ ان چیزوں میں سے ہے جو لوگوں نے نئی ایجاد کر رکھی ہے لیکن یہ اچھی باتوں میں سے ایک ہے۔ (اچھی بدعت ہے)۔

(کتاب الآثار صفحہ نمبر ۳۰ بروایت امام محمد مطبوعہ کراچی)

• تثویب کا مفہوم

تثویب کے معنی ہیں نماز کے واسطے پکارنا یعنی اذان کے بعد دوسری بار لوگوں کو پکارنا۔ امام محمد نے فرمایا ہم اس پر عمل کرتے ہیں اور امام ابو حنیفہ علیہ الرحمۃ کا بھی قول ہے۔ (کتاب الآثار صفحہ نمبر ۳۰ بروایت امام محمد مطبوعہ کراچی)

• ایک حدیث مبارکہ کی مختصر و جامع شرح

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا سب سے بہتر کلام کتاب اللہ اور سب سے بہتر راستہ محمدی ہے اور بدتر وہ چیز ہے جو نئی نکالی جائے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔ (یعنی کل بدعۃ ضلالۃ) (رواہ مسلم)

• حضرت ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ حضرت ابو زکریا محی الدین یحییٰ بن شرف معروف بہ امام نووی (م ۶۷۶ھ) کے حوالے سے اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں:

جس کی مثال زمانہ سابق میں نہ ہو۔ اور اصطلاح شریعت میں ایسی نئی چیز کو بدعت کہا جاتا ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ظاہری حیات میں نہ ہو اور ارشاد "کل بدعۃ ضلالۃ" عام مخصوص ہے (یعنی وہی بدعت گمراہی ہے جو بدعت سیئہ ہے)۔ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ جلد اول صفحہ نمبر ۲۱۸ طبع کوئٹہ)

• حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں فرماتے ہیں۔ جاننا چاہیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حیات ظاہری کے بعد پیدا ہونے والی چیز بدعت ہے اور اس میں سے جو چیز سنت رسول کے اصول و قواعد کے مطابق ہو اور اس پر رائے قیاس کیا گیا ہو وہ بدعت حسنہ ہے، جو چیز اصل

سنت کے خلاف ہو اسے بدعت ضلالہ کہا جاتا ہے اور "کل بدعۃ ضلالۃ" کی کلیت اسی پر محمول ہے۔ (یعنی وہ بدعت گمراہی ہے جو اصول سنت کے خلاف ہو)۔

(اشعۃ اللمعات جلد اول صفحہ نمبر ۱۳۵ طبع ملتان)

● **لفظ "کل" کا مفہوم**

امام حسین بن محمد راغب اصفہانی (م ۵۰۲ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں

کل کا لفظ کسی شے کے اجزاء کو یکجا کرنے پر بولا جاتا ہے اور یہ دو طرح استعمال ہوتا ہے۔ نمبر ۱ کبھی اس سے کسی چیز کی ذات اور اس کے احوال خصوصی کا مجموعہ مراد ہوتا ہے۔ اور لفظ تمام کے معنی دیتا ہے۔ چنانچہ قرآن کریم میں ارشاد باری تعالیٰ ہے "ولا تبسطها کل البسط" (سورۂ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۹) اور نہ بالکل کھول ہی دو۔ نمبر ۲ کبھی اس سے کئی چیزوں کا مجموعہ ہوتا ہے۔ (مفردات القرآن صفحہ نمبر ۴۴۳)

چنانچہ زیر بحث حدیث میں لفظ "کل" نمبر ۱ کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔
یعنی لفظ کل عام مخصوص ہے ان بدعات کا جن کی اصل کتاب و سنت میں نہ ہو اور جن پر عمل کرنے سے سنت نبویہ منقطع ہوتی ہو۔ اور اس کے برعکس جو بدعت ہو اس پر بدعت حسنہ کا اطلاق ہوگا اور اس پر عمل کرنے سے ثواب ہوگا۔ جس کا ثبوت خود محبوب کبریا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سنایا "جو شخص اسلام میں کوئی اچھا طریقہ رائج کرے تو اسے وہ طریقہ رائج کرنے اور بعد میں اس پر عمل کرتے رہنے والوں کا ثواب ملتا رہے گا اور کسی کے ثواب میں کوئی کمی نہ ہوگی۔ اور جو شخص اسلام میں کوئی برا طریقہ رائج کرے گا تو اس پر اس کے رائج کرنے اور اس طریقہ پر اس کے بعد عمل کرنے والوں کا گناہ ہوگا اور کسی کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی

(۱)...... (صحیح مسلم جلد اول صفحہ نمبر ۳۲۷ طبع کراچی)
(۲)...... (سنن دارمی صفحہ نمبر ۱۴۱ طبع کراچی)
(۳)...... (ریاض الصالحین از علامہ نووی صفحہ نمبر ۱۱۲ جلد اول طبع لاہور ۱۳۰۶ھ)
(۴)...... (مشکوۃ صفحہ نمبر ۳۳ ناشر مکتبہ امدادیہ ملتان)

لہٰذا معمولات اہل سنت و جماعت کو بدعت ضلالہ سے تعبیر کرنا، کتاب و سنت کے رموز و اسرار سے جہالت کا نتیجہ ہے۔

● **علمائے اسلام کے اقوال**

شیخ عزالدین بن عبدالسلام "القواعد" میں لکھتے ہیں،

بدعت کی کئی قسمیں ہیں، واجب، حرام، مندوب، مکروہ اور مباح، اور جاننے کیلئے کہ کوئی چیز کیسی ہے۔ اس کا طریقہ یہ ہے کہ ہم اس بدعت کو شریعت کے قواعد پر پرکھیں گے اگر یہ قواعد ایجاب میں داخل ہے تو یہ واجب ہے اگر تحریم میں ہے تو یہ حرام ہے اگر ندب میں ہے تو یہ مندوب اگر کراہت میں ہے تو مکروہ اور اگر جواز میں ہے تو مباح ہے۔

پھر لکھتے ہیں، بدعت مندوبہ کی کئی مثالیں ہیں مثلاً سرائے بنانے اور مدرسے بنانا ہے اور ہر قسم کا کار خیر جو پہلے زمانے میں نہیں کیا گیا (وہ بعد میں ایجاد ہوا) مثلاً تراویح (با جماعت) دقائق تصوف کا بیان، علم کلام و مناظرہ، اور مسائل میں استدلال کیلئے محافل کا انعقاد، بشرطیکہ ان سے رضائے الٰہی کا حصول مد نظر ہو۔

(حاشیہ) مشکوۃ صفحہ نمبر ۲۷ حاشیہ نمبر ۲)

● بیہقی نے مناقب شافعی میں خود امام شافعی سے اپنی اسناد کے ساتھ نقل کیا ہے کہ انہوں نے فرمایا بدعت کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ جو کتاب و سنت اثر و اجماع کے خلاف ہو۔ یہ بدعت ضلالہ ہے، دوسری وہ جسے کسی نیک مقصد کیلئے ایجاد کیا گیا ہو اور کتاب و سنت اور اثر و اجماع میں سے کسی کے مخالف نہ ہو، ایسی بدعت غیر مذموم ہے (یعنی شرعاً اس میں کوئی برائی نہیں) جیسے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے قیام رمضان (تراویح) کے بارے میں فرمایا "نعمت البدعۃ ھذہ" (یعنی اچھی بدعت ہے) یعنی یہ اختراع کی ہے جو پہلے نہ تھی اور اب شروع ہوئی ہے۔ تو اس میں گزری کسی چیز کی تردید نہیں پائی جاتی (حسن المقصد فی عمل المولد از سیوطی (م ۹۱۱ھ) صفحہ نمبر ۲۲ تا ۲۳)

یاد رہے کہ بدعت حسنہ کا مقام مستحب امر کا ہے جس کے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر کوئی گناہ نہ ہوگا اور اگر بدعت حسنہ کو مستحب کا مقام دینے کی بجائے اسے ضروریات دین کا مقام دیا جائے اور ضروریات دین ان کو کہتے ہیں کہ جن میں سے کسی ایک چیز کا انکار کرنے سے بھی انسان کافر ہو جاتا ہے تو ایسی بدعت، بدعت سیئہ یا بدعت ضلالہ کہلائے گی۔ اور یہی مطلب ہے، حضور پرنور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی کا جو کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "من احدث فی امرنا ھذا مالیس منه فھو رد"۔

(صحیح بخاری، کتاب الصلح جلد اول صحیح مسلم جلد ۲ مسند احمد حدیث نمبر ۲۵۰۹۱)

جو ہمارے دین میں کوئی ایسی نئی بات پیدا کرے جو اس میں نہ ہو تو وہ رد ہے۔

- ملا علی قاری حنفی (م ۱۰۱۴ھ) علیہ الرحمۃ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

"فھو رد" العنی یعنی جو شخص نئی بات اسلام میں پیدا کرتا ہے اپنی عقل و مرضی سے جس کی دلیل قرآن و حدیث سے نہیں ملتی نہ دلیل ظاہری نہ دلیل خفی نہ دلیل لفظی نہ دلیل استنباطی، پس وہ کام مردود ہے۔ (مرقاۃ المفاتیح جلد اول)

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی (م ۱۰۵۲ھ) رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں

جس نے نکالی ہمارے اس دین میں جو روشن و ظاہر ہے (مالیس منه) ایسی چیز جو اس میں سے نہ ہو۔ یعنی ایسی نئی بات نکالی جو کتاب و سنت میں نہ تو صراحۃً مذکور ہو اور نہ ہی قواعد استنباط سے اخذ کی گئی ہو اور نہ ہی کتاب نے اس کی صحت کی تصدیق کی ہو ہمارے اس معنی کے مطابق "فی امرنا ھذا" میں اجماع اور قیاس بھی داخل ہو گیا۔ غرض یہ کہ ایسی چیز مراد ہے جو کتاب و سنت کے خلاف اسے تبدیل کرنے والی ہو

(فھو رد) تو وہ چیز یا ایسی بات نکالنے والا شخص باطل و مردود ہے۔
(اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۱۳۱ جلد اول)

• اشعۃ اللمعات کی عبارت کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۱۲۹)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

علمائے کرام میں اس بات پر اتفاق ہے باوجود کہ بلند آواز سے نیت کے الفاظ کہنا منع نہیں اس میں اختلاف ہے کہ نیت کو الفاظ میں ادا کرنا صحت نماز کیلئے شرط ہے یا نہیں؟ مذہب صحیح یہ ہے کہ شرط نہیں ہے اور اسے شرط قرار دینا خطا ہے تاہم فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ زبان سے کہہ لینا بھی بہتر و مستحب ہے۔ تاکہ زبان کی دل سے موافقت اور ظاہر باطن میں مطابقت ہو جائے اور نیت کے الفاظ ذکر کرنے سے ان کا معنی سمجھنا اور دل میں اس کا استحضار بھی آسان ہو جاتا ہے۔ (یہ فقہاء کرام کا مذہب ہے، پھر محدثین کا مذہب بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں)۔

محدثین کرام فرماتے ہیں کہ کسی روایت میں نہیں آیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم زبان سے نیت کرتے تھے۔ صرف اس قدر آیا ہے کہ جب نماز کیلئے کھڑے ہوتے تو صرف اللہ اکبر کہتے، اگر زبان سے بھی آپ نے کچھ پڑھا ہوتا تو محدثین ضرور روایت کرتے۔ لہٰذا طریقہ سنت اور اس کی اتباع یہی ہے کہ دل کی نیت پر اکتفا کیا جائے اور جس طرح کسی کام کے کرنے میں آپ کی اتباع ضروری ہے اسی طرح کسی کام کے نہ کرنے میں بھی اتباع ضروری ہے۔ پس جو شخص وہ کام ہمیشہ کرے اور پابندی سے کرے جو شارع علیہ السلام نے نہیں کیا تو ایسا شخص بدعتی ہے جیسا کہ محدثین کرام نے فرمایا ہے۔ (اشعۃ اللمعات صفحہ نمبر ۱۸۶ جلد اول طبع لاہور ۱۹۸۱ء)

یعنی ترک کی اتباع کرنا محدثین کا مذہب ہے، لیکن فقہاء احناف نے زمانے کے حالات اور تقاضوں کے پیش نظر نماز میں زبان سے نیت کرنے کو مستحسن

اور جائز قرار دیا ہے۔ [1] لیکن اگر کوئی شخص زبان سے نیت کرنے کو لازمی اور واجب سمجھتا ہے اور اس کے تارک کو مجرم اور گنہگار ٹھہراتا ہے تو واقعی وہ بدعتی ہے۔

- **فقہائے احناف کا مذہب**

زبان سے نیت کے الفاظ کہنا ضروری نہیں، ہاں قلبی نیت کے استحضار کیلئے زبان سے نیت کرنا مستحسن ہے

(فتح القدیر صفحہ نمبر ۱۳۲ جلد اوّل، فتاویٰ عالمگیری صفحہ نمبر ۶۵ جلد اوّل)

- علامہ طحطاوی حنفی مصری علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں:

نماز میں زبان سے نیت کرنا حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، صحابہ کرام اور تابعین عظام کے زمانہ میں نہیں تھا مگر (اب) یہ بدعت حسنہ ہے یعنی ایک مستحسن عمل ہے۔ [2] (شرح مراقی الفلاح کتاب الصلوٰۃ)

- **مولوی اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں**

بعد نماز عیدین کے (یا بعد خطبہ کے) دعا مانگنا نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور

---

[1] جیسا کہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ انہوں نے زمانے کے حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے فرمایا کہ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس وقت حیات ظاہری میں ہوتے تو ضرور عورتوں کو مسجد میں آنے سے منع فرما دیتے۔ (احیاء علوم الدین از امام غزالی علیہ الرحمۃ) (ترمذی ابواب عیدین جلد اول صفحہ ۲۱۶ مترجم)

[2] مفتی محمد عبداللہ دیوبندی لکھتے ہیں: دل سے نیت کرنا فرض ہے زبان سے مروجہ طریقے کے مطابق نیت کرنا نہ فرض اور نہ ہی واجب البتہ حاضرین سے دونوں کو حاضر کرنے اور جمع کرنے کی بنا پر مستحب قرار دیا ہے لہٰذا اس مسئلہ میں بحث و منازعت غیر مناسب ہے جو زبان سے نیت کرے اس پر بھی نکیر نہ کی جائے اور جو دل سے نیت کرے وہ بھی سنت کا عامل ہے آگے در مختار سے عربی عبارت نقل کی ہے جس کے آخر میں ہے کہ زبان سے نیت کرنا بدعت ہے بدعت پر مرتب فتاویٰ نے علامہ شامی کی عبارت نقل کی ہے کہ بدعت سے مراد بدعت حسنہ ہے۔ (خیر الفتاویٰ صفحہ نمبر ۲۲۳،۲۲۲ جلد ۲ طبع ملتان) (ابو الخلیل فیضی غفرلہ)

ان کے صحابہ و تابعین اور تبع تابعین رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے منقول نہیں مگر چونکہ ہر نماز کے بعد دعا مانگنا مسنون ہے اس لئے بعد نماز عیدین بھی دعا مانگنا مسنون ہوگا۔

(بہشتی زیور صفحہ نمبر ۹۱۹ گیارہواں حصہ)

قارئین کرام! باوجود عیدین کی نماز کے بعد دعا نہ کرنا آپ سے ثابت ہے لیکن پھر بھی تھانوی صاحب اس کو بقول "مرتبین انصاف" بدعت کہنے کے بجائے (عموم سے استدلال کرکے) مسنون قرار دے رہے ہیں۔

اس لئے مرتبین کا یہ کہنا کہ صحابہ کرام اور فقہائے اسلام نے ایسے ہر کام کو بدعت فرمایا جس کا نہ کرنا آپ سے ثابت نہ تھا۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۲۸) سراسر جہالت ہے۔ نیز معلوم ہو عدم نقل عدم ثبوت کی دلیل نہیں۔ ممکن ہے کہ وہ کام ہوا ہو مگر نقل نہ ہو سکا ہو۔

مولوی مفتی جمیل احمد تھانوی مزید دیوبندی لکھتے ہیں، اگر زبان سے بھی نیت کرلی جائے تو بھی جائز ہے۔

(رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا طریقہ نماز صفحہ نمبر ۱۰۳ طبع لاہور ۱۹۸۹ء)

- **فتاویٰ عالمگیری کو مرتب کرنے والے چند جید حنفی علمائے کرام**

۱۔ شیخ نظام الدین برہانپوری (جو تدوینی کمیٹی کے سربراہ تھے)۔
۲۔ شیخ نظام الدین ٹھٹھوی سندھی۔
۳۔ ابوالخیر ٹھٹھوی۔
۴۔ قاضی رضی الدین بھاگلپوری۔
۵۔ مولانا محمد جمیل جونپوری۔
۶۔ مفتی وجیہ الدین گوپاموی۔
۷۔ مفتی ابوالبرکات دہلوی۔
۸۔ شیخ محمد بن ابی النصر گوپاموی۔

۹ قاضی عصمت اللہ لکھوی۔

۱۰۔ مولانا عبدالفتاح صدانی۔

۱۱۔ مولانا محمد سعید شہید سہالوی۔

● امام ابن ہمام حنفی صاحب فتح القدیر

"مرتبین انصاف" سوچ سمجھ کر ان علماء کے خلاف فتویٰ صادر کریں جنھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل ترک کو چھوڑنے کی بجائے اس پر عمل کرنے کو جائز اور مستحسن فرمایا ہے۔

مرتبین کی پہلی دلیل اور اس کا جواب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ دعا میں اس طرح تمہارا ہاتھ بدعت ہے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عام دعاؤں میں سوا استسقاء کے سینہ سے زیادہ (ہاتھ) نہیں اٹھاتے تھے۔ مسند احمد۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۲۸)

الجواب: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے اس قول کو بشر بن حرب الازدی نے روایت کیا ہے اس کو ابن معین، ابوزرعہ، نسائی اور ابوحاتم نے ضعیف قرار دیا ہے اور امام بخاری نے کہا ہے کہ علی بن المدینی نے اس کو ضعیف قرار دیا ہے، امام احمد نے کہا ہے حدیث میں قوی نہیں ہے۔

(حاشیہ مسند احمد جلد ۹ صفحہ نمبر ۱۰۲، رقم الحدیث ۵۲۶۳، مطبوعہ بیروت، ۱۴۱۹ھ)

علاوہ ازیں یہ ضعیف اثر، احادیث صحیحہ کے خلاف ہے اس لئے یہ حدیث منکر بھی ہے۔

● حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دعا میں دونوں ہاتھ بلند کرتے تھے حتیٰ کہ آپ کے بغلوں کی سفیدی دکھائی دیتی تھی۔ (سنن ابن ماجہ رقم الحدیث ۱۸۶۵)

● حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے

اپنا اور حضرت ابوعامر کا ماجرہ بیان کیا اور یہ بتایا کہ انہوں نے کہا تھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہنا کہ میرے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ آپ نے پانی منگوایا وضو کیا اور دونوں ہاتھ بلند کئے اور یہ دعا کی اے اللہ! اپنے بندے عامر کی مغفرت فرما۔ میں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بغلوں کی سفیدی دیکھی۔ الخ (یعنی اتنے ہاتھ بلند کئے)۔ (بخاری رقم الحدیث ۴۳۲۳، بیہقی جلد ۵ رقم الحدیث ۸۷۶۸)

● حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت کا جواب

"مرتبین انصاف" لکھتے ہیں، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا گزر ایسی مسجد سے ہوا جس میں ذاکرین کی ایک جماعت کنکریوں پر ایک شخص کے کہنے پر سو سو بار کلمہ سو بار سبحان اللہ وغیرہ ذکر کر رہے تھے آپ نے اس اجتماعی حیثیت اور اہتمام کو دیکھ کر فرمایا، اللہ کی قسم تم نے ایک تاریک بدعت نکالی ہے۔ تم اصحاب رسول سے بھی بڑھ گئے ہو۔ (سنن دارمی) (انصاف صفحہ نمبر ۱۲۸، ۱۲۹)

اس کے بعد شاطبی کے حوالے سے اسی قسم کی ایک روایت نقل کی ہے۔
(انصاف صفحہ نمبر ۱۲۹)

الجواب نمبر ۱: معلوم ہوتا ہے کہ مرتبین انصاف کو اصل حدیث کی کتاب سنن دارمی دیکھنی نصیب نہیں ہوئی ورنہ یہ ہرگز نہ لکھتے کہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا گزر ایک ایسی مسجد سے ہوا جبکہ یہ واقعہ ان کی اپنی مسجد کا ہے۔ مکمل روایت درج ذیل ہے۔

عمرو بن یحییٰ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ اپنے والد سے نقل کرتے تھے کہ صبح کی نماز سے پہلے ہم عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر بیٹھے رہتے تھے جب وہ باہر نکلتے تھے تو ہم ان کے ساتھ مسجد کو جاتے (ایک روز) ابوموسیٰ اشعری ہمارے پاس آئے اور کہا کہ کیا اب تک ابوعبدالرحمن (عبداللہ بن مسعود) تمہارے پاس نہیں آئے ہم نے کہا نہیں تو وہ ہمارے پاس بیٹھے یہاں تک کہ

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما باہر آئے، جب وہ باہر آئے تو ہم سب ان کے ساتھ کھڑے ہو گئے تو ان سے ابو موسیٰ نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمن اس وقت میں نے مسجد میں ایک ایسی بات دیکھی جو مجھے (بہت) بری معلوم ہوئی اور اللہ کا شکر ہے میں نے خیر ہی دیکھی ہے کہا وہ کیا بات ہے کہا کہ آپ زندہ رہیں گے تو قریب ہے آپ بھی دیکھیں گے ابو موسیٰ نے کہا میں نے ایک جماعت کو حلقہ در حلقہ ہو کر مسجد میں بیٹھے دیکھا جو نماز کا انتظار کر رہی تھی ہر حلقہ میں ایک شخص تھا اور ان کے ہاتھوں میں کنکریاں تھیں وہ شخص کہتا تھا کہ سو مرتبہ اللہ اکبر کہو تو وہ سو مرتبہ اللہ اکبر کہتے تھے۔ اور کہتا تھا سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہو تو وہ سو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہتے تھے۔ اور کہتا تھا سو مرتبہ سبحان اللہ کہو تو وہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہتے تھے۔ عبد اللہ بن مسعود نے کہا تم نے ان سے کیا کہا۔ آپ کے حکم یا آپ کے انتظار میں میں نے ان سے کچھ نہیں کہا انہوں نے کہا تم نے انہیں کیوں نہیں حکم دیا کہ وہ اپنے گناہوں کو گنیں (اور کیوں نہیں) تم ضامن ہو گئے کہ ان کی نیکیاں ضائع نہیں کی جائیں گی، پھر چلے اور ہم (بھی) ان کے ساتھ چلے یہاں تک کہ ان حلقوں میں سے ایک حلقہ کے پاس جا کر کھڑے ہوئے اور کہا کہ یہ کیا بات ہے جو تم کو میں کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں انہوں نے کہا اے ابو عبدالرحمن کنکریاں ہیں جن پر ہم تکبیر و تہلیل اور تسبیح کو گنتے ہیں فرمایا اپنے گناہوں کو شمار کرو میں تمہارا ضامن ہوں کہ تمہاری نیکیاں نہیں ضائع کی جائیں گی۔ اے امت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تم پر افسوس ہے تم کتنی جلد ہلاک ہو گئے یہ لوگ تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کثرت سے موجود ہیں اور یہ آپ کے کپڑے ہیں جو ابھی پرانے نہیں ہوئے اور (یہ) آپ کے برتن ہیں جو ٹوٹے نہیں، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم ایسے طریقے پر ہو جس میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے طریقے سے زیادہ ہدایت ہے یا تم نے گمراہی کا دروازہ کھولا ہے انہوں نے کہا اے ابو عبدالرحمن ہمارا تو صرف نیکی کا ارادہ تھا فرمایا بہت سے لوگ نیکی کا ارادہ کرتے ہیں جنہیں نیکی حاصل نہیں ہوتی، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ایک قوم قرآن پڑھے گی جو

ان کے حلقوں سے نیچے نہ اترے گا اور قسم ہے اللہ کی میں نہیں جانتا ہوں شاید ان میں کے اکثر لوگ تمہیں میں سے ہوں پھر آپ ان میں سے واپس آئے۔ عبدالرحمن بن سلمہ کہتے ہیں کہ ان حلقوں کے تمام لوگوں کو ہم نے دیکھا کہ (واقعہ) نہروان کے دن خارجیوں کے ساتھ ہو کر ہم پر طعن کر رہے تھے۔ (سنن دارمی صفحہ نمبر ۸۵، ۸۶ طبع کراچی)

الجواب نمبر ۱: حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دور میں خارجیوں کا بہت زور تھا اور وہ مسلمانوں کو تنگ کرنے کا ہر حربہ استعمال کرتے تھے اور مساجد میں جا کر جس وقت جماعت میں تھوڑی دیر ہوتی لوگ سنن پڑھنے میں مشغول ہوتے یا جماعت کی انتظار میں بیٹھے ہوئے خاموشی سے تسبیح و تہلیل کرتے، جا کر حلقہ بناتے اور ذکر بالجہر شروع کر دیتے جس سے سنن پڑھنے والے تنگ ہوتے ان کے اس رویے کے پیش نظر حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انہیں بدعتی کہا اور مسجد سے نکلوا دیا۔

الجواب نمبر ۲: شیخ الحدیث مولانا غازی محمد "کمال" دیوبندی لکھتے ہیں یہ اثر قرآن کریم اور احادیث صحیحہ کے مخالف ہے اس کا جواب معتمد کتب میں دیتے ہیں۔
الحاوی للفتاوی صفحہ نمبر ۳۹ جلد دوم، فتاوی شامی صفحہ نمبر ۲۰ جلد اول، تفسیر روح البیان صفحہ نمبر ۳۰۷ جلد ۳، فتاوی بزازیہ صفحہ نمبر ۳۷۸ جلد ۶، تفسیر روح المعانی صفحہ نمبر ۱۴۰ جلد ۱۶ (مختصر) (اشتہار الیواقیت والجواہر)

الجواب نمبر ۳: یہ حدیث مذکور منقطع ہے۔ (مجمع الزوائد صفحہ نمبر ۱۸۲ جلد اول)
اشتہار الیواقیت والجواہر یعنی اقوال اکابر" فی تحقیق مسائل العصر الحاضر۔
(نوٹ) اس اشتہار پر ۲۱ علمائے دیوبند کی تصدیقات ہیں۔

نیز ذکر بالجہر حالات اور واقعات کو پیش نظر رکھ کر کیا جاتا ہے اس لئے فقہاء کرام نے فرمایا ہے کہ ذکر بالجہر ایسی جگہ نہیں کرنا چاہئے جہاں نماز پڑھنے والے تلاوت کرنے والے، تعلیم میں مشغول طالب علم اور سونے والے تنگ ہوں، ثابت ہوا کہ ذکر بالجہر ہر جگہ منع نہیں۔

مثال نمبر ۱: جہاد کے دوران رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مع صحابہ کرام

ایک گھاٹی پر چڑھے باآواز بلند تکبیر کہنے لگے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا اے لوگو اپنی جانوں پر نرمی کرو، تم نہ تو بہرے کو پکارتے ہو نہ غائب کو تم تو سمیع و بصیر کو پکارتے ہو وہ تمہارے ساتھ ہے ۔الخ (مشکوٰۃ)

کیونکہ وہ جنگ کا موقع تھا آپ نے ذکر بالجہر سے اس لئے منع فرمایا کہ کہیں دشمن کو مسلمانوں کے آنے کی خبر نہ ہو جائے۔

مثال نمبر۳ بیہقی نے واقدی سے روایت کی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہر سال شہداء احد کی قبروں کی زیارت کیلئے جاتے جب گھاٹی پر پہنچتے تو باآواز بلند فرماتے۔ سلام علیکم ۔الخ (شرح الصدور صفحہ نمبر ۹۳ طبع بیروت)

معلوم ہوا کہ ہر جگہ ذکر بالجہر کی ممانعت نہیں بلکہ موقع و محل کے پیش نظر اس کا حکم ہے۔

- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا واقعہ

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک شخص نے چھینک ماری اور کہا الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ، اس پر انہوں نے فرمایا میں بھی الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ کہتا ہوں لیکن آپ نے اس طرح کہنے کی تعلیم نہیں دی بلکہ ہمیں یہ تعلیم ہے کہ ہم الحمد للہ علی کل حال کہا کریں۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۲۹)

الجواب حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت فرماتے ہیں۔ جسے چھینک آئے وہ الحمد للہ علی کل حال، اوکان من حال وصلی اللہ علی محمد وعلی اہل بیتہ کہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بائیں نتھنے سے ایک پرندہ نکالتا ہے جو کہتا ہے اے اللہ اس کہنے والے کی مغفرت فرما۔
(دیلمی نے مسند الفردوس میں اس کو ذکر کیا ہے اس کی سند ضعیف ہے)

ابن بشکوال نے ابن عباس کی حدیث سے مرفوعاً الابیر تک تو مذکورہ بالا حدیث کی طرح روایت کی ہے ۔الخ (القول البدیع صفحہ نمبر ۳۹۵ مترجم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء)

ممکن ہے کہ ان تک یہ حدیث نہ پہنچی ہو تبھی انہوں نے یہ فرمایا ہو لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں (چھینک کے وقت درود پڑھنے کا) حکم نہیں دیا۔

اور ہمارے دعویٰ پر یہ دلیل کافی ہے۔

حضرت نافع سے مروی ہے فرماتے ہیں حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس ایک شخص نے چھینک ماری (اور کچھ نہ کہا) تو اسے ابن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا تو نے بخل کیا ہے تو نے اللہ تعالیٰ کی حمد اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر درود کیوں نہیں بھیجا اس کو ابن بشکوال ابو موسیٰ المدینی نے تخریج کیا ہے۔ (القول البدیع صفحہ نمبر ۳۹۶)

- ضحاک بن قیس سے روایت ہے کہ ایک شخص نے ابن عمر رضی اللہ عنہما کے پاس چھینک ماری اور کہا الحمد للہ رب العالمین، پھر خاموش ہو گیا تو ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا تو نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر سلام پڑھ کر اس کو مکمل کیوں نہیں کیا۔
(القول البدیع صفحہ نمبر ۳۹۶ مترجم مطبوعہ لاہور ۱۹۹۸ء)

- حضرت سالم رضی اللہ عنہ کا واقعہ

حضرت سالم کے سامنے کسی نے چھینک ماری اور کہا الحمد للہ والسلام علی رسول اللہ تو آپ نے فرمایا تجھ پر اور تیری ماں پر سلام ہو وہ شخص ناراض ہوا تو فرمایا میں نے وہی کہا ہے جو حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۲۹)

الجواب نمبر۱ ممکن ہے کہ حضرت سالم رضی اللہ عنہ تک وہ حدیث نہ پہنچی ہو، جس میں چھینک مارنے کے وقت الحمد للہ کے ساتھ درود پڑھنے کا بھی ذکر ہے۔ مشہور قاعدہ ہے "اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال"۔

- حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کا جواب

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک مسجد میں داخل ہوئے مؤذن نے اذان کے بعد الصلوٰۃ الصلوٰۃ سے پکارا آپ نے اپنے شاگرد مجاہد کو فرمایا، مجھے اس بدعتی کی مسجد سے لے چل اور پھر اس مسجد میں نماز نہ پڑھی۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۲۹)

الجواب: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی بینائی کو حجاج کی مخالفت کی وجہ سے نقصان پہنچا تھا اس لئے آپ زمانہ کے نشیب و فراز سے زیادہ واقف نہ تھے جس شخص نے اذان کے بعد بطور تثویب الصلوٰۃ الصلوٰۃ کے الفاظ کہے، وہ صحابی یا تابعی ضرور ہوں گے۔ نیز عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے علاوہ اس دور کے جلیل القدر صحابہ و تابعین سے اس کا انکار منقول نہیں بلکہ حضرت حماد نے حضرت ابراہیم (نخعی تابعی) سے تثویب (الصلوٰۃ الصلوٰۃ) کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ ان چیزوں میں سے ہے جو لوگوں نے نئی ایجاد کر رکھی ہیں لیکن یہ ان نئی باتوں میں سے اچھی ہے (اچھی بدعت ہے)۔ (کتاب الآثار (مترجم) بروایت امام محمد شیبانی)

اگر عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کو بدعت ضلالہ پر منطبق کیا جائے تو اس طرح کئی ایک صحابہ و تابعین کو بدعت ضلالہ کا مرتکب ماننا پڑے گا جو کہ ان کی شایان شان نہیں، اس لئے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے قول کو بدعت حسنہ پر محمول کیا جائے گا یا لغوی معنی لئے جائیں گے۔

● **نماز عید سے پہلے یا بعد نفل پڑھنا**

سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے ایک شخص کو منع فرمایا جو نماز عید سے پہلے نفل پڑھ رہا تھا۔ الخ (انصاف صفحہ نمبر ۱۲۸)

الجواب: یہ مسئلہ صحابہ و تابعین میں مختلف فیہ تھا، امام ترمذی روایت کرتے ہیں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے دن تشریف لائے اور دو رکعات نماز پڑھی پھر نہ تو عید سے پہلے نماز (نفل) پڑھی اور نہ ہی عید کے بعد۔ الخ

امام ترمذی فرماتے ہیں حدیث ابن عباس حسن صحیح ہے۔ بعض صحابہ کرام اور تابعین کا اس پر عمل ہے، امام شافعی، احمد اور اسحاق رحمہم اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ بعض صحابہ و تابعین عید سے پہلے اور بعد نماز نفل جائز قرار دیتے تھے۔ پہلا قول زیادہ صحیح

ہے۔ (ترمذی صفحہ نمبر ۲۱۸ جلد اول مطبوعہ لاہور ۱۹۸۲ء)

(ف) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ان نوافل کو ترک کرنا امت کی آسانی کیلئے تھا، نہ کہ ناجائز اور حرام ہونے کی وجہ سے، ورنہ وہ صحابہ اور تابعین جو نماز عید سے قبل یا بعد نماز (نفل) پڑھتے تھے مجرم قرار پائیں گے

● **علمائے احناف کا مذہب**

امام محمد نے کہا کہ عید کی نماز سے قبل کوئی نماز نفل نہیں، لیکن عید کی نماز کے بعد اگر تم چاہو تو پڑھو اور اگر تم نہ پسند کرو تو نہ پڑھو اور یہی امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے۔ (موطا امام محمد صفحہ نمبر ۱۰۰)

● ابن ماجہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کی نماز سے قبل نفل نہیں پڑھتے تھے۔ لیکن نماز سے فارغ ہو کر گھر میں تشریف لاتے تو دو رکعتیں نماز پڑھتے۔ (ابن ماجہ)

● مالک، عبدالرحمن بن قاسم اپنے والد قاسم بن محمد بن ابی بکر سے روایت ہے کہ قاسم بن محمد اپنے گھر میں چار رکعت نماز پڑھ کر عیدگاہ جاتے۔

(موطا امام محمد صفحہ نمبر ۱۰۰ مطبوعہ کراچی)

مسئلہ عقیقہ

ام المومنین عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے بھائی عبدالرحمن بن ابی بکر رضی اللہ عنہما کے گھر لڑکا پیدا ہوا کسی نے کہا دو بکروں کی جگہ عقیقہ میں اونٹ ذبح کریں گے فرمایا نہیں دو بکرے کافی ہیں کیونکہ سنت یہ ہے کہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک کافی ہے۔ (مستدرک صفحہ نمبر ۲۳۸ جلد ۴) (انصاف صفحہ نمبر ۳۰)

الجواب نمبر ۱: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنے کا حکم فرمایا۔ (ترمذی ابواب قربانی جلد اول)

● حضرت جابر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حدیبیہ میں سات آدمیوں کی طرف سے اونٹ کی قربانی دی اور سات ہی کی طرف سے گائے کی قربانی کی۔ (ترمذی ابواب قربانی جلد اول)

یعنی کم از کم عقیقہ کا نصاب لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک بکری ذبح کرنا سنت ہے اس سے زائد یا اونٹ وغیرہ ذبح کرنے کی ممانعت ثابت نہیں ہوتی۔ جس طرح گائے میں سات آدمی شریک ہو سکتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی مالدار ہے تو وہ اکیلا ہی گائے یا اونٹ کی قربانی کر سکتا ہے۔ یا گائے میں ایک حصہ قربانی اور باقی حصص بچوں کی طرف سے عقیقہ کے بھی شامل کر سکتا ہے۔

الجواب نمبر۳ حدیث حاکم میں درج ذیل الفاظ موجود ہیں۔

فقالت عائشة رضي الله عنها لا بل السنة افضل عن الغلام شاتان [illegible] (المستدرک صفحہ نمبر ۲۶۶ جلد ۴ مطبوعہ بیروت)

یعنی افضل طریقہ لڑکے کی طرف سے دو بکریاں اور لڑکی کی طرف سے ایک کافی ہے۔ معلوم ہوا حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے اس فرمان میں دو اونٹ ذبح کرنے کو منع نہیں کیا گیا۔ بلکہ افضل اور غیر افضل کی بات ہے۔

ہدایہ وغیرہ کی عبارات کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۱۳۰)

ان تمام امثال میں جس کو "مرتجین نصاف" سے نقل کیا ہے۔ آپ نے ان مواقع پر سکوت کرتا تو وہ بیان فرما دیا آپ کے اس اسوۂ حسنہ میں زیادتی ناجائز ہے۔ اور قاعدہ یہ ہے ان السکوت فی مقام البیان یفید الحصر (بوقت بیان خاموشی حصر کا فائدہ دیتی ہے)۔

مذکورہ قاعدہ کا احادیث سے ثبوت

جن احادیث میں بوقت بیان سوال سے منع کیا گیا ہے وہ اس قاعدہ کا

ثبوت فراہم کر رہی ہیں۔

۱۔ امام بزار نے حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں جسے حلال فرما دیا وہ حلال ہے اور جسے حرام کر دیا ہے وہ حرام ہے اور جس پر اس نے خاموشی اختیار فرمائی وہ معاف ہے پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے عافیت قبول کرتا رکھو، کیونکہ اللہ تعالیٰ پر کوئی بھول طاری نہیں ہو سکتی۔

اس کے بعد آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

وما کان ربک نسیا "اور آپ کا رب بھولنے والا نہیں"۔

امام بزار اس حدیث کی سند کے بارے میں کہتے ہیں، اس کی سند صحیح ہے اور حاکم نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

۲۔ امام دارقطنی نے حضرت ابو ثعلبہ الخشنی رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، حبیب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا، اللہ تعالیٰ نے فرائض لازم قرار دیے ہیں انہیں ضائع نہ کرو، حدود مقرر فرما دی ہیں ان سے تجاوز نہ کرو، کچھ اشیاء حرام فرما دی ہیں ان کی بے حرمتی نہ کرو اور جن اشیاء سے وہ خاموش ہے وہ بھول نہ سمجھو بلکہ تمہارے رب کی رحمت ہے لہٰذا ان کے بارے میں بحث ہی نہ کرو۔

ان دونوں احادیث میں قاعدہ مذکورہ کی نشاندہی کر دی گئی ہے۔

(نوٹ) جس ترک کا قولاً فعلاً و تقریراً آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی ثبوت نہیں ملتا، اس ترک اور مذکورہ بالا ترک میں فرق ہے اور ایک مسئلہ کا دوسرے کے ساتھ التباس نہیں ہونا چاہیے۔

● حدیث کوثر کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۱۳۱)

جواب نمبر۱ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا!

عرضت علی اعمال امتی حسنہا و سیئہا۔

(مشکوٰۃ باب المساجد بحوالہ بخاری)

ترجمہ "میری امت کے تمام اعمال اچھے اور برے مجھ پر پیش کئے گئے"۔

جب امت کے تمام اعمال اچھے اور برے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے پیش کئے گئے تو ان مرتدین کا ارتداد جو برا عمل ہے وہ بھی ضرور پیش ہوا۔ پھر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو ان کے اعمال کا علم نہ ہونا کیونکر متصور ہو سکتا ہے۔

جواب نمبر ۲ نیز مسلم شریف میں یہ حدیث ان الفاظ سے منقول ہے

"فیقال ما شعرت ما عملوا بعدک"۔

یعنی حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا جائے گا کہ آپ کو معلوم نہیں جو کام انہوں نے تمہارے بعد کئے۔

"ما شعرت" جملہ منفیہ پر ہمزہ استفہام انکاری داخل ہوا ہے۔ نفی کا انکار ثابت ہوا ہے لہٰذا حدیث مبارکہ سے مرتدین کے اعمال کا علم حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کیلئے ثابت ہو۔ چونکہ واقعہ ایک ہے صرف اس کی روایتوں میں تعدد ہے۔ اس لئے جب ایک روایت میں ہمزہ استفہام مذکور ہو گیا تو ہر روایت میں اس کے معنی ملحوظ رہیں گے۔

جواب نمبر ۳ جب کریم کو سخاوت کیلئے بٹھایا جائے اور کریم کا دریائے سخاوت جوش پر ہو تو پھر اس کی توجہ اپنے پرائے، دوست دشمن پر نہیں رہتی اور وہ لوگوں کے دامن بھرتا چلا جاتا ہے لیکن جب اس کی توجہ دلائی جائے تو وہ متوجہ ہوتا ہے۔ اسی طرح روز محشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حوض کوثر پر موجود ہوں گے، امتیوں کو جام کوثر پلا رہے ہوں گے اور دریائے رحمت جوش پر ہوگا، مرتدین کی ایک جماعت ادھر سے گزرے گی۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کے اعمال کا مکمل علم ہوگا مگر دریائے جود وسخا میں جوش آنے کی وجہ سے ان کی بدعملیوں کی طرف خیال ہی نہیں جاتا، غلبہ حال کی وجہ سے فرماتے ہیں یہ میرے اصحاب ہیں یہ میرے اصحاب ہیں لیکن جب

توجہ دلائی گئی کہ اے میرے محبوب آپ کو معلوم تو ہے کہ انہوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ رحمت عالم ان کی بداعمالیوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور فرماتے ہیں سحقاً سحقاً دور لے جاؤ دور لے جاؤ۔

اس لئے اس حدیث پاک سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بے علمی ثابت کرنا نری حماقت ہے، بلکہ اس کو نسیان و ذہول اور بے توجہی پر محمول کریں گے۔

جواب نمبر ۴ یہ واقعہ بروز محشر ہوگا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام آج سے چودہ سو برس پہلے ہی اس کو بیان فرما رہے ہیں، کیا یہ علم غیب مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (عطائی) نہیں تو اور کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ منکرین کو ہدایت نصیب فرمائے۔

● رتیمن خف کی گپ

گپ: بات یہ ہے کہ اعراب ابو الاسود نے لگائے جو سیدنا علی المرتضیٰ کے شاگرد رشید تھے۔ (انصاف صفحہ نمبر ۱۳۶)

جواب: امام جلال الدین سیوطی (م ۹۱۱ھ) علیہ الرحمۃ لکھتے ہیں۔

اعراب کا جو طریقہ آج کل مشہور ہے وہ حروف سے اخذ کی گئی حرکتوں کے ساتھ نقطہ کا مسبدل کرتا ہے اس دستور کو خلیل نحوی نے ایجاد کیا۔ اور یہی کثرت رائج اور واضح تر طریقہ ہے۔ اور عمل بھی اسی پر ہے۔ (الاتقان جلد دوم صفحہ نمبر ۴۷۰ طبع لاہور ۱۹۸۲ء)

● پروفیسر عبدالرسول لکھتے ہیں۔

حجاج بن یوسف نے عجمیوں کی سہولت کیلئے حروف پر اعراب (زیر، زبر، پیش) لگانے کا طریقہ بھی رائج کیا۔ اس سے لوگوں کو قرآن کریم پڑھنے میں بڑی سہولت ہو گئی۔ (تاریخ اسلام صفحہ نمبر ۳۱۶)

● مولوی محمد حنیف گنگوہی دیوبندی لکھتے ہیں۔

(نحو) کے واضع اول حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ ہی ہیں آپ ہی کے بتائے ہوئے چند اصولوں کو سامنے رکھ کر ابو الاسود دؤلی نے قواعد نحویہ جمع کئے۔

ان کے بعد آپ کے تلامذہ نے بتدریج اس علم (نحو) کو ترقی دی۔ اور کچھ زمانے کے بعد ابو عمر بصری اور ان کے شاگرد خلیل بن احمد نے اس کو باضابطہ مرتب و مہذب کیا۔ خلیل کے مشہور شاگرد سیبویہ نے اس علم میں ایک جامع کتاب لکھی۔ الخ

(ترجمان القرآن فی تذکرۃ الفنون صفحہ نمبر ۱۱۹ طبع کراچی ۱۹۶۷ء)

معلوم ہوا کہ مرتبین انصاف کا یہ کہنا کہ قرآن کریم پر اعراب ابوالاسود نے لگائے تھے گپ کے سوا کچھ نہیں۔

- "مرتبین انصاف" درج ذیل عنوان کے تحت لکھتے ہیں

(مغالطہ نمبر ۱)

کہا جاتا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے حالانکہ یہ مذہب معتزلہ کا ہے۔
جمہور اہل سنت فقہاء احناف کے نزدیک اصل اشیاء میں توقف ہے۔

(درمختار صفحہ نمبر ۱۰۵ جلد اول بحوالہ انصاف صفحہ نمبر ۱۳۷)

<u>الجواب</u>: علامہ شامی علیہ الرحمۃ "درمختار" کی زیر بحث عبارت کا رد کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

(ترجمہ) میں کہتا ہوں "التحریر" میں یہ تصریح کی گئی ہے کہ جمہور احناف اور شوافع کے نزدیک مختار یہ ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے اور علامہ ابن ہمام کے شاگرد علامہ قاسم نے اس کی تخریج کی ہے اور "الہدایہ" کی فصل الحداد میں بھی یہی ذکر ہے اور فتاویٰ قاضی خان کے "حظر والاباحت" کے اوائل میں بھی یہی ہے اور "التحریر" کی شرح میں مذکور ہے کہ یہ بصرے کے معتزلہ اور اکثر شوافع اور اکثر احناف خاص طور پر عراقیوں کا قول ہے اور امام محمد نے بھی اسی پر یہ مسئلہ متفرع کیا ہے کہ جس آدمی نے کسی کو یہ دھمکی دی تم مردار کھاؤ یا شراب پیو ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا اس شخص نے <u>ایسا نہیں کیا</u> حتیٰ کہ <u>دھمکی</u> دینے والے نے <u>اس کو قتل کر دیا</u>۔ <u>امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا</u>

اور رہا یہ امر کہ بعض معتزلہ نے بھی اباحت کا قول کیا ہے تو کیا کریں اب ہم بھی خدا کو ایک ماننا اس لئے چھوڑ دیں کہ معتزلہ بھی خدا کو وحدہ لاشریک مانتے ہیں۔ (از [illegible])

مجھے یہ خطرہ ہے کہ وہ شخص گنہگار ہوگا کیونکہ مردار کھانا اور شراب پینا صرف قرآن کی ممانعت کی وجہ سے حرام ہیں پس امام محمد رحمۃ اللہ علیہ نے اباحت کو اصل قرار دیا۔ اور کہا کہ تحریم اور حرمت کے عارض ہونے کی وجہ سے ہے۔ شرح اصول بزدوی میں بھی یہی نص ہے کہ اباحت کا اصل ہونا اور یہ اکثر اصحاب کا قول ہے اس سے معلوم ہوا کہ شارح یعنی علامہ حصکفی نے سنتیں و نوافل کے باب میں جو یہ لکھا ہے کہ اباحت معتزلہ کی رائے ہے، اس پر اعتراض ہے جیسا کہ اس میں غور کرنا چاہیے۔

(ردالمحتار علی الدرالمختار جلد اول صفحہ نمبر ۱۰۵ مطبوعہ [illegible])

- علامہ محب اللہ بہاری لکھتے ہیں

اصل افعال میں اباحت ہے جس طرح کہ اکثر احناف اور شوافع کا مسلک ہے۔ یا حرمت جو بعض دوسرے لوگوں کا مسلک ہے۔ (مسلم الثبوت صفحہ نمبر ۳۱)

- حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے چند چیزوں کو فرض کیا ہے پس ان فرائض کو مت ضائع کرو۔ اور کچھ چیزیں حرام کر دیں ان محرمات کی پردہ دری مت کرو اور بعض چیزوں کی حدود مقرر فرمائیں پس ان حدود سے تجاوز مت کرو۔ اور باقی اشیاء سے اللہ تعالیٰ نے بغیر نسیان کے سکوت فرمایا ان میں بحث مت کرو۔ (مشکوٰۃ صفحہ نمبر ۳۲)

- ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد "باقی چیزوں میں بحث مت کرو" اس بات پر دلالت کرتا ہے۔ کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ (مرقاۃ جلد اول)

- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

پس جسے اللہ نے حلال کیا وہ حلال ہے جسے حرام کیا وہ حرام ہے اور جس سے اللہ نے سکوت فرمایا وہ معاف ہے۔ (مشکوٰۃ)

- شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں

اس جگہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل اشیاء میں اباحت ہے۔ (اشعۃ اللمعات جلد ۳)

• مولوی اشرف علی تھانوی لکھتا ہے

اصول شرعیہ میں سے ہے اور نیز قواعد عقلیہ میں سے یہ امر مسلم ہے کہ جو فعل [illegible] موجب [illegible] یعنی نصوص شرعیہ میں ان کے کرنے کی ترغیب اور اس کے کرنے کی ممانعت ہو وہ ایسا امر مباح ہوتا ہے۔ (طریقہ مولود صفحہ نمبر ۲۲)

اشیاء میں اصل اباحت ہے

اشتہار [illegible] تحقیق مسائل [illegible] ۔ [illegible] شیخ القرآن والحدیث [illegible] حضرت مولانا محمد [illegible] صاحب [illegible] حضرت مولانا محمد علی صاحب [illegible] شیخ الحدیث مولانا [illegible] شیخ الحدیث [illegible] محمد [illegible] صاحب [illegible] محمد [illegible] صاحب [illegible]

اس اشتہار پر مندرجہ ذیل علمائے دیوبند کے تصدیقات ہیں۔

۱۔ شیخ الحدیث فقیہ العصر مولانا مفتی اعظم پاکستان محمد فرید صاحب۔
۲۔ شیخ الحدیث استاذ العلماء حضرت مولانا محمد حسن جان مدنی۔
۳۔ شیخ الحدیث والعلماء حضرت مولانا مفتی سیف الاحقانی صاحب۔
۴۔ شیخ الحدیث اکابر العلماء حضرت مولانا فتح محمد صاحب۔
۵۔ شیخ الحدیث والعلوم حضرت مولانا فضل واحد صاحب۔
۶۔ شیخ الحدیث فقیہ العصر حضرت مولانا چاند بادشاہ صاحب۔
۷۔ شیخ الشریعت والطریقت سید علی آغا صاحب۔
۸۔ شیخ الشریعت والطریقت سید بادشاہ آغا صاحب
۹۔ شیخ الحدیث [illegible] مولانا [illegible] صاحب۔

۱۰۔ شیخ الشریعت والطریقت مولانا عبدالرؤف آغا صاحب۔
۱۱۔ شیخ الشریعت والطریقت حضرت مولانا عالی محمد صاحب۔
۱۲۔ شیخ الشریعت والطریقت حضرت مولانا عبیداللہ صاحب۔
۱۳۔ استاذ العلماء حضرت مولانا محمد حمید آغا صاحب۔
۱۴۔ قاضی القضاۃ [illegible] حضرت مولانا عبدالغفور سواتی صاحب
۱۵۔ [illegible] حضرت مولانا نور محمد صاحب۔
۱۶۔ شیخ الشریعت والطریقت حضرت مولانا سید عبد [illegible]
۱۷۔ [illegible] حضرت مولانا [illegible] محمد صاحب۔
۱۸۔ شیخ الحدیث والعلماء حضرت مولانا محمد علی صاحب۔
۱۹۔ حضرت مولانا محمد [illegible] صاحب
۲۰۔ علامہ [illegible] پروفیسر وکیل اسلام عبدالعزیز [illegible] ۔

• حدیث [illegible]

[illegible]

یہ حدیث [illegible] میں بھی موجود ہے [illegible] ۔

[illegible]

جو شخص کوئی اچھا طریقہ جاری کرے تو اس کو [illegible] لوگوں کے [illegible] ملے گا [illegible] عمل کریں گے۔ [illegible]

([illegible])

اس حدیث میں لفظ "سن" [illegible] لغوی معنی کے مقدار سے "ایجاد" کے ہم معنی ہے یعنی جس نے اسلام میں کوئی اچھی (نئی) [illegible] تو اس کو اس کا اجر ملے گا یہاں سے بدعت حسنہ کا تصور ابھرتا ہے اسی طرح "من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ" سے بدعت سیئہ کی طرف اشارہ ہے۔

اگر کوئی اعتراض کرے کہ اس سے تو صرف "سنت" ہی مراد ہے بدعت مراد نہیں لی جا سکتی تو اس کا جواب یہ ہے کہ (معاذ اللہ) اگر اس سے مراد صرف سنت ہی ہے تو کیا اس "حسنہ" کہنے کی ضرورت تھی کیا کوئی سنت غیر حسنہ بھی ہوتی ہے، دوسری بات یہ ہے کہ عمل کرنے کے حوالے سے "من عمل" تو کہہ سکتے ہیں مگر "من سن" کہنے کی کیا ضرورت ہے کیونکہ جو سنت حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہو تو پھر عام آدمی اس سے کیا راہ نکالے گا وہ تو صرف عمل اور اتباع کا پابند ہے پس ثابت ہوا کہ سن سے مراد نیا عمل اور بدعت ہے۔

اسی حدیث کے دوسرے حصے میں فرمایا کہ "من سن فی الاسلام سنۃ سیئۃ" یعنی جس نے اسلام میں بری راہ نکالی یہاں پر "سنۃ سیئۃ" کے لفظ بتا رہے ہیں کہ یہاں "سن" سے مراد معروف معنوں میں سنت نہیں ہے بلکہ یہاں لغوی معنی یعنی راستہ اور نئی راہ کا نکالنا مراد ہے۔

- بدعت کی مندرجہ بالا تقسیم (بدعت حسنہ اور بدعت سیئہ) مندرجہ ذیل ائمہ حدیث اور فقہاء کرام کی کتب میں پائی جاتی ہے۔

1. فتح الباری از ابن حجر عسقلانی 3:253۔
2. احیاء علوم الدین از امام غزالی 3:2۔
3. منہاج السنۃ از ابن تیمیہ 4:224۔
4. الاعتصام از علامہ شاطبی۔
5. تہذیب الاسماء واللغات از امام نووی 3:22۔
6. قواعد الاحکام فی مصالح الانام از عز الدین بن عبد السلام 2:172۔
7. شرح موطا از امام زرقانی 1:238۔
8. جامع العلوم والحکم از ابن رجب حنبلی۔
9. فتاوی الحدیثیہ از ابن حجر مکی 205۔
10. المبین بشرح الاربعین 226۔
11. جامع الاصول از علامہ ابن اثیر۔
12. مصباح الزجاجہ حاشیہ ابن ماجہ از امام جلال الدین سیوطی۔
13. رد المحتار شرح در المختار از علامہ شامی۔
14. مرقاۃ شرح مشکوٰۃ از ملا علی قاری۔
15. مدارج النبوۃ از شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔

ان ساری تفصیلات کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر عمل کو اس اعتبار سے نہیں پرکھا جاتا کہ یہ عمل حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں ہوتا تھا یا نہیں اور بعد میں کب شروع ہوا۔ اس لئے کہ کسی عمل کی ہیئت کبھی رسم و رواج پر منحصر ہوتی ہے، اور کبھی وقت کی ضرورتوں اور تقاضوں پر مبنی ہوتی ہے۔ کبھی اس کام میں حکمتیں کارفرما ہوتی ہیں۔ اور کبھی کئی مصلحتیں پیش نظر ہوتی ہیں۔

دیکھنے غور و فکر کرنے کی بات یہ ہوتی ہے کہ کیا اس کی کوئی اصل قرآن و سنت سے ثابت ہے یا نہیں؟ کیا بالواسطہ یا بلاواسطہ اس کا کوئی ثبوت قرآن و سنت میں موجود ہے، یا پھر وہ کام اس لئے بھی قابل مذمت ٹھہرتا ہے کہ اس سے کسی واجب، سنت اور مستحب وغیرہ پر زد پڑتا ہے یا اس سے ان کے ساتھ اختلاف ہوتا ہے۔

اگر کوئی اس کی اصل قرآن حکیم یا سنت نبوی سے ثابت ہو جائے تو پھر وہ طعن و تشنیع اور گمراہی یا گناہ وغیرہ کا باعث نہیں رہتی اور اگر وہ بفرض محال قرآن و سنت سے بالواسطہ یا بلاواسطہ ثابت نہ بھی ہو لیکن اس سے قرآن و سنت کی مخالفت نہ ہوتی ہو تو پھر بھی کسی قسم کی قباحت کا باعث نہیں بنتی اور نہ ہی اس پر طعن و تشنیع جائز ہے۔ ہاں صرف اس صورت میں کوئی بدعت ناجائز اور قبیح کے زمرے میں شامل ہو کر قابل مذمت ٹھہرے گی جب قرآن و سنت پر پرکھنے کے بعد یہ ثابت ہو جائے کہ یہ قرآن و سنت کی فلاں نص کے خلاف ہے یا شریعت کے فلاں حکم کے خلاف ہے یا پھر یہ دیکھا جائے گا کہ یہ نیا کام دین کے عمومی مزاج اور اس کی روح کے منافی تو نہیں۔

www.Fazlehaq.com

یاد رہے جیسا کہ (بدعت کی تعریف کرتے ہوئے) وضاحت ہو چکی ہے کہ کوئی بھی نیا کام اس وقت ناجائز اور حرام پاتا ہے جب وہ شریعت اسلامیہ کے کسی حکم کی مخالفت کر رہا ہو یا اور اسے ضروریات دین سمجھ کر قابل تقلید ٹھہرا لیا جائے یا پھر اسے ضروریات دین شمار کرتے ہوئے اس کے نہ کرنے والوں کو گناہ گار سمجھا جائے اور کرنے والے ہی کو مسلمان، تو ایسی صورت میں بلاشبہ جائز اور مباح بدعت بھی ناجائز اور قبیح ہو جاتی ہے۔ اور اگر جائز اور مستحسن بدعت میں ناجائز امور کو شامل کر لیا جائے جن کی رو سے روح اسلام کو نقصان پہنچ رہا ہو تو وہ بدعت بھی قابل مذمت بن جاتی ہے۔ (تصور بدعت اور اس کی شرعی حیثیت صفحہ نمبر ۵۲،۵۵)

یاد رہے کہ دیوبندیوں سے ہمارا فروعی اختلاف نہیں بلکہ اعتقادی اور دینی اختلاف ہے اور وہ کفریہ عبارتیں ہیں جو کہ بعض دیوبندی علماء کی کتب میں مذکور ہیں۔

- **مکتوبات حصہ چہارم صفحہ نمبر ۹۲ کی عبارت کا جواب**

(انصاف صفحہ نمبر ۳۴)

اس عبارت میں حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے غیر مقلدین کا رد فرمایا ہے جو کہ ائمہ مجتہدین پر شب و روز تنقید کرتے ہیں۔ "مرتبین انصاف" کا اس عبارت کو اہل سنت کے خلاف پیش کرنا سراسر جہالت ہے۔

الحمد للہ رب العالمین

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہ

۲۳ مئی ۲۰۰۶ء بروز بدھ

Nusratulhaq@Yahoo.com
Nusratulhaq92@Gmail.com

۱۔ مفتی رشید احمد دیوبندی لکھتے ہیں: [illegible] بدعت کی [illegible] کسی مخصوص دینی مقصد کو پورا کرنے کیلئے بطور وسائل و ذرائع کوئی بھی صورت اختیار کرنا ممنوع نہیں۔ (سنت و بدعت صفحہ نمبر ۱۳ طبع کراچی) (ابو کلیم فیضی غفرلہ)

کیا یہ دوغلی پالیسی نہیں؟

جلوس عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرو میں ناجائز | ڈیرہ اسماعیل خان اور بنوں میں جائز

Monthly "Naqeeb-e-Khatm-e-Nabuwwat" Multan Regd.M.No.32

تحفظ ختم نبوت کانفرنس

۱۲،۱۱ ربیع الاول ۱۴۲۹ھ ✿ جامع مسجد احرار، چناب نگر

حضرت صاحبزادہ
عزیز احمد مدظلہ

زیر صدارت
سید عطاء المہیمن بخاری

مہمانان خصوصی

مولانا زاہد الراشدی

حضرت مولانا مجاہد الحسینی

جناب حافظ حسین احمد

مولانا عبدالرشید انصاری

علمائے کرام
(جماعتوں کے رہنما)
کانفرنس کی مختلف نشستوں سے خطاب کریں گے

جلوس

تحریک تحفظ ختم نبوت ✿ مجلس احرار اسلام پاکستان

0301-3004157

Miss Page

وَصَلّٰى عَلَيْكَ اللّٰهُ يَا خَيْرَ خَلْقِهِ
وَيَا خَيْرَ مَأْمُوْلٍ وَخَيْرَ وَاهِبِ

(الطیب العمم صفحہ نمبر ۱۵۶)

ترجمہ: "اے اللہ جل شانہ کی ساری کائنات سے بزرگ ترین رسول اور اے تمام ان لوگوں سے بہتر جن سے خیر کی امید وابستہ کی جا سکتی ہے اور اے ان تمام جود وعطا کرنے والوں سے زیادہ سخی آپ پر اللہ تعالیٰ کے درود ہوں"۔

یہی شاہ صاحب علیہ الرحمۃ اسی قصیدہ میں آگے لکھتے ہیں۔

وَأَنْتَ مُجِيْرِيْ مِنْ هُجُوْمِ مُلِمَّةٍ
إِذَا أَنْشَبَتْ فِي الْقَلْبِ شَرَّ الْمَخَالِبِ

ترجمہ: "یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ مجھے پناہ دینے والے ہیں جب مصیبت ہجوم کر کے آ جائے اور اپنے اذیت ناک تیز پنجے میرے دل میں گاڑ دے"۔

• **مرتبین انصاف جواب دیں؟**

مرتبین انصاف نے مختلف اقوال لکھنے کے بعد لکھا ہے، ملا حسین خباز فرماتے ہیں: اور کفریہ کلمات میں سے ہے۔ غائب مردوں کو اس عقیدہ سے پکارنا کہ حاضر ہیں، جیسا کہ یا رسول اللہ، یا شیخ عبدالقادر جیلانی (مفتاح القلوب) الخ۔

(انصاف صفحہ نمبر ۸۶)

• علماء دیوبند کے پیر ومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی لکھتے ہیں:

یا رسول کبریا فریاد ہے ..... یا محمد مصطفیٰ فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آجکل — اے میرے مشکل کشا فریاد ہے
چہرۂ تاباں کو دکھلا دو مجھے — تم سے اے نور خدا فریاد ہے
قید غم سے اب چھڑا دیجئے مجھے ---- یا شہ ہر دوسرا فریاد ہے

(کلیات امدادیہ صفحہ نمبر ۹۰، ۹۱ طبع کراچی)

• **مولوی محمد قاسم بانی دارالعلوم دیوبند کی پکار**

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامیٔ کار

(قصائد قاسمی صفحہ نمبر ۸ طبع ملتان)

• **مولوی اشرف علی تھانوی کی پکار**

یا شفیع العباد خذ بیدی
انت فی الاضطرار معتمدی

اے بندوں کے شفاعت کرنے والے میری دستگیری فرمائیے آپ مشکلات میں میری آخری امیدگاہ ہیں۔

لیس لی ملجاء سواک اغث
مسنی الضر سیدی و سندی

آپ کے سوا میرا کوئی جائے پناہ نہیں، اے میرے آقا میری فریاد کیجئے میں سخت تکلیف میں مبتلا ہوں۔ (نشر الطیب صفحہ نمبر ۱۹۴)

"مرتبین انصاف" جواب دیں کیا، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی، مولوی محمد قاسم نانوتوی اور مولوی اشرف علی تھانوی، مشرک وکافر تھے۔ (ماھو جوابکم فھو جوابنا)

ارشاد الطالبین کی عبارت کا جواب

(انصاف صفحہ نمبر ۸۷)

بعض جاہل لوگ شیخ عبدالقادر جیلانی اور خواجہ شمس الدین کو مستقل بالذات مستعان حقیقی جان کر استمداد کرتے ہیں جو کہ سراسر شرک ہے۔

• قاضی ثناء اللہ پانی پتی لکھتے ہیں:

صوفیاء کرام نے شرع کے خلاف کوئی کام نہیں کیا، شریعت کا بگاڑ تو ان جاہلوں کی وجہ سے ہوا جو صوفیاء کے پیچھے آئے (اور تصوف کے علمبردار بنے)۔

(تفسیر مظہری صفحہ نمبر ۲۶۰ جلد ۲ مترجم)

دیوبندی بریلوی اختلاف

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد صابر صاحب

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا عبد السلام صاحب

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد امتیاز خان صاحب

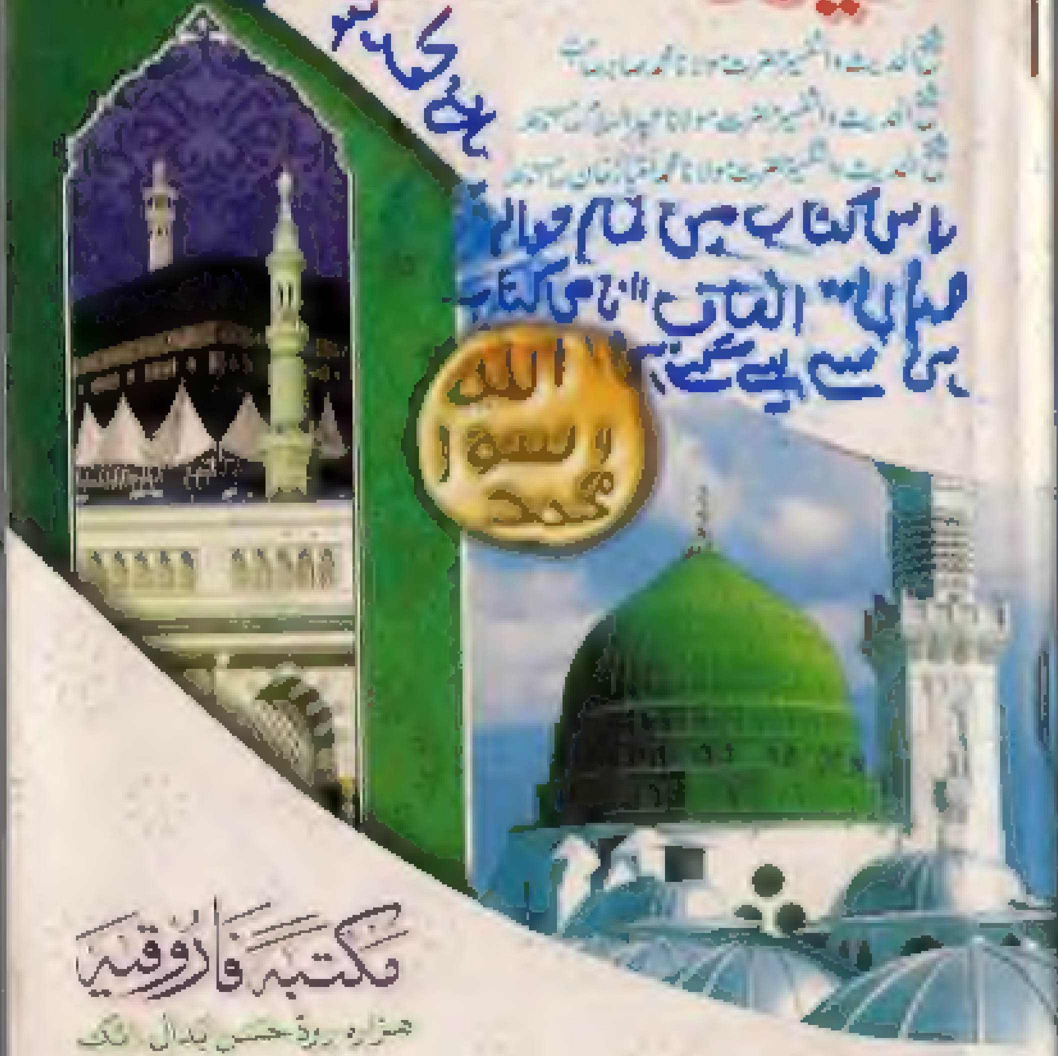

مکتبہ فاروقیہ

حضرو روڈ حسن ابدال اٹک

اعدلوا هو اقرب للتقوى انصاف کرو کہ یہ تقویٰ کے بہت قریب ہے

انصاف

جس میں قرآن عزیز اور احادیث صحیحہ کے ٹھوس دلائل ... اختلاف کے مستند حوالہ جات اور بزرگان دین کے اقوال ... اسلام کے اصل نقشہ کو محض عامۃ المسلمین کی راہنمائی کے لئے پیش کیا گیا ہے اور تاریخ کے ناقابل تردید شواہد ... کے شاخسانوں اور خوشامدیوں کو بے نقاب کیا گیا ہے۔ تحریک آزادی کے صحیح مجاہدین اور تحریک پاکستان کے اصل حامیوں کی نشاندہی کی گئی ہے

مرتبہ:

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد صابر صاحب

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا عبد السلام صاحب

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد امتیاز خان صاحب

مکتبہ فاروقیہ

حضرو روڈ حسن ابدال ضلع اٹک